TIGHT BINDING BOOK

TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188819
UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY P. G.

Call No. ۹۱۳۵۵۴ Accession No. 521

Author سر سید احمد خاں

Title آثار الصنادید

P. G.

This book should be returned on or before the date last marked below.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ	آثار پدید است صنادید عجم را

حمد اوس خالق الکائنات کی جسنے اٹھارہ ہزار عالم کو دو حرف کن سے پیدا کیا اور بعد ہزاران ہزار جلوہ ہاے رنگارنگ کے پھر پردہ عدم مین لیجائے گا ٭ اور نعت اوس رسول الثقلین کی جسنے جن وانس کو وادی ضلالت سے نکالا اور بعد جزاے اعمال کے اور سزاے کردار کے پھر دار السلام مین پہونچائے گا حیز تحریر سے افزون ہے اور احاطہ تقریر سے بیرون ٭ بہتر یہ ہے کہ فکر مآل اندیش اس داعیہ محال سے ہاتھ اوٹھا کر اپنے اندازہ سے پاون باہر نہ نکالے اور اس امر صعب مین ہاتھ نہ ڈالے اسیواسطے خاک پای اہل ہنر خوشہ چین معنی طرازان سخنور امیدوار رحمت صمد سید احمد مخاطب بخطاب جواد الدولہ عارف جنگ بیٹا سید محمد متقی خان بہادر مرحوم اور پوتہ جواد الدولہ جواد علیخان بہادر مرحوم اور نواسہ نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کا دانایان اولی الابصار اور صاحب طبعان روزگار کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ مدت دراز سے یہ اندیشہ دامنگیر تھا کہ اگر حیلہ گری زمانہ پر بہانہ سے اندکے نجات حاصل ہوجاوے اور فلک ناتوان بین کے پنجہ سے کچھ مہلت ہاتھ آوے تو ایک ایسا نسخہ عجیب اور مجموعۂ غریب خامہ چابک رقم کی مدد اور فکر آسمان پیر کی اعانت سے لکھا جاے کہ عمارات سواد حضرت شاہجہان حرسہ اللہ عن الفساد اور مکانات

درون شہر اور قلعہ مبارک کا حال اوس مین مندرج اور اطوار و اوضاع ساکنین شہر کا احوال اوس مین
مندمج ہوا اور بسبب کثرت علائق اور ہجوم عوائق کے یہ امر صورت پذیر نہوتا تھا الحمد للہ والمنۃ کہ
کارسازی لطف الٰہی دستگیر ہوئی اور مراحم یزدانی نے اعانت کی کہ یہ آرزو پردہ تقدیر سے ہر ہفت
حصول سے مزین ہوکر دیدۂ شوق مین جلوہ نما ہوئی اور یہ تمنا حجلہ غیب سے چہرہ کشا عرصہ دراز تک
آرام کو آرام نہ سمجھا اور آسایش کو آسایش نہ جانا جب یہ شاہد جادو طراز جلوہ شیرین لبان سحر پرداز
سے دلربا تر ہوا اور یہ شگفتہ گلزار گلشن وصال محبوبان دلکش سے جان فزا تر مطالعہ اسکا کون و فساد
روزگار سے آگاہ کرتا ہے اور مشاہدہ اسکا انقلاب ادوار سے یہ نسخہ طرفہ عبرت گاہ ہے اور
بیثباتی عالم پر گواہ اسکے دیکھنے سے براے العین مشاہدہ ہوتا ہے کہ وہ بادشاہان جم اقتدار کہ سکندر
دارا کو کمترین جاکر اور رستم و سام کو اوسکے بندہ تصور کرتے تھے ایک مٹھی بھر خاک مین کیا بیکس
و ناتوان پڑے ہین کہ اگر مور ضعیف اونکی خاک کو پامال یا پیل دمان اونکی مٹی کو لگدکوب کرے مجال
مدافعہ کی نہین رکھتے بیت یکے بگور عزیزان شہر سیری کن ✤ ببین کہ نقش المہا چہ باطل افتادست ✤
اسکا پڑھنا غافل کو ہوشیار کرتا ہے اور عاقل کو ہوشیار تر اور اوسکا دیکھنا نادان کو خبردار کرتا ہے
اور دانا کو خبردار تر اسکو ناتوانونکے مزاج مین حکم مل ہی اور نازک مزاجون کے دماغ مین حکم گل سیاحون
کو اوس سے سیر عالم میسر اور تماشا دوستون کو اوس سے باغ و بہار پر نظر اوسکی ورق کشائی قال
خجستہ بنیاد اور اوسکی سیر شگون مراد مثنوی نشاط اندر آرد بخوانندگان ✤ مفرح رساند بدانندگان ✤
فسردہ دلان را در آرد بکار ✤ غم آلودگان را بود غمگسار ✤ نوازش کند سینہ خستہ را ✤ کشایش دہد
کار سربستہ را ✤ گرش ناتوانی تمنا کند ✤ خدایش بخواندن توانا کند ✤ وگر ناامیدیش گیرد بدست ✤ بدست
آورد ہر امیدے کہ ہست ✤ جب یہ نسخہ مرتب ہوچکا اور اوسکا حسن شاہدان خلخ و نوشاد سے زیادہ
نظر آیا اپنی اندیشہ معنی پرست مین یہ گذرا کہ اسکو کسی نام اور بلند مرتبہ کے نام نامی اور اسم گرامی سے
پیرایہ دیا جاوے اور اوسکو کسی جم اقتدار گردون وقار کے محامد پسندیدہ سے مزین کیا جاوے اسی
اثنا مین عالم بالا سے ندا آئی ✤ در عالم علوی سے نوید پہونچی کہ زیور اس شاہد حجلہ غیب کا اسم سامی
اوس عالی منزلت گردون بارگاہ کا ہوسکتا ہے کہ جسکا خیمہ جاہ فلک نہم سے بالاتر ہے اور اوسکے
ادنی خادم کا مرتبہ سکندر و دارا سے والا تر دولت و اقبال کا طراز اور فضل و انعام حقیقی اوسکا کارساز

دارا کو اگر اوسکی اعانت پہونچتی سکندر سی شکست نہ کھاتا اور اقرا اسباب کو اگر اوسکی توجہ مدد کرتی تو رستم سی الزام نہ پاتا
علم سکندر شکوہے کہ در جملہ ساز ٭ شکوہے سکندر بدو گشت باز ٭ طرف دار پنجم بمردانگی ٭ قدر خان مشرق بفرزانگی والی جہان
دارا دربان صاحب دولت و اقبال خداوند جاہ و جلال مسند آرای کشور فرماندہی و کشورستانی حاکم محاکم عدل سنجی و جہانبانی
مؤید بتائید آسمانی بانی مبانی عدل نوشیروانی نصرت لوا دولت پیرا جہان کشا حاجت روا کامروای خلائق و پسندیدہ
حضرت خالق عدل پرور انصاف گستر آسمان پایہ رفعت سرمایہ معظم الدولہ امین الملک
اختصاص یار خان فرزند ارجمند بجان پیوند سلطانی سر طامس ثیافلس مٹکف صاحب
بارونٹ بہادر صاحب کلان بہادر دار الخلافہ شاہجہان آباد دام اقبالہ

مثنوی لمؤلفہ

ممدوح زمانہ را ستایم ٭ صد دفتر وصف او کشایم
بندم ز گل بہار اوصاف ٭ گلدستہ بدست طبع وصاف
آرم بحضور بارگاہش ٭ ریزم گل صد ثنا براہش
از بحر سخن گہر برآرم ٭ بر فرق سرش گہر ببارم
ہر لولوی شاہوار وصفش ٭ ہر گوہر آبدار وصفش
در سلک کشم بحسن ترتیب ٭ ترتیب دہم بحسن تہذیب
مضراب زنم بتار گفتار ٭ صد نغمہ برآورم ازین تار
وز ہر بن مو ترانہ گویم ٭ صد رنگ بہر ترانہ جویم
در جام سخن مئے معانی ٭ ریزم بہزار کامرانی
ہر عقدہ کہ افتدم بہر کار ٭ بکشایم ازین شگرف اسرار
از باغ ثنا گلی بچینم ٭ در گلشن مدح گل ببینم
آن مہبط رحمت الٰہی ٭ یکتا گہر محیط شاہی
افتادہ ز فیض آن گہر سنج ٭ در دامن آرزو دو صد گنج
گر از لب خود سخن برآرد ٭ گنج گہر از دہن برآرد
بر بود امید تشنہ کامان ٭ از بحر کفش زلال احسان
برتر ز قیاس قدر والاش ٭ آنسوی خیال صدر بالاش
زیبندہ تخت و تاج اورنگ ٭ شاہنشہ ملک و عقل و فرہنگ
این تاج دران کہ تاجدارند ٭ بر درگہ او جبین گذارند
این گنبد آسمان کہ بالاست ٭ خشتیش ز آستان والاست
ہم عقل ازو بعقل ممنون ٭ ہم عدل ازو بعدل مرہون
افروخت ز تیغ شمع کافور ٭ تاریکی ظلم برد ازین نور
عیشش بجہان چو کرد آہنگ ٭ بگریخت ستم ہزار فرسنگ
لعل لب اوست عمر جاوید ٭ عکس رخ اوست صبح امید
ہم فتح نصیب و ہم ظفرمند ٭ ہم قلعہ کشا و ہم عدو بند
اقبال و ظفر معین کارش ٭ تائید خدا رفیق و یارش
زیبندہ افسر سکندر ٭ اجری دہ ملک ہفت کشور
افتادہ ز ہیبتش ستمزار ٭ ظلم است ز جان خویش بیزار
ہم آئینہ رای روشن او ٭ ہم رای منیر جوشن او
خورشید کاخ عالی او ٭ ہم پایہ چرخ کرسی او
عدلش بجہان صلای اقبال ٭ رایش بدو کون محیط اجلال

آورده ز رای روشن خویش / آئینه راز یک جهان پیش
افلاک ز هیبتش گریزان / گردید ز کوکب اشک ریزان
در گوش ستم کشان عالم / آوازه کوس او پی هم
در کرده صدای انتقامش / آورده صلای لطف عامش
از دادگری بروزگاران / چون باد صبا به نوبهاران
هم داده پژوده و هم سخن سنج / داده بجهان جهان جهان گنج
عدلش لب انتقام بگشاد / پاداش جفا بهر کسی داد
بلبل بچمن کشد چو ناله / گل را بخزان کند حواله
پروانه ز شمع جان خود سوخت / آتش بدل دو نیمش افروخت
چون سنگ بشیشه ها ضرر داد / سوزی بدرونش از شرر داد
بخشد بعطای جاودانی / صد بخش ز خوان کامرانی
ممنون عطا کند فلک را / مرهون صلا کند ملک را
بر روی فلک اگر دویده / صد تیغ بروی او کشیده
از فرط علو آستانش / در بارگه جلال شانش
هم چرخ جبین بخاک مانده / هم خاک بعرش سر رسانده
گردن زده ظلم پروران را / خون کرده دل ستمگران را
این نیست شفق که از حسامش / در عرصه رزم انتقامش
خون کش دل ساز کرده / بر چهره خود طراز کرده
آهیخت چو تیغ بر سر چرخ / کرده بدو نیم پیکر چرخ
هر کس که ز لطف او برد بهر / بر وی نرسد ز آسمان قهر
افگنده ز زور بازوی خویش / خصمی که بود خصومت اندیش
بگریخت ز پیش اسپ جاهش / شیر فلکی بعرصه گاهش
انداخت خوان لطف و اجلال / افروخته شمع عدل و اقبال
کرده بدو کون حکم جاری / بسپرده بخصم زخم کاری
تا تیغ جهان ستان علم کرد / زان تیغ سر ستم قلم کرد
افروخت بعقل عرش پیما / صد مشعل خور بهفت غبرا
بودست بر آسمان اجلال / خورشیدی عالمش مه و سال
عالم همه زیر دست اویند / محکوم و وفا پرست اویند
یک حکم ازو ز خلق تسلیم / یک جلوه ازو ز چرخ تکریم
افگنده ز پا درخت بیداد / از دست نشانده سبزه داد
فرمان بر اوست روم تا شام / اجری خور او قباد و بهرام
عدلش چو بر آسمان ندا کرد / صد توبه ز یک جفا ادا کرد
صیتش چو نمود یک سیاست / بر هر دو جهان شدش ریاست
آن لب که ز حرف عدل او گفت / چون کرد ستم بیک نفس رفت
محو رخ اوست چشم اقبال / فرمان بر اوست ملک اجلال
تا ملک بکوس عدل بنواخت / بیخ ستم از جهان برانداخت
کار دو جهان بلطف خود کرد / عالم بکنار عدل پرورد
در پرده چرخ دیر بنیاد / هرگز نشود بلند فریاد
هر کس بنهد بطاعتش گام / در جنبش چرخ یابد آرام
از هیبت او فلک نگون گشت / از عدل وی آسمان زبون گشت
گیرد ستم از کفش سر خویش / بگریخته ظلم با دل ریش
سرخوش ز می مدیح بودم / بیخود شدم و زبان گشودم
از پایه خویش پیش رفتم / رفتم ز مقام خویش رفتم
عقل آمد و گفت کای سخن سنج / از در سخن بدامنت گنج
از هوش ربودت این می ناب / هش دار و مقام خویش دریاب
از بهر دعای او سخن گو / اسرار نهان این سخن جو

تا رشتہ تار پود انفاس + از بہر قماش تن کند پاس + ذاتش بجلال جاودان باد + دان ذات خلاصہ جہان باد
اگر یہ نسخہ غریب اس قدر شناس کی نظر قبول سے مزین ہو جاوے زہے دولت اور جو یہ مجموعہ عجیب
اس ثانی عقل فعال کے زیور التفات سے مجلی ہو جاوی زہے سعادت ؎ گر قبول افتد زہی عز و شرف
ہر چند یہ کتاب نظر تماشائیان دقیقہ باب مین رشک گلزار اور غیرت بہار ہے لیکن حقیقت مین بہار جب
ہے کہ اس دریا دل کے سحاب الطاف سے سرمایۂ خرمی حاصل کرے اور گلزار جب ہے کہ اس بحر کف
کے ابر عنایت سے سرسبزی پاوے **مثنوی** گر التفات خداوندیش بیار آید + نگارخانہ چینی و نقش
ارژنگی است + امید ہست کہ روئے ملال در نکشد + ازین سبب کہ گلستان جاے دلتنگی است + علی الخصوص
کہ دیباچہ ہمایونش + زنام تا مس مشکف نگار ارتنگی است + بہر حال جو کہ امید قوی ہے کہ ایسے اقای
قدردان کی نظر عنایت سے مزین بزیور قبول اور یہ آرزو محلی بحلیۂ حصول ہوگی اس نسخہ دلکشا کو زیور
اتمام سے آراستہ کر کر اس مناسبت سے کہ صنادید روزگار کی آثار اور اعیان مملکت ہند کے احوال و اطوار
پر مشتمل ہے **آثار الصنادید** نام رکھا اور چار باب پر مرتب کیا +

باب پہلا شہر کے باہر کی عمارتون کی حال مین -

باب دوسرا قلعہ معلے کی عمارتون کے حال مین -

باب تیسرا خاص شہر شاہجہان آباد کے حال مین -

باب چوتھا دلّی اور دلّی کے لوگون کے حال مین -

نخلبند جہان اور چمن آراے کن فکان سے امید یہ ہے کہ اس گلشن جنت نظیر کو آبیاری ابر رحمت
سے ایسا سرسبز کرے کہ ہر ورق اسکا برگ طوبی کا ہمسر ہو اور ہر سطر اسکی سنبل فردوس کی برابر نہ شقائق
اسکے مضامین رنگین کا مقابلہ کر سکے اور نہ نسرین اسکی شگفتگی عبارت کے برابر ہو سکے مطالعہ اسکا ارباب
شوق کو مفید ہو اور سیر اسکی بہتر از ہنگامہ نوروز و عید غالباً دعاے نیم شبے اور نالہ سحری کارگر ہوا کہ جب
نظر تامل سے اس مجموعہ دلفریب کو دیکھا تو جیسا دل چاہتا تھا اوس سے زیادہ پایا اور جسقدر تمنا تھی
بہتر اوس سے نظر مین آیا لیکن ناظرین انصاف دوست سے توقع ہے کہ کجی اور اعتساف کو بالای طاق رکھکر
بنظر انصاف ملاحظہ کرین کہ مولف نے اسکی تالیف مین کیا دود چراغ کھایا اور کس قدر خون جگر پیا ہو اگر اس
نظر پر صلہ تحسین سے شاد کرین کچھ بعید نہین **شعر** رسی انگہ بدرد من کہ چو من + خامہ گیری و صفحہ بنگاری



باب پہلا

شہر کے باہر کی عمارتون کے حالمین

بیا و نقش عمارات شہر یاران بین | کہ این سپہر جفا پیشہ چون بہ بست و شکست

واضح ہو کہ سابق مین آبادی اس شہر کی جانب جنوب تھی اور جتنے قدیم مکان ہین وہ اسی جانب واقع ہین جس بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین قلعہ بنایا اور شہر بسایا وہ شمال کیطرف ہٹتا آیا اس سبب سے اس شہر کے اور طرف مکانات قدیم بہت کم ہین مگر تغلق شاہ اور عادل شاہ نے قدیم آبادی کے جنوب کی طرف قلعہ بنایا تھا اس جہت سے گویا انتہاے عمارات قدیم جانب جنوب کو تغلق آباد کا قلعہ ہو گیا ہے اب کہ ہمنے شہر کے باہر کی عمارتون کا حال لکھنا شروع کیا مناسب معلوم ہوا کہ انتہاے عمارت سے یعنے قلعہ تغلق آباد سے جملہ عمارات قدیم کا حال لکھین تاکہ اوس سے اس دنیاے ناپایدار پر عبرت ہو اور اس بوقلمونی روزگار پر بصیرت اہل بصیرت کے لیے یہ ایک آئینہ ہے کہ اوس سے عبرت بڑہتی ہے اور بے بصیرتون کو بصیرت ہوتی ہے نظم

چنین است رسم این گذرگاہ را | کہ دارد بآمد شدین راہ را
یکے را در آرد بہنگامہ تیز | یکے را ز ہنگامہ گوید کہ خیز
کہ داند کہ این خاک دیرینہ دور | بہر غاری اندر چہ دارد ز غور
کہ داند کہ این دخمہ دام و دود | چہ تاریخہا دارد از نیک و بد
چہ نیرنگ با بخردان ساختست | چہ گردن کشان را سر انداختست
اگر شاہ ملک است و گر ملک شاہ | ہمہ راہ رنج است یا رنج و راہ

قلعہ تغلق آباد

یہ قلعہ غیاث الدین تغلق شاہ بیٹے ملک تغلق نے جو غیاث الدین بلبن کے غلامون مین سے تھا بنایا ہے اس قلعہ کی تیاری ۷۲۱ھ ہجری مین شروع ہوئی اور بہت جلد تیار ہو گیا کسی زمانہ مین یہ قلعہ بہت نفیس و لطیف ہوگا لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہے + اکثر جگہ سے فصیل قلعہ کی قائم ہے مگر اندر کے مکان بالکل ٹوٹ گئے ہین کہ نام و نشان تک نہین رہا بجز گڑھون اور پتھرون کے ڈھیر کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا + قلعہ کے بیچون بیچ مین ایک بہت بلند مکان بنا ہوا تھا اور وہ بادشاہ کی بیٹھک تھی اوسکو جہان نما کہا کرتے تھے + لوگون کے ذہن مین یہ سما رہا ہے کہ اس سے بڑا اور کوئی قلعہ نہین ہے + اور کہتے ہین کہ اس قلعہ کے چھپن کوٹ اور باون دروازے ہین + مینے جو اس قلعہ کو بخوبی دیکھا تو یہ خیال غلط معلوم ہوا اور یہ بات تحقیق ہوئی کہ یہ قلعہ بہت بڑا نہین ہے + بادشاہ نے مغرب کی طرف قلعہ بنایا تھا + اور تین طرف یعنے مشرق اور شمال اور جنوب کی طرف تغلق آباد کا شہر آباد کیا تھا + اور شہر کی فصیل اور قلعہ کی فصیل اس خوبصورتی سے ملا کر بنائی ہے کہ یہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے + ہمنے اس نقشہ مین جسقدر کہ اصل قلعہ کی عمارت ہے وہان لفظ قلعہ کا لکھدیا ہے + یہ قلعہ شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلے پر جنوب کی طرف واقع ہے + اس قلعہ مین راجہ ناہر سنگہ بلم گڑھ والے کی عملداری ہے + اور پچاس ساٹھ برس سے اس قلعہ مین گوجر آباد ہین اور اونکو افعال شنیعہ کرنے کو بہت اچھا مامن ہاتھ آیا ہے اور ایک چھوٹی سی پہاڑی پر یہ قلعہ بنایا گیا ہے + عمارت اس قلعہ کی تمام چونہ اور خارا کے پتھر سے ہے + دروازے بہت چھوٹے اور در بہت پست جیسے انکی عمارتون کے ہوتے تھے ویسے ہی ہین + لیکن اوس زمانہ کی عمارتون مین بہت خوبصورت عمارت ہے اور نہایت مستحکم + اس عمارت کو بنے ہوئے پانسو چالیس ۵۴۰ برس کے قریب عرصہ ہوا اسی قلعہ کے پاس مغرب کیطرف تغلق شاہ کا مقبرہ ہے

مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ

یہ مقبرہ بہت نفیس بنا ہوا ہے + میرے ذہن مین اوس زمانہ کی عمارتون مین اس سے سوا خوبصورت کوئی عمارت نہوگی + اگرچہ عوام مین یہ مشہور ہے کہ اس مقبرہ کو بھی غیاث الدین تغلق شاہ نے بنایا ہے

لیکن یہ بات غلط ہے بلکہ یہ مقبرہ ملک فخرالدین جونا سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے بیٹے کا بنایا ہوا ہے جسکو سلطان نے اپنی بادشاہت مین الغخان خطاب دیکر اپنا ولی عہد کیا تھا اور سلطان کے مرنے کے بعد اوسنے اپنا لقب سلطان محمد تغلق شاہ رکھا تھا + اس سبب سے کہ باپ بیٹے دونو تغلق شاہ کے لقب سے مشہور تھے لوگون کو شبہہ پڑا ہے + یہ عمارت ۷۲۵ھ ہجری کے بعد بنی ہے کہ اوسکو پانسو ۵۰۰ پینتیس برس کے قریب عرصہ گذرا + اس مقبرہ کی فصیل تو سنگ خارا اور چونہ سے بنی ہوئی ہے اور مقبرہ کے برج کی چار دیواری اندر باہر سے سنگ سرخ کی بہت خوبصورت ہے اور تمام برج سنگ مرمر کا ہے اور جابجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی دھاریان اور گل بوٹے منبت کاری کے نہایت نفاست سے لگی ہوئی ہین اور سرخ سفید ملکر عجب عالم دکھاتی ہین + برج کے اوپر ایک کلسی سنگ سرخ کی لگی ہے مگر تھوڑی سی ٹوٹ گئی ہے + یہ مقبرہ بھی راجہ ناہرسنگھ بلم گڈھ والی کی عملداری مین واقع ہے اور اوسنے ناقدردانی سے اس نفیس مقبرہ کو ایسا خراب کر رکھا ہے کہ اوسمین گائے بیل بندھتے ہین اور زمیندار بستے ہین + اس مقبرہ کے رہنے والے زمیندار اپنے تئین شیخ بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارے بزرگ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے وقت سے تغلق آباد مین ہوئے تھے جب سے کہ اس قلعہ مین گوجر آ بسے ہم اس مقبرہ مین آ رہے +

قبور مقبرہ

اس مقبرہ کا برج اندر سے بھی بہت نفیس ہے کہ اوسکی نفاست نقشہ سے ظاہر ہے + اس برج مین تین قبرین ہین + پہلی قبر جو گنبد کے بیچون بیچ مین ہے وہ قبر تو سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی ہے اور دوسری قبر کا حال میری تئین کسی تاریخ کی کتاب سے تحقیق نہین ہوا + لوگ کہتے ہین کہ دوسری قبر اوسکے بیٹے کی ہے + مگر غلطی یہ ہے کہ اوسکا نام محمد عادل شاہ بیان کرتے ہین + محمد عادل شاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا کوئی بیٹا نہ تھا + سلطان محمد تغلق شاہ جسنے اس مقبرہ کو بنایا ہے البتہ اسکا بیٹا تھا اور اگر یہ سلطان محمد تغلق شاہ دریاے سندھ کے کنارے پر ۷۵۲ھ ہجری مین مرا ہے لیکن کچھ عجب نہین کہ اوسکی لاش کو لاکر یہان دفن کر دیا ہو + اور تیسری قبر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی ہوی کی ہے کہ مخدومہ جہان اوسکا خطاب تھا ان تینون قبرون کے تعویذ معلوم نہین

نقشہ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۱۲ جلد اول

نقشہ مقبرہ کے برج کا اندر سے

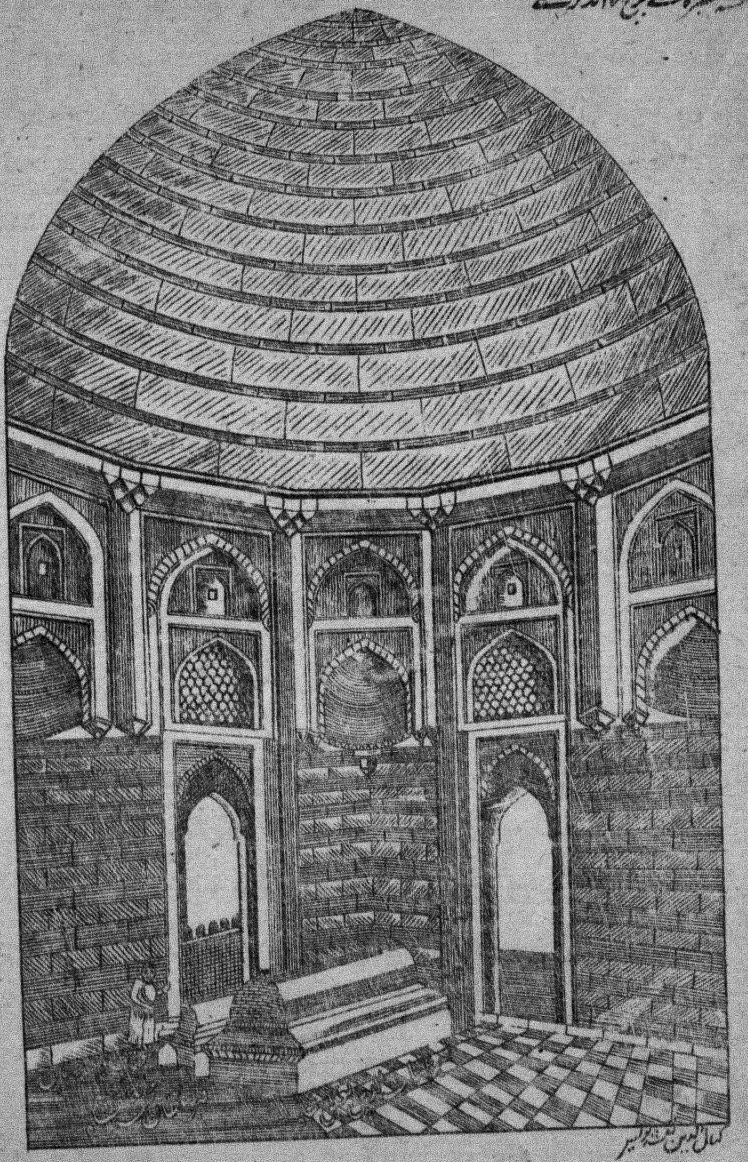

نقشہ برج مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ

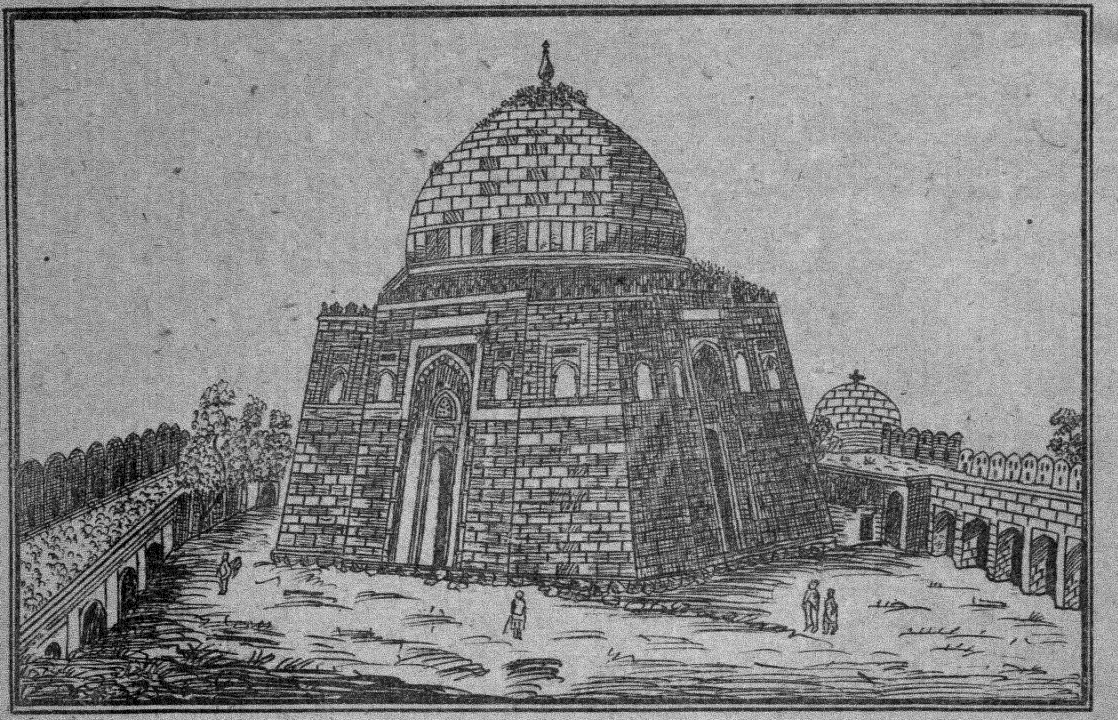

نقشہ نمبر ۳ متعلقہ صفحہ ۱۳ باب اول

نقشہ نمبر ۴ متعلقہ صفحہ ۱۳ باب اول

نقشہ مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ و دروازہ و فصیل و برج

کہ کون لیگیا اور کیا ہوئے اب اون تعویذون کی جگہ کسی نے اینٹ اور چونہ سی قبرین بنادی ہین

برج مقبرہ

اس مقبرہ کا برج بھی بہت خوب اور اوسکی وضع نہایت مرغوب ہے قابل سیر و تماشا ہے اوسکی بلندی نقشہ سے ظاہر ہے کہ لمبے قد کا آدمی اوسکے اسارہ تک پہونچتا ہے آدمی کی طاقت نہین کہ اوسکی خوبی بیان کرسکے اس گنبد کے مشرق اور شمال اور جنوب کی طرف محراب دار دروازے ہین اور مغرب کی طرف کے دروازے کا نشان بنا ہوا ہے مگر دروازہ نہین ہے معماروں نے اس خوبی اور استحکام سے اسکے پتھر وصل کیے ہین کہ دیکھنے سے تعلق ہے اسکی مضبوطی اور استحکام دیکھکر خیال مین نہین آتا کہ یہ کبھی فنا بھی ہوگا اسکی ایسے نفیس صحن مین جسپر جوتی سمیت پاون رکھنا اور فرش بچھاکر بیٹھنا بہت بے سلیقگی تھی گائے بھینس بیل بندھتے ہین اور گوبر کی ڈھیر پڑی رہتی ہے

فصیل مقبرہ

اوس مقبرہ کی فصیل اور دروازہ بھی نہایت شان دار اور بغایت خوبصورت ہے دروازہ تمام سنگ سرخ کا ہے اور اوس مین ایک دالان ہے تیئس سیڑھیان چڑھکر مقبرہ کے صحن پر پہونچتے ہین فصیل اسکی نہایت عجیب ہے سمجھ مین نہین آتا کہ بنانے والے نے اسکی فصیل ایسی ٹھیری مڑی کیون بنائی ہے شاید جسطرح کا پہاڑ ہوگا اوسی طرح کی فصیل بنادی ہوگی اگرچہ یہ مقبرہ تکونیہ کوٹ کرکے مشہور ہے یعنے مثلث پر ہے بھی غلط اسی واسطے کہ دونو ساتین اسکی مستقیم نہین ہین اونکے بیچ مین بھی ایک ایک زاویہ منفرجہ پیدا ہوگیا ہے اسکی فصیل مین قلعہ کے طور پر برج دوبارہ بنے ہوئے ہین + ایک برج تو اس مثلث پر جانب جنوب ہے اور دوسرا برج ضلع شرقی مثلث پر اور تیسرا اور چوتھا برج قاعدہ مثلث پر جانب شمال اور غرب بنا ہوا ہے تیسرے برج پر ایک اور برج ہے اور اوسمین بھی کچھ نامعلوم قبرین ہین اور ضلع غربی مین مقابل برج ضلع شرقی کے پکا کنوان ہے کہ اوسکا پانی مقبرہ کے رہنے والون کے خرچ مین آتا تھا اس فصیل کے اندر کے رخ حجرے فقرا اور مساکین کے رہنے کو بنے ہوئے ہین گرد اس مقبرہ کے سلطان فیروز شاہ نے پانی کا بند بنایا تھا اور مقبرہ اور قلعہ کے دروازے مین پل باندھا تھا کہ اس سبب سے اس مقبرہ اور قلعہ کو جیب روفق ہوگئی تھی +

پل مقبرہ

اگرچہ مین یقینی نہین کہہ سکتا کہ یہ پل کسی نے بنایا ہے ۔ مگر تاریخ کی کتابون کے تتبع سے ایسا یقین پڑتا ہے کہ یہ پل سلطان فیروز شاہ بن سالار رجب کا بنایا ہوا ہے جو سلطان محمد تغلق شاہ کے بعد تخت پر بیٹھا تھا ۔ اس بادشاہ نے اپنی سلطنت مین بہت سے پل اور پانی کے بند بنائے ہین کیا عجب ہے جو یہ بھی اسی نے بنایا ہو ۔ اگر میری بات درست تصور کی جاوے تو ۷۵۲ ہجری کے بعد یہ پل بنا ہوگا کہ اوسکو پانسو دس برس کے قریب عرصہ گذرا اس پل اور پانی کے بند بندھنے کے سبب حقیقت مین اس قلعہ اور مقبرہ مین جان پڑ گئی ہے مشرق کی طرف تو تغلق آباد کا قلعہ ہے اور مغرب کی طرف پہاڑ ہے اور جنوب کی طرف عمارت ہزار ستون ہے اور شمال کی طرف سے پانی آنکر تغلق آباد کے قلعے کے نیچے کوسون تک بھرا رہتا تھا اور اس مقبرہ کے گرد پانی پھر کر عجب عالم دکھاتا تھا ۔ اور یہ مقبرہ کٹورہ سا معلوم ہوتا تھا پانی کی لہرین کھانا اور ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور پہاڑون پر سے سبزے کا دکھائی دینا جنت یاد دلاتا تھا ۔ مقبرہ کے چارون طرف اسقدر پانی بھرا رہتا کہ مقبرہ کے جانے کو رستہ نہوتا ۔ اسواسطے یہ پل مقبرہ کے دروازے سے قلعہ کے دروازہ تک بنایا گیا ہے ۔ جب کہ مین اس مقام کا نقشہ کھینچنے گیا ہون اوسوقت مین بھی بہت پانی بھرا ہوا تھا اگرچہ اگلے زمانہ کی سی کیفیت کہان تھی مگر بے تکلف پانی کا لہرانا اور ٹھنڈی ہوا کا چلنا اور ٹوٹی پھوٹی عمارتون کا دکھائی دینا مجھکو بہت پسند آیا اور بہت حسرت آئی کہ اگر یہ بند تیار ہو جاوے تو کیا اچھی سیرگاہ ہے افسوس کہ راجہ ناہر سنگہ بلم گڈھ والے کو جسکی عملداری مین یہ بند واقع ہے اسکی آراستگی کا کچھ خیال نہین ۔ باوصفے کہ اس سے افزونی زراعت بھی متصور ہے یہ پل بعض جگہ سے ٹوٹ بھی گیا ہے اور ریت آجانے کے سبب اسکے در بند ہو گئے ہین ۔ اگلے وقتون مین بڑے بڑے نالے جو اس نواح مین جاری تھے اس بند مین کاٹ کر ڈالے گئے تھے اور تالاب شمسی جو قطب صاحب مین واقع ہے اور اوسکا پانی بارہ مہینے جاری رہتا تھا ۔ اوسکا پانی بھی اسی جگہہ ڈالا گیا ہے اور جس جگہہ کہ اب جہر نہ ہے وہان بند موجود ہے کہ اوسکا حال وہان کی عمارتون مین لکھا جاویگا

عمارت ہزار ستون

یہ عمارت بھی تغلق آباد کے قلعے کے پاس واقع ہے اس عمارت کو ملک فخر الدین جونا سلطان غیاث الدین تغلقشاہ

نقشہ نمبر ۵ متعلقہ صفحہ ۴۴ باب اول

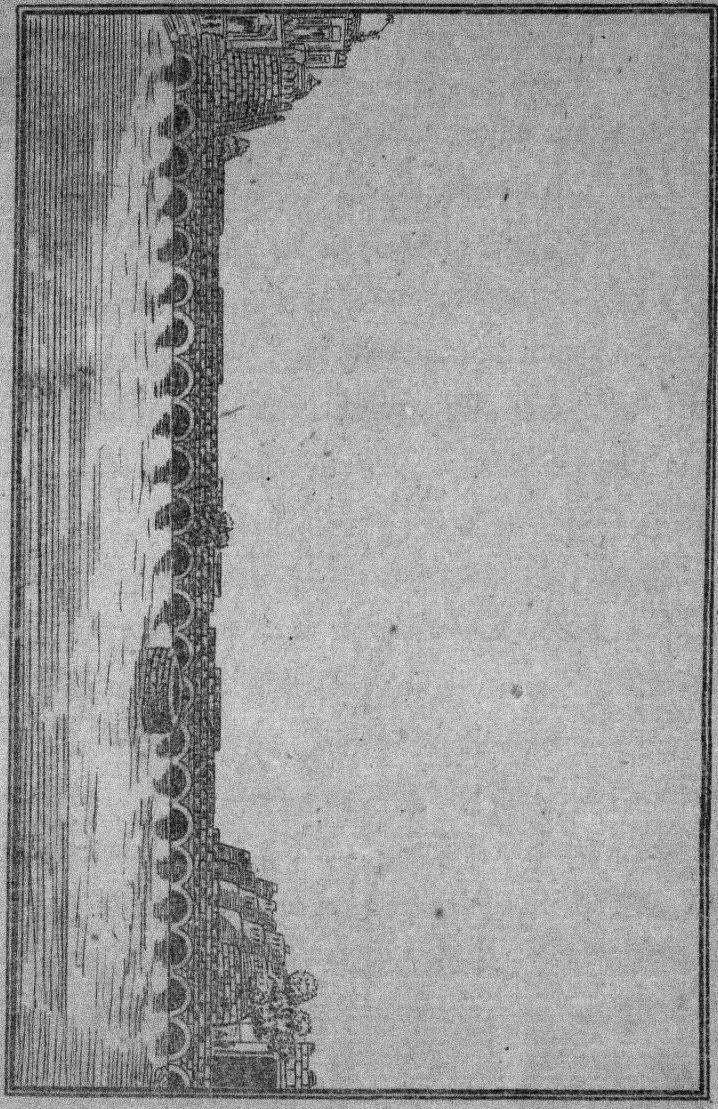

نقشہ پل

نقشه نمبر ۶ متعلقه صفحه ۱۴ باب اول

نقشه عمارت هزار ستون مسمی به محمد آباد و عادل آباد

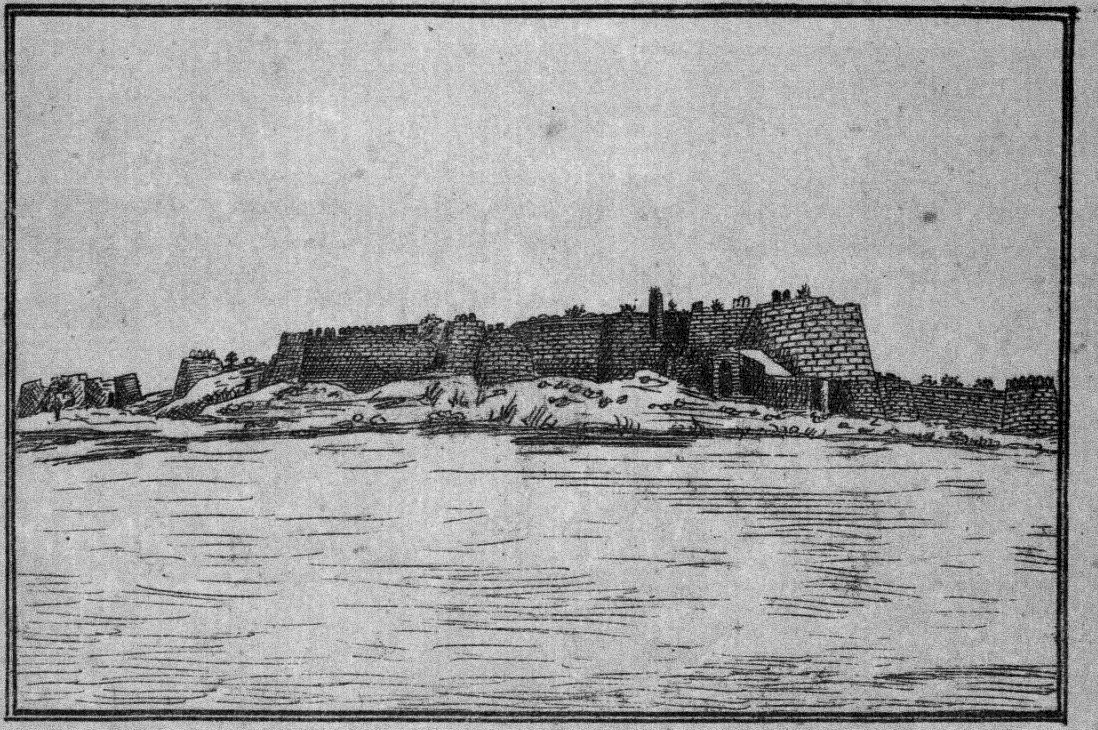

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۱۵ - باب اول

نقشہ بورڈنگ ہاؤس کا

کے بیٹے نے بنایا ہے، جسکو بادشاہ ہونے کے بعد سلطان محمد تغلق شاہ کہا کرتے تھے، اسی بادشاہ کی قبر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے مقبرہ مین ہے اس عمارت کو بعضے تو محمد آباد اور بعضے عادل آباد کہتے ہین، محمد آباد کہنے کا تو یہ سبب ہو کہ سلطان محمد تغلق شاہ نے اس عمارت کو بنایا ہے، اور عادل آباد اس سبب سے کہتے ہین کہ ملک فخرالدین جونانے بادشاہ ہو کر اپنا لقب سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا، پھر اوسنے ایسا ظلم کرنا شروع کیا اور ہزارون بیگناہون کا خون کیا کہ اوسکے نام سے عادل کا لقب جاتا رہا اور اوسکی جگہ سلطان خونی کہنے لگے تھے اور اسی سبب سے کہ اس بادشاہ کے نام مین سے عادل کے لفظ کو بالکل نکالڈالا تھا اور عادل کے لقب سے مشہور نہ رہا تھا ہمنے قبر پر مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ کے حال مین لکھا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا کوئی بیٹا سلطان عادل شاہ کے لقب سے مشہور نہ تھا، غرض کہ اسکے پہلے لقب کی مناسبت سے اسکو عادل آباد بھی کہتے ہین اس عمارت کی تیاری ۷۹۰ھ ہجری کے بعد شروع ہوئی اور ۷۹۳ھ ہجری مین بن چکی تھی کہ اوسکو پانسو چونتیس برس کے قریب عرصہ گذرا، اس بادشاہ کے عہد مین بدرساشی بہت بڑا شاعر تھا، اوسنے اس عمارت کے تمام ہونے کی تاریخ "خاوخلوایا" نکالی ہے، کہتے ہین کسی زمانہ مین یہ عمارت بہت نفیس تھی اور ہزار ستون سنگ خارا کے اسمین لگے تھے اور اسی سبب سے اسکو عمارت ہزار ستون کہتے تھے لیکن اب یہ عمارت بالکل خراب ہوگئی ہے ٹوٹی پھوٹی چار دیواری اور ایک آدھ دروازہ قائم ہے باقی سب کچھ گر پڑا ہے، یہ عمارت بھی راجہ ناہر سنگ بلم گڈھ والے کی عملداری مین واقع ہے اور نہایت خراب اور ویران ہو رہی ہے اس عمارت کو دیکھکر نہایت حیرت ہوتی ہے کہ کیسے بادشاہ جبار و قہار خونخوار کے رہنے کا مکان تھا جسمین اب گائین بھینسین بھیڑ بکریان چرتی ہین وفا عتبروا یا اولی الابصار +

مندر کالکا

یہ مندر موضع بھاپور کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقع ہے — اور یہ مقام ہندوون کی بڑی پرستش گاہ ہے، اگرچہ ہندون کے عقائد آدمی کے عقل سے بعید ہین لیکن اس مندر کا بحال ہو ہندون کے مذہب کے موافق تحقیق ہوا ہے لکھدیتے ہین، کہ اگلے زمانہ مین جسکو کئی کروڑ برس ہوئے ہون گے دکھ بہت بڑھا ہوا تھا، اور سنیچر بہت دورا چھس تھے اونھون نے اوس زمانہ کے دیوتاؤن کو بہت ستایا تھا + آخر دیوتا لاچار ہو کر برہما تک فریاد لیگئے، برہما نے اونسے کہا کہ مجھسے تمھاری رچھیا نہین ہو سکتی کی +

تم مہامائی یعنی پاربتی کا استت کرو وہ تمہاری سہایتا کریگی جب اون دیوتاؤن نے مہامائی کا استت کیا +
آخر کو مہامائی نے کہا کہ تم کسکا استت کرتے ہو + اتنے مین مہامائی کے منہ سے ایک دیبی پیدا ہوئی کہ کوشکی +
اوسکا نام تھا اوسنے کہا کہ یہ میری استت کرتے ہین + اوسوقت کوشکی + دیبی نے اون دونو راچھسون کو
مارا + اون کے لہو کی جو بوند زمین پر گرتے تھے اوس سے ہزارون راچھس پیدا ہوتے جاتے تھے + کوشکی + اونکو
مارتے مارتے حیران ہوگئی + جون جون مارتی تھی وون وون ہزارون پیدا ہوتے تھے اس سبب سی کوشکی +
دیبی بہت خفا ہوئی اوس خفگی مین کوشکی + دیبی کی بہون مین سے + کالی + دیبی پیدا ہوئی کہ اوسکا ایک ہونٹ
تو پربت پر تھا اور دوسرا آکاس مین اور اتنا بڑا منہ پہاڑ سے بیٹھی رہتی تھی اور + کوشکی + دیبی جسکو مارتی تھی اوسکا
لہو زمین پر گرنے نہین دیتی تھی اور غڑپ سانی نگل جاتی تھی کہ اس سبب سی اون راچھسون کا شر دنیا سے
موقوف ہوا دواپر جگ کے اخیر اور کل جگ کی ابتدا مین جسکو آجتک قریب چار ہزار نو سو پینتالیس برس کا عرصہ
گذرا اس کالی دیبی نے اس پہاڑ پر جہان اب مندر ہے اپنا استہان کیا + جب پانڈون کو خبر ہوئی اوسوقت سے
اوسکی پرستش کرتے ہین اور نہایت اعتقاد رکھتے ہین جو کوئی جاتا ہے ڈنڈوت کرکے پرکھما دیتا ہے اور نذر بھینٹ
چڑھاتا ہے اور مندر سے اوسکو پرشاد ملتا ہے + جب مین اس مندر کا نقشہ کھینچنے گیا ہون تو مجھکو بھی وہانکے پانڈون
نے بتاسے اور کشمش اور بادام ملاکر پرشاد دیا تھا اور مینے لاچار اس خیال سے کہ مبادا وہان کے پانڈے مجھکو
مندر کے اندر نجانے دین اور مندر کے اندر کا نقشہ نہ کھینچنے دین اوس پرشاد کو لے لیا اور ہر طرح سے پانڈون
کی خاطرداری کی شعر بہ تقلید کافر شدم روز چند + برہمن شدم در مقالات ژند + اگلے زمانہ مین اس مقام کی
پرستش بہت کم ہوتی تھی لیکن اب بہت ہونے لگی ہے اور لوگ نہایت اعتقاد رکھتے ہین وہان کے پوجاری
لوگون کو یہ راہ بتاتے ہین کہ اگر یاتری اس دیبی پر اپنا ہاتھ پاون زبان سر کاٹ کر چڑھا دیوے تو تیسرے
دن دیبی جی پھر دے دیتی ہین یہان کے پانڈون نے ایک یہ بھی عہد کر رکھا ہے کہ دن رات بارہ مہینے آٹھ پہر
اس مندر مین گھی کا چراغ جلتا رہے کسی وقت نہ بجھے اور اوسکو دیبی جی کی جوت کہتے ہین + مہاراج سندھیہ
نے موضع بھاپور کو اس مندر کے لیے معاف کر دیا تھا پہر سو روپیہ سال ملا کیے اب جب کچھ بند ہے + یہان
کے پوجاری کچھ کھیتی سے اور کچھ پوجا کے چڑھاوے سے اپنی اوقات بسر کرتے ہین + اس مقام پر ہر ہفتے منگل
کے دن اور ہر مہینے کی اشٹمی کو بہت سے یاتری جاتے ہین اور اپنے مذہب کے موافق پوجا پتری کرتے ہین
چیت کی اشٹمی اور اسوج کی اشٹمی کو یہان بڑا میلہ ہوتا ہے اور ہزارون آدمی جمع ہوتے ہین اور یہ میلا چھ ماہی کا

نقشہ نمبر ۸ متعلقہ صفحہ ۱۷ - باب اول

اکاسس مندر کالکا

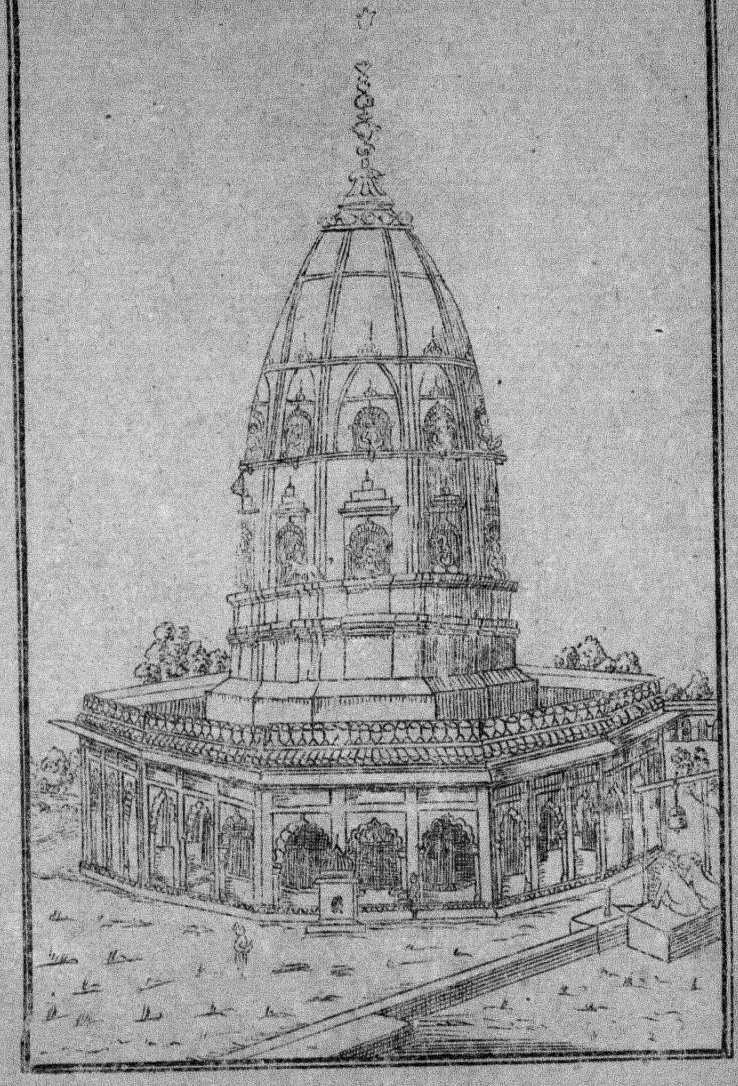

میلہ کہلاتا ہے۔ اس مقام پر پانی کی لوگونکو بہت تکلیف ہوتی ہے ایک کنوان ہے کہ اوسمین گھٹنے گھٹنے پانی سے سوا نہین ہوتا اور پنچانوے ہاتھ رسی جاتی ہے۔ کسی شخص نے دو تالاب بنائے تھے کہ وہ بے مرمت پڑے ہین اون مین پانی نہین ٹھہرتا۔

مورت مندر

اس مندر مین کسیکی مورت نہین ہے ایک گول گول پتھر جیسے مہادیو کی پنڈی ہوتی ہے رکھا ہوا ہے۔ اور سبب اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤن کی اعتقاد کے موافق یہ کالی کا استھان ہے۔ کسیکی مورت نہین بنائی گئی ہے اور اصل مین اسکا نام کالی کا استھان تھا کثرت استعمال سے کالکا مشہور ہوگئی ہے پہلے اس مقام پر کچھ مندر وندر نتھا کالی کے استھان ہونیکے کئی ہزار برس بعد کسی شخص نے کہ اوسکا نام بخوبی تحقیق نہین ہوا اس مقام پر بارہ در کا صرف لداو بنایا تھا۔ سمت ۱۸۲۱ مین کہ اوسکو آجتک بیاسی برس کے قریب عرصہ گذرا اور گاسنگہ نامی نے اسکے گرد سنگ مرمر اور سنگ سرخ کا کٹہرہ بنایا ہے اور اوس کٹہرہ کے بائین طرف فارسی اور شاستری خط مین یہ عمارت لکھی ہے سری درگا سنگہہ پر سوار سمت ۱۸۲۱ فصلی۔ اس مندر کے جتنے پوجاری ہین دونو وقت آنکر پوجا کرتے ہین۔ اور گیارہ بجے ہر روز دیبی جی کو بھوگ لگاتے ہین اس پتھر کو لال لال کپڑے گوٹے کناری لگے ہوئے بہت بھاری پنہا رکھے ہین اور ایک پلنگڑی بہت خوبصورت بنا رکھی ہے۔ رات کے وقت اوس پلنگڑی کو کس کسا اور تکیہ لگا دگا کر کٹہرے کے اندر دیبی جی کے آگے لگا دیتے ہین اور یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ رات کی وقت دیبی جی اسپر سکھ فرماتی ہین۔ جس کسیکی مراد آتی ہے وہ شمیانہ اور پنکھا اور چھتر چڑھاتا ہے۔ چنانچہ اب بھی چاندی کے چھوٹے چھوٹے تین چھتر اور شمیانہ اور پنکھا چڑھا ہوا ہے اور اس پتھر کو طرح بطرح کا گہنا پنہا رکھا ہے بہرحال نقشہ کے دیکھنے سے دیبی جی کے استھان اور کٹہرون کی ساخت اور لداو کی طرح بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔

اکاس مندر

اس مندر کی رونق اور شان نکالنے کو یہان کے پوجاریون نے چاہا کہ کوئی شخص اس لداو پر برج بنوا دے کوئی شخص حامی نہین بھرتا تھا آخر کار پانڈون نے یہ تدبیر کی کہ دیبی جی سے حکم لیا جاوے جسکے نام کا حکم نکلے وہ مندر کا برج بنوا دے اس ارادے پر شہر کے جتنے ہندو امیر تھے اونکے نام کی چٹھیان دیبی جی کے آگے ڈالین۔ اتفاق سے مرزا راجہ کدار ناتھ کے نام کی چٹھی نکلی یہ راجہ قوم کے بنیے تھے اور اکبر شاہ کے عہد مین نظارت کی پیشکاری کا

عہدہ رکھتے تھے + اور مرزا راجہ کا اونکو خطاب ملا تھا + جبکہ راجہ جی نے سنا کہ دیبی جی نے میرے نام حکم دیا ہے
لاچار اوس حکم کی اطاعت واجب جانی اور مندر کے اکاس کے بنوانیکا ارادہ کیا + اور ذوقی کھار کی معرفت
یہ اکاس بنایا اس لداو کے گرد غلام گردش سنگین ستونون کی بنی ہی + اندر کے لداو مین بارہ دروازے ہین اور باہر کی
غلام گردش مین چھتیس در ہین اور بارہ ضلع کا یہ مندر بنا ہی اندر تو ہر ضلع مین ایک دروازہ ہی اور باہر کی ہر ضلع مین
تین تین در ہین اس مندر کے اکاس کو بنے ہوئے تیس برس کے قریب عرصہ گذرا ہی اور کہتے ہین کہ سات آٹھ ہزار روپے اس پر
خرچ ہوئے ہین + اور اب بہت سے مہاجنون اور بنیون نے اس مندر کے آس پاس پہلے مین جانے اور اوترنے
کے لیے مکان بنوا لیے ہین + ہندوؤن کے مذہب مین یہ بات ہے کہ یہ دیبی سنگھ پر سوار ہو کر یہان آئی ہین + اسواسطے
مندر کے آگے دو مورتین شیر کی سنگ سرخ سے بنا کر بٹھا رکھی ہین + اور اونکی بھی پوجا ہوتی ہے + ان شیرون
کے سر پر ایک بہت بڑا گھنٹہ لٹکا رکھا ہے اور پوجا کے وقت اوسکو بجایا کرتے ہین + اور دیبی مائی کی جے کہہ کر
چلاتے ہین + اور انھین شیرون کے پاس سنگ سرخ کا ایک ترسول بنایا ہے اور سنگ مرمر پر چرنون کا
نشان کھودوایا ہی مصرعہ ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہی

روشن چراغ دہلی

یہ ایک درگاہ ہے شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلے پر جنوب کی طرف + اور اسمین شیخ نصیر الدین محمود
کا مزار ہے + اور یہ بڑے والی اللہ سے ہین اور حضرت سلطان المشائخ کے خلیفہ اعظم تھے + اور روشن چراغ دہلی
انکا لقب ہے کہتے ہین کہ حضرت عبد اللہ یافعی نے حضرت مخدوم جہانیان سے طواف کعبہ مین پوچھا تھا کہ دلی
مین اب کون بزرگ ہے مخدوم صاحب نے جواب دیا کہ اس زمانہ مین شیخ نصیر الدین محمود سے دلی کا چراغ
روشن ہے جب سے آپکا لقب روشن چراغ دہلی ہو گیا ہے + آپکی صفات اور کمالات سے کتابین بھری پڑی ہین
غایت شہرت سے حاجت بیان کی نہین + سلطان فیروز شاہ کو آپ سے بہت اعتقاد تھا + اور نہایت آپکی خدمت
کیا کرتا تھا + اس درگاہ کا گنبد آپ کے بھتیجے جی سلطان فیروز شاہ نے ۷۴۹ ہجری مین بنوایا تھا + اور ۷۵۷
ہجری مین رمضان کی اٹھارہوین تاریخ جمعہ کے دن آپکا انتقال ہوا + اور اسی گنبد مین رکھے گئے + اس گنبد
کے بارہ در ہین اور سنگ خارا کے ستون لگے ہوئے ہین سب درون مین سنگ سرخ کی جالیان لگا رکھی ہین
جنوب کی طرف کے ایک در مین گنبد کے اندر جانے کا دروازہ ہے گنبد چونہ اور پتھر سے بنا ہوا ہی اور اوسپر سنہری

نقشہ نمبر ۹ متعلقہ صفحہ ۱۸ - باب اول

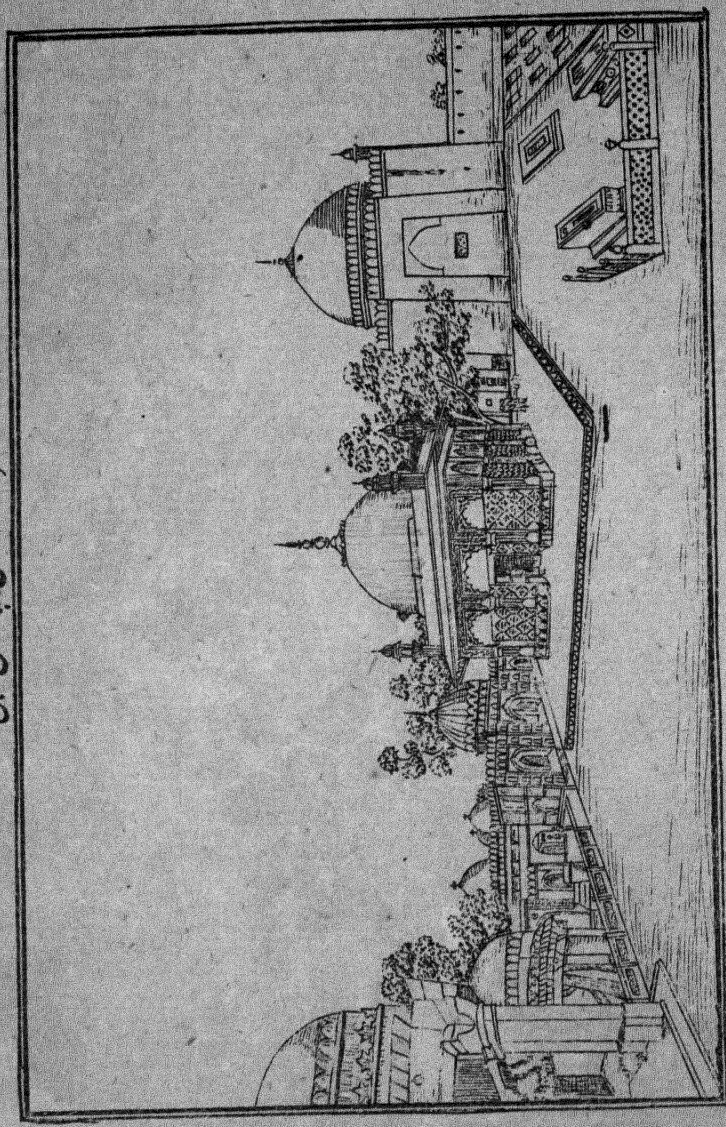

نقشہ درگاہ حضرت روشن چراغ دہلی

نقشہ نمبر ۱۰ متعلقہ صفحہ ۱۹ باب اول

نقشہ دروازہ دمشق مع متعلقات

ہے اور بیچ میں ایک سنگ التوراۃ لکھا ہے اب قریب زمانہ میں اکبر شاہ کے عہد میں مرتا غلام حیدر بادشاہ زادہ نے اس گنبد کے گرد بارہ دری سنگ سرخ کی بنوائی تھی اور حضرت نظام الدین کی درگاہ کے ستون یہاں لاکر لگائے تھے مگر یہ بارہ دری ایسی بودی بنی تھی کہ دس برس کے بعد گر پڑی اس گنبد کے پاس ایک مسجد ہے چونہ اور پتھر کی بنی ہوئی کہتے ہیں کہ فرخ سیر نے یہ مسجد بنوائی ہے اس مسجد پر کچھ کتبہ نہیں ہے جس سے بننے کی تاریخ معلوم ہو لیکن فرخ سیر کی بادشاہت کو بحساب اوسط ایک سو پینتیس برس کے قریب عرصہ گذرا تو اس حساب سے اتنی ہی مدت اس مسجد کے بنے کو بھی ہوئی ہوگی اس گنبد کے پاس دو برج اور ہیں ایک برج میں جو جانب غرب ہے حضرت شیخ فرید شکر گنج کی پوتی سوتی ہیں اور دوسرے گنبد میں جو شرق کی طرف ہے مخدوم زین الدین صاحب حضرت کے بہانجے کی قبر ہے اور مخدوم کمال الدین صاحب جن تک مولوی فخر الدین صاحب کا سلسلہ پہونچتا ہے اس برج کے پاس مدفون ہیں اور انکی قبر کے گرد سنگ سرخ کا کٹہرہ لگا ہوا ہے اور باقی بہت سی قبریں ہیں منجملہ اون قبروں کے فیض طالب خان بنگش کی بھی یہیں قبر ہے اور دو گنبد اور ہیں پٹھانوں کے وقت کے معلوم نہیں کہ اون میں کسکی قبریں ہیں درگاہ کا گنبد اور مسجد نہایت بے مرمت ہوگئی تھی خصوصاً غلام گردش کے گرنے سے جسکو مرزا غلام حیدر نے بنایا تھا گنبد درگاہ کا بہت بودا ہوگیا تھا اور خادم وہاں کے ہر شخص سے مرمت کی درخواست کرتے تھے خواجہ محمد خان نے تمام درگاہ اور مسجد اور دروازہ اور صحن کی استرکاری اور مرمت کروادی اور درگاہ کے گنبد میں چھچہ سنگین بنوا دیا کہ اس مرمت کے سبب حقیقت میں سارا مکان نیا ہوگیا اس درگاہ کی چار دیواری اور تین در کا ایک دالان شمال کی طرف اور چھوٹا چھوٹا سنگین کٹہرہ مولوی فخر الدین صاحب نے بنوایا ہے اور غلام گردش جو گر پڑی تھی اوسکے ستون ابتک صحیح وسالم درگاہ کے آگے پڑے ہیں ہر برس رمضان شریف کی سترھویں تاریخ کو اس درگاہ میں عرس ہوتا ہے اور بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں اور رات کو رہتے ہیں اور اٹھارہویں تاریخ قل کے بعد چلے چلے آتے ہیں +

دروازہ درگاہ کا

حضرت کے انتقال کے بارہ برس کے بعد یعنے ۷۵۰ ہجری میں سلطان فیروز شاہ نے اس درگاہ کا دروازہ بنایا ہے اور دروازہ پر بہت بڑا گنبد ہے اور اوسپر کتبہ سلطان فیروز شاہ کے نام کا بتمید سنہ لگا ہوا ہے اور جو عبارت اوسمیں لکھی ہے وہ اوسکے نقشہ میں بعینہ اوسی خط سے لکھی ہے دروازے کے باہر طرفین

نے ملکر ایک دالان لوگون کے اوترنے بیٹھنے رہنے سونے کے لیے بنالیا ہے + اور حقیقت مین اس دالان کے بننے سے بڑا آرام ہوگیا ہے + اس دروازے کے آگے ایک تخت سالکی ایک لکڑی کا رکھا ہوا ہے + عرض اوس تخت کا چار فٹ کا ہے اور طول آٹھ فٹ کا اور اونچائی ایک فٹ ساڑھے چار انچہ کی ہے + اور یہ سب ایک لکڑی مین سے کاٹ کر بنایا ہے + اس تخت کو دکھنی بیگ نے بنگالہ سے بھیجا تھا + اور اوسپر یہ شعر اور عبارت کھدی ہوئی ہے یہ تخت کچھ ایسا نادرات سے نہین تھا کہ جسکا نقشہ بنانا بھی ضرور ہوتا + اللہ اکبر شعر

تخت چوبی نیاز دکھنی بیگ + بجناب نصیر دین محمود + قدس سرہ العزیز سنہ ۱۱۴۳ ہجری مطابق سنہ ۱۲ جلوس محمد شاہ غازی اس درگاہ کے پاس ایک بستی آباد ہے + اور ہر قسم کے لوگ اوس مین رہتے ہین + گرد اس بستی کے محمد شاہ بادشاہ نے فصیل بنوادی ہے اور اس فصیل مین چار دروازے اور ایک کھڑکی رکھی ہے + کہتے ہین کہ اس فصیل کے بننے مین پونے چار لاکھ روپیے خرچ ہوئے ہین + مگر نہین معلوم ہوتا کہ اسقدر روپیہ کہان صرف ہوا شاید اتنا نہ ہوا ہو

مقبرہ سلطان بہلول لودھی

یہ مقبرہ حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے پچھواڑے واقع ہے + عوام الناس مین یہ مشہور ہے کہ یہ مقبرہ حضرت روشن چراغ دہلی کے درگاہ سے بھی پیشتر کا ہے مگر یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے + اسواسطے کہ حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ سلطان فیروز شاہ کے وقت مین بنی ہے + اور سلطان بہلول سلطان فیروز شاہ کی بہت پیچھے ہوا ہے سنہ ۸۹۲ ہجری مین سلطان بہلول نے نواح قصبہ سکیت مین اس جہان سے انتقال کیا + اور سلطان سکندر اوسکے بیٹے نے اپنے باپ کی لاش کو دلی مین بھجوا کر یہ مقبرہ بنوایا + اس حساب سے اس مقبرے کو بنے ہوئے تین سو اڑسٹھ ۳۶۸ برس کے قریب عرصہ گذرا + یہ مقبرہ عجیب قطع کا بنا ہوا ہے + نیچے تو بارہ در ہین اور اوپر پانچ برج ہیئت مجموعی اس مقبرہ کی بہت خوبصورت ہے + مگر افسوس کہ نہایت بے مرمت پڑا ہے اور اوسپر مزید یہ ہے کہ خادمون نے اس مقبرہ مین کچی دیوارین چنکر سکونت اختیار کی ہے اور تمام مقبرہ کی رونق کھودی ہے + اسی مقبرہ کے پاس ایک نامعلوم سنگ سرخ کا محجر ہے اور اوسمین دو قبرین ہین + اس مقبرہ کا نقشہ اسطور سے کھینچا گیا ہے کہ اس مقبرہ کے ساتھ اوس محجر کی جالیان اور چراغ دہلی کی فصیل کا دروازہ جو محمد شاہ نے بنایا ہے دکھائی دیتا ہے +

مقبرہ سلطان بہلول لودھی

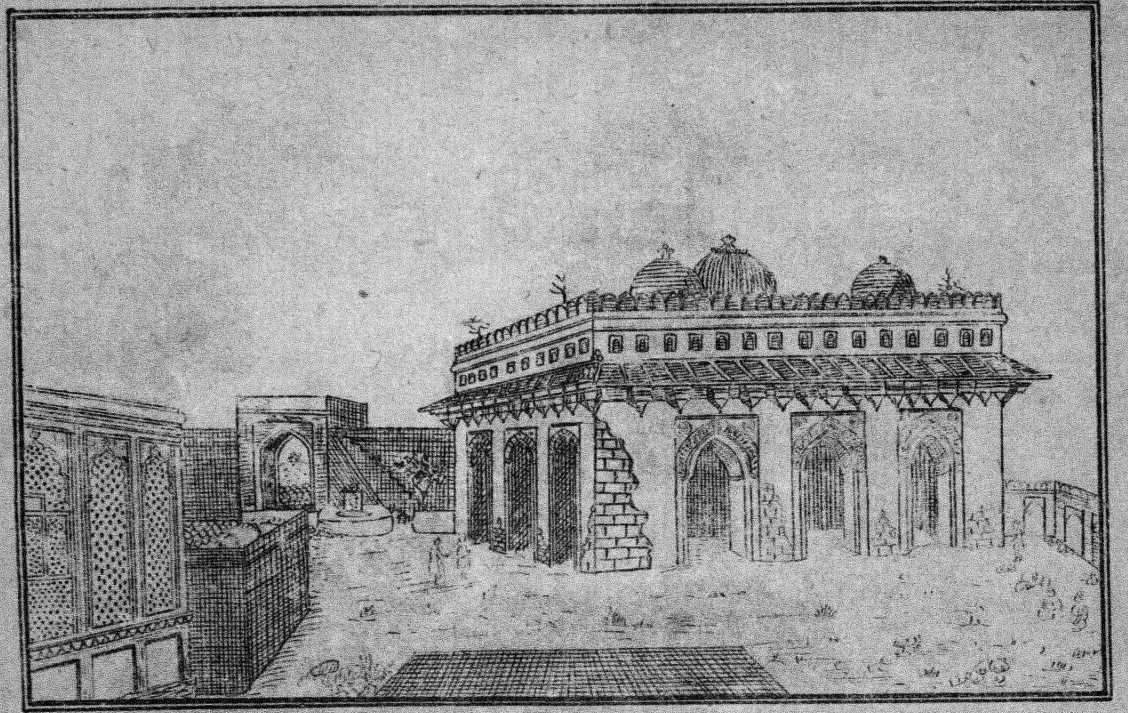

نقشہ نمبر ۱۱۔ متعلقہ صفحہ ۲۱۔ باب اول

نقشہ نمبر ۱۲ متعلقہ صفحہ ۲۱ - باب اول

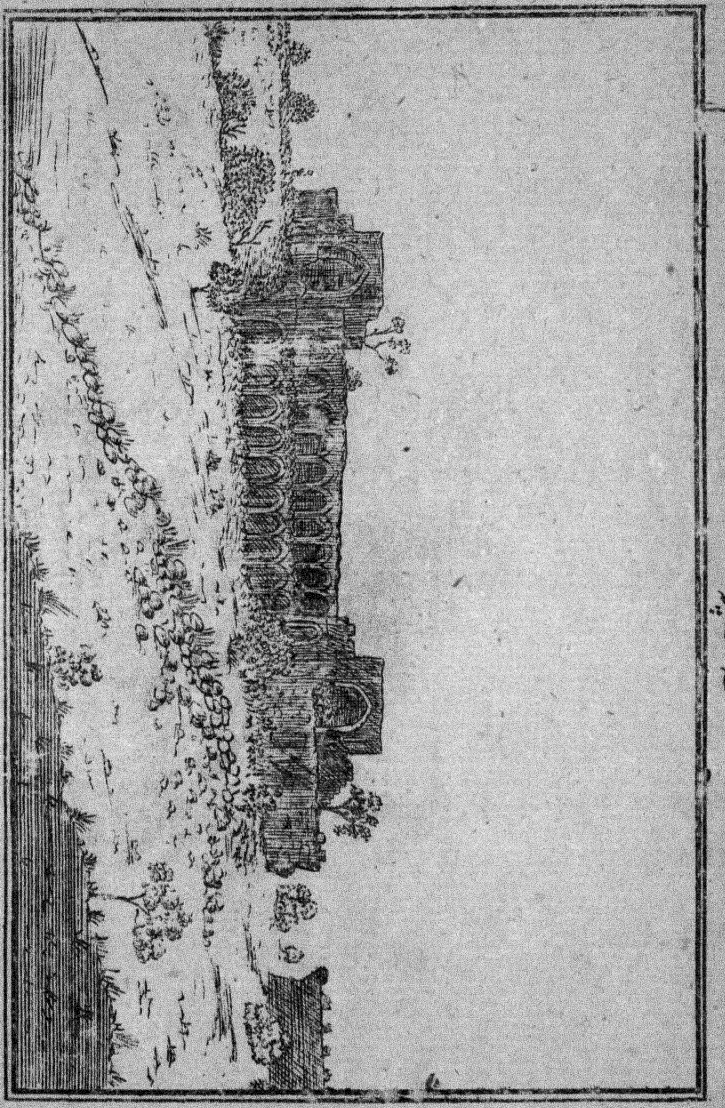

نقشہ ست پلہ

ست پلہ

یہ ست پلہ حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے پاس واقع ہے اور اصل مین یہ ست پلہ سلطان فیروز شاہ کی شکارگاہ ہے حقیقت اوسکی یہ ہے کہ ۷۸۶ھ ہجری مین شاہزادہ فتح خان سلطان فیروز شاہ کا بیٹا کہ نہایت قابلمند اور لائق اور قابل سلطنت کے تھا مرگیا بادشاہ کو اوسکے مرنے سے اتنا غم ہوا کہ اپنے جینے کو مرنے سے بدتر جانتا اور بادشاہی کو گدائی سے کمتر سمجھتا کسی کام مین اوسکا دل نلگتا اور سلطنت کے انتظام مین خلل پڑتا امیر امرا نے بہت سمجھایا اور اوس غم کے بھلانے کو یہ بند بنایا بہت اچھا وسیع دلکشا جنگل دیکھکر کئی کوس کے فاصلہ پر دیوارین کھینچین اور اوسمین طرح طرح کے درخت لگاکر شکارگاہ بنائی اونمین کی ایک دیوار یہ ہے اس دیوار کے بیچون بیچ ایک بہت بڑا نالہ ہے کہ قطب صاحب کی مرہون اور تمام نالون کا پانی ملکر اس نالہ مین بہتا ہے اسواسطے اس دیوار کے بیچ مین نالہ کے بہنے کو پل کے طور پر در بنا دیے ہین اکہ اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہوگیا ہے ان دروں پر کچہ کچہ مکان بھی ہین اور دو دروازے بہت نمود کے بنائے ہین کہ اس سے تمام پل کی رونق ہوگئی ہے اس عمارت کو بنے ہوئے چار سو چھیاسی ۴۸۶ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے بعض بعض جگہ سے یہ دیوار کر پڑی تھی اور حکام والامقام انگریزی کے عہد مین اوس جگہ کچا بند بنا دیا تھا اور دروں کو بھی مٹی سے بندکر کر پانی روک دیا تھا تمام کھیتیان اوس سے سیراب ہوتی تھین اور زمینداروں کو بہت فائدہ ہوتا تھا اب کی شبرات کو یکایک پانی کے زور سے یہ دیوار ٹوٹ گئی اب پھر بندھوے لگ رہے ہین اور کچا بند بناتے ہین بے تکلف یہ مقام بہت سیرگاہ اور یہ جگہ نہایت دلکشا ہے خدا کرے کہ حکام انگریزی اس بند کی مرمت کرا دین اور جیسا یہ تھا ویسا ہی پختہ بنوا دین اسمقام پر حضرت روشن چراغ دہلی کے خادمون نے الودن کے پھنسانے اور اپنے کمانیکو عجب طرح کا جال بچھایا ہے کہتے ہین کہ جس جگہ اس بند کے در ہین اوسمقام پر ایک دفعہ حضرت روشن چراغ دہلی تشریف لاتے تھے اور عصر کی نماز کا وقت تنگ ہوتا تھا اور پانی نہین ملتا تھا آپ نے اوس مقام پر اپنے ہاتھ سے زمین کو کریدا فی الفور پانی نکل آیا اور آپ نے اوس سے وضو کیا اور یہ دعا دی کہ جو کوئی شخص اس پانی سے نہائیگا وہ سب بیماریون سے اچھا ہو جائیگا اور اس بات کو کرامات سمجھکر ان دروں کے آگے چھوٹی سی کچی کوئیان کہ جسکا پانی شرعاً بھی پاک نہین کھود رکھی ہے اور بے نذر بھینٹ لیے اوسکا پانی کسی کو نہین دیتے ✻ اول تو یہ بات کسی کتاب سے

ثابت نہین اور اگر ثابت بھی ہو تو یہ بات کچھ کرامات مین سے نہین ہے اسواسطے کہ اسمقام پر صدہا ہزار سال سے نالہ بہتا ہے اور نالہ ندی کی زمین کا یہ قاعدہ ہے کہ ہاتھ بھر کھودنے سے پانی نکل آتا ہے غرضکہ مسلمانون نے بھی اپنے دین کے بخلاف ہندون کیطرح اس ناپاک چھوٹے سے گڈہے کو گنگا جل کی طرح تعظیم دیکر ایک تیرتھ مقرر کی ہے اور بیمارون کو اوس پانی سے نہلاتے ہین کاتک کے مہینے مین اور دیوالی کے قریب ہفتہ اور اتوار اور منگل کے دن اسقدر ہجوم ہوتا ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین عورتین بچون کو لیکر چلی آتی ہین اور اس پانی سے نہلاتی ہین اور چھوٹی چھوٹی ٹھلیون مین پانی بھر اور بیل کے پتے رکھ تبرک لیجاتی ہین خوبی تو یہ ہے کہ بعضے بعضے جاہل مردون کو بھی اعتقاد ہے اور وہ بھی آنکر نہاتے ہین اور کہتے ہین کہ اگر کسی نے جادو کیا ہوگا تو وہ بھی اوتر جاوے گا دان دنون مین خادمون کی بن آتی ہے چھ ٹکے سے کم کو پانی کی ٹھلیا نہین دیتے جبکہ مین اس بند کا نقشہ کھینچنے گیا ہون اتفاق سے اتوار کا دن تھا اور بہت سے مسلمان ہندو مذہب تیرتھ کو آئے تھے اور اسقدر ہجوم تھا کہ مجھکو نقشہ کھینچنا مشکل پڑ گیا اللہ تعالے اسے مسلمانون کو کفر و شرک سے بچاوے اور اعتقاد فاسد سے نجات دے آمین یارب العالمین جس کسی نے اللہ کے سوا دوسرے کو پوجا اوس نے اپنے ہاتھ سے اپنے دین کو کھویا

مسجد کھڑکی

اسی بند کے پاس چوست پلہ کے مشہور ہے قدیم زمانے مین ایک گانو تھا کہ اوسکو کھڑکی کہا کرتے تھے اس مقام پر خانجہان فیروز شاہی نے اوسی زمانہ مین جبکہ یہ بند بنا ہے ایک مسجد بنائی ہے کہ اب وہ مسجد ہی کھڑکی مشہور ہوگئی ہے اس مسجد کی عمارت نہایت عجیب و غریب ہے کہ آجتک ایسی عمارت دیکھنے مین نہین آئی یہ مسجد چوکھونٹی ہے اور چارون طرف مربع کے ضلعون کے بیچمین ایک مربع بطور تاج کے نکالا ہے تین طرف تو تین دروازے ہین اور قبلہ کیطرف دروازہ نہین ہے اور تمام مسجد مین سیکڑون ستون ہین کہ گنتی مین نہین آسکتے ہر ایک ایک برج تو چارون تاج کے مربعون پر ہے اور مسجد مین نو جگہ ملے ہوئے نو برج بنائے ہین اور ہر ہر برج کے تلے چار چار ستون ہین اور اونکے سوا اور بھی ستون لگے ہوئے اور مسجد کے صحن مین چار چوک چھوڑے ہین اب اس مسجد مین گوجر آباد ہین اور اونھون نے تمام درمیان کرکے اپنے گھر بنا لیے ہین ہر چند مین نے چاہا کہ اس مسجد کا اندر سے نقشہ کھینچون گھر ونسے اور دیوار دن کے اٹھنے کے سبب سے نہ کھینچ سکا

مسجد کھڑکی کا نقشہ

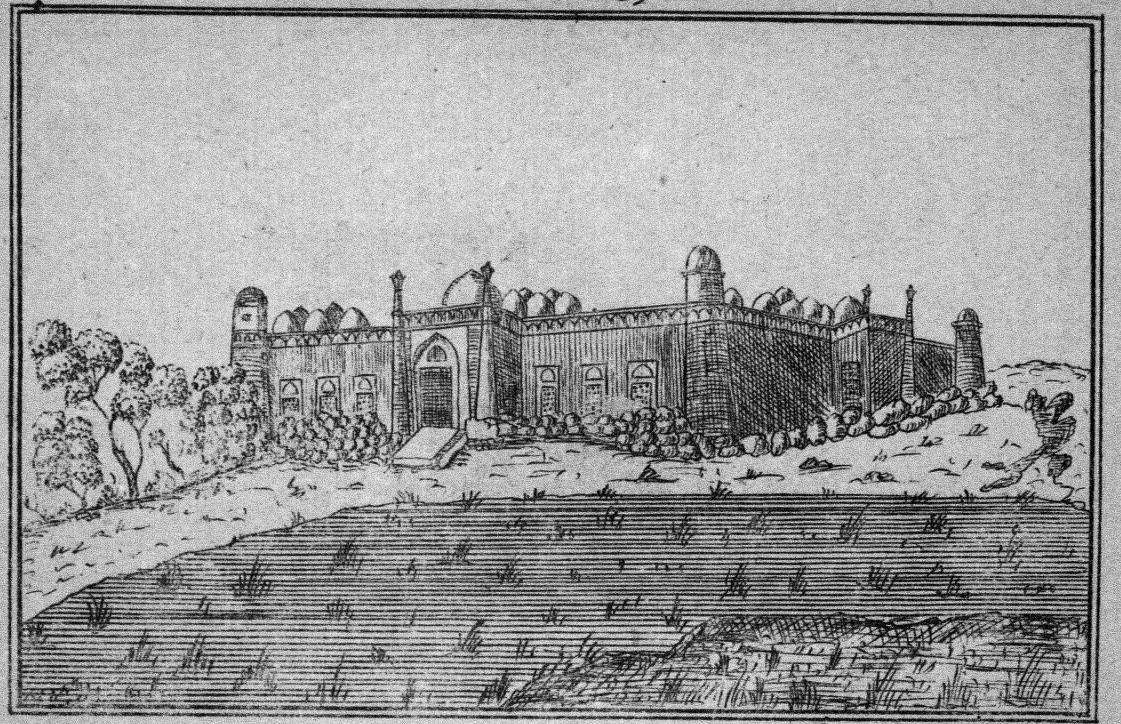

نقشہ نمبر ۳ / متعلقہ صفحہ ۲۲ باب اول

نقشہ نمبر ۱۲ متعلقہ صفحہ ۲۳ - باب اول

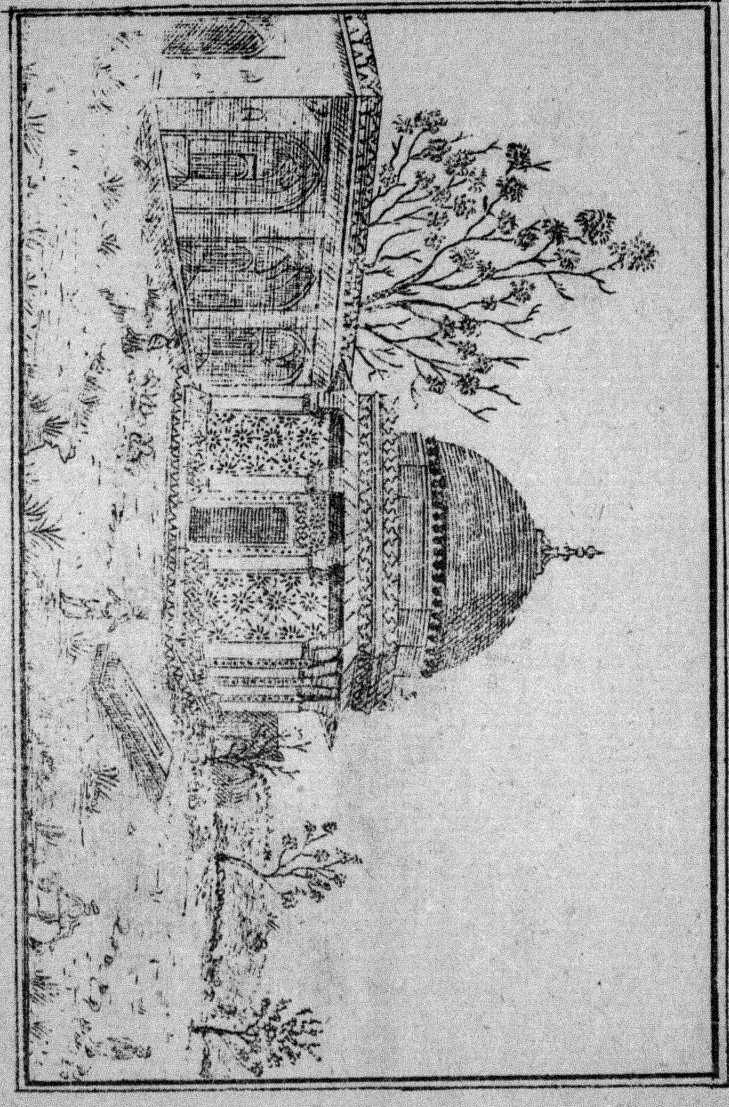

نقشہ درگاہ یوسف قتال

نقشہ درگاہ شیخ صلاح الدین

اس مسجد پر کوئی کتبہ نہین ہے جس سے بنے کی تاریخ معلوم ہو لیکن جو کہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد اور بندا ایک ہی زمانے کے بنے ہوئے ہین ۔ اسواسطے کہا جا سکتا ہے کہ اس مسجد کے بنے ہوئے کو بھی چار سو چھیاسی ۴۸۶ برس کے قریب عرصہ گذرا ہوگا ۔ اسکے نقشے دیکھنے سے کچھ کچھ کیفیت اس عمارت عجیب کی معلوم ہوتی ہے ۔

درگاہ یوسف قتال

یہ درگاہ سنہ ۹۰۲ ہجری مین سلطان سکندر شاہ ابن سلطان بہلول لودہی کے عہد مین بنی ہے ۔ اور حضرت شیخ جلال الدین شیخ فرید شکر گنج کے خواہ نے بنوائی ہے ۔ یہ درگاہ مسجد کھڑکی کے پاس واقع ہے ۔ برج اور گرد کی جالیان تو سنگ سرخ کی ہین اور گنبد چونے کا ہے اور حاشیہ گنبد پر پچینی کا کام بنا ہوا ہے ۔ اور الکیطف کو چونے پتھر کی مسجد ہے جس زمانہ مین کہ یہ گنبد اور مسجد بنی ہوگی پاکیزگی اور لطافت سے خالی نہ ہوگی لیکن اب پورانی ہوگئی ہے اور کوئی مرمت کرنے والا نہین رہا ۔ گنبد تو بھر حال اچھا ہے مگر مسجد بہت خراب خستہ ٹوٹ پھوٹ گئی ہے کھڑکی کے رہنے والے زمیندار اس درگاہ کو بہت مانتے ہین اور ایسف اولیا صاحب کی درگاہ کہتے ہین نقشہ کے دیکھنے سے اس مقام کی لطافت پائی جاتی ہے ۔

درگاہ شیخ صلاح الدین

حضرت شیخ صلاح الدین بھی بڑے فقیر لوگون مین سے تھے ۔ اور روشن چراغ دہلی کے پاس آپکی درگاہ ہے ۔ کچھ نہین معلوم ہوتا کہ یہ درگاہ کب بنی اور کسنے بنائی مگر اوسکی عمارت کی طرح اور ساخت فیروز شاہ کے عہد کی عمارت سے بہت ملتی ہے اور بے تامل کہا جا سکتا ہے کہ یہ فیروز شاہ کی وقت کی عمارت ہے حضرت شیخ صلاح الدین کے مزار پر ایک گنبد ہے اور اوسکے چارون طرف جالیان لگی ہوئی ہین ۔ اور اوسکے پاس ایک چھوٹی سی مسجد ہے ۔ اور اوس مسجد کے پاس ایک اور بہت بڑی مسجد گنبد دار ہے کہ وہ اکثر جگہ سے گر پڑی ہے اور پیش طاق بھی ٹوٹ گیا ہے مگر بعض بعض درباقی ہین ۔ اور حضرت شیخ صلاح کے گنبد کے قریب شرق کی طرف ایک برج اور ہے اوس مین بھی ایک قبر ہے مگر یہ معلوم نہین کہ وہ کس کی قبر ہے اور اسی کے پاس ایک مختصر دالان بنا ہوا ہے کہ اوسکو مجلس خانہ کہنا چاہیے اسمقام کا نقشہ اس طرح سے کھینچا گیا ہے ۔ کہ تمام مکان اور دونو مسجدین اوس مین بخوبی معلوم ہوتی ہین اس درگاہ مین کوئی میلہ یا عرس نہین ہوتا اور بہت کم لوگ یہان آتے ہین ۔ لیکن حضرت

روشن چراغ دہلی کے خادم ایک آدھ آدمی کو ڈھب پر چڑہا کر اگر کچہ ہاتھ لگتا ہے تو لے لیتے ہین + + +

مزار سرنالہ

یہ گنبد اور مزار روشن چراغ دہلی کے نیچے کے نالے کے اوپر واقع ہے ہر چند تحقیقات کی گئی کہ یہ کسکی قبر ہے اور کب بنی ہے اور کس نے بنائی ہے کچہ معلوم نہین ہوا مگر یہ برج بھی ایک فضا کا مقام ہے نالے کے سرے پر واقع ہے جب کبھی نالہ مین پانی بہتا ہوگا تو یہ جگہہ بھی نہایت سیر گاہ ہوگی یہ برج معہ ستون اور فرش وغیرہ کے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور اوسپر بہت نامی منبت کاری بھی کی ہے ہیئت مجموعی اس مکان کی خالی لطافت سے نہین ہے اس برج کی وضع اور ساخت اور خوبی اور اسلوبی نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتی ہے +

پنج برجہ زمرد پور

زمرد پور ایک موضع ہے شاہجہان آباد سے چار کوس پر جنوب کی طرف اور یہ گانو تغلقون کے وقت سے آباد ہے اگلے زمانے مین اس گانو کو کہنہ سرائے کہا کرتے تھے پھر یہ گانو زمرد خان نامی کی جاگیر مین ملا جب سے زمرد پور نام ہوگیا اس مقام پر پانچ برج چونے اور پتھر کے بنے ہوئے ہین اور اوسمین بہت سی قبرین ہین معلوم نہین کہ یہ زمرد خان کون تھا اور یہ برج کسکے عہد مین بنے ہین مگر ساخت عمارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ برج تغلقون کے وقت کے بنے ہوئے ہین ان برجون مین سے کسی پر کتبہ نہین ہے کہ اوس سے تاریخ بنے اور نشان پتا بنانے والے کا معلوم ہوا سواسطے بجز اسکے اور کچہ نہین کہا جا سکتا کہ تغلقون کے وقت کی یہ عمارت ہے اور جتنی مدت تغلقون کی سلطنت کو ہوئی اتنی ہی مدت ان برجون کے بنے کو بھی ہوئی ان ہی برجون کے پاس اوسی عہد کا بہت بڑا کنوان ہے مگر اب اوس مین پانی کئی چلو ہوگا کنکی کے سبب یہ کنوان اندر سے بالکل بودا اور بوسیدہ ہوگیا ہے کہ مرمت کے قابل نہین رہا انہین برجون کے نیچے موضع زمرد پور آباد ہے اور زمینداروں نے جھونپڑیان بنا رکھی ہین

مقبرہ لنگر خان

یہ مقبرہ متصل موضع مرزاپور کے سوانہ مین واقع ہے اور راے پورا اور زمرد پور کا سوانہ بیچمین ملا ہوا ہے اس زمانہ

نقشہ نمبر ۱۶ متعلقہ صفحہ ۲۴ باب اول

نقشہ مرزا سرتالہ

نقشہ نمبر ۱۷ متعلقہ صفحہ ۲۴ - باب اول

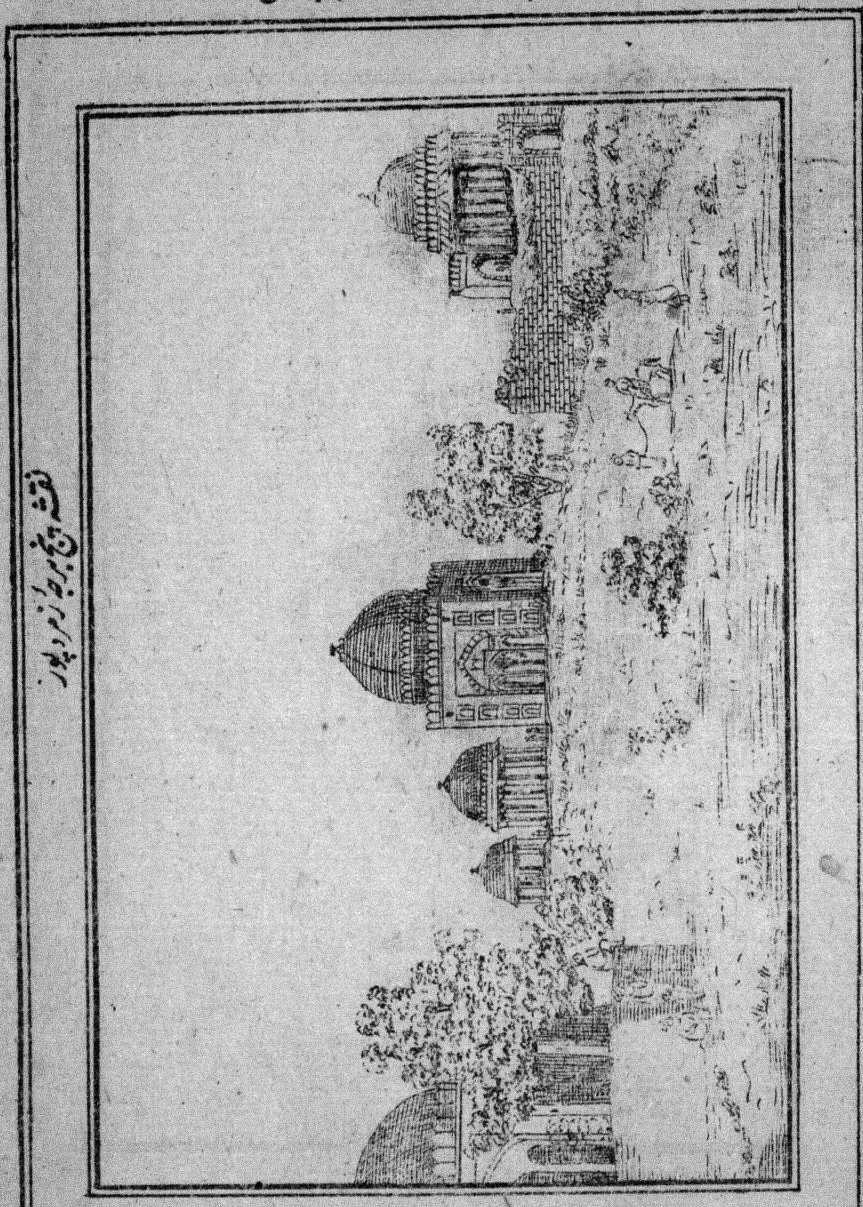

نقشہ پنج برجۂ زمرد پور

نقشہ نمبر ۱۸ - متعلقہ صفحہ ۲۴ - باب اول

نقشہ مقبرہ لنگر خان

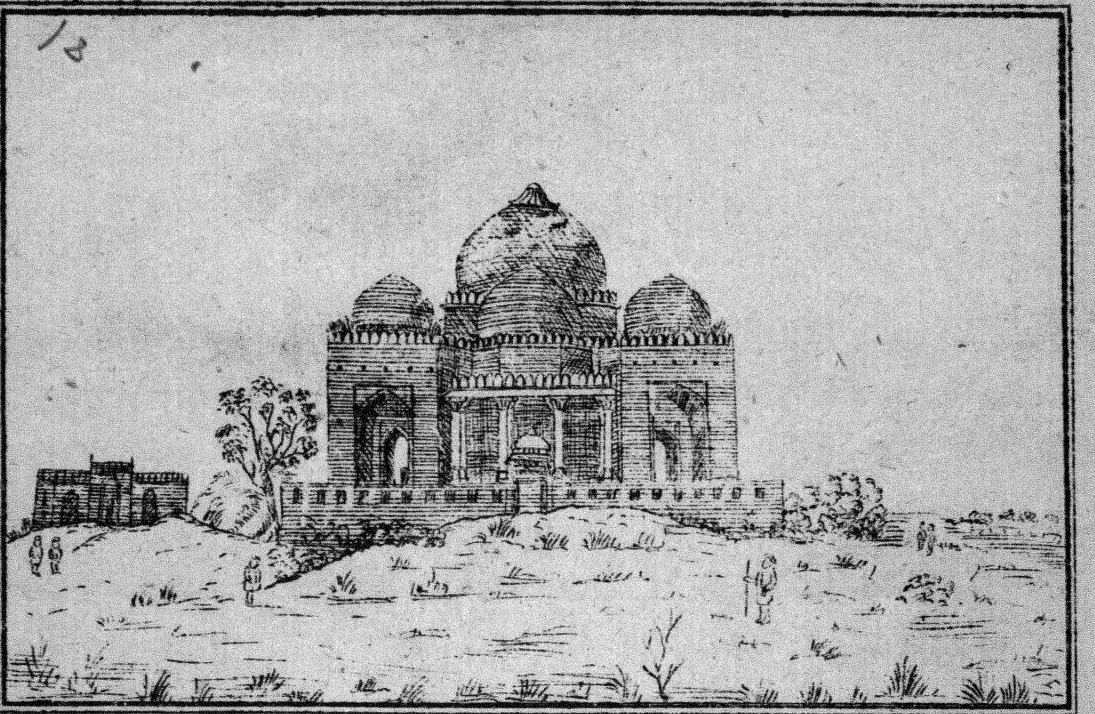

نقشہ نمبر ۱۹ متعلقہ صفحہ ۲۵ باب اول

نقشہ بستی بادشاہی

مین راہی پور بالکل اوجاڑ ہے اور روشن چراغ دہلی اور اوس پاس کے گانو کے زمیندار اس گانو کی زمین کاشت کرتے ہین اس مقبرہ کا بھی بیجا سکے اور کچھ حال نہین معلوم ہو سکتا کہ لنگر خان پٹھانون کے عہد مین ایک امیر تھے یہ اونکا مقبرہ ہے اس مقبرے مین کئی قبرین ہین ایک قبر ایسی بلند ہے کہ آجتک دیکھنے مین نہین آئی جسوقت کہ مین اس مکان کا نقشہ کھینچنے گیا ہون اور اوس قبر کو دیکھا تو مین قبر کے پاس جاکر کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ اونچا کرکے چاہا کہ قبر کے سرے کو چھولون قبر کے سرے تک میرا ہاتھ نہ پہونچا اس سے بھی دو تین انگل قبر اونچی تھی، اس مقبرہ پر بھی کوئی کتبہ نہین ہے جس سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ عمارت کب بنی اور کس نے بنائی، اسواسطے بجز اسکے اور کچھ نہین کہا جا سکتا کہ یہ بھی پٹھانون کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور تبھی مدت کہ پٹھانون کی سلطنت کو ہوئی اتنی ہی مدت اس عمارت کے بنے ہوئے کو بھی ہوئی ہے اس مقبرہ کے صحن مین ایک چوکھنڈی برجی اور بنی ہوئی ہے اور اوسمین بھی کسیکی قبر ہے بہرحال نقشے کے دیکھنے سے اس عمارت کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور ایک عبرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے نام آور آدمی تھے کہ خاک کے تلے پڑے ہین، یقین ہے کہ بجز خاک کے کچھ نر ہا ہوگا + + + +

بستی باوڑی

یہ ایک مقبرہ ہے بستی خواجہ سرا کا حضرت نظام الدین باوڑی و در آگے اور اس مقام پر ایک برج قبر کا ہے اور ایک مسجد ہے اور ایک باولی ہے اگلے زمانے مین باولی کو باوڑی کہا کرتے تھے اس سبب سے بستی باوڑی مشہور ہوگئی یہ باولی بہت نفیس بنی ہوگی اور دالان نیچے اوپر کے بہت خوشنما اور دلربا ہونگے لیکن اب باولی بھی بند ہوگئی ہے اور مکانات بھی ٹوٹ پھوٹ گئے ہین صرف دالانون کا کچھ نشان معلوم ہوتا ہے اب باولی کے اوپر مغرب کی طرف ایک مسجد ہے اور یہ باولی گویا اوس مسجد کا حوض ہے اوس مسجد مین قران کی آیتین چونہ کاری سے منبت کے طور پر لکھی ہین، مگر اب بسبب شکستہ اور کہنہ ہو جانیکے پڑھی کم جاتی ہین اس مسجد کے قبلہ مین بائین طرف ایک برج دروازے کا ہے اور یہ دروازہ تھا آمد و رفت کا اس روازے کے سامنے قبر کا گنبد ہے اس قبر کو عجب طرح سے بنایا ہے پہلے تو بہت اونچا پبوترہ بنا کے اوس مین کمرے کے طور پر در در کرکے گھر بنائے ہین، اور ایک طرف سیڑھیان ہین اور اوپر قبر ہے اور قبر پر برج ہے یہ برج سو ستون اور لداو کے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور کسی زمانہ مین جالیان بھی لگی ہوئی تہین، مگر اب جالیان تو لوگ اوکھاڑ کر لے گئے ہین صرف ستون اور برج باقی رہگیا ہے برج کے بیچ مین بھی کلس کے اوکھاڑنیکے سبب چید ہوگیا ہے چبوترہ کے چارون کونے پر چار گنبدیان چھ گنبڈ

کی بنی ہوئی ہین تین برجیان تو اوس مین کی باقی ہین اور ایک برجی جنوبی ضلع کے غربی کونے کی ٹوٹ گئی ہے
یہ مکان کسی زمانہ مین بہت نفیس ہوگا اب بھی معقول سیرگاہ ہے ان مکانون پر کوئی کتبہ نہین ہے جس سے
تاریخ معلوم ہو سکے اس سبب سے بجز اسکے اور کچھ نہین کہا جا سکتا کہ یہ عمارت بھی پٹھانون کے وقت کی بنی ہوئی
ہے اور جسقدر مدت کہ پٹھانون کی بادشاہت کو ہوئی اوتنی ہی مدت اس عمارت کے بنے ہوئے کو بھی ہوئی ہے
اسمقام کا نقشہ اسطور پر کھینچا گیا ہے کہ اوسمین باولی اور مسجد اور دروازہ اور مقبرہ سب کا سب آگیا ہے +

خضر کی گنبٹی

یہ عمارت دریا کے کنارے پر موضع اوکھلا کی سرحد مین شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ہرچند
مینے تحقیق کیا اور تاریخ کی کتابین اولٹین مگر معلوم نہین ہوا کہ یہ خضر خان کون تھے جنکی یہ گنبٹی مشہور ہے
اسمقام کا نام دور دور ملکون تک مشہور ہے لیکن یہ مکان کچھ نفیس و لطیف نہین ہے بجز اسکے کہ دریا کے کنارے پر
اور کچھ لطافت نہین رکھتا صرف ایک گنبد تھا کہ وہ بھی اب گر پڑا ہے صرف کھنڈر باقی رہگیا ہے اور ایک برج
چار دیواری مین کی باقی ہے بعضے کہتے ہین کہ اگلے زمانے مین یہان مندر تھا مسلمانون کے عہد مین مندر توڑ کر
اور یہ گنبٹی بنائی ہے مگر کوئی بات صحت کو نہین پہونچی بہرحال نقشے کے دیکھنے سے اسکی کیفیت ظاہر ہوتی ہے اور
سوا اسکے مین اور کچھ حال اس عمارت کا نہین لکھ سکتا +

درگاہ سید محمود بجار

یہ درگاہ شاہجہان آباد سے چار کوس بارہ پلہ کے پاس موضع کیلوکھڑی کے سوانہ مین واقع ہے اگرچہ یہ مکان
کچھ عمدہ بنا ہوا نہین ہے مگر اس مکان کو مکین سے شرف ہے اور شرف المکان بالمکین اسی جگہہ صادق ہے
حضرت سید محمود بجار بڑے ولی اللہ ہونمین سے اور سید ناصر الدین سونپتی کی اولاد سے ہین + آپ علاوہ درویشی
کے بہت بڑے عالم تھے + اور اسی واسطے بجار آپ کو کہا کرتے تھے اور آپکا لقب محی العظام ہے اور آپ کو راجہ ہاڑ
بھی کہتے ہین اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ایک بڑھیا بیوہ عورت کا بیٹا سفر کو گیا تھا اور وہ اوس سے بہت محبت رکھتی
اور ہمیشہ آپکی خدمت مین حاضر ہوتی اور اپنے لڑکے کی ملنے کی دعا منگواتی + اللہ تعالے نے ازروی مکاشفہ
آپ پر ظاہر کیا کہ اوسکا بیٹا فلانی جگہہ مرگیا ہے اور بجز ہڈیون کے اور کچھ باقی نہین رہا آپ نے بعجز و انکسار ال

نقشہ نمبر ۲۰ متعلقہ صفحہ ۲۶ باب اول

نقشہ گنبٹی خضر لب دریا

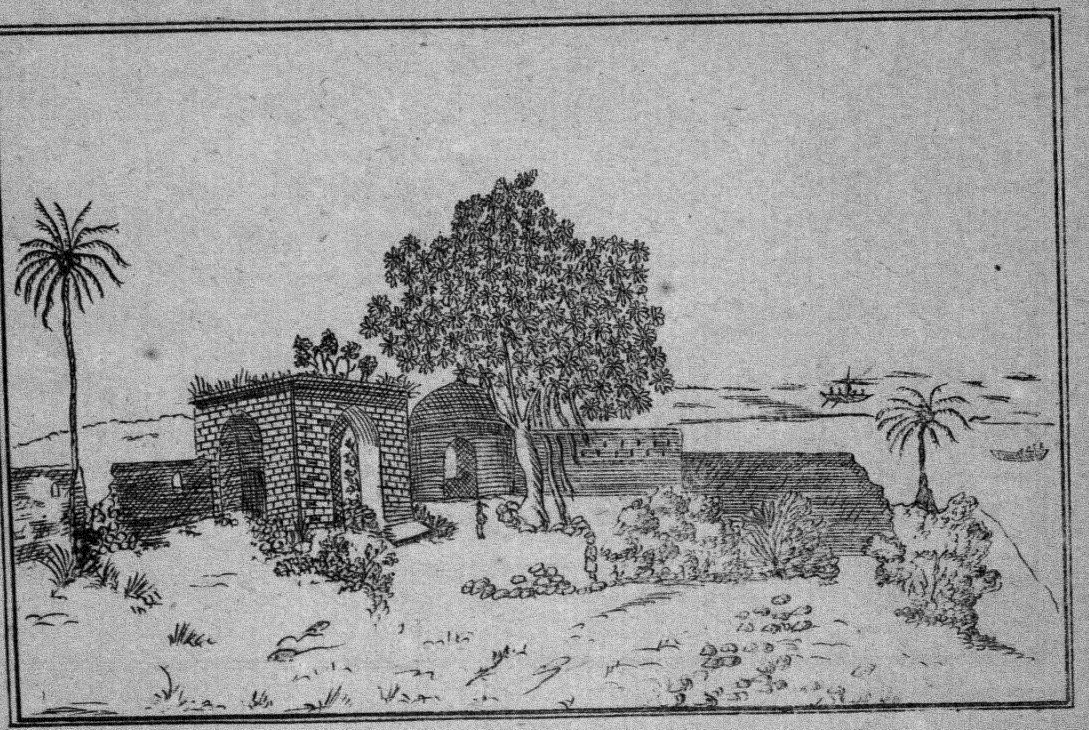

نقشہ نمبر ۲۱ متعلقہ صفحہ ۲۶ باب اول

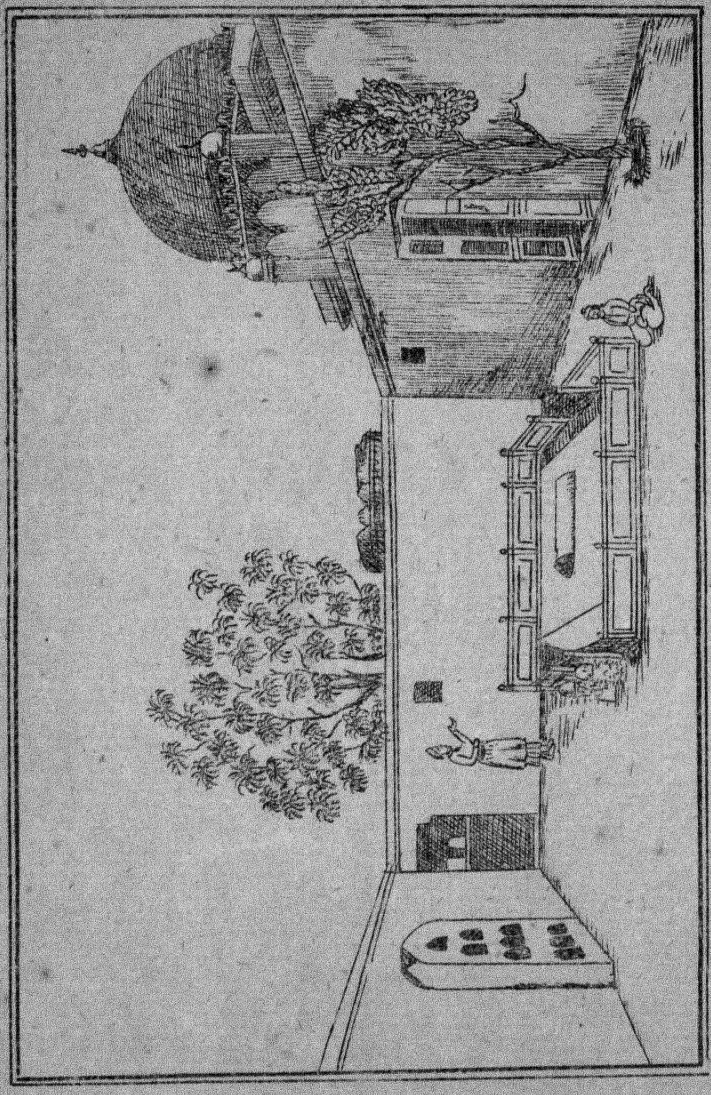

نقشہ درگاہ سید محمود بخار

نقشه بارہ پلہ

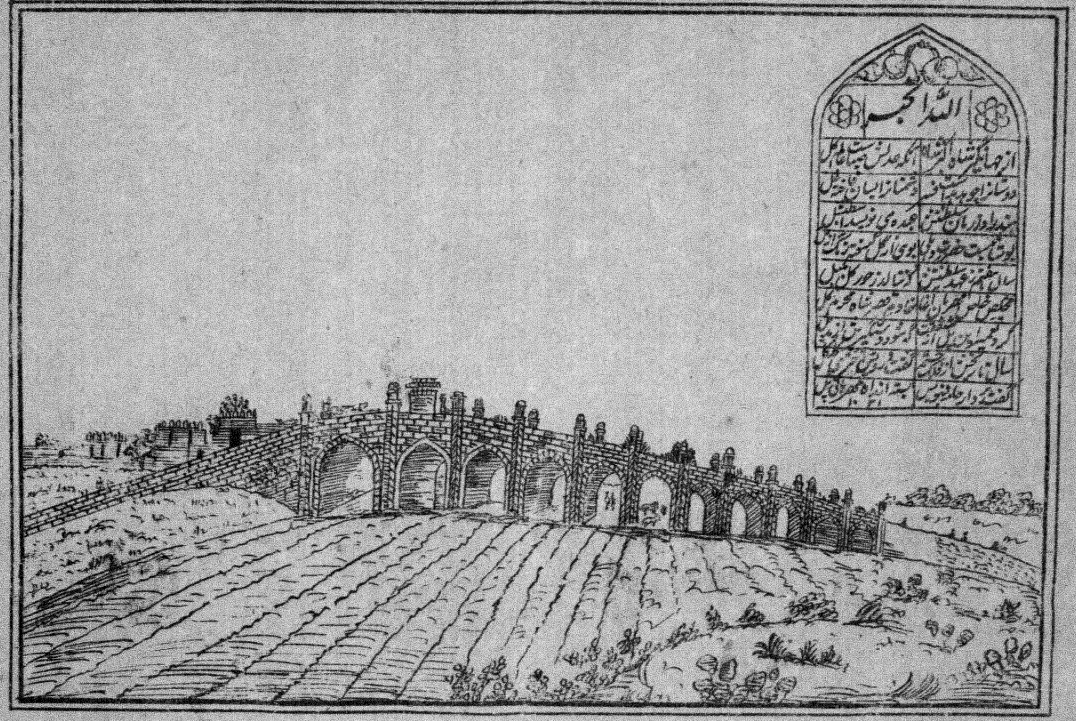

نقشہ نمبر ۲۲ - متعلقہ صفحہ ۲۷ باب اول

کی جناب مین دعا کی اور جناب باری نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کی دعا قبول کی اور اوس مردہ کو زندہ کیا اور اوسکی ماسے ملایا ۔ اور جلوہ ۔ اولیا را ہمتی کا بنیا بنی اسرائیل ۔ کا دکھایا ۔ شعر فیض روح القدس ار باز مدد فرماید ۔ دیگران ہم بکنند انچہ مسیحا میکرد ۔ جب سے آپ کا لقب محی العظام اور راجہ ہارگوڑ یعنی بادشاہ استخوانہا ہو گیا ۔ آپ کے کمالات ظاہری اور باطنی نہایت شہرت سے حاجت بیان کی نہین رکھتے ۔ غرضکہ ستائیسوین ۲۷ صفر ۷۲۸ ہجری مین آپ کا انتقال ہوا ۔ اور اس مقام پر امانت الٰہی کو سونپا ۔ معتقدین خاص نے ایک کچی چار دیواری مزار مبارک کے گرد بنا دی ہے اگرچہ مکان عمدہ نہین مگر فیض سے مملو ہے سچ ہے شعر ز عشق ناتمام با جمال یار مستغنی است ۔ بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روی زیبا را ۔ اس حساب سے آپکے مزار کو بنے ہوئے تین سو چوراسی ۳۸۴ برس کے قریب عرصہ گذرا اور آپ کے مزار مبارک کا نقشہ یہ ہے ۔

بارہ پلہ

یہ پل بہت تحفہ اور نفیس بنا ہوا ہے ۔ اور شاہجہان آباد سے چار میل پر جنوب کی طرف فرید آباد کے رستہ پر سرا کے پاس واقع ہے ۔ اگرچہ یہ پل بارہ پلہ کر کے مشہور ہے لیکن اسکے گیارہ در ہین چونہ اور سنگ خارا سے بنا ہوا ہے اور سرکار انگریزی کی عملداری مین اسکی مرمت بھی ہوئی ہے اس پل کو مہربان آغا نے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین ۱۰۲۱ مین بنایا ہے کہ اوسکو دو سو اکتالیس ۲۴۱ برس کے قریب عرصہ گذرا یہ مہربان آغا وہ ہین جنکو آغایان بھی کہا کرتے ہین ۔ اور نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد مین آغاے آغایان انکا لقب تھا تیمور کے خاندان سے انکو موروثی بندگی تھی ۔ اور جس زمانہ مین کہ جہانگیر کی شادی ہوئی ہے اکبر بادشاہ نے انکو شاہزادہ خانم اپنی بیٹی یعنی جہانگیر کی بہن سے لیکر جہانگیر کے محل کی خدمت دی تھی ۔ اور اس سبب سے جہانگیر بھی انکی نہایت تعظیم و توقیر کیا کرتا تھا اور یہ بھی ہر دم اور ہر لحظہ جہانگیر کے ساتھ رہا کرتے تھے اور اخلاص کامل جہانگیر کے ساتھ انکو حاصل تھا ۔ سنہ ۱۴ جلوس جہانگیری مین بڑھاپے کے سبب انھون نے خانہ نشینی اختیار کی اور دلی مین رہنا قبول کیا ۔ جہانگیر نے بہت خوشی اور خاطر داری سے انکی درخواست قبول کی ۔ اور سید میوہ دلی کے حاکم کو بہت تاکید کی کہ ہر دم اور ہر لحظہ انکی خاطر داری کیا کرے کہ کسیطرح انکو رنج نہ پہونچے ۔ خانہ نشین ہونیکے بعد انھون نے پل بنایا ہے ۔ اور اس پل پر سنگ سرخ کی تختی لگا کر چند اشعار اور پل کے بننے کی تاریخ کندہ کی ہے ۔ اگرچہ وہ شعر لطافت اور نزاکت سے خالی اور نہایت بے آب ہین لیکن اونکے مضمون سے انکی عقیدت اور اخلاص کا حال جہانگیر کے ساتھ پایا جاتا ہے نقشہ کے دیکھنے سے پل کی کیفیت بخوبی معلوم ہوتی ہے اور جو اشعار کہ اوسپر کندہ ہین بعینہ اوسی خط سے نقشہ مین

لکھے ہوئے ہین فانظر الیہ ۔

مقبرہ خانخانان

یہ مقبرہ بھی بارہ پلہ کے متصل حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ کے پاس واقع ہے ۔ اور یہ مقبرہ عبدالرحیم خان خانخانان بیرم خان خانخانان کے بیٹے کا ہے اس مقبرہ کو عبدالرحیم خان خانخانان نے اپنی بیوی کے لیے بنایا تھا ۔ مگر اوسکو اس مقبرہ مین رکھنا نصیب نہ ہوا ۔ اور سنہ ۱۱ جلوس جہانگیری مین مطابق سنہ ۱۰۳۶ ہجری کے عبدالرحیم خان خانخانان کو بہتر برس کی عمر مین سفر آخرت درپیش آیا اور اس مقبرہ مین مدفون ہوا ۔ یہ مقبرہ بھی کسی زمانہ مین بہت نفیس و لطیف بنا ہوا تھا ۔ اسکا برج تمام سنگ مرمر کا تھا اور بیچ سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی دھاریان لگی ہوئی تھین اور گل بوٹے بنے ہوئے تھے ۔ مگر افسوس ہے کہ یہ مقبرہ بالکل اوجاڑ ہوگیا ہے اس مقبرہ کا تمام سنگ مرمر اوکھاڑ کر نیچے ڈالا اور ایسے نفیس مقبرہ کو بالکل ڈھا ڈالا کہتے ہین کہ آصف الدولہ کے وقت مین اسکا تمام پتھر اوکھڑ کر لکھنؤ مین گیا ہے اور یہ مقبرہ بالکل لنڈورہ رگیا ہے ۔ اس مقبرہ کی قبر کا تعویذ بھی اوکھاڑ کر لیگئے ہین ۔ اور اب اسمین گائے بھینس بندھتی ہین اور گوبر کی بدبو سے اندر جانا مشکل ہوتا ہے ۔ دیکھو کیا عظمت و شان تھی خانخانان کی اور اب کیا حال ہے ۔ اس دنیاے بوقلمون پر تکیہ کرنا محض نادانی ہے ۔ یہ خانخانان قوم کے ترکمان ہین انکے دادا سیف الدین علی کو شاہ اسمٰعیل نے ماوراالنہر کی لڑائی مین بابر بادشاہ کی کمک کو مقرر کیا تھا ۔ اور بیرم خان خانخانان انکے باپ کو ہمایون کے عہد مین بڑا عروج تھا اور تمام مہمات سلطنت اوسے متعلق تھے اور یہ عبدالرحیم خان خانخانان اکبر کے عہد مین بھی بہت معزز تھے ۔ اور جہانگیر کے عہد مین کبھی عزت سے اور کبھی ذلت سے بسر کی آخر کو مر گئے اور نہ وہ عزت رہی اور نہ وہ ذلت رہی ۔ ہزار ہا من مٹی کے نیچے ڈالدیا اور نام و نشان کے لیے یہ مقبرہ تھا کہ وہ بھی نہین رہا ۔ سبحان اللہ جسکے دیوان خانہ مین سیکڑون من گلاب چھڑکا جاتا تھا ۔ اب اوسکے مقبرہ مین ہزارون جانورون کا موت پڑتا ہے ۔ فاعتبروا یا اولی الابصار تاریخ والے انکے علم کی بہت تعریف لکھتے ہین کہ قابلیت اور استعداد مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے ۔ اور علوم عقلی و نقلی سے بہرہ کافی اور نصیبہ وافی تھا ۔ عربی اور ترکی اور فارسی اور ہندی زبان سے بخوبی واقف تھے ۔ واقعات بابری کا انھین نے ترجمہ کیا ہے ۔ کبھی شعر بھی کہتے تھے یہ چند شعر اونھین کی طبع زاد سے ہین ۔

نقشہ مقبرہ خانخانان

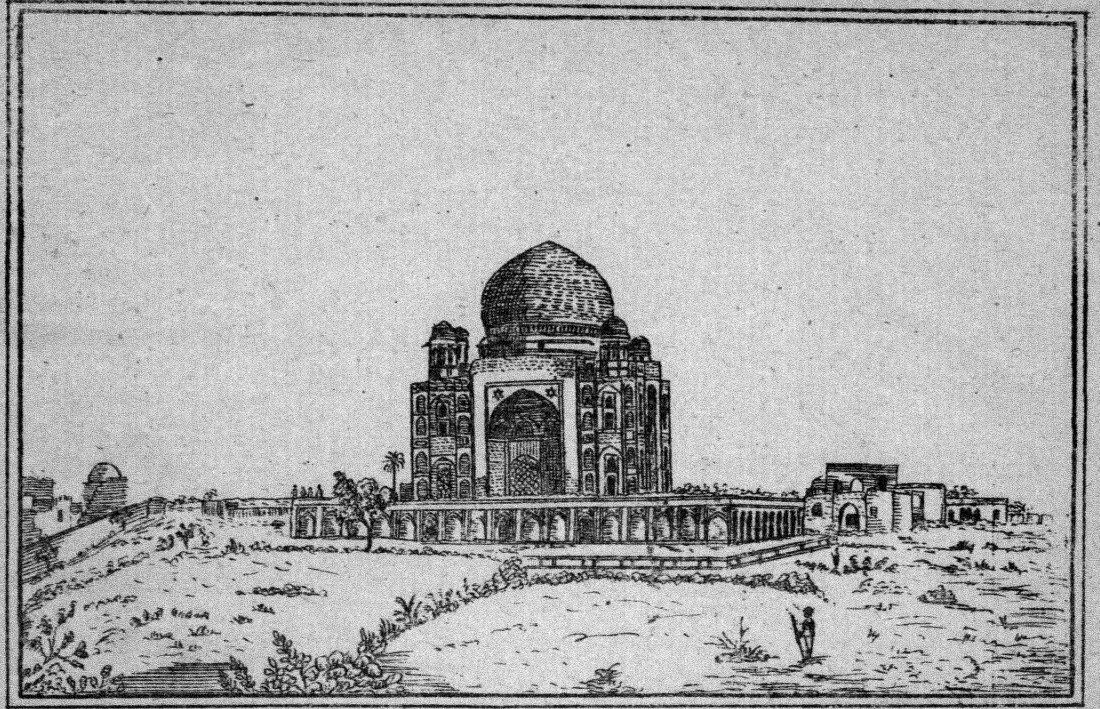

نقشہ نمبر ۲۲ متعلقہ صفحہ ۲۸- باب اول

نقشہ نمبر ۲۴ متعلقہ صفحہ ۲۹ باب اول

نقشہ برج زیلیم

غزل

شمار شوق ندانستہ ام کہ تا چند است — جز اینقدر کہ دلم سخت آرزومند است
بکیش صدق و صفا حرف عہد بیکار است — نگاہ اہل محبت تمام سوگند است
نہ دام دانم و نہ دانہ اینقدر دانم ✤ ✤ — کہ پائے تا بسرم ہر چہ ہست در بند است
مرا فروخت محبت ولے نمیدانم — کہ مشتری چہ کس است و بہای من چند است
ادای حق محبت عنایتے است زدوست — وگرنہ خاطر عاشق بہیچ خرسند است
ازان خوشم بہ سخنہای دلکش تو رحیم — کہ اندکے باداہای عشق مانند است

رباعی

زنہار رحیم از پئے دل نروی — بیہودہ بآرزوے دل در نگروی
گفتم سخنے و باز ہم مے گویم — خواہش کارے ہمیشہ کاہش ندروی

غرضکہ اس مقبرہ کو بنے ہوئے تخمیناً دو سو برس کے قریب عرصہ گذرا ہے جیسا کہ اب ٹوٹا پھوٹا یہ مقبرہ باقی رہگیا ہے نقشہ کے دیکھنے سے ویسا ہی دیکھائی دیتا ہے اور یہ شعر اس مقام پر نہایت موزون ہوتا ہے

شعر

از نقش و نگارے در و دیوار شکستہ — آثار پدید است صنادید عجم را ✤ ✤

نیلہ برج

یہ ایک برج ہے ہمایون کے مقبرہ کے پاس مگر نہین معلوم کہ یہ برج کب بنا اور کسنے بنایا ۔ اس برج پر نیلہ رنگ کی چینی کا کام کیا ہوا ہے ۔ اس سبب سے اسکو نیلہ برج کہتے ہین اگلے زمانہ مین بہت رواج تہا کہ عمارتون پر چینی کا کام بنایا کرتے تھے ۔ اور اوسکو کار کاشانی کہا کرتے تھے ۔ اوسی طرح سے اس برج پر بھی طرح بطرح کی رنگ آمیزی کا کام بنا ہوا ہے ۔ اور جہان جہان سے ثابت ہے وہان سے بہت خوشنما معلوم ہوتا ہے ۔ لوگ مشہور کرتے ہین کہ یہ حجام کا برج ہے مگر کچہ تحقیق نہین ہوا کہ یہ برج کسکا ہے اس برج کی قبر بھی نہین رہی یا از خود اوکھڑ گئی یا تعویذ کے لالچ سے لوگون نے اوکھاڑ ڈالی غرضکہ یہ برج بھی بہت مشہور عمارتون مین سے ہے ۔ اور کسی زمانہ مین بہت عمدہ عمارتون مین گنا جاتا تھا ۔ مین اسکے بنے کی تاریخ اور اسکا حال لکھنے سے لاچار ہون ۔ اسواسطے کہ مجھکو کسی تاریخ کی کتاب سے اسکا حال تحقیق

نہین ہوا + اگرچہ اس برج کی بہت قطع خوب نہین ہے لیکن کام اسپر بہت تحفہ بنا ہوا تھا اور اسی سبب سے مشہور ہو گیا تھا + اب جیسا یہ برج ٹوٹ پھوٹ کر رہگیا ہے + نقشہ کے دیکھنے سے اوسکا حال معلوم ہوتا ہے

مقبرہ ہمایون

یہ ایک مقبرہ ہے عجیب غریب نفیس ولطیف شاہجہان آباد سے موہائی کوس پر جنوب کی طرف معزالدین کیقباد کی کیلوکھڑی کے سواد مین اور اوسمین ہمایون بادشاہ کی قبر ہے اور اور بھی بہت سی قبرین اس مقبرہ مین ہین + اس مقبرہ کی عمارت ایسی خوب ہے کہ روے زمین پر اپنا نظیر نہین رکھتی + سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے ملاکر اسکی عمارت بنائی ہے + سنگ مرمر تو وہ لطیف کہ موتی شاہوار اوسکے آگے دریاے خجالت مین ڈوب جاتا ہے + اور سنگ سرخ وہ نادر کہ گلاب پنکھڑیون پر شرف لیجاتا ہے + برج اسکا تمام سنگ مرمر کا گویا قدرت الٰہی کے دریا کا ایک موتی ہے + قطع اس برج کی ایسی خوب ہے + کہ آسمان اس عظمت وشان سے اوسکے آگے پانی کا بلبلہ معلوم ہوتا ہے ایسا خوش قطع برج روی زمین پر نہین ہے + چوڑان چکلان اونچائی اس مقبرہ کی نہایت مناسب ہے + ایسی مناسبت کسی عمارت مین نہین پائی جاتی جیسی کہ اسمین ہے باوصف اس عظمت کے ایسا نازک معلوم ہوتا ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا + صحن اوسکا دلکشا اور مکانات اوسکے دلربا + وضع نہایت خوب اور قطع بغایت مرغوب سرخ سرخ پتھر مین سفید سفید ڈھاریان عجب عالم دکھاتی ہین + گل بوٹے رنگ برنگ کے پتھر کے پھول پنکھڑیان نئی نئی طرح کی اور ہی تماشے سے نظر آتی ہین + کسی زمانہ مین یہ باغ بہت آراستہ تھا چارونطرف نہرین جاری تھین جابجا حوض بنے تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹتے تھے + سرو کے درخت لگے ہوئے تھے طرح بطرح کے پھول کھل رہے تھے + بلبلین چہچہاتی تھین اور اوسکی خوبیان جنت کو یاد دلاتی تھین + کسی شاعر نے اس مقبرہ کی تعریف مین یہ شعر کہا تھا حقیقت مین یہ مقبرہ ایسا ہی تھا کہ جو کچھ اسکی تعریف مین کہو سو کم ہے گا +

شعر

ہر کہ میخواہد کہ بیند شکل فردوس برین گو بیا این قصر و این باغ ہمایون را بہ بین

اگرچہ عمارت اس مقبرہ کی بدستور قائم ہے کہین کہین سے جالیان ٹوٹ گئی ہین لیکن باغ بالکل ویران ہو گیا ہے + اور وہ سرو کے درخت جو قد یار پر طعنہ مارتے تھے اور وہ گل جو لب زندگی بخش مہ جبینون پر تشنہ دیتے تھے نام کو بھی نرہے + نہرین ٹوٹ گئین حوض بند ہو گئے آب شارونکا نام نرہا + مگر اب بھی کچھ کچھ نشان باقی ہے اور شمال کیطرف چادر گرنیکا مکان اور حوض اور نہرون کے فوارونکا خزانہ بنا ہوا ہے +

اگر

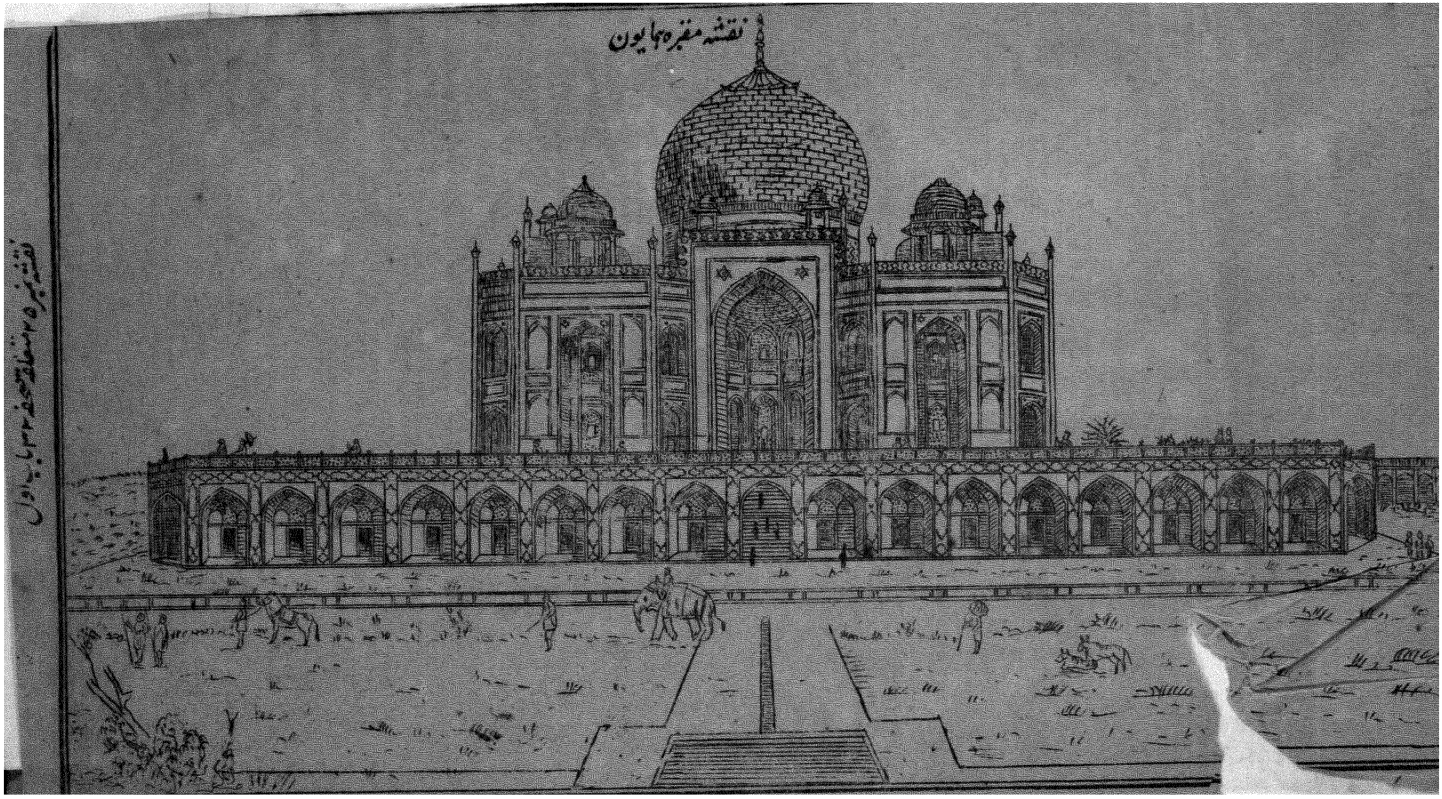
نقشه مقبره همایون

نقشہ نمبر ۲۶ متعلقہ صفحہ ۳۱ باب اول

نقشہ منظر جاندرون احاطہ

نقشہ نمبر ۲۷ ۔ متعلقہ صفحہ ۳۱ باب اول

نقشہ دروازہ غربی

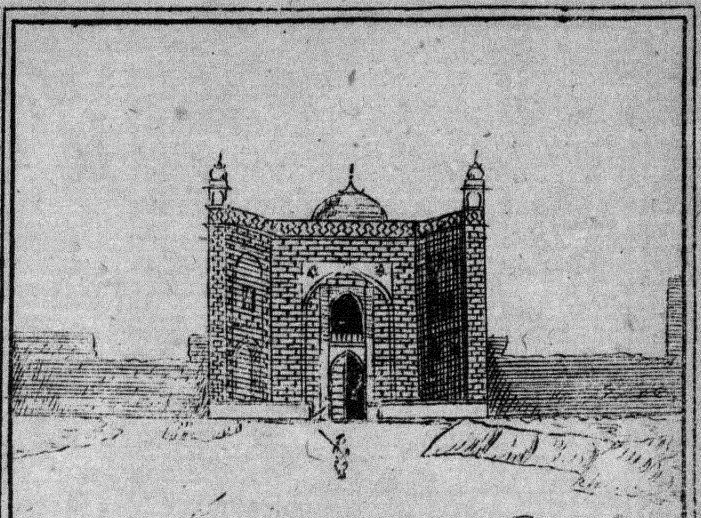

نقشہ دروازہ جنوبی

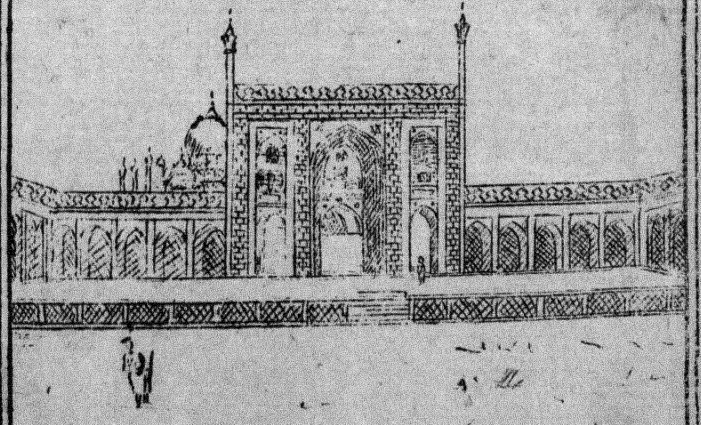

اگر اب بھی اس مقبرہ کی مرمت کیجاوے اور باغ لگایا جاوے تو عجیب سیر گاہ اور نہایت فرحت بخش مکان ہے ۔ اس مقبرہ کی تیاری ۱۰۰۳ھ ہجری مین نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی کی سعی اور ہمت سے شروع ہوئی اور سولہ برس کے عرصہ مین پندرہ لاکھ روپیہ لگاکر اس بہشت کے ٹکڑے کو بنایا تھا اور فردوس برین کو زمین پر اوتارا تھا ۔ مدت تک یہ دستور رہا کہ بادشاہی خاندان مین سے جو کوئی مرتا تھا اس مقبرہ مین دفن ہوتا تھا لیکن اب موقوف ہوگیا ہے ۔ بقعے وراس مقبرہ کی کرسی مین ہین اون سب مین بادشاہی خاندان کی قبرین موجود ہین ۔ اور حمیدہ بانو بیگم ملقب بہ مریم مکانی جلال الدین اکبر شاہ کی مادر یعنی حاجی بیگم زوجہ محمد ہمایون بادشاہ بانیہ اس مقبرہ کی اور عالمگیر ثانی اور فرخ سیر اور دارا شکوہ وغیرہ اسی مقبرہ مین مدفون ہین ۔ بہرحال نقشے کے دیکھنے سے اسکی کیفیت معلوم ہوتی ہے

برج اندرون احاطہ

یہ ایک چھوٹا سا مقبرہ ہے ہمایون کے مقبرہ کے احاطے کے اندر سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے اور کہین کہین سنگ مرمر بھی لگا ہے ۔ اور اسمین دو قبرین ہین سنگ مرمر کے تعویذون کی ۔ ہر چند تحقیقات کی گئی اور تاریخ کی کتابون کو الٹا پلٹا لیکن کچھ حقیقت اوسکی نہین معلوم ہوئی ۔ جو لوگ کہ اس مقبرہ کو شاہ کامران ہمایون کے بھائی کا مقبرہ بتاتے ہین ۔ یہ تو نہایت غلطی فاحش ہے ۔ اور جو کوئی نظام سقہ کا مقبرہ بتاتے ہین یہ بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہے بہرحال ایک چھوٹی سی عمارت دیکھنے کے قابل ہے ۔ اگرچہ نہ معلوم ہو کہ کب بنی اور کسنے بنائی ۔ اس عمارت پر کوئی کتبہ بھی نہین ہے جس سے بنی کی تاریخ معلوم ہو اس عمارت کی خوبی اور لطافت اور قطع نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے وھو ہذا

دروازہ ہای مقبرہ ہمایون

اس نفیس ولطیف مقبرہ کے دو دروازے بہت عالیشان ہین اور نہایت خوشنما ۔ ایک دروازہ تو جنوب کی طرف ہے ۔ اور ایک دروازہ مغرب کی طرف ۔ اس طرف کے دروازے مین بہت اچھے اچھے مختصر مکان بنے ہوئے ہین کہ لطافت اور دلکشائی مین اپنا نظیر نہین رکھتے ۔ دروازہ مین ہر مکان کے جانیکا جدا جدا رستہ ہے اور خوبصورت خوبصورت سیڑہیان بنی ہوئی ہین ۔ جنوبی دروازے مین اگرچہ مکانات نہین ہین لیکن دروازہ کے گرد دورون کے بیچے اور چبوترہ کے ہونے سے عجب نمود اور شان نکل آئی ہے ۔ یہ دروازے بھی گویا بہشت کے دروازے ہین ۔ اور سنگ سرخ اور سنگ رخام سے بنے ہوئے ہین لیکن سنگ رخام ایسا

خوشرنگ دودیا لگایا ہے کہ دور سے بعینہ سبی معلوم ہوتا ہے کہ سنگ سرخ مین سنگ مرمر لگا ہوا ہے تفصیل اس مقبرہ کی چونہ اور پتھر سے بنی ہوئی ہے اور فصیل کی دیوار پر پانی بہنے کا برجہ بنا ہوا ہے مکان دروازون کی لطافت اور نزکت اور شان نقشہ کے سمجھائی جاتی ہے نقشہ دیکھو اور قدرت الہی کا تماشا کرو۔

عرب سرا

اس مقبرہ کے پاس عرب سرا واقع ہے یہ عرب سرا حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بی بی کی بنائی ہوئی ہے اس بیگم نے بہت عالی ہمتی اور نیک نیتی سے اعراب کو حرمین شریفین سے لاکر یہان آباد کیا تھا کہتے ہین کہ یہ بیگم تین سو عرب کو لائی تھی منجملہ اونکے سو عرب سادات عالیات سے تھے اور سو مشائخ کبار سے اور سو آدمی علوم متداولہ مین سے خدمت گذار اون لوگون کے تھے اگرچہ اس زمانہ مین وہ لوگ بسبب تنگی معاش کے تتر بتر ہوگئے ہین اسپر بھی پندرہ بیس گھر باقی ہین سادات ہی تو سید حسن سرگروہ اور گو مارئیس عرب سرا ہین عمر اونکی قریب ساٹھ برس کے ہے اور بہت معقول آدمی ہین اور مشائخ مین سے زین الدین رئیس اور نہایت معقول تھے اونکا تو انتقال ہوگیا لیکن اونکے بھائی شیخ عبدالرحیم زندہ ہین ابھی غنیمت ہے یہ عرب سرا سنہ جلوس اکبری مین مطابق سنہ ۹۶۸ ہجری کے بنی ہے اب ہر قوم کے لوگ اسمین رہتے ہین اس سرا کے تین دروازے ہین دو دروازے تو بہت عمدہ نہین ہین لیکن شمالی دروازہ کسی زمانہ مین بہت شاندار ہوگا اوسکا نقشہ لکھا جاتا ہے دیکھو

منڈی

یہ ایک منڈی تھی عرب سرا کے شرقی دروازہ کے پاس اور تمام کھانے پکانے کی چیزین اسمین بکا کرتی تھین اور اس منڈی مین ایک بہت نفیس مسجد تھی کہ اب اوسکا نام ونشان نہین رہا اور اوسی مسجد کا ایک بہت بڑا سیڑھیون دار کنوان ہے کہ اوسکو باین کہتے ہین یہ کنوان ابتک موجود ہے سیڑھیان بھی بنی ہوئی ہین اور باین ہین پانی بھی ہے دروازہ اسکا جو نام کو باقی رہگیا ہے بہت نفیس ہے چینی کاری کا کام رنگ برنگ کا اوسپر ہورہا ہے اس منڈی کو بھی مہربان آغا نے جہانگیر بادشاہ کے عہد مین بنایا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ منڈی اور بارہ پلہ سات کے سات بنے ہون اس دروازہ پر سنگ سرخ کے اوپر بسم اللہ اور کلمہ اور کچھ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ نقشے کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوسکتی ہے اور جس خط مین کہ یہ کتبہ دروازے پر ہے اوسی خط سے نقشے مین نقل ہے نقشہ کو دیکھو اور نقش ونگار در و دیوار تکلستہ سے عبرت پکڑو۔

نقشہ نمبر ۲۸ متعلقہ صفحہ ۳۲ باب اول

نقشہ دروازہ عرب سرا

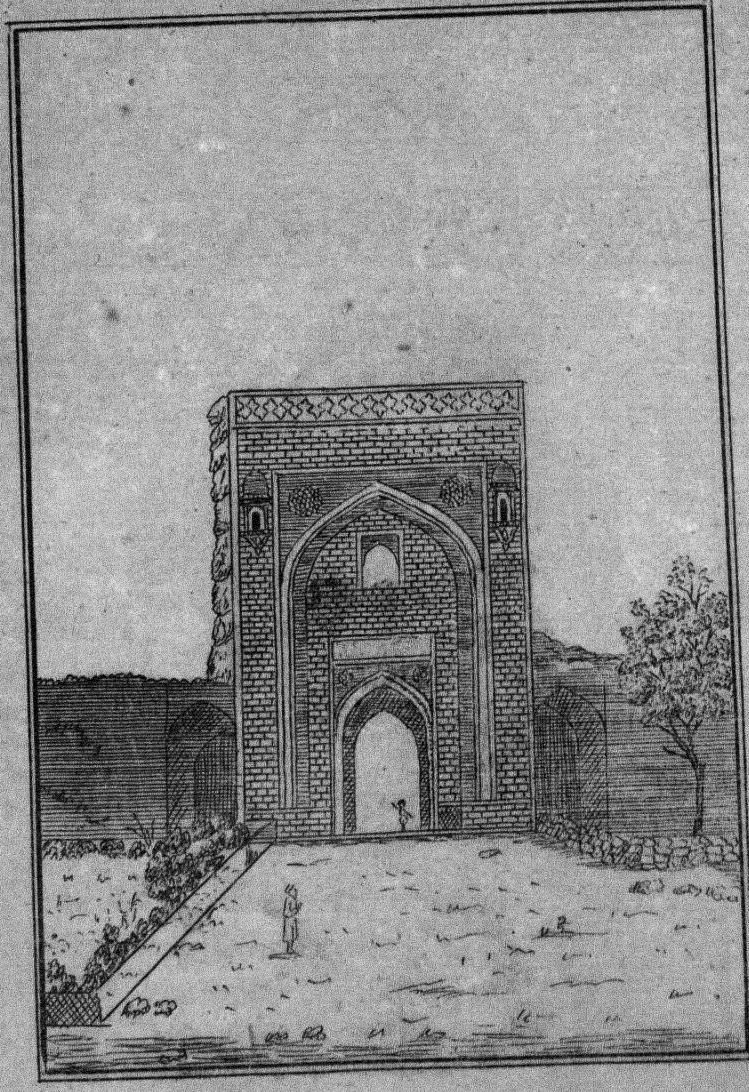

نقشہ نمبر ۲۹ متعلقہ صفحہ ۳۲۔ باب اول

دروازہ منڈی

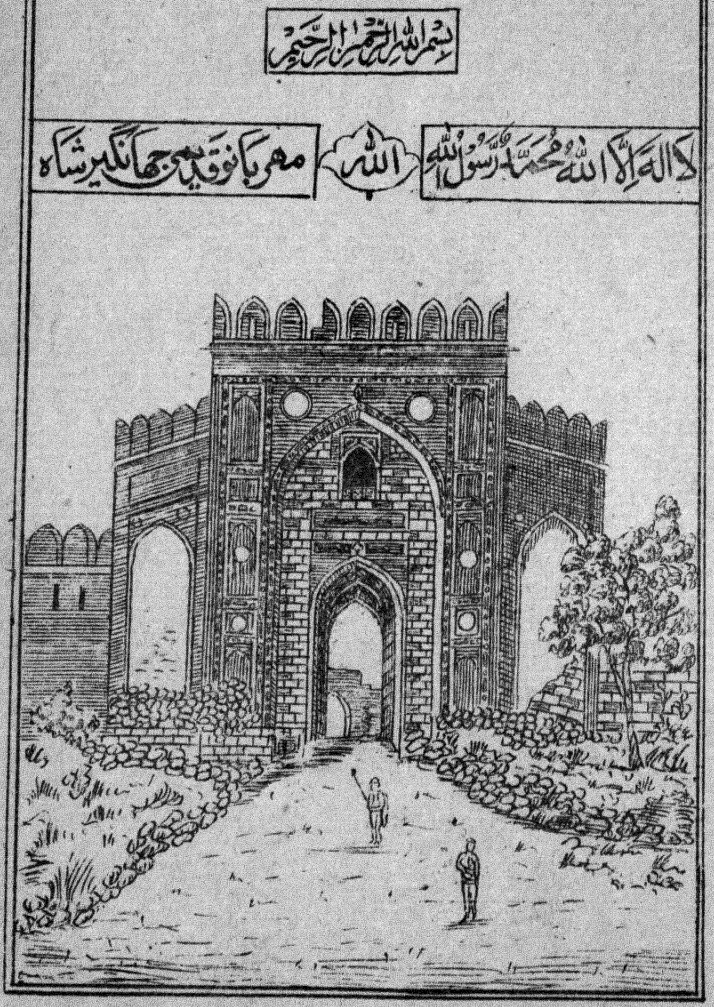

نقشہ نمبر ۳۴ متعلقہ صفحہ ۳۴ باب اول

نقشہ مسجد عیسیٰ خان

نقشه مقبره عیسی خان

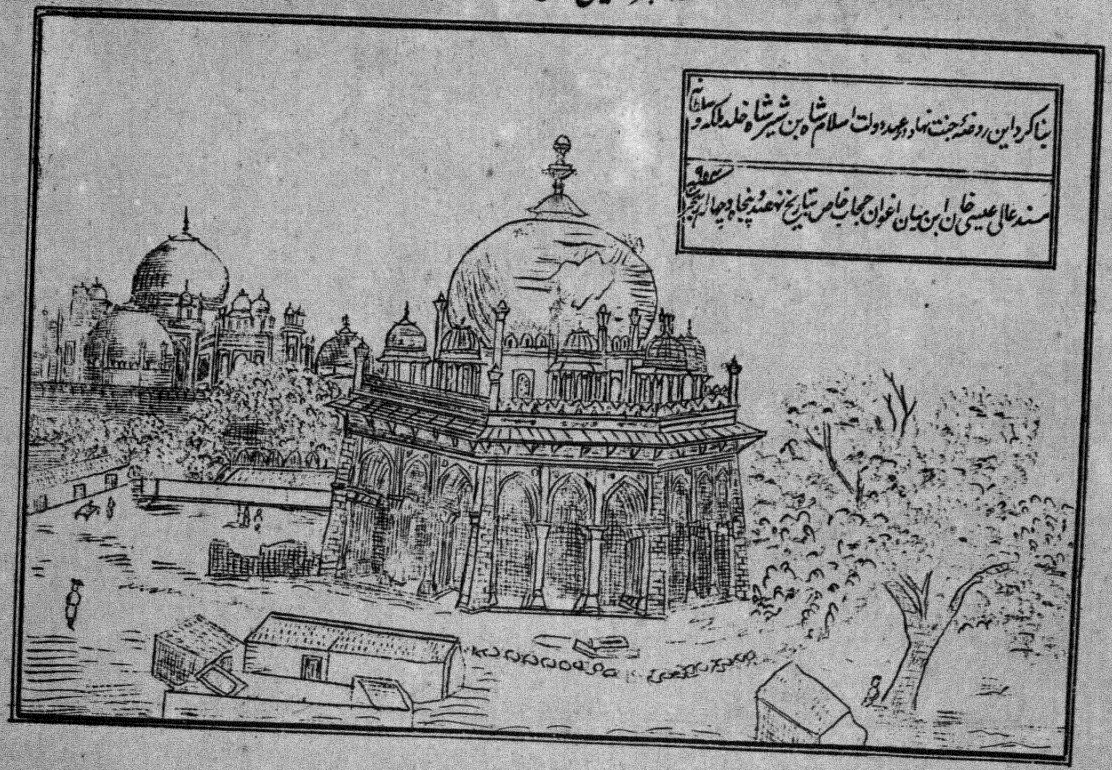

نقشه نمبر ۱۳ متعلقه صفحه ۳۳ باب اول

مسجد عیسی خان

عرب سرا کے غربی دروازے کے پاس ایک چاردیواری واقع ہے اور اوسکو عیسی خان کا کوٹلہ کہتے ہین اوس کوٹلہ مین یہ مسجد ہے اور یہ مسجد تمام سنگ خارا اور چونے سے بنی ہوئی ہے مگر اسکی محراب مین سنگ سرخ لگایا ہے اس مسجد کی قطع اور ساخت کی عمارت مین بہت نفیس اور خوبصورت ہے گو اس زمانہ مین بھدی معلوم ہوتی ہے اس مسجد کو عیسی خان حجاب نے ۹۵۴ ہجری مین سلیم شاہ کے عہد مین بنایا ہے اور یہ عیسی خان شیر شاہی میرون مین سے تھے اور بعد مرنے شیر شاہ کے سلیم شاہ اونھین کی سعی اور تدبیر سے بادشاہ ہوا اور اونھین کی دلاوری اور مستقیمی سے عادل خان نے اپنے بڑے بھائی پر جو ولیعہد تھا فتح پائی اغرضکہ یہ مسجد اونھین کی تعمیر کی ہوئی ہے کہ اوسپر تین سو آٹھ برس کے قریب عرصہ گذرا اس مسجد مین ایک کنوان بھی ہے مگر نہین معلوم ہوتا کہ اوسکے بنانے والے نے اس مسجد کا کنوان ایسا بے موقع کیون بنایا ہے کہ سارا چبوترہ مسجد کا خراب ہوگیا بہرحال نقشے کے دیکھنے سے جو اس مسجد کی ہیئت اب باقی رہ گئی ہے بخوبی معلوم ہوتی ہے

مقبرہ عیسی خان

اس کوٹلہ مین مسجد کے سامنے عیسی خان حجاب کا مقبرہ ہے اگرچہ عمارت چھوٹی سی ہے لیکن بہت خوشنما اس عمارت مین ایک برج ہے اور گرداوسکے غلام گردش کے طور پر عمارت بنائی ہے یہ عمارت تمام سنگ خارا اور چونے سے بنی ہوئی ہے لیکن اوپر کی برجیون کے ستون سنگ سرخ کے ہین اس مقبرہ مین بہت سی قبرین ہین اور عیسی خان حجاب کی بھی اسی مین قبر ہے برج کے اندر مغرب کی طرف ایک بڑے پتھر پر کتبہ لگا ہوا ہے اور اوسپر آیات قرآنی کندہ ہین اور اونکے نیچے بنانے والے کا نام اور بننے کے سنہ کندہ ہین کتبہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت خود عیسی خان حجاب نے سلیم شاہ کے عہد مین ۹۵۴ ہجری مین بنائی ہے کہ اوسکو تین سو آٹھ برس کا عرصہ ہوا اب اس مقبرہ مین کمین لوگ آباد ہین اور اونکے چولھے چکی کے سبب یہ مقبرہ بہت خراب ہو چلا ہے افسوس کہ کوئی خبر بھی لیتا نہین اب بھی یہ مقبرہ صحیح و سالم موجود ہے بہرحال نقشہ کے دیکھنے سے اس عمارت کی وضع اور قطع اور خوبصورتی بخوبی معلوم ہوتی ہے اور وہ کتبہ

جسمین بنانے والے کا نام اور بنّے کے سن لکھے ہین بعینہ اوسی خط سے نقشہ مین مندرج ہے اس مقبرہ کا نقشہ اسطرح سے کھینچا گیا ہے کہ اوسمین ہمایون کا مقبرہ بھی دکھائی دیتا ہے +

درگاہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا

شہنشاہ اورنگ عرفان حق — دلش صدر دیوان ایوان حق — ملک بردہ دریوزہ از شان او
فلک کاسۂ سبز در خوان او — قدم راندہ زانگونہ در راہ فقر — کہ شد شاہ اورنگ درگاہ فقر
بباطن زتکوین و اطوار محو — بظاہر زتمکین نگہدار محو — دلش ساکن ملک ذات وصفات

زہے نیک دین وزہے نیکذات + حضرت نظام الدین اولیا بڑے ولی اللہ سے ہین + انکے کمالات اور صفات ظاہری اور باطنی سے ہزارون کتابین بھری ہوئی ہین + اسواسطے آپ کے شرح کمالات کی اس مختصر مین گنجایش نہ دیکھ کر مختصر حال آپ کے مزار مبارک کا اور بیان دفن ہونیکا لکھتا ہون + واضح ہو کہ آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال غزنین سے ہندوستان مین تشریف لائے + اور حضرت شیخ نظام اولیا سفر کے مہینے مین ۶۳۴ ہجری مین قصبہ بدایون مین پیدا ہوئے اور پچیس برس کی عمر مین دلی تشریف لائے + اور یہان علم تحصیل کیا اور شیخ نجیب الدین متوکل سے صحبت رہی + پھر اجودہن کو حضرت شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج کی خدمت مین تشریف لے گئے اور جمعرات کو ملازمت ہوئی بیعت حاصل کر کے پھر دلی مین تشریف لائے اور غیاث پور مین سکونت اختیار کی اور لوگون کو آپ کی تعلیم و تلقین سے فیض و برکت ملی جو کہ اس سرای فانی سے سب کو چلنا ہے اور عالم بقا کو پہونچنا آپ نے ربیع الثانی کی اٹھارہوین تاریخ ۷۲۵ ہجری مین بدھ کے دن اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور موضع غیاث پور کی سرحد مین جہان اب آپکا مزار ہے آپ کو دفن کیا + شہنشاہ دین + آپ کی رحلت کی تاریخ ہے چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد اس تاریخ کو مسجد کی دیوار پر جسکا ذکر آگے آوے گا کندہ کر دیا ہے اور وہ تاریخ یہ ہے +

نظام دو گیتی شہ ما و طین + سراج دو عالم شدہ بالیقین + چو تاریخ فوتش بجستم زغیب + ندا داد ہاتف شہنشاہ دین ۷۲۵

گنبد درگاہ

آپ کے مزار مبارک کے گنبد کا عجب حال ہے کہ جب سے آپکو دفن کیا ہے روز بروز عمارت کو ترقی ہوتی گئی اور دن

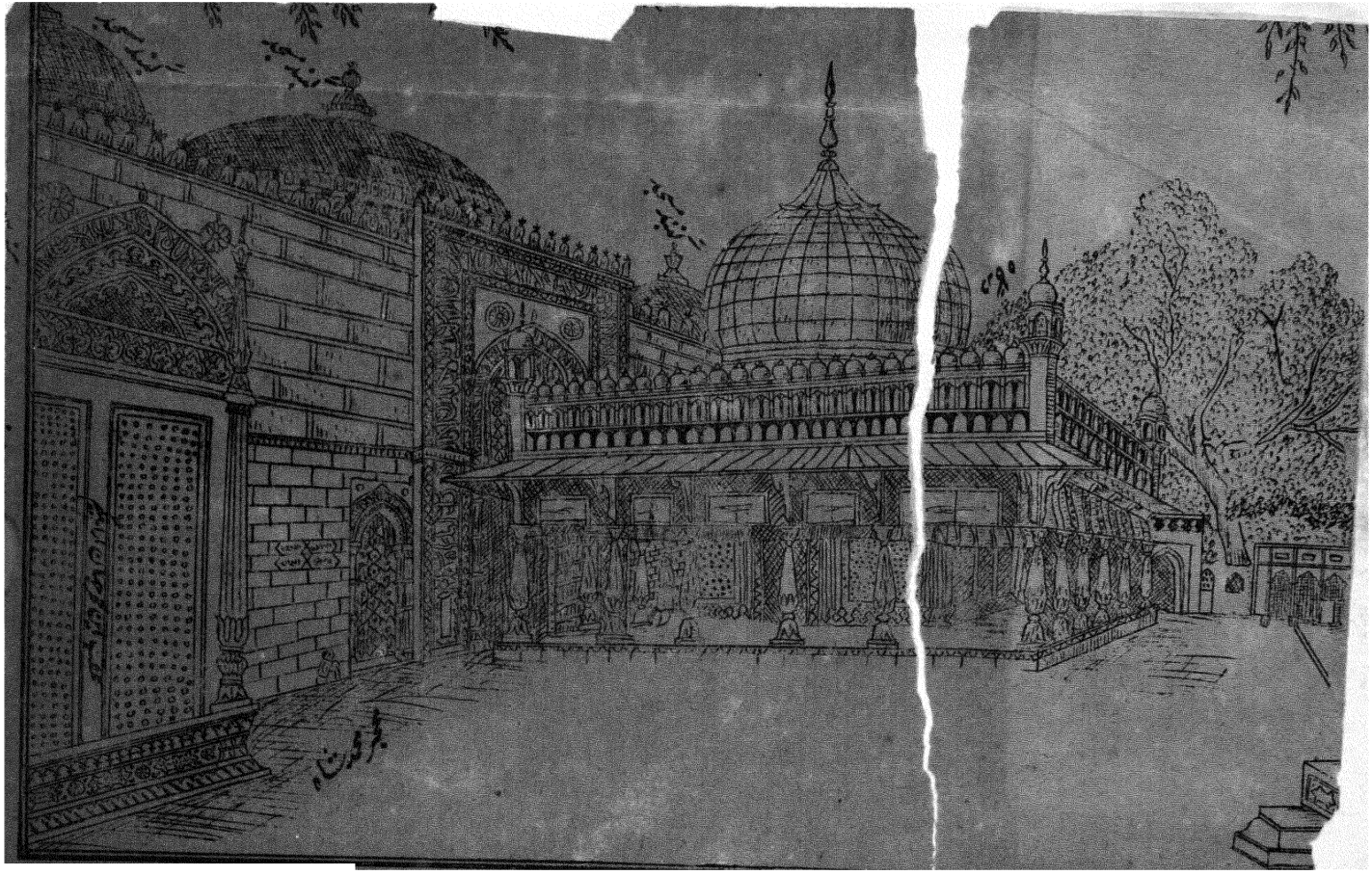

بدن اچھی سے اچھی بنتی گئی + پہلے تو آپ کے انتقال کے بعد خلجی بادشاہون کے وقت مین ایک مجسمہ تھا کہ اوسکا تو اب نام ونشان نہین رہا + بعد اوسکے سنہ ۹۷۰ ہجری مین سید فریدون خان نے اکبر بادشاہ کے عہد مین آپ کے مزار کے گرد ستون لگا کر بارہ در بنائے اور اوسپر گنبد بنایا اور سنگ مرمر کی جالیان لگائین اور گنبد کے اندر آپ کے سرہانے ایک لوح سنگین پر کلمہ طیبہ لکھکر یہ اشعار کندہ کر دیے ہین + شکر کہ در روضہ حضرت غوث الانام ازپے تعمیر شد خان فلک احتشام + مہر نسب را شرف اوج شرف را شہاب + سید عالی نسب میر فلک احترام بانی او ہاشمی ساعی او ہاشمی + آنکہ بدوران شان ہست سخن را نظام + از پے تاریخ آن چون متفکر شدم کلک خرد زد رقم قبلہ گہ خاص و عام + روے بدرگاہ او آر فریدون بصدق + شاید از الطاف پیر کار تو گردد نظام

۹۷۰

کاتب حسین احمد چشتی

بعد اسکے سنہ ۱۰۱۷ مین کہ اوس زمانہ مین نور الدین جہانگیر بادشاہ تھا فرید خان المخاطب بمرتضے خان نے جنکا فرید آباد بسایا ہوا ہے آپ کے مزار مبارک پر سیپ کے کام کا بہت نفیس ولطیف چھپر کھٹ چڑہایا حقیقت مین ایسا باریک سیپ کا کام کیا ہوا ہے کہ خیال مین نہین آتا کہ اسکے بنانے والے نے کیونکر بنایا ہوگا + قدرت الٰہی کا یہ بھی ایک نمونہ ہی اور اوسی چھپر کھٹ مین یہ شعر سیپ کی پچی کاری سی کھدے ہوئے ہین

	شیخ دہلی نظام را دو فرید	کار دنیا و دین مہیا کرد	
یک فریدش مقام فانی داد	یک فریدش مقام احیا کرد	مرتضے خان فراز مرقد او	قبۂ چون سپہر برپا کرد
	ابر فیروزی از جہان برخاست	در یکدانہ در صدف جا کرد	
بر جہان کعبۂ مربع او	چار در از چہار حد وا کرد	عرشۂ مرقد مبارک او	بر زمین کار عرش اعلی کرد
	عرش در پای چار قائمہ اش	چار تکبیر بے محابا کرد	
ہر کہ رخ از مقام او تابید	پشت بر کعبۂ معلے کرد	زانکہ رو در سجود او آورد	رخ چو آئینۂ مصفا کرد
	خاک روب مقامش ار باشی	میتوان کار صد مسیحا کرد	
سال تاریخ این بنا جستم	قبۂ شیخ عقل القا کرد	قدر بانی او رفیع کناد	آنکہ این ہفت سقف خضرا کرد

۱۰۱۷

عزیز الدین عالمگیر ثانی کو آپ کی جناب مین بہت اعتقاد تھا اوسنے چند شعر آپ کی مدح اور اپنے درد دل کے بیان مین کہے اور سنہ ۱۱۶۹ ہجری مین اون شعرون کو سنگ مرمر پر کندہ کرکے برج کے اندر مغرب کی طرف پائینتی کو لگا دیے اور وہ شعر یہ ہین +

یا عزیز

جو ہوئے خادم نظام الدین کا دلسے ای غریب
اوسکے تئین ہوتا ہے تاج خسروی جگ مین نصیب

خادمی کی تھی عزیز الدین نے با صدق و یقین
تاج شاہی ہند کا مجھکو دیا ہے عنقریب

مرض دل افگار میرے کا وہ صحت بخش ہے
بے عذا و بے دعا و بے دوا و بے طبیب

بس پریشان حال ہے اب خلق پر محبوب حق
فضل کر تقصیر دارون پر تم ہو حق کے حبیب

باہتمام غلام ہوشیار علی خان محلی سنہ ۱۱۶۹

سنہ ۱۰۶۳ ہجری یعنی شاہجہان کے عہد مین خلیل اللہ خان نے آپکے مزار کے گرد سنگ سرخ کی غلام گردش بنائی اور اوسکے ہر ہر ضلع مین پانچ پانچ در رکھے کہ سب ضلعون کے ملکر بیس در ہین اور جنوب کی طرف کے ضلع کے دوسرے اور چوتھے در پر یہ عبارت کندہ کی ہے ؛

کتبہ در دوم

در عہد اعلی حضرت صاحبقران ثانی احقر العباد خلیل اللہ خان ابن میر میران الحسینی نعمت الٰہی

کتبہ در چہارم
فی سنہ ۱۰۶۳

کہ حاکم شاہجہان آباد بود این ایوان را بر دور روضہ متبرکہ مرتب نمود

مدت تک یہ غلام گردش بنی رہی اور اس سے اس عمارت کی زیب و زینت رہی جب کہ اللہ تعالی کو رونق بڑہانی منظور ہوئی جناب مولوی محمد فخر الدین صاحب کے دلمین یہ بات ڈالی کہ اس سنگ سرخ کی غلام گردش کی جگہ سنگ مرمر کی غلام گردش بنائی جاوے ؛ اس ارادہ سے مولانا فخر الدین صاحب نے کہ اونکے کمالات ظاہری باطنی شہرہ آفاق ہین اور اب اونکے پوتے غلام نصیر الدین صاحب عرف کالے صاحب سجادہ نشین ہین سنگ مرمر کے ستون خرید کیے اور یہ ارادہ کیا کہ سنگ سرخ کے ستونون کی جگہہ یہ ستون سنگ مرمر لگائے جاوین ؛ ہنوز یہ ارادہ پورا نہین ہوا تھا کہ اونکی عمر پوری ہوئی اور یہ کام ادھورا پڑا رہا ؛ بعد اوسکے اللہ تعالے نے نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروزپور جھنکہ کو توفیق عطا فرمائی اور انھون نے اپنی نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اون سنگ مرمر کے

ستونون کو سنگ سرخ کے ستونون کی جگہ لگا دیا کہ اسکو تخمیناً چالیس برس کا عرصہ گذرا مگر محراب مین اسکی بدستور سنگ سرخ کی ہین ۔ اس غلام گردش کی چھت سنگ سرخ کی تھی اور اوس مین یہ نقص تھا کہ ہر برس لونی لگ جاتی اور نقش و نگار اوسکے جھڑ پڑتے ۔ اللہ تعالی فیض اللہ خان بخشی کو بہت دی کہ اوسنے سنگ سرخ کی چھت کے نیچے تانبے کی چھت جڑوا دی اور اوسپر سنہری اور لاجوردی کام بنوا دیا کہ اب تک بدستور موجود ہے ۔ یہ چھت سنہ ۱۲۳۶ ہجری مین بنی ہے کہ اوسکو قریب پچیس برسکے عرصہ گذرا ۔ اس چھت کے بنے کی تاریخ چھت کے کنارے پر لکھی ہوئی تھی اوسکے نیچے چونے کا کام تھا اور شورلگ کر وہ چونہ گر پڑا ہے اس سبب سے وہ تاریخ پڑھی نہین جاتی لیکن جسقدر حرف اوسکے باقی رہگئے ہین ہم لکھ دیتے ہین اور جو حرف کہ نہین پڑھے جاتے اور سمجھ مین نہین آتے وہان پھول سا بطور بھرنے کو بنا دیتے ہین و ہو ہذا ✣

بدرگاہ نظام الحق والدین کہ محبوب ✣ ✣ ✣ چو این سقف مطلا و منقش بنائی خان بخشی خوشتر آمد
وصال این سقف بر این کہ آن خدا ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ ✣ گفتا تمامی کار جنتی است

یہ سب آرایش تو اللہ تعالی کی قدرت سے اس عمارت کی ہوگئی لیکن اسکا برج چونے کا تھا اور بیت خصوصاً غلام گردش کی بنی سے اور بھی پست ہوگیا تھا ۔ اللہ تعالی نے اکبر شاہ ثانی کے دل مین ڈالدیا اور اونکے حکم سے اوسکا برج سنگ مرمر کا اور سنہری کلس بہت نفیس و لطیف بنگیا ۔ اور اوسکے برج کو بنے ہوئے چوبیس برس کے قریب عرصہ گذرا ۔ اب یہ عمارت ایسی نفیس و لطیف اور خوشنما و دلربا ہوگئی ہے کہ اپنا ثانی نہین رکھتی ۔ ربیع الثانی کی ستر ہوین تاریخ یہان بہت بڑا میلہ ہوتا ہے ۔ اور ہزارہا آدمی آنکر رات کو رہتے ہین ۔ اور صبح کو بادشاہ بھی تشریف لاتے ہین ۔ اور مشائخون کی مجلس جو اس زمانہ مین بعضے بدعتیون نے نکالی ہے منعقد ہوتی ہے ✣ اللہ تعالے ہر مسلمان کے دل مین سے بدعت کی باتین نکالے اور مکانات متبرکہ جس کام کے لیے ہین اوس کام کی ہدایت دے آمین آمین

مسجد درگاہ

یہ مسجد آپ کے روبرو بنی ہے ۔ حقیقت اسکی کتب تواریخ سے یون معلوم ہوتی ہے کہ قرا بیگ ترک سلطان علاء الدین خلجی کے بڑے مقرب امیرونمین سے تھا اور اوسکو حضرت سلطان المشائخ سے نہایت عقیدت تھی لیکدفعہ حضرت سلطان المشائخ کو بروقت سماع ان بیتون کے مضمون سے حال متغیر ہوا ✣ ✣ ✣

حصہ دوم عہد سلاطین سنہ ہجری

بیش منما جمال جان افروز	در نمودی برو سپند بسوز	آن جمال تو چیست ہستی تو	وان سپند تو چیست ہستی تو

قرابیگ ترک نے ان تبیون کو ایک کاغذ پر لکھکر سلطان علاء الدین خلجی کے پاس لیگیا اور تمام حال عرض کیا + بادشاہ آپکے کمالات ظاہری اور باطنی کی تعریف کرنے لگا + اوسوقت قرابیگ نے عرض کیا بہت افسوس ہے کہ باوصف اس عقیدہ کے آپ ایسے بزرگ کی صحبت سے مشرف نہین ہوتے + بادشاہ نے جواب دیا کہ مین ناپاک گناہونمین آلودہ ہون اس شرم سے اونکے روبرو نہین جاسکتا + خضر خان اور شادی خان میرے بیٹون کو اونکی خدمت مین لیجاؤ جب کہ خضر خان آپکے خدمت مین حاضر ہوا نہایت اعتقاد لایا اور محبت صادق حاصل کی + اوس زمانہ مین خضر خان نے اس مسجد کا صرف بیچ کا درجہ بڑے گنبد سمیت بنایا تھا اگرچہ اس عمارت کے بننے کی تاریخ نہین معلوم ہوتی لیکن کتب تواریخ کے تتبع سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت ۷۱۲ھ ہجری سے پہلے بنی ہوگی + کہ اوسکو آجتک پانسو پچاس ۵۵۰ برس سے زائد عرصہ ہوا + یہ درجہ مسجد کا بے نظیر اور عدیم المثال ہے تمام سنگ سرخ سے بنا ہوا ہے لیکن اتنا بڑا لداو کا برج دیکھنے مین نہین آیا + چودہ گز کا بیچ ہے + اس درجہ مین ایک سنہری کٹورہ لٹک رہا ہے اور جاٹون نے اس خیال سے کہ سونے کا ہوگا گولیان ماری تھین مگر یہ کٹورہ گرا نہین اور تحقیقا نہین معلوم کہ کاہیکا ہے + بعد اسکے جب سلطان محمد تغلق شاہ سلطان غیاث الدین تغلقشاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا اور اوسنے عادل شاہ اپنا لقب کیا اور آخر کو سلطان خونی مشہور ہوگیا + اوسنے اس درجہ کے ادہر اودہر دو درجہ اور بنا دیے اور ان درجونمین آگے پیچھے دو برج بنائے ہین + کہ چار برج دونو درجون کے اور ایک برج بیچ کا خضر خان کا بنایا ہوا ملکر اس مسجد کے پانچ برج ہوگئے ہین + اگرچہ ان دونو درجون کے بننے کی بھی تاریخ نہین معلوم لیکن ۷۲۵ھ ہجری کے بعد بنے ہین + کہ اوسکو آجتک پانسو سینتیس ۵۳۷ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے + اس مسجد کے درون کی پیشانی پر آیات قرآنی کندہ ہین اور بعض بعض کوفی خط مین ہین لیکن سال بنا کندہ نہین اس درگاہ کا صحن تمام سنگ مرمر سے محمد شاہ بادشاہ نے بنوا دیا ہے اور اسی درگاہ کی صحن مین جنوب کیطرف تین حجرے ہین + ایک جہان آرا بیگم کا دوسرا محمد شاہ کا + تیسرا مرزا جہانگیر کا + اسواسطے ہم اسی مقام پر اون تینون حجرون کا مختصر مختصر حال بیان کرتے ہین + + + + + + + + + +

حجرہ جہان آرا بیگم

یہ ایک حجرہ ہے سر سے پانو تک سنگ مرمر کا گرد اسکے سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین + اور اندر چار قبرین +

مین بڑی اور ایک چھوٹی + اس مجرہ کی تعریف نہین کی جاتی گویا سر سے پاون تک ایک نور کا تکڑا ہے اگر منزل ماہ کہون تو بھی بجا ہے کہ اسمین ماہ پارہ مکین ہے + اور اگر مکان نور کہون تو بھی درست ہے کہ یہ ایک خورشید طلعت کا مکان ہے + یہ جہان آرا بیگم شاہجہان بادشاہ کی بیٹی ہین + اور انکو خواجگان چشت سے نہایت اعتقاد تھا + اور تین کرور روپیہ کا اپنا تمام مال و اسباب یہان کے خادمون کو دیکر یہ زمین اپنے دفن کو مول لی تھی + لیکن عالمگیر نے دو کرور روپیہ اوسمین سے لیا اور کہا کہ تمہارے سے زیادہ مین وصیت جائز نہین + اس مجرہ کو جہان آرا بیگم نے اپنے سامنے بنایا تھا + انکے لوح مزار پر یہ شعر اور یہ عبارت بخط نسخ کندہ ہے + + +

ہوالحی القیوم

بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا	کہ قبر پوش غریبان ہمین گیاہ بس است
الفقیرۃ الفانیہ جہان آرا مرید	خواجگان چشت بنت شاہ جہان +

بادشاہ غازی انار اللہ برہانہ سنہ ۱۰۶۷ھ

مجرہ محمد شاہ بادشاہ

اسی مجرہ کے پاس محمد شاہ بادشاہ کا مجرہ ہے + لطافت اور نفاست مین اوس سے ہزار درجہ بہتر + خوبصورتی اور خوشنمائی مین اوس سے کرور درجہ خوشتر + سنگ مرمر اس مجرہ کا ایسا ابدار اور خوشرنگ اور خوش قماش ہے کہ موتی کی آب اوسکے آگے گرد ہے + نفاست اور لطافت اسکی بیان سے باہر ہے + گل بوٹے بیل پتے نبت کاری کے ایسے خوب بنائے ہین کہ گویا کارسامری ہے نگارخانہ چین بھی اسکے آگے مات ہے + جالیان سنگ مرمر کی ایسی تحفہ بنی ہوئی ہین کہ بیان سے باہر ہے + بے تامل ایسا معلوم ہوتا ہے + کہ گویا آسمان سے تارے جگمگ جگمگ کرتے ہین اور کبھی معلوم ہوتا ہے کہ چادر نور ہے کہ گرد قبر کے تان دی ہے + غرضکہ اس مجرہ کی تعریف نہین ہوسکتی + اس مجرہ مین سات قبرین ہین + ایک محمد شاہ کی اور دوسری نواب صاحبہ محل آگی بیوی کی اور تیسری مرزا جگرو محمد شاہ کے پوتے کی اور چوتھی مرزا حاشوری کی اور تین قبرین باقی بھی سلاطین کی ہین + اس مجرہ کی زمین محمد شاہ بادشاہ اپنے سامنے خادمون سے مول لیکر اس مجرہ کو آپ بنایا تھا + اگرچہ اس مجرہ کے بنے کی تاریخ کسی کتاب سے نہین پائی جاتی لیکن محمد شاہ بادشاہ نے سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین انتقال کیا ہے اس قیاس پر اس مجرہ کے بننے کی مدت خیال کرلینا چاہیے + اس مجرہ کے دروازہ مین دو پٹ سنگ مرمر کے ایک پتھر کے قد آدم کے برابر بہت نفیس و لطیف ہین شاید ایسی خوبصورت پٹ اور کہین نہونگے

مجبر مرزا جہانگیر

اسی مجبر کے پاس مرزا جہانگیر کا مجبر ہے + اور بعینہ محمد شاہ بادشاہ کے مجبر کی نقل بنائی ہے مگر پھر بھی اصل اصل ہی اور نقل نقل + اگرچہ مرزا جہانگیر کے مجبر مین بہ نسبت محمد شاہ کے مجبر کے کام بہت باریک ہے اور جالیان بھی بہت باریک اور نازک ہین لیکن سنگ مرمر ایسا آبدار اور شفاف ہے جو رنگ خوشرنگ خوش قماش نہین ملا + محمد شاہ کے مجبر پر تو ایک ملاحت اور ملایمت ہے + اور مرزا جہانگیر کے مجبر پر ایک روڑھا اور روکھا پن برستا ہے بہرحال اپنی جگہہ یہ مجبر بھی عجائب روزگار ہے + مرزا جہانگیر محمد اکبر شاہ ثانی کے بیٹے تھے + اور انھون نے سیٹن صاحب پر جو دلی کی رزیڈنٹ تھے تمنچہ مارا تھا اور اس سبب سے انگریزون نے انکو بطور نظر بند کے الہ آباد بھیجدیا تھا اور وہین انکا انتقال ہوا + نواب ممتاز محل انکی مانکو بہت چاہتی تھین انھون نے نواب مختار الدولہ خواجہ وحید الدین احمد خان بہادر خلف اکبر وزیر اعظم دستور معظم نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کو الہ آباد بھیجا اور انکی لاش کو منگوا کر یہان دفن کیا اور یہ مجبر بنایا شاید کہ یہ مجبر ۱۲۴۳ ہجری مین بنا ہے اور قریب چوبیس پچیس برس کے اسکے بنے کو ہوئے + اس درگاہ کا نقشہ اس مقام پر سے کھینچا ہے کہ یہ جتنے مکان ہمنے اوپر بیان کیے ہین سب اس مین موجود ہین اور ایک جگہہ ہونے سے نہایت خوشنما دکھلائی دیتے ہین اور اصل ہیئت مکانون کی معلوم ہوتی ہے + جو شخص کہ اس نقشہ کو دیکھے یہ سمجھے کہ درحقیقت اس درگاہ مین کھڑا ہے اور مکانات کو دیکھتا ہے

درگاہ حضرت امیر خسرو

آپکا اصلی نام ابو الحسن اور آپ کے والد کا نام سیف الدین محمود ہے آپ اور آپ کے والد بڑے امرا نامدار مین سے تھے اور آپ نے بھی مدت تک امیری کی آخر کو امیری سے خسروی تک نوبت پونہچی انکے کمالات ظاہری اور باطنی نہایت مشہور ہین کہ اس ہیچمدان کے اظہار کی حاجت نہین + آپ کو اپنے پیر حضرت نظام الدین اولیا سے نہایت محبت تھی وجہ کہ حضرت نظام الدین اولیا نے انتقال فرمایا آپ کو نہایت غم ہوا اور سب مال و اسباب لٹا کر پیر کی قبر پہ ہو بیٹھے یہانتک کہ حضرت کے انتقال کے چھ مہینے کے بعد ۱۸ تیسوین ذیقعدہ ۷۲۵ ہجری جمعہ کی رات کو آپ نے انتقال فرمایا + اور حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کے پائینتن یا رانی چبوترہ پر

نقشہ درگاہ حضرت امیر خسرو

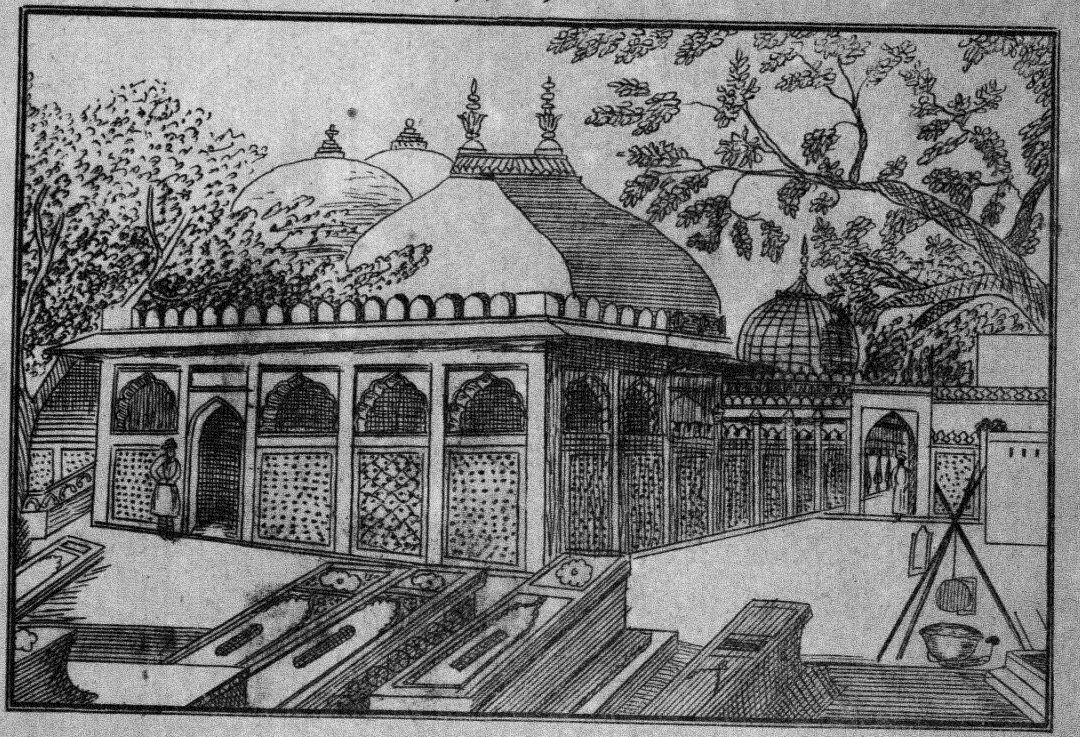

نقشہ نمبر ۳۳ متعلقہ صفحہ ۴۰ باب اول

آپکو دفن کیا + مدت تک آپ کی قبر بلا گنبد و محجر رہی لیکن ۱۰۱۴ ہجری مین یعنی آخر عہد اکبر شاہ اور ابتدای زمانہ سلطنت نور الدین جہانگیر مین کہ اسکو آجتک دو سو اڑتالیس برس کے قریب عرصہ گذرا طاہر نے کہ جسکا نام محمد عماد الدین حسن ہے آپ کے مزار مبارک پر محجر اور برج سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف بنا دیا ہے اور برج کے اندر دیوار کے سرون پر یہ عبارت کندہ ہے +

ای خسرو بے نظیر عالم + با روضہ تو مرا نیاز است + تعمیر نمود طاہر انرا + فیض ازلی ہمیشہ باز است

تاریخ بنایش عقل گفتا + با روضہ بگو کہ جای راز است

قائل این کلام و بانی این مقام طاہر محمد عماد الدین حسن ابن سلطان علی سبزواری فی ۱۰۱۴ غفر ذنوبہ و ستر عیوبہ

الکاتب عبد النبی بن ایوب

ای شربت عاشقی بجامت	وز دوست زمان زمان پیامت	شد سلک فرید از تو منظوم	زان است کہ شد لقب نظامت
	جاوید بقاست بندہ خسرو	چون شد بہزار جان غلامت	
مرا نام نیک است و خواجہ عظیم	دو شین و دو قاف و دو لام و دو جیم	اگر نام یابی درین حرفہا	بدانم کہ ہستی تو مردی فہیم

کاتب مذکور نبیرۂ شیخ فرید شکر گنج

اس گنبد کے گرد سنگ سرخ کی جالیان آدمی کے گلے گلے تک کی لگائی ہین اور جنوب کی طرف اون جالیون پر محرابین لگا کر چھت پاٹ دی ہے کہ اوس سبب سے آپ کے گنبد کی نمود اچھی طرح نہین رہی ہان جالیون مین گنبد کے باہر شمال کیطرف بابر بادشاہ کے عہد مین مہدی خواجہ نے ایک سنگ مرمر کی لوح پر آپ کے انتقال کی تاریخ کھود کر نصب کر دی ہے اور وہ یہ ہے +

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

زمین را ازین لوح شد سرفرازی + بدوران بابر شہنشاہ غازی

میر خسرو خسرو ملک سخن + آن محیط فضل و دریائے کمال +

نثر او دلکش تر از ماء معین + + + + نظم او صافی تر از آب زلال + + +

بلبل دستان سرائے بے قرین + طوطے شکر مقال بے مثال + +
از پے تاریخ سال فوت او + + چون نہادم سر بزانوے خیال + +
شد عدیم المثل یک تاریخ او + دیگرے شد طوطے شکر مقال + +
زحرف وصل جانان سادہ آمد لوح خاک من + طریق سادہ لوحی بس نشان عشق پاک من
مہدے خواجہ سید با جاہ و جلال + شد بانی این اساس بے شبہ و مثال +
گفتم سعے جمیل مہدے خواجہ + تاریخ بناے این چو گردید سوال + + +

حررہ شہاب الدین المعمائی الہروی

آپ کے مزار مبارک کے پائین مردہ اکرام کی قبر ہے اور اکرام بیاسود بپای خسرو تاریخ دفن ہے اور یہ نقشہ ہے آپکے مزار کا فانظروا الیہ اس درگاہ مین شوال کی سترہوین تاریخ بہت دھوم دہام سے میلہ ہوتا ہے

باولی درگاہ

یہ باولی بھی بہت نامی اور نہایت مشہور ہے + دور دور کے پھرنے والے اس باولی کی تعریف کرتے ہین کہ ایسی مصفا اور دلکشا باولی دیکھنے مین نہین آئی اس باولی کا پانی بہت قریب ہے اور بے انتہا + بعضے جاہل لوگ اس باولی کے پانی کو بھی تبرک سمجھکر نہاتے ہین + اور جن اوترنے اور بہوت بھاگنے اور پیٹ رہنے کی منت مانتے ہین + مشہور ہے کہ یہ باولی حضرت نظام الدین اولیا کے جیتے جی بنی ہے اور خود آپ نے اور آپکے مریدون نے پہلے پہل اس باولی کو کھودنا شروع کیا + نقل مشہور ہے کہ ہمت مردان مدد خدا + یہ باولی بہت جلد تیار ہوگئی لیکن اس باولی کی عمارت اور جنوبی ضلع پر کے مکانات فیروز شاہ کے عہد کے بنے ہوئے معلوم ہوتے ہین + اس باولی پر کئی نامی مکان ہین ایک تو باولی کے سرے پر قدیم پٹھانون کے وقت کا گنبد ہے + معلوم نہین کسکا ہے اور کسنے بنایا ہے + ایک سنگ مرمر کا برج غربی ضلع کی طرف ہے اور اوس مین ایک قبر سنگ مرمر کی بہت تحفہ ہے اور اوسپر آیات قرآنی اور نود و نہ نام ایسے خوشخط کھودے ہوئے ہین کہ دیکھنے مین نہین آئے + اس قبر پر اگرچہ سنہ کھدے ہوئے ہین لیکن غلطی کاتب کے سبب نہین معلوم ہوسکتے کہ ایک ہزار آٹھ ہین یا ایک ہزار اسی مگر مصرعہ آخر مین سے ایکہزار اسی برس نکلتے ہین اگرچہ کچھ تعمیہ تخرجہ نہو + بہرحال جسکی قبر ہے اوسکا نام اور تاریخ وفات جو لکھی ہے وہ یہ ہے +

نقشہ باولی درگاہ حضرت نظام الدین

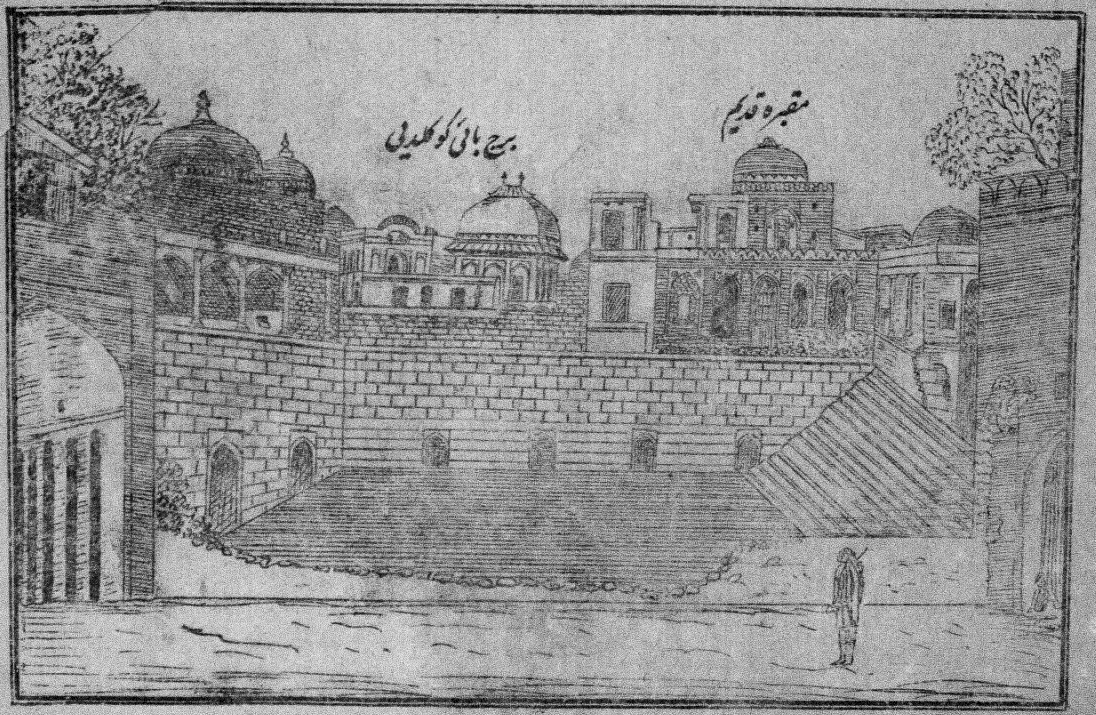

سال تاریخ فوت او جستم ✤ از دل صاف پیر پاک سرشت ✤ آہ سردے کشید و گفت بگو
باد ہمدم بحوریان بہشت ✤ بائے کو کلدئے ✤ ✤ ✤ بنت ملایم خان سنہ ۱۰۸۰

اس باولی مین مسجد سے رستہ تھا کہ وضو کو باولی مین چلے آتے تھے محمد شاہ بادشاہ نے اوسکو پاٹکر اوسپر چھتہ بنا دیا ہے + اس باولی کے جنوبی ضلع کی طرف قدیم عمارت کے یعنے فیروز شاہ کے عہد کی عمارت کے درے بنے ہوئے ہین اور اسطرف سے باولی پر آنے کا رستہ ہے اور اسی مقام پر ایک پتھر پر یہ کتبہ بخط عربی ایسا برابر خط کھدا ہوا لگ رہا ہے کہ مطلق نہین پڑھا جاتا صرف عقلاً اور قیاساً جیسا پڑھا گیا ہے لکھا جاتا ہے کہ اوس سے بنے کے سنہ اور بنانے والے کا بھی نام معلوم ہو جاوے گا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعہد دولت شاہ معظم ✤ خجستہ خسرو اولاد آدم ✤ مدار دین احمد شاہ فیروز
شہ صاحب قران سلطان اعظم ✤ موفق گشت از حق پند معروف ✤ اساس این عمارت کرد محکم ✤
جوار روضہ شیخ المشائخ ✤ نظام الحق والدین قطب عالم ✤ وحید الدین قرشی والد من
کہ با اہل ارادت بود ہمدم ✤ بحسن اعتقاد و صدق اخلاص ✤ در اسرار ولی اللہ محرم
مرا چون برد پیش شیخ عالم ✤ بدست خود گرفت و کرد نامم ✤ بلفظ خود مرا معروف خواندہ
درین عالم چو شیخ عیسوی دم ✤ رجا دارم کز انفاس مبارک ✤ دران عالم بود معروف پرچم
بخوان تاریخ اتمام عمارت ✤ درین جا چون بپائے خیر مقدم ✤ ز ہجرت ہفصد و ہشتاد و یک بود

مرتب شد بنا واللہ اعلم ✤ عرس کے دن اس باولی پر بڑا تماشا ہوتا ہے + اور بہت سے لوگ آنکر جمع ہوتے ہین اور اوسکے مکانونمین بیٹھتے ہین چھوٹے چھوٹے لڑکے ان عمارتون مین سے جو اس باولی کے اوپر بنے ہوئے ہین دھما دھم دھما دھم کودتے ہین + اور طرح طرح کی تیرائیان تیرتے ہین اوسپر زیادہ کمال یہ کرتے ہین کہ میلے والون سے کہتے ہین کہ تم پیسا باولی مین پھینکو اور ہم بھی اوسکے ساتھ کودتے ہین اور پیسے لولاتے ہین اور اسیطرح کرتے ہین کہ پیسے کے ساتھ کودے اور پیسے کو پانی مین سے لائے چار دیواری اس درگاہ کی بہت ٹوٹ پھوٹ گئی تھی + اور کچھ بندوبست نہین رہا تھا + جس زمانہ مین نواب احمد بخش خان بہادر والی فیروزپور جھرکہ نے درگاہ مین غلام گردش بنائی ہے اپنی عالی ہمتی سے تمام چار دیواری کی بھی از سر نو مرمت کر دی تھی + کہ ابتک نام نیک یادگار ہے + اور باولی کے باہر کے دروازے پر سونے کے پانی سے

یہ مصرعہ لکھوا دیا ہے + مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا + اس کے پاس ایک چار دیواری ہے اوسکو کوٹلہ کہا کرتے ہین + میرے نزدیک وہ عمارت نقشہ کھینچنے کے لائق نہ تھی اسواسطے اوسکا نقشہ چھوڑ دیا اور نقشہ باولی کا جو بہت تحفہ اور مشہور عمارتون مین سے ہے کھینچدیا +

مقبرہ تگہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد خان غزنوی کا ہے + جنکا اعظم خان خطاب تھا + انکی بیوی نے جنکا نام ماہم انگہ ہے اور اکبر بادشاہ انکو جی جی انکہ کہا کرتا تھا اکبر بادشاہ کو دودھ پلایا تھا + اور اسی سبب سے انکو تگہ کہا کرتے تھے + اکبر کے وقت مین انکو بڑا عروج تھا اور تمام سلطنت کے وکیل مطلق تھے + اور اسی حسد سے ادہم خان نے رمضان کی بارہوین تاریخ سنہ ۹۶۹ ہجری کو پیر کے دن انکو مار ڈالا + اور پھر بادشاہ نے انکے قصاص مین ادہم خان کو بھی قلعہ پر سے دو دفعہ گروا کے مروا ڈالا چنانچہ + دوخون شد + بزیادتی ایک کے اس واقعہ کی تاریخ ہوئی تھی اور یہ مصرع بھی انکی وفات کی تاریخ ہے ع رفت از ظلم سر اعظم خان + اور یہ تاریخ بھی بعضے لوگون نے کہی تھی + مثنوی خان اعظم سپاہ اعظم خان + کہ چو او کس درین زمانہ ندید + بشہادت رسید ہاصیام شربت موت روزہ دار چشید + کاش سال دگر شہید شدی + کہ شدی سال فوت خان شہید + غرضکہ انکے مارے جانیکے بعد انکی لاش کو دلی مین بھیجا اور جوار روضہ حضرت سلطان المشائخ کے دفن کیا + اور اون کے بیٹے کوکلتاش خان تھے + یہ عمارت عالی سنگ سرخ اور سنگ مرمر سے بنائی + کہ اپنا نظیر نہین رکھتی + گرداندر اور باہر آیات قرآنی کندہ ہین اور بیل بوٹے نبت کاری کے ایسے خوب بنے ہوئے ہین کہ جسکا کچھ بیان نہین ۹۷۴ ہجری مین کہ اوسکو دو سو اٹھاسی برس کے قریب عرصہ گذرا یہ عمارت بن چکی چنانچہ نقشہ کی تاریخ کا کتبہ موجود ہے +

چونسٹھ کھنبہ

یہ ایک عمارت ہے عجیب و غریب متصل مقبرہ تگہ خان کے + حقیقت مین اپنا نظیر نہین رکھتی سر سے پانون تک سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے + قطع اسکی ایسی خوب ہے کہ شاید کسی اور عمارت کی نہوا اس عمارت مین چونسٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوئے ہین اور اسی سبب سے اسکو چونسٹھ کھنبہ کہتے ہین + اور اس مین

نقشه مقبره تکه خان

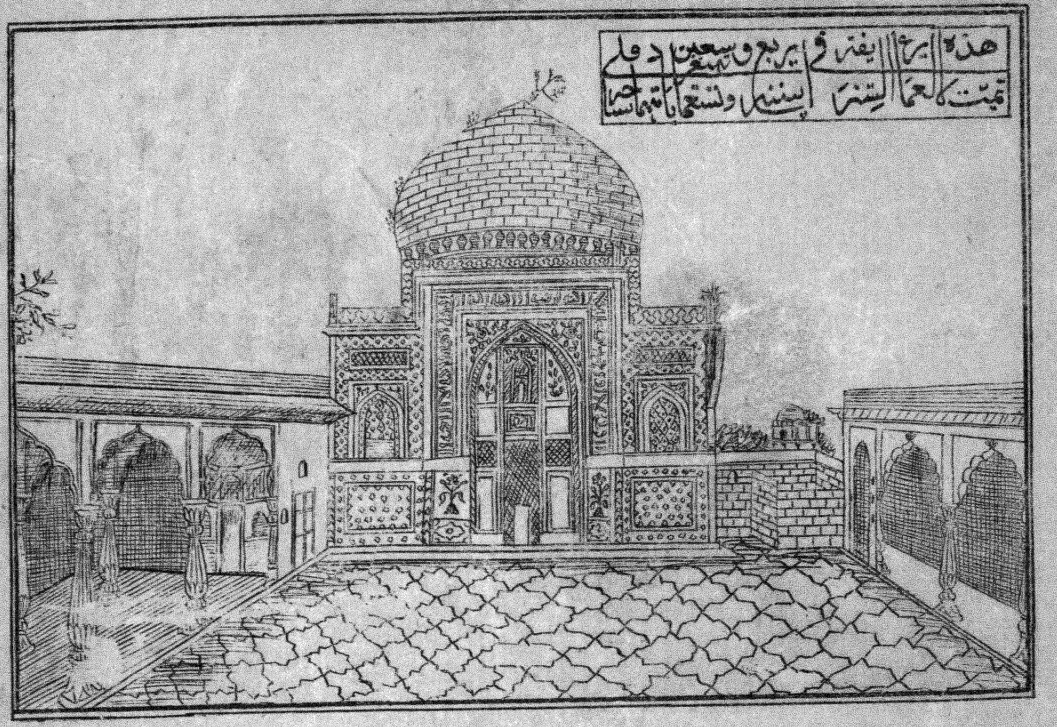

نقشه نمبر ۳۵ متعلقه صفحه ۴۴ باب اول

نقشہ نمبر ۳۶ متعلقہ صفحہ ۴۴ باب اول

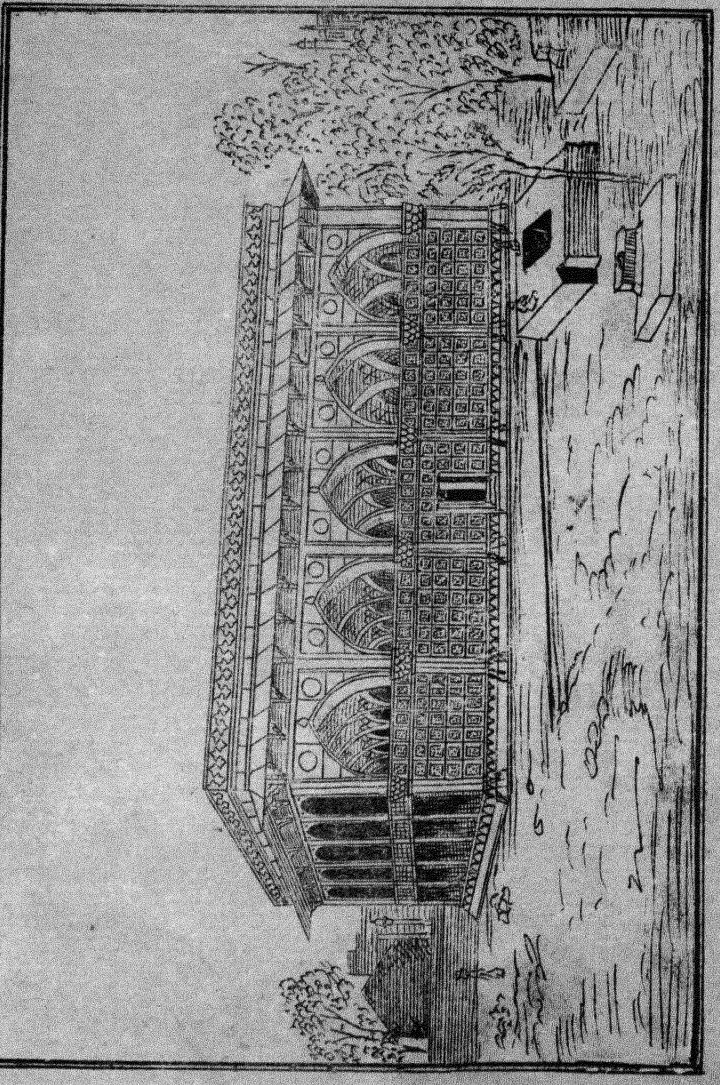

نقشہ چونسٹھ کنبہ

نقشہ نمبر ۳۷ متعلقہ صفحہ ۴۵ باب اول

نقشہ کلاں محل

نقشہ نمبر ۳۸ متعلقہ صفحہ ۴۵ باب اول

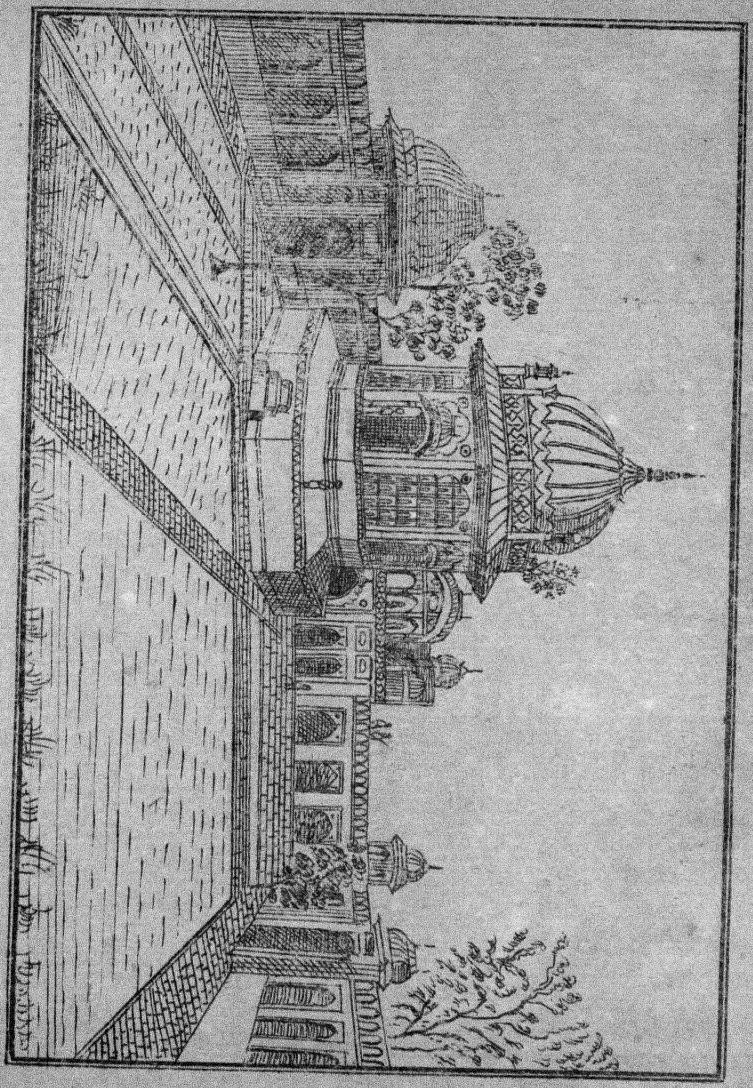

نقشہ مقبرہ سید عابد

مرزا عزیز کوکلتاش خان کی قبر ہے + اور یہ مرزا عزیز شمس الدین تگہ خان کے بیٹے ہین + جبکہ شمس الدین تگہ خان کو ادہم خان نے مار ڈالا اوسکے بعد خان اعظم کا خطاب اونکے بیٹے مرزا عزیز کو ملا + اور اونھون نے سنہ ۱۹ جلوس جہانگیری تک کبھی عزت سے اور کبھی ذلت سے بسر کی + آخر کو سنہ ۱۰۳۴ ہجری مین مطابق سنہ ۱۹ جلوس جہانگیری مین بمقام احمد آباد گجرات اس جہان فانی سے انتقال کیا + انکی لاش کو وہان سے لاکر یہان دفن کیا اور یہ عمارت عجیب و غریب اوسپر بنائی کہتے ہین کہ مرزا عزیز کوکلتاش نہایت خوش تقریر اور بہت خوش تحریر تھے + اور نستعلیق بہت خوب لکھتے تھے اور خوشنویسی مین مرزا باقر پسر ملا میر علی کے شاگرد تھے اور کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے چنانچہ یہ رباعی انھین کی طبع زاد سے ہے + رباعی عشق آمد و از جنون برومندم کرد وارستہ ز صحبت خردمندم کرد + آزاد ز بند دین و دانش گشتم + تا سلسلۂ زلف کسی بندم کرد غرضکہ یہ عمارت سنہ ۱۰۳۴ کے بعد بنی ہے کہ اوسکو آجتک دو سو اٹھائیس برس کے قریب عرصہ گذرا ہے + اس عمارت کی خوبی اور ستونکے لگنے کی خوبصورتی نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے

لال محل

لال محل جسکو تاریخ والے کوشک لعل لکھتے ہین خلجی بادشاہون کے وقت کی عمارتون مین سے تھا چنانچہ جس زمانہ مین سلطان علاء الدین خلجی قلعہ رنتھنبور کا محاصرہ کیے ہوئے تھا اوس زمانہ مین حاجی مولی غلام زادہ ملک الامرا فخر الدین کوتوال نے دلی مین فساد برپا کرکر کوشک لعل مین تخت پر بیٹھا تھا + مگر اوسکا تو اب نام و نشان نہین معلوم ہوتا کہ کیا ہوا اسی ٹوٹے پھوٹے کھنڈہر کو لوگ لعل محل مشہور کرتے ہین مگر مگر تعجب یہ ہے کہ اسمین قبرین ہین شاید لال محل کے پاس یہ مکان بھی ہوگا اور وہ مکان تو ٹوٹ گیا لوگ اسکو لال محل کہنے لگے + غرضکہ یہ عمارت بھی بہت قدیم ہے اور اسمین قبرین ہین + مین یہ نہین کہہ سکتا کہ یہ عمارت کب بنی اور کسنے بنائی + اور اسمین کسکی قبرین ہین + جو کچھ ہے نقشہ مین موجود ہے اور اسی کے پاس بارہ کھنبہ کرکے ایک عمارت مشہور ہے بہت ناقص کہ دیکھنے کے قابل نہین + اور اسی کے پاس اب حال مین فیض اللہ خان بنگش نے اپنا مقبرہ بنایا ہے + نہایت ناقص اور بہت برا کچھ عمدہ عمارت بلکہ عمارت مین نہین +

مقبرہ سید عابد

حضرت نظام الدین کی درگاہ اور پرانے قلعہ کے بیچمین یہ ایک گنبد ہے چونے کا اور اوسپر کہین کہین چینی کاری

کا بھی کام بنا ہوا ہے + کہتے ہین کہ سید عابد خان خان دوران خان کے رفیقون اور بہادرالمہامون مین سے تھے اور کسی لڑائی مین شہید ہوئے ہین اونکا یہ گنبد ہے + بعضے لوگ اسکو شہید صاحب کی درگاہ بھی کہتے ہین + غرضکہ کسی کتاب سے اسکا کچھ پتا نہین لگتا اور مین نہین کہہ سکتا کہ یہ برج کب بنا اور کس نے بنایا + بہرحال ایک عمارت ہے معقول اسکا دروازہ بہت شان دار ہے اور اوپر سے دری بہت خوشنما بنائی ہے + برج بھی لطافت اور نزاکت سے خالی نہین + اسکے صحن مین نہرین اور حوض بہت نفیس بنے ہوئے تھے لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہوگئے ہین + نہرین جداٹوٹ گئین حوض جدا خراب ہوگئے برج جدا بے مرمت ہوگیا وہ چینی کا کام نرہا + وہ جلا جاتی رہی لیکن اب بھی یادگار زمانہ گذشتہ ہے اسکا نقشہ اسطرح سے کھینچا گیا ہے کہ برج اور دروازہ اوپر کی سہ دری سب کی سب معلوم ہوتی ہے فانظر الیہ +

لال بنگلہ

اسی گنبد کے پاس ایک عمارت ہے اور لعل بنگلہ کر کے مشہور ہے + کسی تاریخ کی کتاب سے تو اسکا حال نہین معلوم ہوا + لیکن حضور والا کی زبانی یون سنتے ہین آیا کہ نصیرالدین محمد ہمایون بادشاہ کے عہد مین ایران جانے سے پہلے اونکی کسی حرم کے دفن ہونے کو یہان کچھ عمارت بنائی گئی تھی + بعد اوسکے حضرت فردوس منزل یعنے شاہ عالم بادشاہ کے وقت مین جب کہ لعل کنوار اونکی والدہ کا انتقال ہوا اونکو اوس قدیم قبر کے پاس چھوٹے گنبد مین دفن کیا + اور جب سے یہ مکان لال بنگلہ مشہور ہوا + بعد اوسکے اوسی عہد مین بیگم جان اونکی چاہتی بیٹی نے جو مرزا کھو سے منسوب تھی انتقال کیا اور دوسرے گنبد مین اونکو دفن کیا اور یہ عمارت بنائی + اس حساب سے اس عمارت کو بنے ہوئے ستر برس کے قریب عرصہ گذرا ہے + بعد اسکے خاندان تیموریہ کی اور بہت سی قبرین اسمین ہوگئین + چنانچہ مرزا سلطان پرویز مرزا اکبخت ولیعہد بہادر کے بھائی کی اور مرزا اوکی اور نواب فتح آبادی اور مرزا بالائی اور اور ازواج حضور والا کی یہین قبرین ہین + یہ دونو برج سنگ سرخ سے بہت عمدہ بنے ہوئے ہین + انکے صحن مین دو مجرا ایک نواب فتح آبادی اور ایک مرزا بالائی کا حال مین حضور والا کے عہد مین بنے ہین + غرضکہ جسطرح یہ دونو برج ہین اوسی طرح نقشہ مین موجود ہین + +

پرانا قلعہ

عوام الناس کی زبانون پر یہ مشہور ہے کہ یہ قلعہ بہت پرانا ہے + بلکہ وہ لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ اس قلعہ کی

نقشہ لال بنگلہ

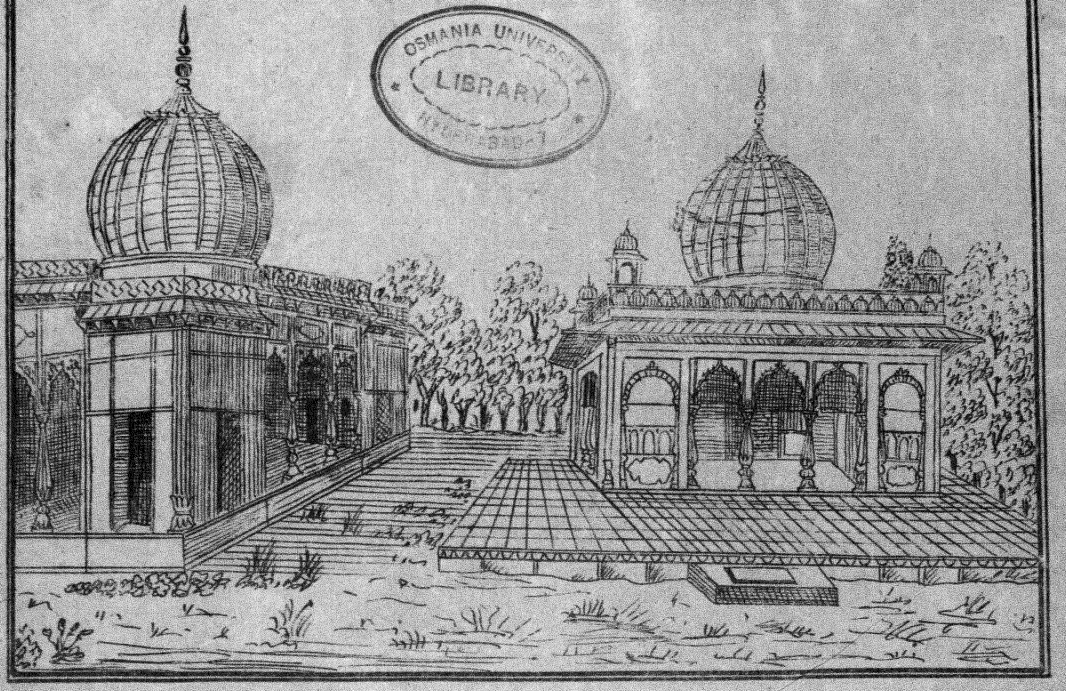

OSMANIA UNIVERSITY
LIBRARY
HYDERABAD

نقشہ نمبر ۹ متعلقہ صفحہ ۴۴ باب اول

ابتدا کوئی نہین بیان کر سکتا + مگر حقیقت مین یہ بات نہین ہے بلکہ تاریخ کی کتابون کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے
کہ سمت ۴۴ بکرماجیت مین راجہ انند پال نے پہلے پہل اس جگہہ قلعہ بنایا تھا + کہ اوسکو آجتک ایکہزار چار سے
تریسٹھ برسکے قریب عرصہ گذرا لیکن اوس قلعہ کا نام ونشان نہین رہا + معلوم نہین کہ کب ٹوٹا اور کیا ہوا
شاید ہمایون بادشاہ کے عہد تک کچھ نام ونشان باقی ہو بعد اسکے جب نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ ہوئے
اونھون نے سنہ ۹۳۸ ہجری مین کہ اوسکو آجتک تین سو چوبیس برسکے قریب عرصہ گذرا + اس قلعہ کو از سر نو
بنایا کہ یہ عمارت جو اب موجود ہے اور سب لوگ اوسکو پرانا قلعہ کہتے ہین + نصیر الدین محمد ہمایون کی بنائی ہوئی
ہے + اور اوسکا نام دین پناہ ہے + لوگونمین پرانا قلعہ مشہور ہوگیا ہے + اس قلعہ کے تین دروازے بڑے
اور ایک کھڑکی نامی ہے اور کئی کھڑکیان ہین ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہے مدت سے
بند ہے + اور لوگ اوسکو طلاقی دروازہ کہتے ہین + اور یہ مشہور کرتے ہین + کہ ایک دفعہ کسی مہم پر اس دروازہ سے
فوج کشی ہوئی تھی بعد جانے فوج کے یہ دروازہ بند کر دیا ہے کہ اگر بے فتح کیے اس دروازے کو کھولین تو اونپر
طلاق ہے مگر افواہا بھی نہین معلوم ہوا کہ کس بادشاہ کے زمانہ مین یہ دروازہ تیغہ ہوا ہے + اس قلعہ کی
فصیل سنگ خارا اور چونے کی بہت مضبوط ہے اور عریض بنی ہوئی ہے + جب کسی زمانہ مین یہ قلعہ آباد اور تیار ہوگا
بہت خوبصورت اور دلکشا اور نہایت مضبوط ہوگا + اب بالکل ویران ہے ٹوٹی پھوٹی فصیل باقی رہگئی ہے
اور قلعہ کے اندر تمام زمیندار موضع اندرپت کے آباد ہین + قدیم مکانونمین کوئی مکان نام کو بھی نہین رہا سب
ٹوٹ ٹوٹا کر خاک برابر ہوگئے + مگر ایک مسجد عالی بہت خوشنما اور خوبصورت اور ایک جہان نما کہ اوسکو شیر منڈل
کہتے ہین باقی ہے کہ اوسکا حال آگے آوے گا + یہ قلعہ شاہجہان آباد سے دو کوس کے فاصلہ پر جنوب کی طرف
واقع ہے + اور اس قلعہ کی مغرب کیطرف پرانی دلی آباد تھی + اب بالکل ویران ہے کھنڈر بھی باقی نہین رہے
دو ایک عمارتونکا ڈھیر اور ٹوٹے پھوٹے دروازے باقی ہین +

مسجد مدرسہ

منجملہ اون عمارتونکے ماہم بیگم کی ایک مدرسہ معہ مسجد ہے اگرچہ اوس مسجد کے مکان ٹوٹ گئے مگر یہ کتبہ باقی رہگیا ہے
بدوران جلال الدین محمد + کہ باشد اکبر شاہان عادل + + چو باہم بیگم عصمت پناہی +
بنا کرد این بنا بہر افاضل + ولے شد ساعی این بقعہ خیر + شہاب الدین احمد خان باذل

زہے خیریت این بقعہ خیر + کہ شد تاریخ او خیر المنازل

گلال باڑی

اس مسجد کے پاس گلال باڑی ایک عمارت ہے کہ اب بجز چونے کے ڈھیر کے اور کچھ نہین اور اوسپر کوئی کتبہ بھی نہین

خاص محل

اور گلال باڑی کے پاس خاص محل شاہجہان کے وقت کا بنا ہوا ہے اگرچہ یہ بھی ٹوٹ گیا ہے مگر دروازہ پر یہ کتبہ باقی ہے +

بدور شاہجہان صاحب قران ثانی + کہ در جہانست جہان پرور و سپہر جناب + بنا نہاد بہین زمانہ خاص محل
درین زمین بکرم بنت زینخان دریاب + ہمیشہ باد بزیر سپہر بوقلمون + + ہمی ضمیر منیرش پے صلاح و صواب
اگر ز سال بنایش شود سوال ترا + حساب کن بسرای محل خاص جواب
۱۰۴۲

نیلی چھتری

اسی عمارت کے پاس نواب نوبت خان کا مقبرہ ہے + اور بالکل ٹوٹ گیا ہے اسپر کسی زمانہ مین چینی کا کام تھا اور برج پر نیلا چھتر تھا اس سبب سے اوسکو نیلی چھتری کہا کرتے تھے + اسکا دروازہ بھی ٹوٹا پھوٹا باقی رہگیا ہے اور ہمنے اسیکے دروازے پر سے پرانے قلعہ کا نقشہ کھینچا ہے اور اوس دروازہ پر یہ کتبہ لگا ہے

ببین خوش منظر عالی مقامے + درین عالم ندیدہ چشم ایام + چو پرسیدم بگفتا یافت اتمام + پے تاریخ اتمامش خبردار
۹۷۳

شیر منڈل

اس قلعہ مین مسجد کے پاس ایک مکان ہے بطور منارہ بہت بلند + اوسکو شیر شاہ نے اپنے عہد سلطنت مین بنایا تھا + کہ آجتک اوسکو تین سو تیرہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے + اور اس عمارت کا نام شیر منڈل رکھا تھا بلکہ اوسکے زمانہ مین اس عمارت کے بننے کے بعد اس سارے قلعے کو شیر منڈل ہی کہنے لگے تھے + اور یہ عمارت تمام سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے + بیچمین تو ایک کمرہ سا ہے اور چارونطرف بہت پتلی غلام گردش ہے اور

نقشہ نمبر ۱۴ استعلامہ صفحہ ۴۸ باب اول

نقشہ شیر منڈل

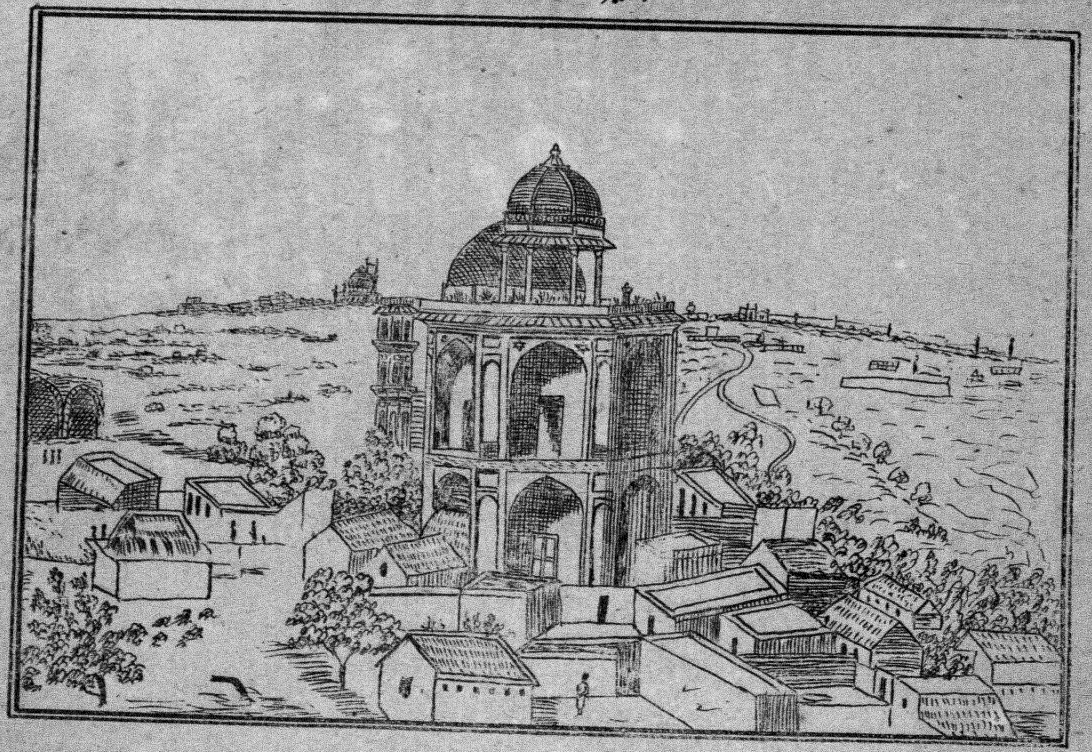

نقشہ نمبر ۴۲ متعلقہ صفحہ ۴۹ باب اول

نقشہ مسجد قلعہ کہنہ

سب سے اوپر ایک برجی ہے اور مقصود اس عمارت کے بنانے سے صرف سیر گاہ تھی جب کہ نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ دوبارہ ہندوستان مین آئے تو اس عمارت مین کتب خانہ کیا تھا اور کبھی کبھی اعمال ریاضی اسپر کیا کرتے تھے جب قضا آتی ہے تو ایک بہانہ ہو جاتا ہے ایکدفعہ ہمایون بادشاہ اسی شیر منڈل پر چڑھے تھے اور تیسرے وقت جب بیچ کے درجے مین پہونچے مغرب کی اذان ہونے لگی بادشاہ نے بیٹھکر اذان سنی اور دعا پڑھکر چاہا کہ جریب پر دور دیکر اوٹھین اتفاقاً جریب پھسل گئی اور نیچے آن پڑے اور کئی دن بعد انتقال کیا اور ہمایون بادشاہ ازبام افتاد تاریخ انتقال ہوئی غرضکہ یہ مکان وہی ہے جسپر سے نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ گر کر مرے اسکا نقشہ دیکھو اور بے ثباتی اور بے قراری دنیا کی دیکھکر عبرت پکڑو اس شیر منڈل کے گرد بستی بستی ہے اور کھرنے ہوئے ہین چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے آبادی کا ڈیل بخوبی معلوم ہوتا ہے

مسجد قلعہ



یہ مسجد نصیر الدین ہمایون بادشاہ نے قلعہ کے ساتھ بنائی ہے مین اس مسجد کی خوبی اور خوشنمائی بیان نہین کر سکتا یہی خوش قطع خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے کہ اوس زمانہ کی عمارتونمین اپنا نظیر نہین رکھتی پانچ در ہین اور عجب قطع کے ہین اگرچہ یہ مسجد سنگ خارا کی ہے لیکن رد کارین سنگ سرخ اور سنگ مرمر اس خوبصورتی سے لگا ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا ہر در محراب اور گوشہ پر آیات قرانی بخط نسخ اور کہین کہین بخط کوفی کندہ ہین صحن مین بہت اچھا فرش ہے اگرچہ اب بہت مدت پڑا ہے لیکن کسی زمانے کے عالی ہمتون کا یادگار ہے اس مسجد کی چھت پر جانے کا راستہ بھی عجب قطع سے بنایا ہے اور اوسکی دیوار کے آثارون مین عجب عمدہ عمدہ نشیمن بنائے ہین چھت کے اوپر ایک بیچ کا گنبد باقی رہگیا ہے اور گنبد کے ادھر ادھر دو چھتریان تھین کہ وہ اب ٹوٹ گئی ہین اس مسجد کا لدا اس خوبصورتی سے بنایا ہے کہ آنکھ اوٹھانے کو دل نہین چاہتا بلکہ یہی دل چاہتا ہے کہ اسکو دیکھا ہی کیجیے اس مسجد پر کوئی کتبہ تاریخ نہین ہے مگر اندر کے پیش طاق کے ادھر اودھر کے طاق پر کچھ تعمیر کندہ ہین کہ بعینہ نقشہ مین مندرج ہین فانظر الیہ

کابلی دروازہ



شاہجہان آباد کے دلی دروازے کے باہر تھوڑی دور پر پرانی دلی کا کابلی دروازہ ہے اور پرانی دلی کی نشانیون مین ہے

یہ بھی ایک نشانی ہے۔ یہ دروازہ عظمت و شان میں بہت معقول ہے۔ تمام سنگ خارا سے بنا ہوا ہے۔ لیکن بروکار سنگ سرخ کی ہے۔ اس دروازہ پر دالان اور حجرہ اور نشیمن بہت خوبصورت خوبصورت بنے ہوئے ہیں۔ اور اب اس میں جیلخانہ کے سپاہی رہتے ہیں۔ اگرچہ کسی تاریخ کی کتاب سے نہیں تحقیق ہوا کہ یہ دروازہ اس بادشاہ کے عہد میں بنا لیکن ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ ہمایوں کے عہد میں پرانے قلعے کے ساتھ بنا ہوگا اور ایسا ہی لوگوں میں مشہور بھی ہے۔ اس مقام پر بجز اس دروازے کے اور کچھ نشانی پرانی دلی کی باقی نہیں اور اسی دروازہ کے پاس جیلخانہ ہے۔

جیلخانہ

یہ جیلخانہ حقیقت میں سرا ہے۔ جب کہ پرانی دلی ویران ہوتی گئی۔ یہ سرا بھی ویران ہوئی یہانتک کہ عالمگیر ثانی اور شاہ عالم کے وقت میں بالکل ویران ہوگئی تھی جبکہ انگریزوں کی عملداری صاحبان والاشان نے جیلخانہ کے لیے اس سے بہتر کوئی عمارت نہ دیکھی اور اس سرا کی مرمت شکست و ریخت کی کرکے جیلخانہ بنایا۔ اس سرا کا دروازہ بہت بلند اور نہایت عالیشان ہے اور اوسپر ایسے معقول مکان بنے ہوئے ہیں کہ جیلخانہ کا داروغہ اوس میں اچھی طرح سے بفراغت رہتا ہے۔ اسی کے پاس دو تین برس سے انگریزوں نے شہر کی طرف ایک نیا جیلخانہ بنایا ہے اور دوسری طرف اسپتال بنائی ہے۔ غرضکہ اب سرا میں یکجا مسافر خانہ تھانہ بند ہوئے رہتے ہیں۔ اور دکھ بھرتے ہیں۔ چند روز سے اسی جیلخانہ کے میدان میں قصاص لینے کو جگہہ تجویز ہوئی اور اب جس کسیکو پھانسی ملتی ہے اسی میدان میں ملتی ہے اللہم احفظنا من کل بلیات الدنیا والآخرۃ

مسندیان

یہ ایک عمارت تھی عجیب نیچے تو مکانات در دے بنے ہوئے تھے اور اوپر چاروں کونوں پر چار برجیاں تھیں اور ایک بیچوں بیچ میں برجی تھی حقیقت تو یہ ہے کہ کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ عمارت کیا چیز بنی اور کب بنی تھی اور کس نے بنائی تھی مگر عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ کوئی نواب تھے کہ جناب حضرت غوث الاعظم کی جناب میں اونکو نہایت اعتقاد تھا۔ اور ہندوستان میں بعضے بعضے لوگوں نے یہ رسم نکالی ہے کہ ہر برس حضرت غوث الاعظم کی مسندیان بھرا کرتے ہیں یعنے کھیچیوں کی ایک برجی اونچی سی بنا کر اور کاغذ سے منڈھکر

نقشہ نمبر ۴۴ متعلقہ صفحہ ۵۱ باب اول

نقشہ کوٹلہ فیروز شاہ

اوسکو روشن کرتے ہین + اون نواب صاحب کے ہان یہی مہندی روشن ہونے کی رسم تھی + جبکہ وہ نواب ہوئے اور اللہ تعالی نے اونکو روپیہ بہت سا دیا اونھون نے اوسی رسم کے سبب ایک عمارت مہندی کی صورت کی بنادی اور ہر برس اوسمین روشنی کیا کرتے تھے اور بہت سا کھانا پکا کر للہ خیرات کیا کرتے تھے جب سے اس عمارت کا نام مہندیان کر کے مشہور ہوگیا مگر یہ نہین معلوم کہ وہ نواب کون تھے جنھون نے یہ مہندی بنائی تھی العہدۃ علی الراوی انھین مہندیون کے قریب ایک میدان ہے اور اوسمین تمام عزیز و اقارب خاندان مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی آسودہ ہین + چنانچہ جناب مولوی شاہ ولی اللہ صاحب اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی عبد القادر صاحب قدس اللہ اسرارہم کے مزار اسی مقام پر ہین + یہ جتنی عمارتین مذکور ہوئین نقشہ مین سب کی سب موجود ہین + اب پرانے قلعے سے اور اس مقام تک کوئی ایسی جگہہ اور ایسا مکان نہین جو نقشہ کھینچنے کے لائق ہو + مگر بیچمین دو عمارتین مشہور ہین ایک شیخ محمد کی بائین جواب شاہ صابر بخش صاحب کے جانشینون کے قبضہ مین ہے + اور ایک مہابت خان کی ریتی اور اوسمقام پر مہابت خان کی حویلی تھی اور اوسکے نیچے دریا بہتا تھا اوس ریتی کا نام مہابت خان کی ریتی ہے

کوٹلہ فیروز شاہ

یہ عمارت ہے فیروز شاہ کے وقت کی شاہجہان آباد کے دہلی دروازہ کے باہر تھوڑی دور پر دریا کے کنارے ہے اور اسی عمارت مین ایک لاٹھ بہت اونچی نصب ہے کہ اوسکو فیروز شاہ کی لاٹھ کہا کرتے ہین + اگرچہ کسی کتاب سے خاص اس کوٹلے کے بننے کی تاریخ نہین نکلتی لیکن تتبع کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے + کہ جس زمانہ مین فیروز شاہ نے فیروز آباد بنایا ہے اوسی زمانے مین یہ عمارت بھی بنی ہے یعنے ۷۵۵ھ ہجری مین کہ آجتک پانسو آٹھ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے + اب یہ عمارت بالکل شکستہ و خراب ہوگئی ہے اور دن بدن ٹوٹتی جاتی ہے چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے اسکے شکستہ اور خراب ہونیکا بخوبی حال معلوم ہوتا ہے + لیکن لاٹھ اس عمارت کی بہت نامی اور نہایت مشہور ہے + مینے ہر چند تحقیقات کی کہ یہ لاٹھ کب کی ہے اور کیون بنائی ہے + لیکن کسی کتاب سے کچھ تحقیق نہین ہوا + اور اس لاٹھ پر بہت سی عبارت اگلی زبان اور اگلے حرفون مین کندہ ہے کہ وہ کسی سے پڑھی نہین جاتی + اور تھوڑی سی عبارت شاستری مین کندہ ہے کہ وہ بھی سمجھ مین نہین آتی + لیکن جتنے حرف شاستری کے پڑھے گئے ہین اونکا ترجمہ لکھدیتا ہون + سدہ سری بکرماجیت سمت ۱۲۲۰ بیساکھ سدی پندرہ

سوا سون لکنی بشن داس نراین شاہ بہادر معز الدین کجو داد عمر دراز مقیاس شرف + اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے مین سلطان معز الدین محمد بن سام غوری نے کوہ سوالک کو جو شمال ہندوستان مین ہے تاراج کیا ہے + اوسی زمانے مین اس لاٹھ پر کہ پہلے اوسی مقام پر تھی اور ہندو اوسکو پوجا کرتے تھے یہ عبارت کہدوادی ہے + اور اس لاٹھ کی حقیقت یہ معلوم ہوئی ہے کہ کوہ کماون کے پاس جو ہندوستان کے شمال مین واقع ہے دو لاٹین پڑی ہوئی تھین اور ہندو یہ بات کہتے تھے کہ یہ دونو لاٹھین ہمارے دیوتاؤن کے گائین چرائین کی لاٹھیان ہین اور اسی اعتقاد سے ہزارون ہندو اسکی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ اعتقاد رکھتے تھے کہ جب یہ لاٹھین یہانسے اوٹھین گی یا ٹوٹین گی جب پرلو ہوگی + فیروز شاہ نے یہ بات سنکر ہندوؤن کے اعتقاد جھوٹھ کرنے کو ایک لاٹھ کو توڑ ڈالا + اور دوسری کو یہان آکر لگایا + جب سے فیروز شاہ کی لاٹھ مشہور ہوگئی + غرضکہ یہ لاٹھ بھی عجائب روزگار سے ہے ایک پتھر کی بنی ہوئی ہے اور لوگ کورنڈ کا پتھر بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ جتنی اوپر ہے اوس سے دوچند نیچے ہے + اور یہ بھی مشہور کرتے ہین کہ اس لوٹھ کے نیچے بیشمار خزانہ دفن ہے بعضی تاریخ کی کتابونمین اس لاٹھ کا طول ساٹھ گز کا لکھا ہے + لیکن مینے نقشے بنانے کے وقت اسطرلاب کے عمل سے اس لاٹھ کی پیمایش کی معلوم ہوا کہ اب جسقدر زمین کے اوپر ہے اوسکا طول اڑتالیس فٹ ۵ انچ ہے اور بڑ کی سٹائی دس فٹ مدور + اس لاٹھ کا سر ایک طرف سے تھوڑا سا کسی صدمہ سے ٹوٹ گیا ہے بعضے کہتے ہین کہ بجلی گری تھی اور بعضے کہتے ہین کہ گولہ لگا تھا الغیب عند اللہ + الحمد للہ کہ اس طرف کی عمارتونکا بیان ہوچکا اب ہم قطب کی عمارتون کا بیان شروع کرتے ہین +

مسجد قوۃ الاسلام

یہ مسجد وہ ہے جسکا ایک مینار قطب صاحب کی لاٹھ مشہور ہے + یہ مسجد نہایت عجیب و غریب ہے + یقین ہے کہ ایسی بڑی مسجد روی زمین پر نہوگی اور چشم فلک نے بھی نہ دیکھی ہوگی + حقیقت مین اپنا مثل روے زمین پر نہین رکھتی باوجود اسقدر بلندی اور بڑائی کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع خوش وضع ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہوسکتا + ایک ایک پتھر پر وہ منبت کاری اور گل کاری ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے + اوسکی ایک ایک بیل مسلسل پر سے ہزارون معشوقون کی زلف دوتا قربان ہے اور اوسکی ادنی سے ادنی پھول پنکھڑی پر سے سیکڑون گلرخون کے لب جان بخش نثار نثار ہین + آیات قرآنی ہر ہر جگہہ اس خوبصورتی سے کندہ ہین کہ بیان

نہین کیا جا سکتا خط بھی بہت خوشخط ہے نسخ ایسا ہی ہے اور کوئی ویسا ہی مگر افسوس کہ یہ فلک کجرفتار جو اوسکی پرچھائین ہونیکے بھی لیاقت نہین رکھتا تھا ایسے حالی مکان کو نہ دیکھ سکا + اول عشق مین انگشت نما مجھکو کیا + یہ سنجا کہ یہ فوجی شجر جلتا ہے + پہلے تو اوسکو بننے نہین دیا + اور پوری ہونے نہین پائی کہ بنانیوالے کی عمر پوری ہوگئی اور یہ عمارت ادھوری رہگئی جسقدر کہ بن چکی تھی اوسکو بھی نہ رکھ سکا کہ جا بجا سے ٹوٹ گئی اور بے مرمتی کے سبب بالکل خراب ہوگئی اب یہانتک نوبت پہونچی ہے کہ اس عمارت عالی کا ایک ایک پتھر ٹپر ہیا کے دانتون کیطرح گرتا جاتا ہے اور جو باقی ہے وہ خل خل ہلتا ہے + اس مسجد کے بننے کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے اس مقام پر جہان اب مسجد ہے رای تیہورا کا بت خانہ تھا اور یہ بت خانہ بھی ایسا نامی اور گرامی تھا کہ سومنات کے بت خانہ کو اور دلی کے بت خانہ کو برابر سمجھا کرتے تھے + آخر کار سلطان معزالدین محمد بن سام نے جو سلطان شہاب الدین کر کے مشہور ہے ۵۸۷ ہجری مین رای تیہورا کو شکست دی اور اس بت خانہ کو فتح کر کے تمام بت توڑ ڈالے اور اس مسجد عالی کی بنا رکھی + یہ مین کرامت بت خانہ مرا اے شیخ + کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد + جب ہی اس مسجد کے بننے کی بنیاد پڑی اور کئی بادشاہون کے وقت مین یہ مسجد بنی اور اسپر بھی ناتمام رہگئی کہ اسکا مفصل بیان آگے آویگا + لیکن اب یہ مسجد بسبب شکستہ ہوجانیکے اور بھی بسبب ناتمام رہنے کے دیکھنے بھالی ہوگئی اور دیکھنے والون کی سمجھ مین نہین آتی کہ یہ عمارت کیونکر بنی ہے اور کس قطع پر تھی + اسواسطے مجھکو مناسب معلوم ہوا کہ اول تھوڑا سا حال اس عمارت عالی کی قطع کا بیان کرون کہ کس قطع پر یہ مسجد بنی تھی اور کیونکر اسکی بنیادین رکھی گئین تھین تاکہ دیکھنے پڑھنے والون کو اسکی وضع بخوبی معلوم ہوجاوے + جاننا چاہیے کہ جب کہ رای تیہورا کا بت خانہ فتح ہوا اور اس جگہہ مسجد کا بنا ٹھہرا اور بت خانہ خانہ خدا ہونے لگا + اوسوقت یہ تجویز ٹھہری کہ اس بت خانہ کی عمارت بھی بہت عمدہ اور سنایت سے بے نظیر ہے یہ عمارت بھی بدستور رہے اور مسجد بنجاوے + کہ اس مین دو فائدے تھے ایک باقی رہنا عمارت عمدہ کا دوسرے پایا جانا شان اور شوکت اور نشان قوۃ اسلام کا کہ ایسا بڑا بت خانہ اسلام کے زور سے ٹوٹ کر خانہ خدا اور مسجد اعلی بنا + اسی خیال سے اس مسجد کے بنانیوالون نے رفتہ رفتہ مسجد کے پانچ ٹکڑے کر ڈالے اور اس مسجد کو پانچ چوک پر تقسیم کر کے ہر ایک چوک کے جدا جدا مکان بانٹ دیے اور بت خانے کی عمارت اس خوبصورتی سے بنٹ گئی کہ گویا اس مسجد ہی کے لیے بنی تھی مگر کچھ کچھ بت خانہ کے مکان جو بیڈول آن پڑے تھے اونکو وہان سے اوکھاڑ کر دوسری جگہہ موقع سے لگا دیئے + اس بت خانے

کی عمارت مین نہرار ہا ستون لگے ہوئے تھے اور کچھ عمارت نہ تھی لیکن ستونون پر نسبت کاری کی ہوئی تھی اور ہر بیل بوٹے پھول پتی کی جگہہ تبونکی مورتین بنی ہوئین تھین ہسلمانون کے عہد مین اتنا تصرف ہوا کہ جس جس جگہہ ستون اور داسون اور کونون محرابون وغیرہ مین تبون کی صورتین بنی ہوئین تھین اونکی صورتین بگاڑدی گئین + کسیکا توسر کاٹ ڈالا اور کسیکی ناک چھیل دی اور کسیکی آنکھ اندھی کردی غرضکہ صورت قایم رکھی + ابتک اون ستونون مین تبون کی بگڑی بگڑائی مورتین موجود ہین اور جو کہ رای پتھورا کے بت خانہ کی عمارت کے یہ ستون موجود ہین اور گویا بہت قدیم عمارت کی نشانی ہین اسواسطے ہم اوسکا بھی نقشہ اور بیان علحدہ ایک مقام پر لکھین گے + اب اس مسجد کے درجونکا حال لکھنا شروع کرتے ہین اور اول اوسکے مینار کا جسکو قطب صاحب کی لاٹھ کہتے ہین بیان کرنا شروع کرتے ہین +

قطب صاحب کی لاٹ

یہ لاٹ حقیقت مین مسجد قوۃ الاسلام کا مینار ہے + اسکی رفعت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہین کیا جاسکتا + یہ لاٹ اسقدر بلند ہے کہ بہت دور دور کے پھرنے والے بجز ایک آدھ جگہہ کے ایسی بلند کوئی عمارت روی زمین پر نہین نشان دیتے + نقل مشہور ہے کہ اگر اوسکے نیچے کھڑے ہوکر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور پگڑی والے کو پگڑی تمام کے دیکھنا پڑتا ہے + یہ لاٹ اسقدر بلند ہے کہ آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ اسکے اوپر سے بے شک آسمان کو پکڑ لونگا اور اس زبان آسمانی کے ذریعے سے بے شبہ آسمان پر چڑھ جاونگا بارہا لوگون کو اتفاق ہوا ہے کہ ساون بھادون کے مہینے مین کہ عین موسم پھول والون کی سیر کا ہوتا ہے اللہ ٹہر پر چڑھے ہوئے ہین جب نیچے اوترے تو دیکھا کہ خوابینہ برس گیا ہی جب جانا کہ اللہ اکبر ابر اس لاٹ سے نیچا تھا + اس لاٹ کے اوپر سے نیچے کے آدمی ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہین اور چھوٹے چھوٹے آدمی ننھی ننھی ہاتھی گھوڑے دکھائی دینے کے سبب بڑا تماشا معلوم ہوتا ہے اور اسیطرح نیچے والون کو اوپر کے ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہین اور ایسا شبہ پڑتا ہے کہ فرشتے آسمان پر سے اوترتے ہین + غرضکہ یہ لاٹ عجائب روزگار سے ہے کہ روی زمین پر اپنا مثل نہین رکھتی + باوصف اسقدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ بے اختیار دیکھنے ہی کو جی چاہتا ہے + اس لاٹ مین بالکل سنگ سرخ لگا ہوا ہے اور چونسا جسمین سنگ مرمر کا ہے اور ہر ہر درجہ پر آیات قرانی کھدی ہوئی ہین + اور جا بجا نسبت کاری بنی ہوئی ہے اس لاٹھ

بیچین بدور اور کسر کی ایسی خوبصورت نہین ہین کہ جسکا کچھ بیان ہین ہوسکتا + جو کہ اوسکی خوبی تو بیان ہی
باہر ہے اسواسطے اب ہم اس کے بنے کا حال بیان کرتے ہین + کہ اس لاٹ کو سلطان شمس الدین
التمش نے اپنے عہد سلطنت مین بنایا ہے + اور جو کہ سلطان شمس الدین التمش ۶۱۰ ہجری مین دلی کا
بادشاہ ہوا ہے اسواسطے کہا جاسکتا ہے کہ اس لاٹ کو بنے ہوئے پھر سو پچاس برس کے قریب عرصہ گذرا
لیکن میری راے مین تتبع کتب تواریخ اور سیاق اور سباق بادشاہونکے حال سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ اس لاٹ کی عمارت ۶۲۶ ہجری کے بعد تمام ہوئی ہے + بہرحال یہ لاٹ سلطان شمس الدین التمش کی
بنائی ہوئی ہے + اور یہ نشانی اوسی بادشاہ کی بلند ہمتی کی ہے + بعد اوسکے جو بادشاہ ہوا اس عمارت
کو عجیب و غریب سمجھ کر ہمیشہ مرمت کرتا رہا + چنانچہ ایکدفعہ فیروز شاہ کے وقت مین اس لاٹ پر
بجلی گری تھی اور اس سبب سے اس لاٹ مین نقصان آگیا تھا + اسواسطے ۷۷۴ ہجری مین سلطان
فیروز شاہ نے اس لاٹ کی مرمت کی اور بعد اوسکے اس لاٹ مین پھر شکست رسیخت ہوگئی تھی اور مرمت
کی حاجت پڑی تھی + جب سلطان سکندر بن سلطان بہلول لودھی نے ۹۱۷ ہجری مین اس لاٹ کی مرمت
کی + بعد اسکے یہ لاٹ صدمہ بھونچال اور بجلی سے پھر ٹوٹ گئی تھی اور جڑ کے پاس سے کچھ پتھر گر پڑے تھے +
کہ حکام والا مقام انگریزی نے اپنی عالی ہمتی اور نام آوری سے اس لاٹ کی مرمت کی اور ہمٹ صاحب لڈھ
کپتان اس مرمت کے مہتمم تھے کہ اس بات کو بیس برس کے قریب عرصہ گذرا ہوگا مشہور ہے کہ اس لاٹ کی مرمت
اور اسکے گرد نواح کے مکانون کی صفائی اور سڑک بنانے مین ایک لاکھ روپیہ سرکار کا خرچ ہوا ہے + واقعی
مین یہ بات ہے کہ بقا اس لاٹ کی صرف اس مرمت سے ہوئی اور یہ نامی اور عجیب عمارت صرف اس مرمت
کے سبب ابتک قایم رہی ورنہ کبھی کی گر گرا چکی ہوتی + پہلے اس لاٹ کی صورت اور تھی اور اب اور ہوگئی
ہے + بڑے بڑے ادمیون سے تحقیقات کرنے پر معلوم ہوا کہ پہلے اس لاٹ کے ہر ہر درجہ پر کٹہرا نہین
تھا بلکہ کٹہرے کی جگہہ کنگورے بنے ہوئے تھے یہ کٹہرا اسمٹ صاحب نے بنایا ہے اسواسطے کہ کنگورے
بالکل ٹوٹ گئے تھے اگر غور کرکے دیکھو تو کنگورے اس عمارت کے لیے بہت مناسب اور خوشنما تھے اور
حقیقت مین اسطرح کی عمارت پر کنگورے ہی زیبا تھے + بعضی کتابون سے پایا جاتا ہے کہ یہ مینار ۷
ہفت منظری تھا یعنے سات کھنڈ کا اور اس لاٹ کے سات ہی کھنڈ مشہور بھی ہین لیکن اب پانچ باقی ہین
+ جب اس بات کی پرانے پرانے آدمیون سے تحقیقات کی گئی تو اسقدر معلوم ہوا کہ یہ لاٹ بسقدر یہ وجود کے

یعنے پانچوین کھنڈ پر ایک اور چھوٹا سا کھنڈ تھا اور اوسمین چارون طرف چار دروازے تھے لوگ اوسمین جاکر بیٹھا کرتے تھے اور اوس مین بھی ایک طرف سے چھوٹی چھوٹی سیڑھیان اوپر جانیکو بنی ہوئی تھین ۱ اور شائد اوسپر بھی کچھ مکان ہو کہ اب کسیکو یاد نہین اس بیان سے لکھا ہوا کتاب کا اور جو بات عوام الناس مین مشہور چلی آتی ہے صحیح معلوم ہوئی کہ اس لاٹ کے ساتھ ہی کھنڈ تھے انگریزون کی عملداری سے پہلے دو کھنڈ اسکے تو بالکل ٹوٹ گئے تھے اور تیسرے مین بھی جواب سب کے اوپر ہے قلم کی تراش کے طور پر شکست آگئی تھی کہ حکام والامقام انگریزی نے اوسکی مرمت کی ۱ اور جسقدر اس لاٹ کا چھٹا کھنڈ تھا اوتنی بلند سنگین اٹھ دری برجی بناکر لگائی کہ وہ چھٹا کھنڈ ہوا اور اوس کے اوپر ایک اور کاٹ کی برجی لگائی تھی کہ وہ ساتوین کھنڈ کی جگہ تھی اور اس طرح کرکے اس لاٹ کی اونچائی پوری کردی تھی ۱ مگر اسطرح پر لاٹ بن جانیکے بعد بجلی اور ہوا کے صدمہ سے وہ سنگین برجی جو چھٹے کھنڈ کے قائم مقام تھی اور وہ کاٹ کی برجی جو ساتوین کھنڈ کی جگہ بھی نہ ٹھہر سکی اونکے ہوئی اسواسطے اونکو لاچار لاٹ پر سے اتار لیا ۱ کاٹ کی برجی کا تو نام و نشان نہین رہا مگر سنگین برجی کو یادگاری کے طور پر لاٹ کے پاس کھڑا کردیا ہے ۱ چنانچہ نقشہ مین موجود ہے ۱ مینے اس لاٹ کی بلندی کو اسطرلاب سے بعلل صابع اور اقدام کے پیمایش کیا اور پھر ہر درجہ کو ڈورسے بھی پرتالا معلوم ہوا کہ اس لاٹ کا پہلا کھنڈ چھیانوے فٹ کئی انچھ کا ہے جسکے تینتیس ۳۳ گز کئی انچھ ہوئے ۱ اور دوسرا کھنڈ پچاس فٹ کئی انچھ کا ہے جسکے سترہ گز کے قریب ہوئے اور تیسرا کھنڈ چالیس ۴۰ فٹ کئی انچھ کا ہے جسکے کچھ اوپر تیرہ گز ہوئے ۱ اور چوتھا کھنڈ پچیس فٹ کا ہے جسکے سوا آٹھ گز کے قریب ہوئے ۱ اور پانچوان کھنڈ بھی اوس تھوڑی سی اونچائی سمیت جو برجی کٹہریکے اندر ہے پچیس فٹ یعنی سوا آٹھ گز کے قریب ہے اور تین فٹ اونچا برجی کٹہرہ ہے ۱ اس حساب سے معلوم ہوا کہ اس لاٹ کے پانچوان کھنڈ العراب موجودہ اسی گز کے قریب اونچے ہین ۱ اور سنگین برجی کی اونچائی جو اب نیچے اوتار رکھی ہے سترہ فٹ کئی انچھ کی ہے جسکے چھ گز کے قریب ہوئے اور کہتے ہین کہ پانچ گز اونچی اسپر چوبی برجی تھی اور اوسپر پھر ہرا لگا کرتا تھا جڑ کیطرف سے یہ لاٹ ڈیڑھ سو فٹ یعنی پچاس گز مدور ہے اور پانچوین درجہ پر سے جہان برجی لگی تھی تیس ۳۰ فٹ یعنے دس گز مدور ہے ۱ اور قیاسا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر جو سنگین اور چوبی برجی اور اوسپر پھر ہرا لگایا تھا ۱ وہ اسی اندازہ سے لگایا ہوگا کہ اگر اس لاٹ کے سطح کے ملاصق دو خط مستقیم کھینچے چلے جاوین

نقشہ نمبر ۴۶ متعلقہ صفحہ ۵۷ باب اول

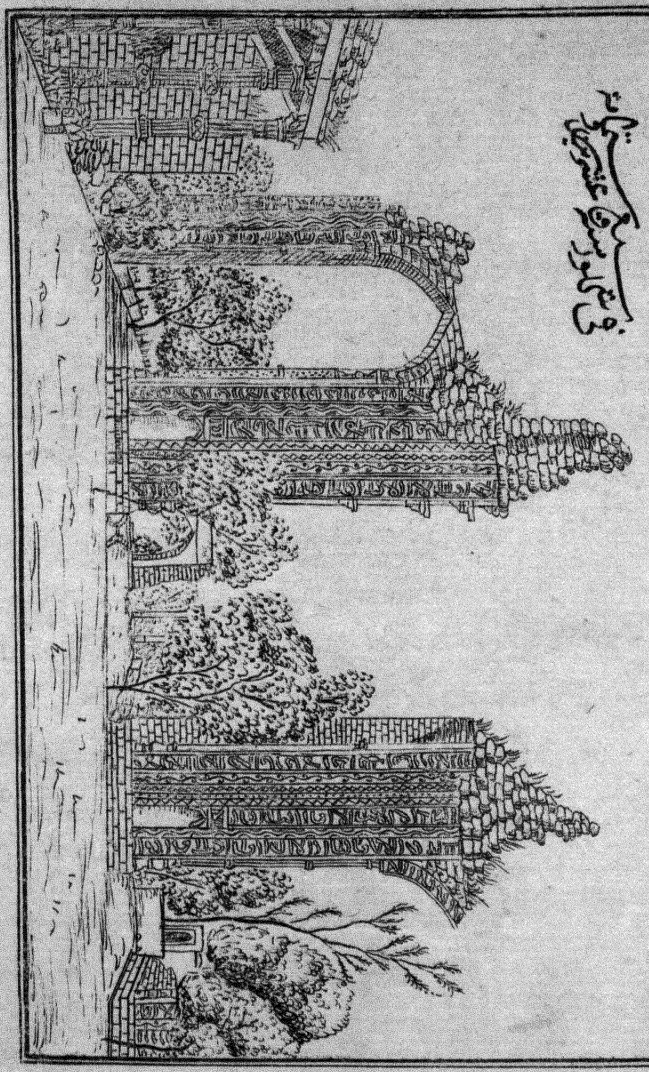

نقشہ در جبہ اول مسجد قوۃ الاسلام

تو پھر ہرہ کے سرے پر جا کر تقاطع کرین اور پوری مخروطی تمام شکل بنجاوے یہہ لاٹ اندر سے خالی ہے اور اسمین سیڑھیان بنی ہوئی ہین کہ
اونپر سے اس لاٹ کی اوپر چڑھ جاتی ہین ۞ اگلی زمانہ کا تو حال معلوم نہین کہ اس لاٹ مین کتنی سیڑھیان تھین لیکن اب اس لاٹ پر چڑھنے کی سیڑھیان اس حساب
سے ہین کہ پہلے درجہ مین تو ایکسو چھپن ۱۵۶ اور دوسرے درجہ مین اٹھتر اور تیسرے مین باسٹھ ۶۲ اور چوتھے مین اکتالیس ۴۱
اور پانچوین مین بھی اکتالیس ۴۱ ہین کہ کل سیڑھیان اس لاٹ کی تین سو اٹھتر ۳۷۸ ہوین ۞ اور چوتھے اور پانچوین درجہ مین
کچھ حرف سیڑھیان کٹہرہ کیطرف آنیکو بنی ہوئی ہین اگرچہ اونکو بلندی سے کچھ علاقہ نہین لیکن معلوم رہنے کو لکھدیتے
ہین کہ چوتھے درجہ مین تو پانچ سیڑھیان اور پانچوین درجہ مین تین سیڑھیان محرف ہین اس تمام لاٹ پر آیات قرآنی
کندہ ہین اونکے بیان کرنے کی تو کچھ حاجت نہین مگر چھ کتبہ اس لاٹ کے قابل بیان کرنیکے ہین کہ اوسمین اس لاٹ
کے بنانے والے اور مرمت کرنے والون کے نام لکھے ہوئے ہین اور ایک مین معمار کا بھی نام ہے ۞ چنانچہ وہ سب
کتبہ بعینہ اوسی خط اور اوسی طور سے نقشہ مین ہر ہر درجہ کے مقابل موجود ہین ۞ ان کتبون مین سے چوتھے درجہ کے
تو گرد پٹکہ مین کتبہ لکھا ہوا ہے اور باقی سب کتبہ ہر ہر درجہ کے دروازون پر کندہ ہین ۞ ان کتبون مین بعضے حرف اور
طرح سے خلاف رواج حال لکھے ہین اور بعضے پڑھنے مین نہین آتے غلطی ناقل اسمین نہ سمجھی جائے اصل لاٹ پر
بھی اسیطرح ہین اب قصہ کوتاہ کرو اور نقشہ دیکھو کہ یہہ چیز بھی کیا عجائب روزگار سے ہے

درجہ اول مسجد قوالاسلام

جنوب کیطرف لاٹ کے سامنے جو تین در ہین یہہ اس مسجد کا پہلا درجہ ہے ۞ اگرچہ یہہ درجہ اور درجون سے پیچھے
بنا ہے مگر اب قطع مین پہلا آن پڑا ہے ۞ اس درجہ مین قبلہ کی طرف تین در ہین بیچ کا در بڑا اور ادہر اودہر کے
بغلی در چھوٹے ۞ اور یہہ تینون در سنگ سرخ کے بنے ہوئے ہین اور اوسپر نسخ اور کوفی خط مین آیات قرآنی
کندہ ہین اور بدستور بیل بوٹے پھول پتے بنت کاری کے بنے ہوئے ہین ۞ اس درجہ کے تینون درون مین سے
جنوب کیطرف کے چھوٹے در کی تو آدھی محراب آگے سے اور بیچ کے بڑے در کی اور شمالی چھوٹے
در کی ساری محراب ٹوٹ گئی ہے صرف بازو باقی رہگئے ہین ۞ اس درجہ کے جنوبی ضلع مین رائے پتھورا کے
بت خانہ کی عمارت موجود ہے ۞ یعنے اوسیطرح بیسیون ستون اوپر تلے لگے ہوئے ہین ۞ اور اونپر پتھرون کی
پتیان ڈالکر چھت پاٹ دی ہے ۞ اور اسی ضلع مین آمد رفت کے لئے ایک دروازہ تھا
کہ وہ اب ٹوٹ گیا ہے مگر نشان معلوم ہوتا ہے ۞ اور اسیطرح کا اسکا شمالی ضلع تھا کہ
اوسکی عمارت بالکل ٹوٹ گئی ہے اور اسطرف بھی ایک دروازہ تھا اس درجہ مین سے

دوسرے درجہ مین جانیکا کہ اوسکی محرابین وغیرہ بھی ٹوٹ گئی ہین مگر کچھ کچھ نشان بازوؤن کا باقی ہے ٭ اس درجہ کے جنوبی چھوٹے در کے بازو پر ۶۲۷ھ ہجری کندہ ہین ٭ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہہ درجہ سلطان شمس الدین ایلتمش کے عہد مین بنا اوسکو آج تک چھہ سو چھتیس ۶۳۶ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے ٭ اس مسجد کے در ایسے بلند ہین کہ اور کہین دیکھنے مین نہین آئے ٭ اگرچہ اسکا بیچ کا در ٹوٹا ہوا ہے لیکن اور درجون کے در جو اسکے برابر ہین اور ٹوٹے بھی نہین اوسکے بلندی اڑتالیس فٹ کی پیمایش ہوئی اسطرلاب کے عمل سے پس اسکا بیچ کا در بھی اڑتالیس فٹ کا ہوگا اور بغلی چھوٹے در اٹھائیس ۲۸ اٹھائیس ۲۸ فٹ کے اونچے ہین ٭ اس درجہ کا عرض معہ بغلی ضلعون کے ایکسو بارہ ۱۱۲ فٹ کا ہے ٭ اسی حساب پر اسمجد عالی کی عظمت وشان خیال کرنی چاہئے کہ کتنی بڑی مسجد تھی ٭ اور انشاء اللہ تعالی ہم ہر ہر درجہ کی پیمایش اپنے اپنے مقام پر لکھین گے اب اس مقام پر اس درجہ کا نقشہ لکھا جاتا ہے تاکہ جو کچھہ ہمنے بیان کیا ہے وہ آنکھون سے بھی دیکھا جاے اور شنیدہ مانند دیدہ ہوجاوے ٭ اس درجہ کا کتبہ بعینہ اوسی خط اور عبارت سے نقشہ کے حاشیہ مین مندرج ہے ٭ اوسکو دیکھو اور اللہ تعالے کی قدرت کو یاد کرو اور بے ثباتی دنیا پر عبرت پکڑو فاعتبروا یا اولی الابصار

درجہ دوم مسجد قوۃ الاسلام

یہہ درجہ بہت بڑا ہے اور اب اسکے برابر کوئی درجہ نہین ٭ اور سبب اسکا یہہ ہے کہ اس مسجد کے کل تین درجے تیار ہوئے تھے اور دو درجہ بن بنے رہگئے اس سبب سے یہہ درجہ گویا بیچ کا درجہ ہوگیا اور اوسپر خوبی یہہ ہوئی کہ یہہ درجہ پہلے اور تیسرے درجہ سے بڑا بھی تھا اسواسطے کہ اسکے مقابل کا چوتھا درجہ بنتا ٭ اس درجہ مین قبلہ کیطرف پانچ در ہین ادہر اودہر دو دو در تو چھوٹے ہین اور بیچ کا پانچوان در بہت بڑا ہے ٭ جیسا کہ پہلے درجہ مین ایک بڑا در تھا ان درون کی بلندی بھی اوتنی ہی ہے جسقدر کہ پہلے درجہ کے درون کی بلندی تھی اس درجہ کے درون پر نہایت تکلف کی منبت کاری اور طرح بطرح کے بیل بوٹے پھول پتے بنے ہوئے ہین کہ بیان سے باہر اور ایسا تکلف کا کام اور کسی درجہ پر نہین بنا ہوا ہے اور بدستور آیات قرآنی کندہ ہین اور بسبب ٹوٹ جانے حرفون کے اکثر جگہ سے پڑہی نہین جاتین ٭ اسی درجہ کے بیچ کے در پر بائین طرف سال تعمیر یعنی ۵۹۴ھ ہجری اور ماہ ذیقعدہ کندہ ہے ٭ اس درجہ کو سلطان معزالدین محمد بن سام نے اپنے عہد سلطنت مین بنوایا ہے اور سال تعمیر سے جو اوپر مذکور ہوئے چھہ سے ۶۶۹ اونھتر برس کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے ٭ یہہ درجہ سب درجون سے پہلے کا بنا ہوا ہے اور اصل جگہ راے پتھورا کے بت خانہ کی یہی تھی اور گویا یہی درجہ مسجد قوۃ الاسلام

ن بنیاد ہے اور اور دریے اور بادشاہون نے بنائے ہین اسکے جنوبی ضلع مین بدستور رائے پتھورا کے بت خانہ
ستون لگے ہوتے ہین ۱۲ اور اسطرف ایک دروازہ آمدرفت کا تھا جو گر پڑا ہے مگر نشان باقی ہے ۱۲ اور
سطرح شمال کیطرف ستون لگے ہوتے ہین اور اسطرف بھی ایک دروازہ آمدرفت کا ہے اور ابتک موجود
ہ اوسکا حال بھی آگے بیان کیا جاویگا ۱۲ اور شرقی ضلع مین بھی بدستور ستون لگے ہوتے ہین اور اسطرف
بھی ایک دروازہ آمدرفت کا قائم اور ثابت ہے کہ اس دروازہ کا بھی حال ہم آگے بیان کرینگے ۱۲ اور
اسی درجہ کے غربی ضلع کے ستون بہت اچھے ہین اور بتون کی صورتین بھی دکھائی دیتی ہین ۱۲ اسواسطے
ہم اس ضلع کا بھی ایک نقشہ علاحدہ کھینچین گے کہ گویا وہ نقشہ رائے پتھورا کے بت خانہ کی عمارت کا ہوگا
۱۲ اس درجہ کا عرض قبلہ کی طرف سے جنوبی اور شمالی ضلعون سمیت ایک سو اڑتیس ۱۳۸ فٹ کا ہے اور
اسی درجہ کے صحن مین لوہے کی لاٹ ہے کہ ہم اب اوسکا بیان کرتے ہین ۱۲ ۱۲ ۱۲

لوہے کی لاٹ

اس لاٹھ کا کچھ حال نہین تحقیق ہوتا کہ یہ کیا چیز ہے اور کس کے وقت کی بنی ہوئی ہے ۱۲ لیکن اسمین کچھ
شک نہین کہ بہت قدیم ہے اسواسطے کہ اسپر اگلے حرفون اور اگلی زبان مین کچھ عبارت کندہ ہے کہ
کہ وہ پڑھنے مین نہین آتی ۱۲ بعضے لوگ یہ بات کہتے ہین کہ سلطان معزالدین محمد بن سام نے جسنے یہ مسجد
بنائی ہے اس لاٹ کو بطور مقیاس کے لگایا تھا ۱۲ یہ بات تو غلط محض معلوم ہوتی ہے لیکن اگر اسطرح
ہو کہ یہ لاٹ پہلے سے رائے پتھورا کے بت خانہ مین لگی ہو اور سلطان معزالدین محمد بن سام نے بھی اس لاٹ
کو یہ سمجھ کر کہ چلو مقیاس ہی سہی دن ہی دیکھنے کے کام آوے گی اور اس نشانی سے شوکت اسلام
کی پائی جاوے گی بدستور رہنے دی ہو تو ہوسکتا ہے ۱۲ اور بعضے لوگ اس لاٹ کے بننے کی یہ
تقریر کرتے ہین کہ رائے پتھورا کے وقت کے نجومیون نے رائے پتھورا سے یہ بات کہی کہ ہم تمہارے
شہر مین ایک ایسی کیلی گاڑ دیتے ہین کہ جب تک وہ کیلی قائم رہیگی تمہارا راج نہین ڈگمگے گا ۱۲ رائے پتھورا نے
اوسکی دلیل پوچھی پنڈتون نے حرکات کواکب کا اور اونکی تاثیرات کا بیان کیا ۱۲ رائے پتھورا کی سمجھ مین
نہ آیا اور جو کہ اسکی تیاری مین زر خطیر خرچ ہوتا تھا اسواسطے بغیر سمجھے وہ اس کام پر مبادرت بھی نہین
کرتا تھا ۱۲ آخر کار پنڈتون سے ایک پنڈت جو بہت بڈھا اور نہایت عقلمند تھا اوسنے سمجھایا کہ
بے سوچے سمجھاوے کے کام نہین چلتا ایک بات بنانا چاہیے کہ راجہ کی سمجھ مین آوے اور ۱۲ نکلتو النار

علی اقدر عقولہم - یہ کام کیا جاوے - یہ سوچ کر اوس پنڈت نے ایکدن پھر اسکا ذکر چھیڑا - راے پتھورا نے اپنی عادت کے موافق کہا کہ مجکو اسکا سبب سمجھا دو - اوس پنڈت نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ مہاراج پرتھی راج یہ کہنے کی بات نہین ہے اگر آپ ایسا ہی پوچھتے ہین تو الگ چلئے اور سارا حال سنئے مگر اور کسی سے نہ کہیئے گا - راجہ جی نے جھٹ پٹ خلوت کی اور پنڈت جی سے پوچھا پنڈت جی نے کہا کہ سنو مہاراج پرتھی راج ساری دھرتی کے مالک اور دیوتا راجہ باسک ہین نغیر شاہنشاہ سانپو کا اور اونکا گذر ساری دھرتی مین ہوتا ہے - اب تھوڑے دن باقی رہگئے ہین کہ وہ اس دھرتی مین آیا چاہتے ہین ہم اس کیلی کو اونکے سر پر گاڑین گے کہ نہ کیلی اوکھڑے نہ راجہ باسک یہان سے جاوین - اور نہ تہا نکا راج ٹلے - یہ بات راے پتھورا کی سمجھ مین آگئی اوسنے کیلی گاڑنیکا حکم دیا سب پنڈت جمع ہوئے اور حرکات کواکب کی دیکھکے وقت معین پر اس کیلی کو گاڑا - راجہ نے پوچھا کہو پنڈت جی یہ کیلی راجہ باسک کے سر پر بیٹھی - اونھون نے کہا کہ ہان پرتھی راج بیٹھی - خیر یہہ بات تو گئی گذری کیلی گڑ گئی تھوڑے دنون بعد راے پتھورا کے دلمین یہہ خدشہ گذرا اور دلمین وسوسہ آیا کہ رام جانے یہہ کیلی راجہ باسک کے سر پر بیٹھی یا نہین - اس وہم سے پنڈتون کو بلاکر کہا کہ مجکو راجہ باسک کا سر دکھا دو یا کیلی کو اوکھیڑ کہ لہو مین بھری ہے یا نہین - ہر چند پنڈتون نے منع کیا لیکن اوسنے نہ مانا پر نہ مانا اور کیلی کو اوکھڑوایا وہان کیا تہا کیسا لہو کیا راجہ باسک مگر پنڈتون نے اپنے تئین سچا کرنے کو اوسکی پنڈلی کسی حکمت سے لہو لگا دیا - اور کہا دیکھو عین راجہ باسک کے سر پر تھی - راے پرتھی راج کو بہت افسوس ہوا اور نے الفور کیلی کو پھر گڑوا دیا لیکن پھر گڑوانے سے کیا ہوتا ہے وہ وقت کہان تھا اسکے بعد تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ مسلمان آئے اور راے پتھورا بقول بعضے مارا گیا اور بقول بعضے قید ہوکر غزنین بھیجا گیا اور مسلمانون کا عمل ہوگیا اور میرے نزدیک بھی یہی روایت قریب بصدق معلوم ہوتی ہے - اگرچہ دیکھنے والے اس کتاب کے میری اس تحریر کو نیز ایک افسانہ کے اور کچھ نہین سمجھنے کے - لیکن تاریخ کے دیکھنے والون اور نجوم کے واقفین کو بخوبی یاد اور معلوم ہوگا کہ اس قسم کی چیزین اگلے زمانہ کے حکیمون اور نجومیون نے بہت بتائی ہین کہ اونپر ایک حادثہ گذرنا دوسرے حادثہ عظیم شلا تبدیل راج یا اور کسیطرح کے حادثہ سے مطلع کرتا تھا - چنانچہ اوسکا ذکر بہت معتبر تاریخ کی کتابون مین موجود ہے - پس اگر پنڈتون نے بھی حرکات کواکب کی انضباط پر یہہ کیلی گاڑی ہو تو کیا عجب ہے - غرضکہ یہہ لاٹ بھی عجائب روزگار سے ہے - سرسے

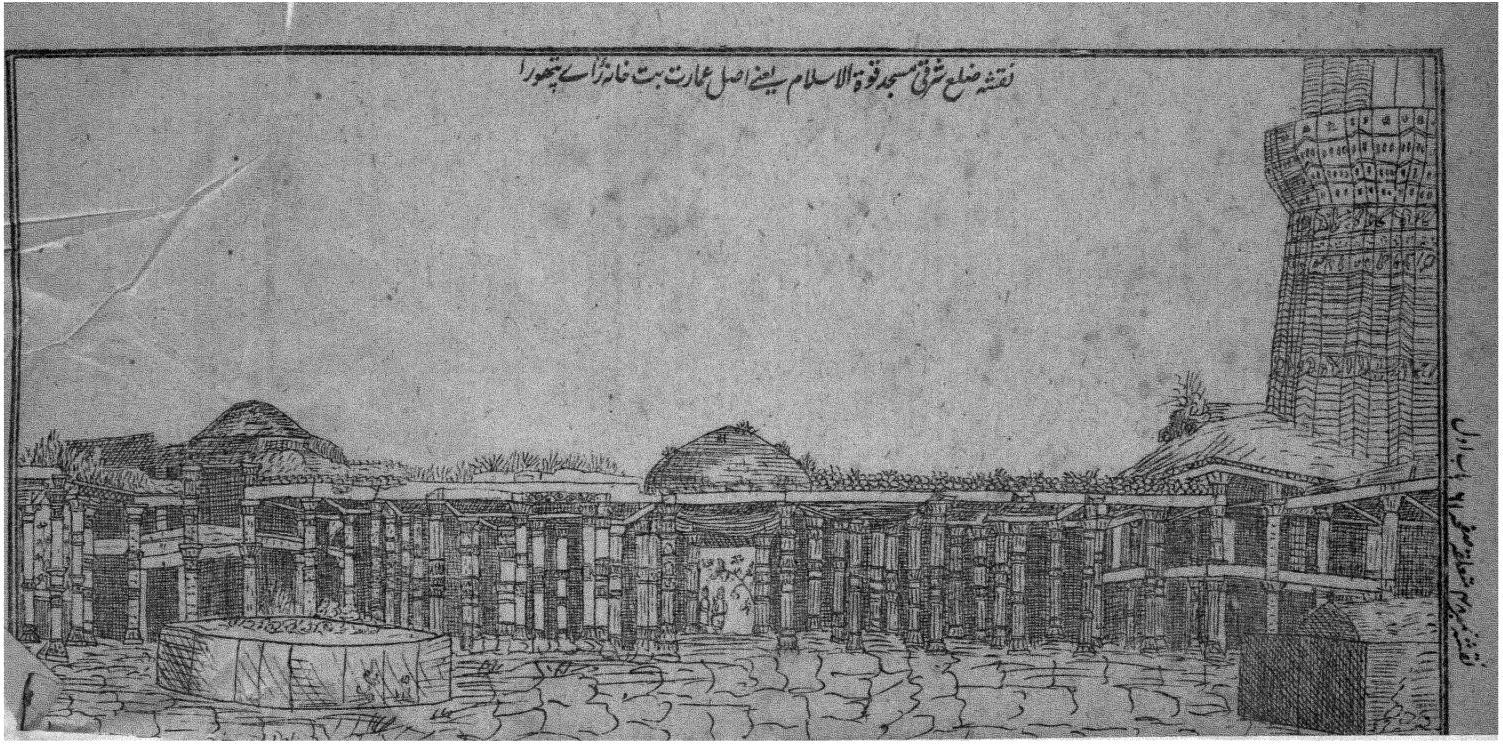

نقشہ ضلع شرقی مسجد قوۃ الاسلام یعنے اصل عمارت بت خانہ رائے پتھورا

نقشہ نمبر ۴۳ متعلقہ صفحہ ۶۱ باب اول

پاؤن تک ایک لوہیکی ڈہلی ہوئی ہے اسکو دیکھہ کر آدمی کی عقل بہرن ہوتی ہے کہ کیونکر بنی ہوگی اور کسطرح گہڑی کی گئی ہوگی ٭ جب کہ مین نے اس مقام کا نقشہ کھینچا تو اس لاٹ کو بھی ناپا فٹ سے بھی اور اسطرلاب کے عمل سے بھی کل اونچائی اسکی بائیس فٹ چھہ انچہ کی نکلی اور جڑ کی مٹائی پانچ فٹ تین انچہ کی مدور معلوم ہوئی ٭ اس لاٹ پر جسنے چاہا ہے اپنا نام کھودیا ہے اور کسی نے پھول بنادیا ہے کسی نے کسی جانور کی صورت بنادی ہے لیکن جو اسکا اصلی کتبہ ہے وہ اگلے حرفون مین ہے کہ پڑھا نہین جاتا اور نہ حرف سمجھہ مین آتے ہین ٭ مین نے سنا ہے کہ کسی شخص نے اس کتبہ مین سے صرف اسقدر الفاظ ٭ سری راے پرتھی راج ٭ پڑھا تھا اور باقی پڑھا نگیا ٭ جب کہ عوام الناس اس لاٹ کے دیکھنے کو آتے ہین اوسوقت بڑا تماشا ہوتا ہے یعنی عوام الناس مین یہہ مشہور ہے ٭ کہ جس شخص کی کولی مین یہہ لاٹ آجاتی ہے وہ تو حلال کا ہوتا ہے اور جسکی کولی مین نہین آتی وہ حرام کا ہوتا ہے ٭ اور اس سبب سے کہ یہہ لاٹ گاؤدم بنی ہوئی ہے لنبے قد کے آدمی کی تو کولی مین آجاتی ہے اور ٹھنگنے قد کے آدمی کی کولی مین نہین آتی اور لوگ اوسکو چھیڑتے ہین اور حرام کا ہے حرام کا ہے کہتے ہین اور وہ کھسیانا ہوتا ہے ٭ مین اس لاٹ کا حال بیٹھا ہوا لکھہ رہا تھا کہ یکایک بہت عورتین جوان جوان خوبصورت خوبصورت آئین اور اس لاٹ کو کولی مین لیا اتفاق سے اونمین ایک عورت کی کولی مین جو سب سے خوبصورت تھی یہہ لاٹ نہ آئی اور سب نے اوسکو چھیڑنا شروع کیا یہانتک کہ وہ رونہکی ہوگئی ٭ مین ایک کونہ مین بیٹھا ہوا چپکا نقشہ کھینچ رہا تھا اور حال لکھتا تھا خدا جانے اون عورتون نے کیا جانا کوئی ملان یا سانا یا خادم سمجھہ کر مجھسے پوچھا کہ کیون میان جی جسکی کولی مین یہہ لاٹھہ نہ آوے وہ حرام کا ہوتا ہے یا نہین ٭ مین اپنے دلمین بہت ہنسا اور اپنے دل سے کہا کہ خوب منصفی کرنی پڑی ٭ لاچار مین نے اون سے کہا کہ بیس برس کی عمر سے سوا مین ناپنے کا اعتبار کیا جاتا ہے اگر تمھاری عمرین اتنی ہین تو مین بتاؤن ٭ جو کہ اونمین سے کسیکی عمر اسقدر نہ تھی ہنس کر چلی گئین ٭ مین پھر اپنا کام کرنے لگا ٭ علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ٭ بلاکشان محبت بکوی یار روند اسکا نقشہ دیکھو اور قدرت الٰہی یاد کرو

ضلع شرقی درجہ دوم مسجد قوۃ الاسلام یعنی عمارت بتخانہ رای پتھورا

یہہ ستون جنکا نقشہ مین لکھتا ہون اسی دوسرے درجہ کے ضلع شرقی مین لگے ہوئے ہین اسیطرح شمالی جنوبی ضلع مین بھی تھے اسکا نقشہ صرف اسواسطے کھینچا گیا ہے تاکہ لوگ معلوم کرین کہ ای پتھورا کے بت خانہ کی عمارت کس قطع کی تھی اگرچہ مین یقینی نہین کہہ سکتا کہ یہہ عمارت بدستور راے پتھورا کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور مسلمانون نے اسمین کچھہ تغیر و تبدیل نہین کی لیکن ظن غالب یہی ہے کہ

یہ ستون بدستور رائے پتھورا کے وقت کے اسیطرح سے لگے ہوئے ہین اور مسلمانون کے عہد مین بخراسکے کہ ان ستونون پر بیوت بنے ہوئے تھے اونکو بگاڑ دیا ہے اور کچھ تغیر و تبدیل نہین ہوئی ہے اور اگر ہوئی ہو تو اتنی کہ سلطان قطب الدین ایبک نے یہہ دروازہ جو اس طرف کو ہے اور اوسکا حال اور اوسکا نقشہ ہم علاحدہ لکھینگے بنا دیا ہے اور اوسپر دلیل یہہ ہے کہ ان ستونون کے اوسطرف جو دیوار احاطہ کی بنائی ہے اور عمارت دروازہ کی بالکل علاحدہ ہے اور دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ستون پہلے کے لگے ہوئے تھے اور یہہ دیوار اور دروازہ پیچھے کا بنا ہوا ہے ۲ اس دلیل سے مین یہہ خیال کرتا ہون کہ یہہ ستون رائے پتھورا ہی کے وقت کے لگے ہوئے ہین اور اسی مثال سے اس عمارت کو رائے پتھورا کے وقت کی نشانی تصور کرکے اسکا نقشہ لکھتا ہون ۲ یہہ ستون اور سب ستونون سے عمدہ ہین اور اونپر منبت کاری اور گل کاری بھی بہت اچھی ہے اور اونپر ستون کی بہت سی مورتین بنی ہوئی تھین کہ مسلمانون کے عہد مین اونکو بگاڑ دیا ہے اور اب تک بگڑی ہوئی موجود ہین ۲ اس عمارت کو دیکھکر میرے تئین یہہ شعر بیت یاد آتا ہے ۲ از نقش و نگاری در و دیوار شکستہ ۲ آثار پدید ست صنادید عجم را ۲ قدرت الہی ہے کیا کیا لوگ تھے اور کیا حال اور عجب عجب جادہ زمانہ مین گذر چکے ہین ۲ اس نیرنگی زمانہ پر نہایت عبرت پکڑنی چاہیے اور اس دنیاے بوقلمون کی ثبات پیقرار پر ہرگز تکیہ نکرنا چاہیے اور اسکے مال و متاع پر ہرگز ہرگز خیال نکرے اگرچہ حرص قانع نہین ہوتی ۲ کار دنیا کسی تمام نکرد ۲ ہر چہ گیرید مختصر گیرید ۲ بہرحال اسکا نقشہ اس ترکیب سے کھینچا گیا ہے کہ ستون کے ہنے کی ترکیب اور اونکی مورتون کے نشان سب معلوم ہوتے ہین اوسکو دیکھو اور قدرت الہی یاد کرو

دروازہ شرقی درجہ دوم مسجد قوۃ الاسلام

یہہ دروازہ اسی عمارت کی پشت پر واقع ہے جسکا نقشہ ہمنے رائے پتھورا کے بت خانہ کی عمارت کرکے لکھا ہے ۲ یہہ دروازہ دہورا معلوم ہوتا ہے اندر کا دروازہ جو چھوٹا ہے وہ تو سلطان معزالدین کے عہد سلطنت کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے ۲ چنانچہ اوسکی پیشانی پر سنہ ۵۹۲ اور نام بت خانہ لکھا ہوا ہے اوس کتبہ کی عبارت اچھی طرح نہین پڑھی گئی جس قدر پڑھی گئی ہم یہان لکھدیتے ہین اسواسطے کہ نقشہ مین بہت باریک ہوجانیکے سبب اونکی طرح کے خط ہونیکے باعث شاید نہ پڑھی جاوے ۲ پہلے تو لسم اللہ کے بعد کلام اللہ کی آیت ومن دخلہ کان آمنا سے فان اللہ غنی عن العالمین تک لکھی ہے اوسکے نیچے کی سطر مین یہہ عبارت ہے ۲ این عمارت رافع کرد این مسجد جامع را بنا ساخت سنہ سبع ثمان

نقشهٔ دروازه شرقی دوم مسجد قوة الاسلام

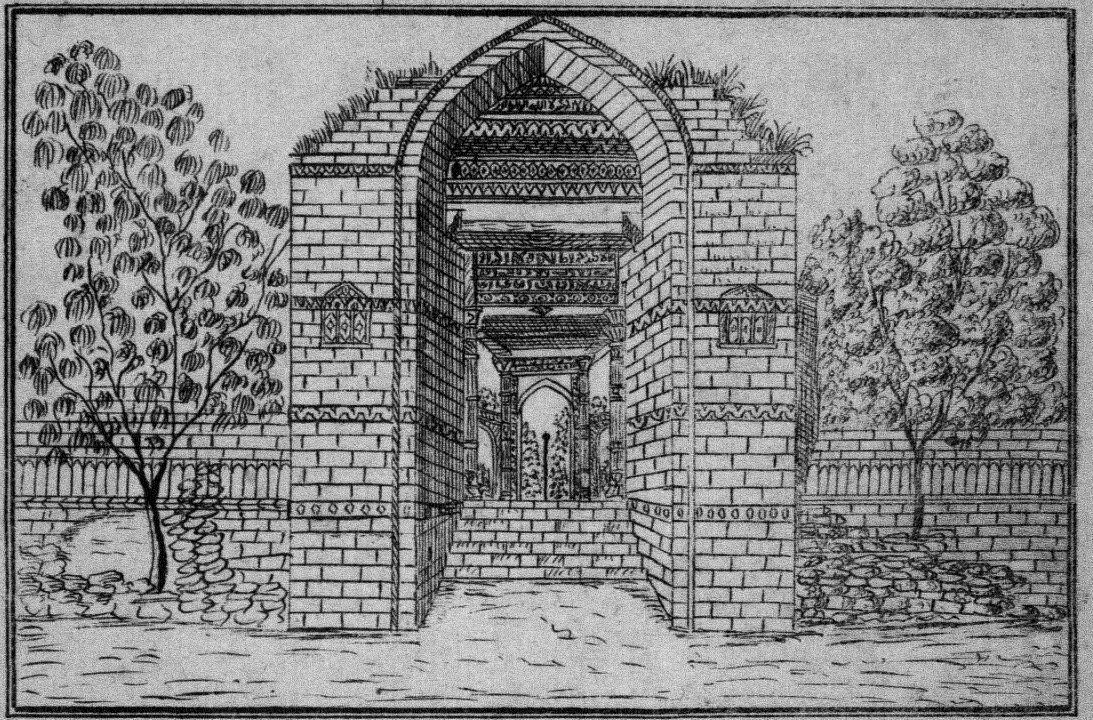

نقشهٔ نمبر ۴۹ متعلقه صفحه ۶۲ باب اول

نقشه دروازهٔ شمالی درجهٔ دوم مسجد قوة الاسلام



نقشه نمبر ۵۰ متعلقه صفحه ۳۶ باب اول

نقشہ نمبر ۵۱ متعلقہ صفحہ ۶۳ باب اول

نقشہ دروازہ مسجد قوۃ الاسلام

وخمساۃ * اور بعضے جگہ سے * الدولہ والدین * پڑھا جاتا ہے اور بعضے جگہ سے لفظ سلطانی * پڑھا جاتا ہے اور بعضے جگہ سے لفظ * بت خانہ * پڑھنے مین آتا ہے غرضکہ جیسا وہ کتبہ سے بعینہ نقشہ مین موجود ہے اور اس دروازہ کے آگے کی بڑی محراب سلطان قطب الدین ایبک نے بنائی ہے چنانچہ اوسکے اوپر اوسکا نام لکھا ہوا ہے لیکن اس بات مین شبہہ ہے کہ یہ محراب سلطان قطب الدین ایبک نے اپنے عہد سلطنت مین بنائی ہے یا اس سبب سے کہ سلطان معزالدین محمد بن سام دلی کی فتح کے بعد سلطان قطب الدین کو یہان چھوڑ گیا تھا اور یہ سب عمارت اوسی کے اہتمام مین تیار ہوئی تھی اوسنے اپنا نام بھی اوسپر کندہ کردیا ہو اوسکی تحقیق قصی تاریخ کی کتاب سے نہین پائی جاتی غرضکہ یہ دروازہ بھی بہت اچھا ہے چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

دروازہ شمالی درجہ دوم مسجد قوۃ الاسلام

یہ دروازہ اس مسجد کی سب عمارتون سے پہلے بن چکا ہے * اور سلطان معزالدین محمد بن سام کے عہد سلطنت مین جسنے اس بت خانہ کو فتح کیا ۵۹۲ھ ہجری مین بنا ہو * چنانچہ اس دروازہ پر سلطان معزالدین کا نام اور سنہ بنا لکھے ہین اور اسکے کتبہ کے دیکھنے سے یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ مسجد کی بنا اوسی بادشاہ کے حکم سے جاری ہوئی ہے چنانچہ اوسمین لکھا ہے کہ * جرت ہذہ العمارت بعالی امر السلطان المعظم معزالدنیا والدین محمد بن سام ناصر امیر المومنین * اور سال بنا کی جگہ لکھا ہے * فی شہور سنہ اثنی وتسعین * اور خمساۃ کا لفظ یا تو بسبب استاد اور زمانہ کے گل کر اوکھر گیا یا پہلے ہی نہ لکھا ہو * مگر اوسمین کچھہ شک نہین کہ پانسو بانوے سنہ مین تیار ہوا * یہ دروازہ بھی خوبصورت بنا ہوا ہے کہ نقشہ کے دیکھنے سے اوسکی خوبصورتی پائی جاتی ہے اور اسی دروازہ کیطرف اس مسجد عالی کا تیسرا درجہ ہے کہ اب ہم اوسکا بیان کرنا شروع کرتے ہین *

درجہ سوم مسجد قوۃ الاسلام

یہ تیسرا درجہ اس مسجد عالی کا اور یہہ درجہ بعینہ ایسا ہے جیسا پہلا درجہ تھا اگرچہ اس درجہ کی محراب کا وہ پتھر جسپر سال بنا کندہ تھے ٹوٹ گیا ہے لیکن اس درجہ کی ساخت اور قطع اور بنت کاری اور درون کی اونچائی بعینہ پہلے درجہ کی سی ہے اس سے یقین پڑتا ہے کہ یہہ درجہ بھی سلطان شمس الدین التمش کے عہد کا بنا ہوا ہے اور اسی سنہ مین بنا ہوگا جس سنہ مین کہ پہلا درجہ بنا ہے یعنی ۶۲۷ھ مین کہ اوسکو آجتک چھ سے چھہتر ۶۷۶ برس کا عرصہ گذرا اس درجہ کے بھی اسیطرح تین درین ایک بڑا اور دو چھوٹے * پہلا درجہ ثابت ہے لیکن اوپر کے کچھہ کچھہ پتھر اوکھڑ گئے ہین اور بیچ کے در کی محراب بالکل ٹوٹ گئی ہے اور بازو قائم ہین * اس درکا صرف ایک بازو قائم ہے اور ایک بازو اور محراب کا نام ونشان بھی نہین رہا شاید بیٹھ کر مین آگیا کہ

اسی در کے بیچ مین سے وہ سڑک جو لاڈو سرا مین سے نکلی ہے بھول بھلیان ہوتی ہوئی قطب صاحب کو جاتی ہے ٭ یہہ درجہ قبلہ کی طرف سے ایک سو آٹھ فٹ کا چوڑا ہے ٭ اب قیاس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے اس مسجد کو اسقدر بڑا بنانا چاہا تھا اور یہہ ارادہ کیا ہوگا کہ اس درجہ کے مقابل دوسری لاٹ بنا دے مگر بنے نہ پائی ٭ جب کہ سلطان علاو الدین خلجی بادشاہ ہوا اوسنے چاہا کہ اس مسجد کو اور بڑھاوے اور مینار اس سے بھی بلند بنا دے کہ اوسنے بنیاد ڈالی اور بنانا شروع کیا مگر اوسکی عمر نے وفا نہ کی کہ ہم اسکا حال آگے بیان کرین گے اور اس مقام پر اس درجہ کا نقشہ کو لکھتے ہین ٭

درجہ چہارم مسجد قوۃ الاسلام

اگرچہ یہہ درجہ بنا ہوا نہین ہے اور جسقدر بنا ہوگا اوتنا بھی نہین رہا لیکن دیوارون کے پایون کے نشان معلوم ہوتے ہین اور یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اس درجہ کی بھی بنیاد پڑگئی تھی اور بنا شروع ہوگیا تھا بلکہ اب تک بھی دو دو ڈھائی ڈھائی گز تک چنائی موجود ہے ٭ پتھر و پتھر تو لوگ اوکھیڑ کے لیگئے ہین چونے کے ڈھیم باقی ہین ٭ اس درجہ کی بھی قطع ایسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ دوسرے درجہ کی قطع ہے ٭ یعنے اس درجہ کے بھی پانچ در رہنے شروع ہوئے تھے چار چھوٹے اور بیچ کا بڑا ٭ اور تاریخ کی کتابون کے تتبع سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ اس درجہ کو سلطان علاو الدین خلجی نے ۷۱۱ھ ہجری مین بنانا شروع کیا تھا ٭ جو کہ وہ قریب اوسی زمانے کے مر گیا یہہ درجہ ناتمام رہگیا ٭ اس درجہ کی پیمایش مین علاحدہ کر کے نہین بتا سکتا اسواسطے کہ کچھہ اچھی طرح نشان نہین پایا جاتا ٭ جب کہ مین پانچوین درجہ کا حال لکھون گا اون دونوکی پیمایش ایک ساتھہ بیان کرونگا ٭ اس درجہ مین بجز مٹی اور کوڑے کے ڈھیر کے اور کچھہ نہین ہے اس سبب سے اسکا نقشہ نہین لکھا

درجہ پنجم مسجد قوۃ الاسلام

اس درجہ کو بھی سلطان علاو الدین خلجی نے ۷۱۱ھ ہجری مین چوتھے درجہ کے ساتھہ بنانا شروع کیا تھا جسطرح کہ وہ درجہ ناتمام رہگیا اسیطرح یہہ بھی ناتمام رہگیا ٭ اس درجہ کی قطع ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ پہلے درجہ کی قطع تھی یعنے تین در کا یہہ درجہ بھی بنا شروع ہوا تھا مگر ناتمام رہگیا ٭ ان دو دو درجون کی چوڑان قبلہ کیطرف سے دو سو اٹھاون (۲۵۸) فٹ ہے کہ اس حساب سے اس مسجد کے پانچون درجون کی چوڑان ملاکر اور تیس فٹ آثارون کا حق اور بڑھا کر چھہ سے چھیالس فٹ کی ہوئی جس سے دو سو سولہ پندرہ گز کے قریب ہوتا ہے ٭ اس درجہ کا بھی نقشہ اس سبب سے کہ بجز مٹی کے ڈھیر کے اور کچھہ نہین ہے لکھنے مین نہین آیا

نقشہ ٹوٹی لک کا

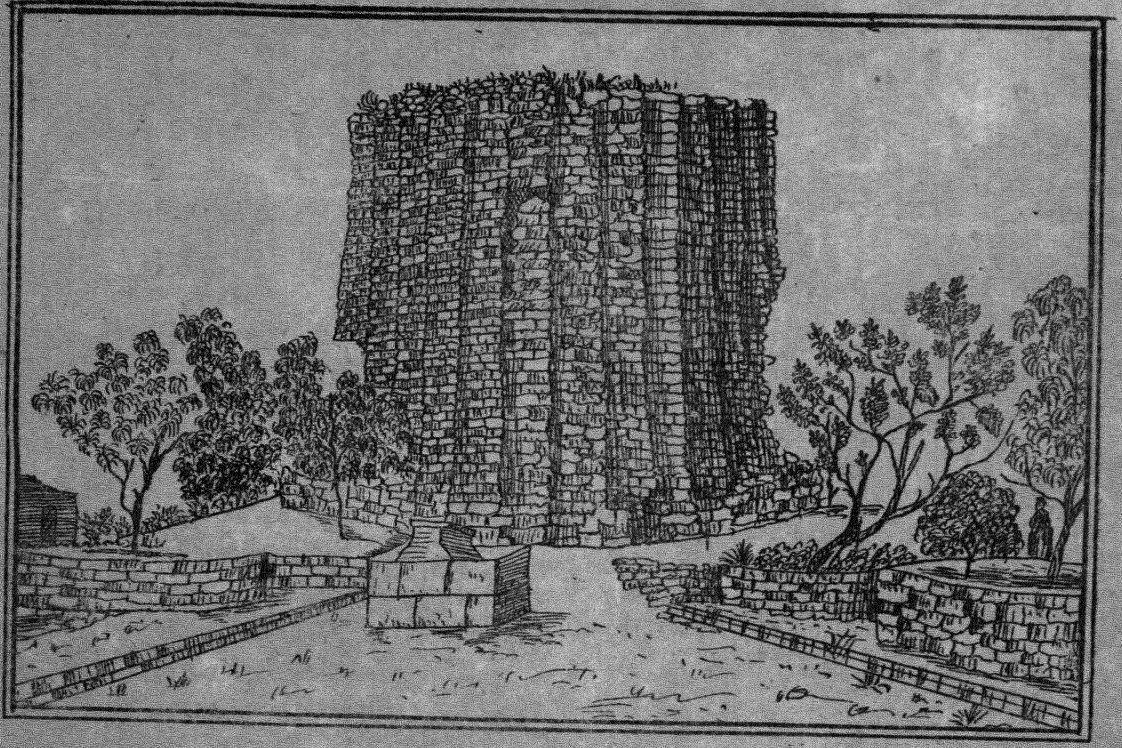

نقشہ نمبر ۵۲ متعلقہ صفحہ ۶۵ باب اول

نقشہ نمبر ۵۳ متعلقہ صفحہ ۶۵ باب اول

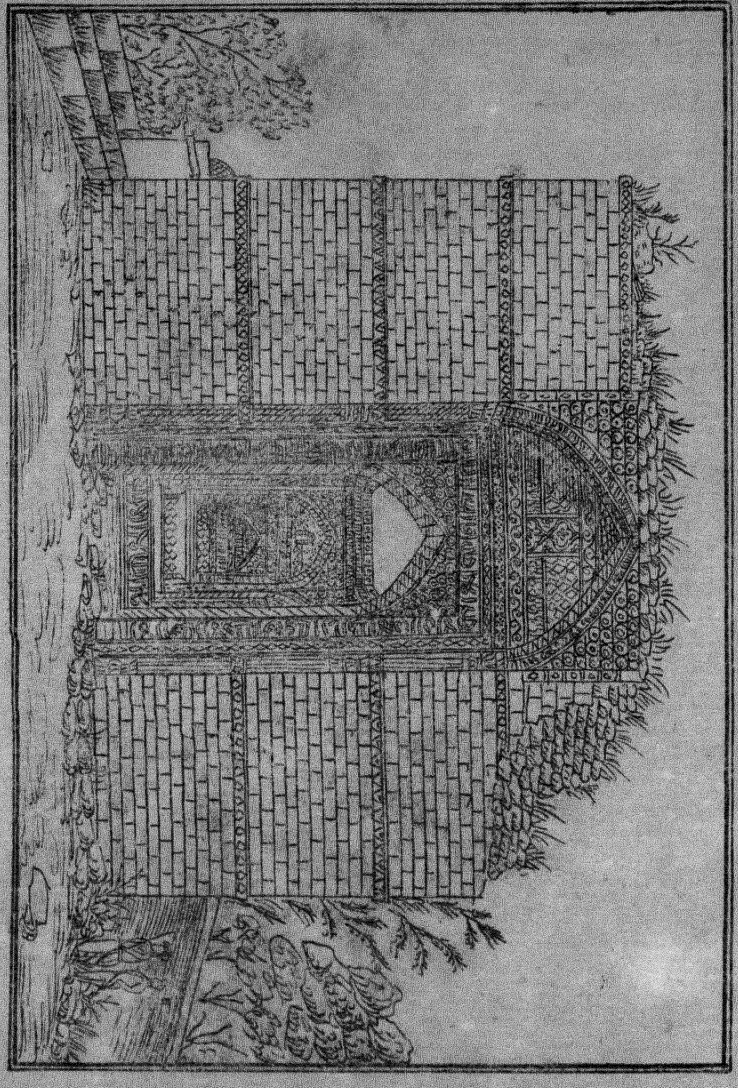

نقشہ مقبرہ سلطان شمس الدین بدایوں

قوتی لاٹ

اس لاٹ کو بھی سلطان علاء الدین خلجی نے سنہ ۷ ہجری مین ان دو جون کے ساتھ بنانا شروع کیا تھا بطور کہ یہ دو زنجیر تمام رکھتے۔ سلطان علاء الدین خلجی کا ارادہ تھا کہ اس لاٹ کو پہلی لاٹ سے بھی بڑا بنا دے اسواسطے اس لاٹ کو پہلی لاٹ سے موٹا بنایا تھا اگرچہ اس لاٹ کا پتھر مقدر سب کے کھڑا گیا ہے اور بڑھنا دیکھا ہے لیکن جو کہ کچھ بڑھا ہے اسکی معلوم ہوتی ہے اور ایک نامی چیز ہے اسواسطے ہم اسکا نقشہ لکھدیتے ہین مسجد کی تعریف مین حضرت امیر خسرو نے قران السعدین مین چند اشعار آبدار لکھے ہین مناسب مقام جانکر اون اشعار دون کو نقل کر دیتے ہین

صفت مسجد جامع کہ حقا نست در و — شجرہ طیبہ ہر سوی چو لولوی یخان

مسجد او جامع فیض الہ	زفرقہ خطبہ او تا بماہ
آمدہ در وی ز مسجد کیود	فیض یکے اندر آن فرد
گفتما و سلسلہ پیوندرا	سلسلہ چون کہ شدہ حلقہ بگوش
بندہ سنگش در و لعل عقیق	زدہہ از اوی بیت العتیق
در تہ سقفش ز ساتا زمین	نصب شدہ عمد ستونہای چنین
بر سر تخت گرفتہ شہی	منبرش از خطبہ النبی
عاشق تسبیح بگنبد رجون	برفت زد گنبد والا برون
خواندم کہ بدین خوش	پیش نشستہ چو لالہ سوسن
ہر کہ سعادت بکوشش	ببرد راہ سر منزل گاہ پاے
قامت خود کو ز فکون بلند	داوہ اقامت بسکون نماز

صفت شکل منارہ کہ ز رفعت سنگش — از پی حجر خورشد شدہ سنگ فسان

شکل منارہ چو ستونی ز سنگ	از پی سقف فلک شیشہ رنگ
تا سرش از اوج گردون شتافت	گنبد بی سنگ فلک سنگ یافت
سنگ دمی از بسکہ بخورشید عود	زان ز خورشید عیاری نمود
دیدن او را گلہ انگندہ ماہ	بلکہ قناوش گہ دیدن کلاہ
زان خلہ ہر بار کہ در بر داد	برق ز جاحت دو گرفتا قباد
بر فلکش پایہ شرف بر شرف	تا فلکش پایہ شرف بر شرف
گرد سرش کرد مؤذن چو گشت	قامتش از سجدہ عیسی گذشت

سقف سما گر کہ تہی شد نگون — در تہ آن داشتہ سنگین ستون
انکہ ز خور بر سرش افسر شدہ — سنگ ز تندی خور زر شدہ
گر نہ تعرف شد فلک شیشہ سا — از چہ بران سنگ بود شیشہ بار
ماہ تحیر ہمہ شب تا بحشر — گر سر بخشش خدہ دارد بسر
شد چو بلندا ز شہ قدش بخویش — روز بلندی بحق چرخ برین
از پی بر رفتن ہفت آسمان — گرد زمین تا بفلک نردبان
مؤذنش اینجا کہ آقامت گزید — قامت موذن تواند بسید

مقبرہ سلطان شمس الدین التمش

یہ قبر ہے سلطان شمس الدین التمش کی جسنے یہ بلند مینار بنایا اور پھر آخر کو زمانہ کی گردش نے اوسے بھی خاک مین ملایا۔ بہت عبرت کا مقام ہے کہ یہ زمانہ کسکو نہین چھوڑتا ہے کیسے کیسے نام آور

لوگ زمین کے نیچے پڑے ہین ۔ پس نامور کہ زیر زمین دفن کردہ اند ٭ کز ہستیش بروی زمین جز نشان نماند ٭ یہہ بادشاہ بہت نیک نیت اور نیک سیرت تھا ٭ اسکی عہد مین سب لوگ چین چان امن امان سے رہتے تھے ٭ یہہ بادشاہ سوستان کے سفر سے پھر کر مرا اور اسی قوۃ الاسلام مسجد کے پیچھے اوسکو رکھا ٭ تاریخ کی کتابون کے پڑھنے اور دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہہ مقبرہ سلطان رکن الدین فیروز شاہ اور سلطان رضیہ بیگم کے عہد مین بنا ہوگا ٭ اگرچہ اسکے بننے کی تاریخ کسی کتاب سے نہین پائی جاتی لیکن ۶۳۳ھ مین تیس ۳۰ ہجری مین سلطان شمس التمش مرا ہے کہ اوسکو آجتک چھہ سے تیس برس کے قریب عرصہ گذرا اسی انداز پر اس عمارت کے بننے کی تاریخ کو بھی خیال کر لینا چاہیے ٭ اس مقبرہ کی عمارت باہر سے تو سنگ خارا کی ہے اور اندر سے سنگ سرخ کی اور کہین کہین سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور تمام دیوارون پر آیات قرانی کندہ ہین ٭ برج اس مقبرہ کا گر پڑا ہے اور صرف چار دیواری رہگئی ہے وہ بھی جابجا سے ٹوٹ گئی ہے ٭ اسی برج کے نیچے سے لاڈو سرا کی سڑک نکلی ہے اور قطب صاحب کو جاتی ہے ٭ غرضکہ اس زمانہ مین جیسا کہ یہہ مقبرہ ٹوٹا پھوٹا رہگیا ہے ویسا ہی نقشہ مین موجود ہے نقشہ دیکھو اور زمانہ کی نیرنگی پر عبرت پکڑو ٭

مقبرہ سلطان علاوالدین خلجی

واہ کیا قدرت اللہ کی ہے کہ سلطان علاوالدین خلجی کیا بڑا بادشاہ تھا کہ اوسکے آگے چرند و پرند جن و انس ہاتھ باندھے کھڑے رہتے تھے ایک پل مین جو چاہتا سو کرتا اور ایک دم مین جو کہتا وہ ہوتا ٭ اب یہہ اونکی قبر ہے جسکا کوئی نام و نشان بھی نہین جانتا کیسے لاچار اور درماندہ پڑے ہین کہ لوگ قبر کا تعویذ بھی اوکھاڑ لیگئے پتھر بھی اوکھیڑ لیگئے اور انکا کچھہ بس نہین چلتا ٭ مسجد قوۃ الاسلام کے پہلے درجہ کے پیچھے ایک اور در مسجد کے سے دکھائی دیتے ہین اوسکے جنوبی ضلع مین ایک ٹوٹا کھنڈر ہے وہ ان سلطان السلاطین کی قبر ہے ٭ اگرچہ یہہ مکان اب اس لایق نہین رہا تھا کہ اوسکا نقشہ کھینچا جاوے لیکن صرف اسواسطے کہ دیکھنے والون کو اس دنیا کے ہیچ ہونے پر عبرت ہو اسکا نقشہ لکھتا ہون اور اوسکے ساتھہ یہہ بھی بات ہے کہ بڑے نامی بادشاہ کی قبر ہے ٭ یہہ مقبرہ سلطان شہاب الدین اور سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے عہد مین بنا ہے جو اسی بادشاہ کے بیٹے تھے اگرچہ بننے کی تاریخ نہین معلوم لیکن ۷۱۵ھ ہجری مین سلطان علاوالدین نے اس دنیا سے کوچ کیا کہ اوسکو آجتک پان سے اڑتالیس برس کے قریب عرصہ گذرا اسی حساب پر اس مقبرہ کے بننے کی مدت کو خیال کر لو اور اس ٹوٹے پھوٹے مقبرہ کے نقشہ کو دیکھو ٭

نقشۂ نمبر ۵۴ متعلقہ صفحہ ۶۶ باب اول

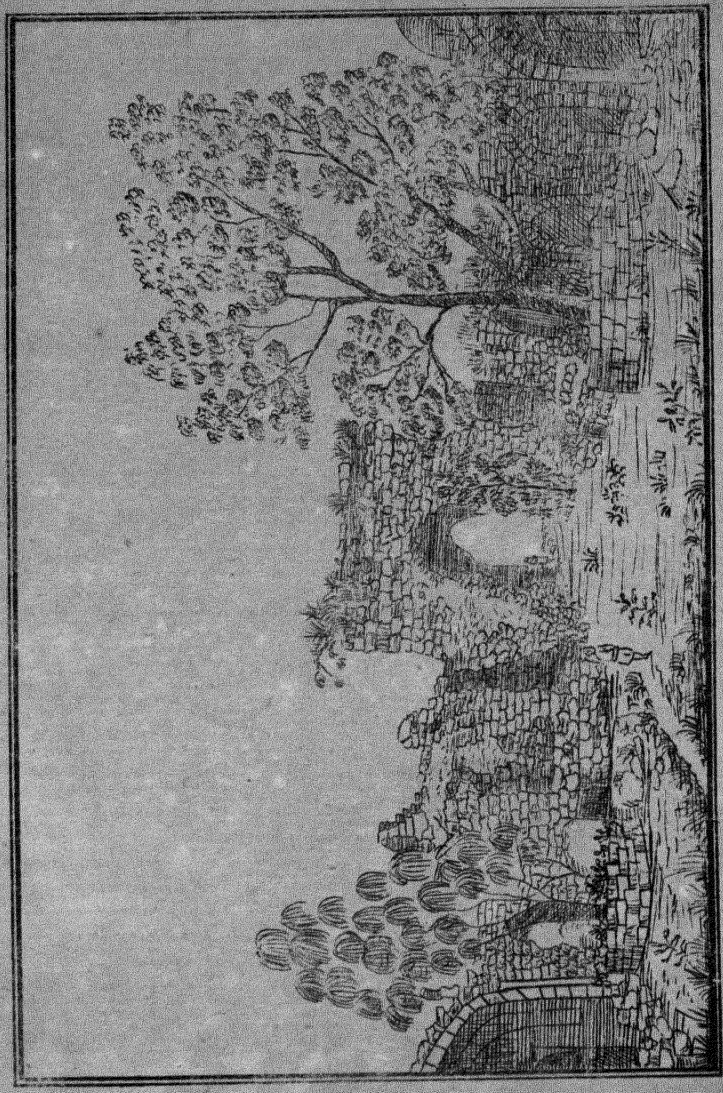

نقشۂ مقبرہ سلطان علاؤالدین خلجی

نقشہ درگاہ امام ضامن مع دروازہ متصل لاٹ

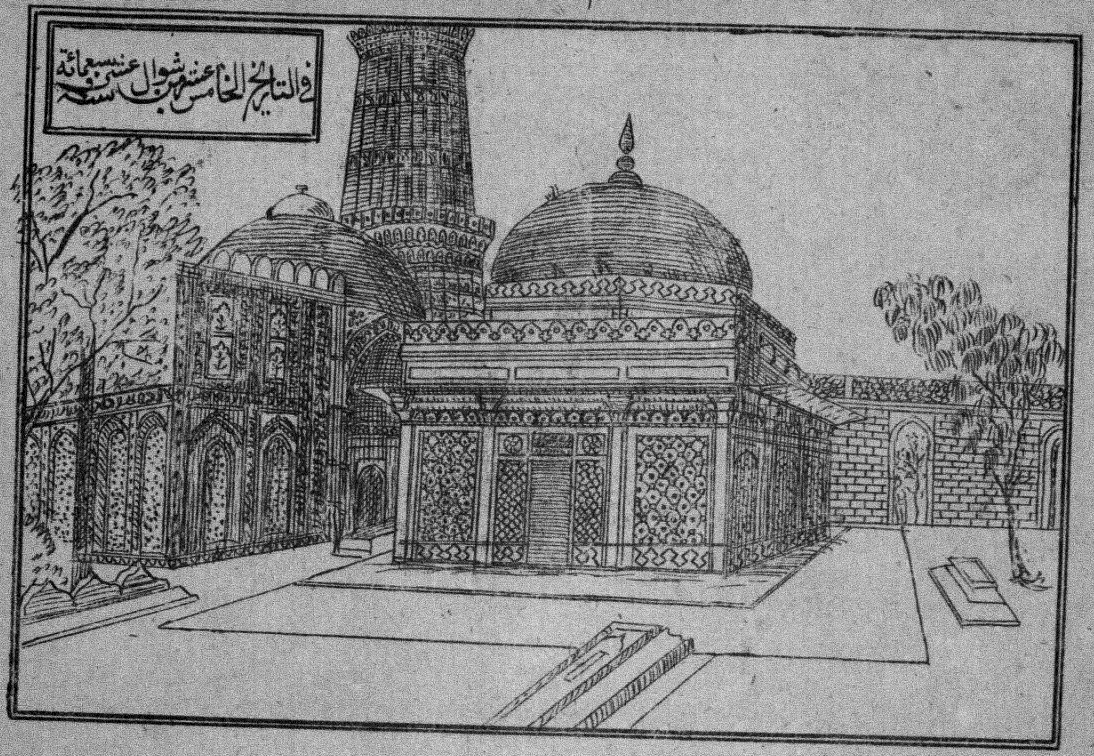

نقشہ نمبر ۵ متعلقہ صفحہ ۵ باب اول

نقشہ کوٹھی جناب صاحب کلان بہادر دام اقبالہ کہ سابق مین محمد قلی خان کو کہ گا مقبرہ تھا

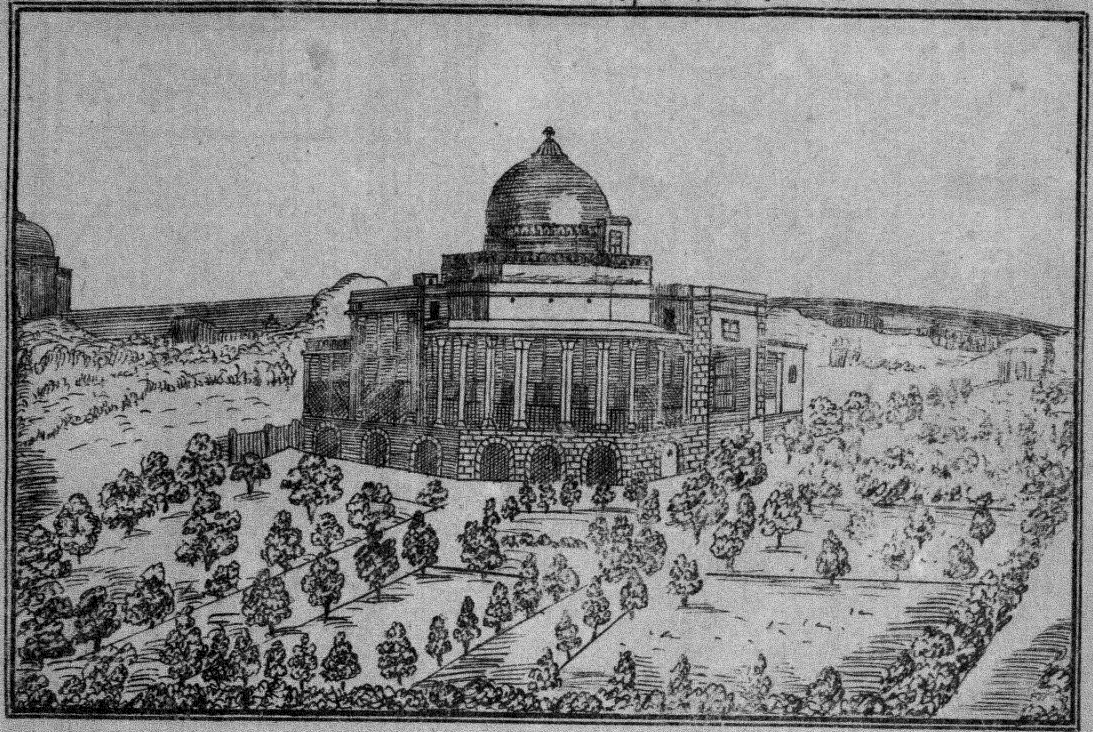

نقشہ نمبر ۵۶ متعلقہ صفحہ ۶۷ باب اول

متعلقہ نقشہ نمبرہ ۵ صفحہ ۶ باب اول

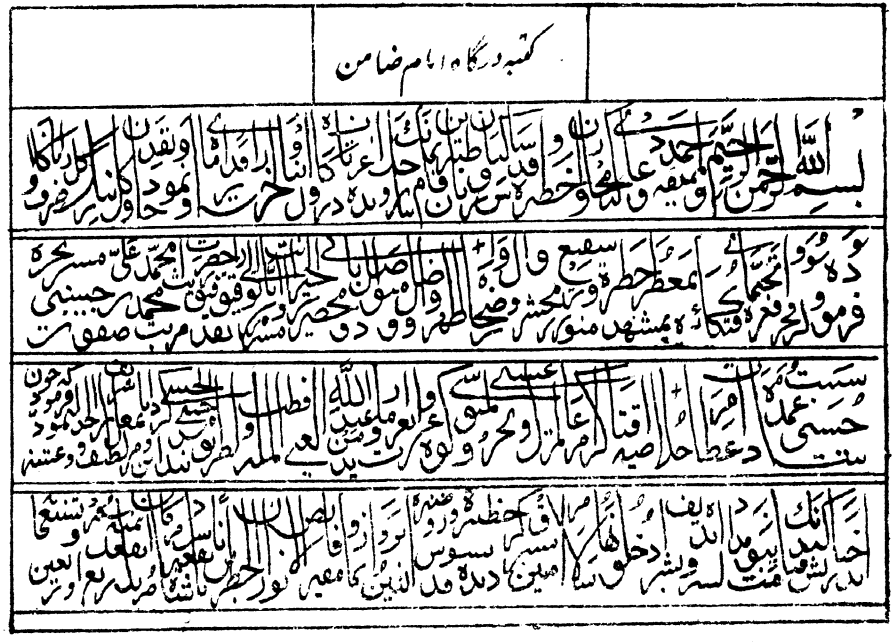

لاٹ کے پاس کا بڑا دروازہ

یہ ایک دروازہ ہے بڑی لاٹ کے پاس تمام سنگ سرخ سے بنا ہوا اور اسکے چارون طرف چار دروازے ہین اور اسپر گول لداؤ کرا دیا ہے مقصد اس لداؤ کا ایسا بلند ہے کہ بعینہ یہہ معلوم ہوتا ہے گویا آسمان کا مقعر ہے اس دروازہ کی محرابون پر بھی آیات قرانی کندہ ہین اور چار ونطرف کے دروازہ پر یہہ تاریخ لکھی ہوئی ہے * فی التاریخ الخامس عشر من شوال سنہ عشر وسبعمائہ * اس تاریخ کے حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دروازہ سلطان علاوالدین خلجی کے وقت مین بنا ہے اور سلطان علاوالدین خلجی نے گویا مسجد کا دیدہ ور بنایا تھا اور اوس دروازہ کی بنا کے بعد بادشاہ نے اس مسجد کے اور درجون کے بنانے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ ناتمام رہ گئے ۱۲ غرضکہ یہہ دروازہ بھی ایک عجائب روزگار سے ہے ایسا بلند لداؤ کا دروازہ دیکھنے مین نہین آیا اور اسی دروازہ کے پاس ایک درگاہ ہے اوسکو امام ضامن کی درگاہ کہتے ہین اسواسطے مناسب ہوا کہ اسی جگہ اوس درگاہ کا بھی حال بیان کردون *

درگاہ امام ضامن

یہہ مقبرہ ہے امام محمد علی شہید کا کہ امام ضامن کر کے مشہور ہین ۱۲ یہہ مقبرہ آپ کے جیتے جی بنا تھا اور یہہ وصیت تھی کہ انتقال کے بعد اسمین دفن کیا جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا ۱۲ تاریخ بنا اس مقبرہ کی ۹۴۳ھ ہجری ہین چنانچہ کتبہ مین موجود ہین لیکن کتبہ بسبب بڑاپے کے نقشہ مین نہین سما سکتا تھا اسواسطے پرچہ علیحدہ پر ہے

گوکھی جناب فیض مآب معلی القاب صاحب کلان بہادر دام اقبالہ

یہہ ایک مکان تھا قطب صاحب کی لاٹ کے قریب نہایت خراب وخستہ ناقص وشکستہ اور محمد قلیخان کا مقبرہ کر کے مشہور تھا اور محمد قلیخان اکبر بادشاہ کے کوکا تھے اور یقین ہے کہ یہہ عمارت یا تو اکبر بادشاہ کے عہد کی ہوگی یا جہانگیر کے عہد کی لیکن جب کہ اسکے نصیب کھلے اور اس عمارت کے دن اچھے آئے اسے صاحب والا مناقب عالی مناسب نے جنکے عدل وانصاف کے آگے شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتا ہے اور ظلم وستم دنیا سے نیست ونابود ہوگیا ہے آوازہ بلند ہمتی اور والا فطرتی کا آویزہ کوش فلک سے ہے اور غلغلہ اونکی شوکت وحشمت کا زمین سے آسمان تک پہونچا ہے یعنے دریا نوال خدا بگان ابر کف حاتم دوران فرزند ارجمند سجان پیوند سلطانی معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان طامس نیافلس

مشتمل صاحب بہادر فیروز جنگ صاحب کلان بہادر شاہجہان آباد دام اقبالہ نے اس مقام پر کوٹھی بنانیکا ارادہ کیا اور اس اوجڑے مکان کو خرید فرماکر رشک ارم بنایا اب وہ نفیس و لطیف کوٹھی تیار ہے کہ ایک ایک مکان اوسکا قصر ارم پر طعنہ مارتا ہے اور فلک اوسکے ایک ایک درجہ پر رشک لیجاتا ہے باغ نہایت اسلوبی سے آراستہ مکانات نہایت خوبی سے پیراستہ ہین ہر طرف پانی جاری ہے اور ہر طرح کے اشجار لگے ہوئے ہین چمن بندی بہشت کی کیفیت یاد دلاتی ہے اور آب جاری اور ہوا المحمد للہ جنت کی ہوا کو بھلاتی ہے بے شک و شبہ یہ کوٹھی اسی شعر کی مصداق ہے ؎ اگر فردوس بر روے زمین است ؎ ہمین است و ہمین است و ہمین است چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے اوسکی کیفیت معلوم ہوگی

راجون کی بائین

اسی کوٹھی کے قریب ایک مکان ہے پٹھانون کے عہد کا ؎ سنہ ۹۱۲ ہجری مین سکندر شاہ بن سلطان بہلول کے عہد مین دولت خان نے بنایا ہے ؎ اس مکان کی لطافت و نزاکت بیان سے باہر ہے اگرچہ یہہ مکان چونے اور پتھر سے بنا ہوا ہے لیکن سنگین مکانون سے ہزار درجہ شرف رکھتا ہے ؎ اس مقام پر ایک باولی ہے بہت نفیس و لطیف نہایت بڑی اور نہایت دلکشا بالکل سالم گویا ابھی معمار اوسے کر گئے ہین ؎ اور باولی پر ایک مسجد ہے بہت خوبصورت جسکے دیکھنے سے آدمی کی روح خوش ہوجاوے اور نہایت فرحت آوے اوس مسجد کے صحن مین ایک گنبد ہے ستون پر بنا ہوا نہایت مستحکم اور بہت خوب اور اوسمین دو قبرین ہین اور اوسپر کتبہ لگا ہوا ہے کہ اوسمین بنے اور بنانے والی کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے چنانچہ وہ کتبہ بعینہٖ نقشہ مین موجود ہے ؎ کسی زمانہ مین اس باولی کے مکانون مین راج بستے تھے جب سے راجون کی بائین مشہور ہوگئی ہے مگر اب راج تو اوٹھ گئے ہین اور چند مدت سے چمار آبسے ہین ؎ جب حضور والا قطب صاحب تشریف لیجاتے ہین اسی مسجد مین بادشاہی خواص اوترتے ہین غرضکہ یہہ مکان بھی نہایت نفیس ہے چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے اوسکی خوبی ظاہر ہوتی ہے فانظر الیہ

درگاہ مولانا جمالی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جمالی بڑے شعراے نامی اور اہل اللہ سے ہین اونکے کمالات اظہر من الشمس ہین راقم کے بیان کی کچھ حاجت نہین درگاہ آپکی راجونکی بائین کے پاس ہے چونہ اور پتھر سے بنی ہوئی اور اوسپر کاشانی

نقشۂ راجونکی بائین

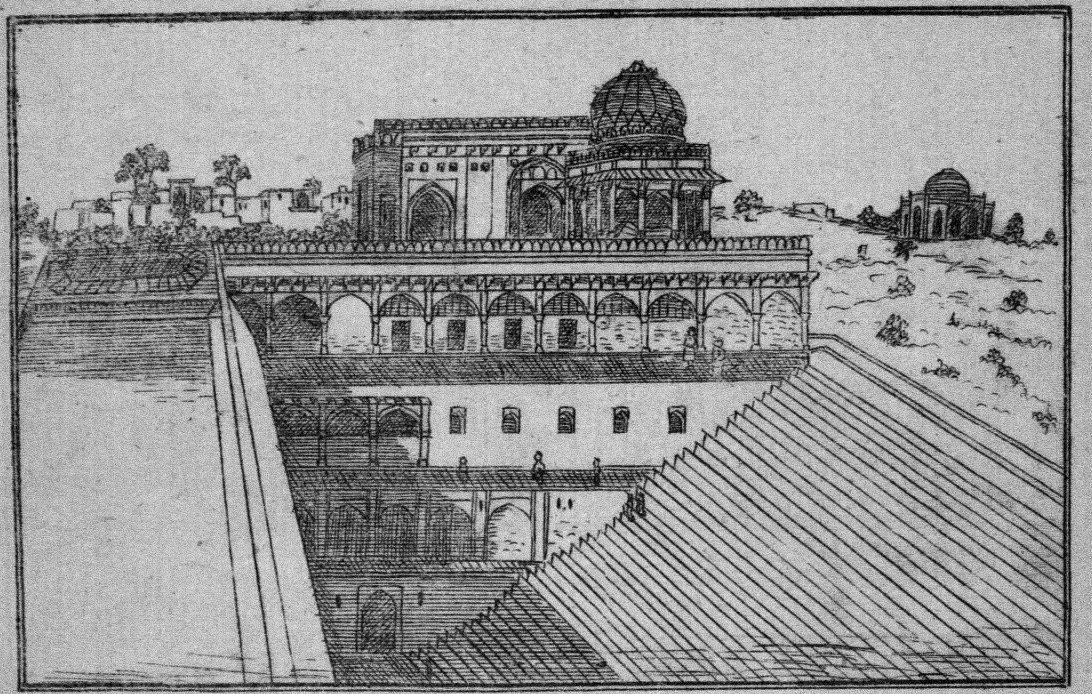

نقشۂ نمبر ۷ متعلقہ صفحہ ۴ باب اول

نقشه درگاه مولانا جمالی

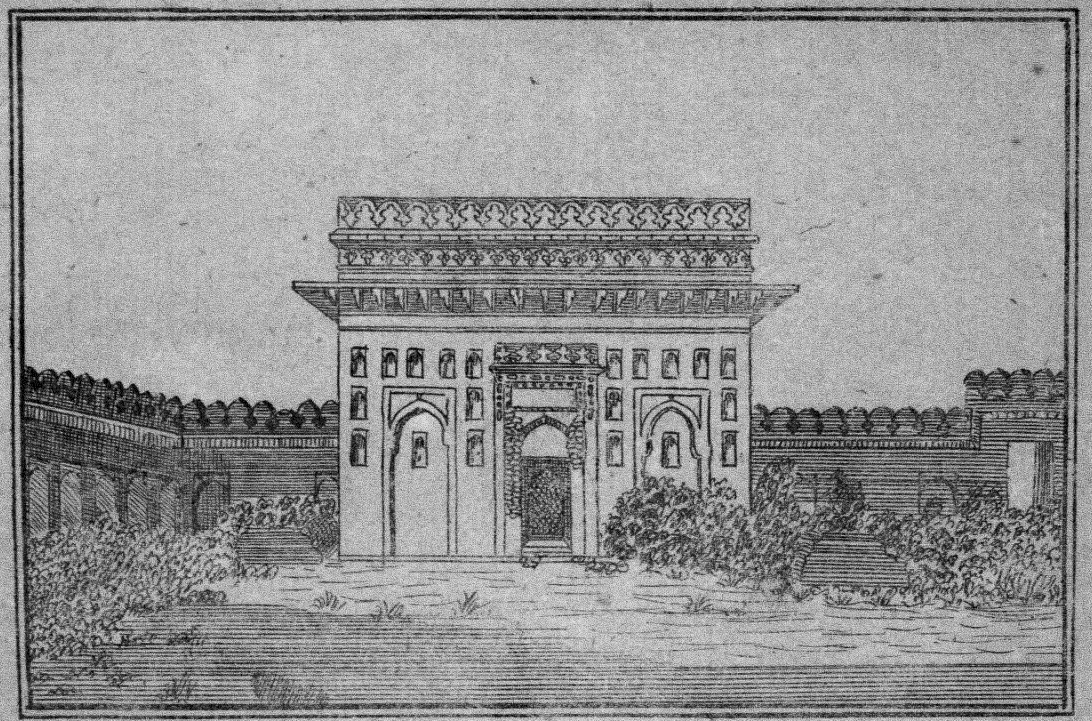

نقشه نمبر ۵ متعلقه صفحه ۸۰ باب اول

نقشه نمبر ۵۹ متعلقه صفحه ۹۹ باب اول

نقشه درگاه مولانا جمالی

چینی کا کیا ہوا ہے درگاہ کے اندر چونہ مین نہایت منبت کاری اور طرح طرح کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین کہ دیکھنے سے تعلق ہے اور اوسی چونہ کی منبت کاری مین یہہ اشعار کھدے ہوئے ہین ×

غزل

اگر بکفر کشد سر سیاہ کاری ما
بود بعفو تو چشم امیدواری ما

بہ آستان تو شرمندہ سگان توایم
کہ شب قرار ندارد بہ آہ و زاری ما

اگر بہ پردۂ رازی تو محرمی یابیم
فقر نفخر نماید بہ پردہ داری ما

بخاک کوی تو در چشم مردمان خواریم
بہ نزد اہل نظر عزتست خواری ما

ز ابر لطف تو شد ناپدید گرد گناہ
ولیک شستہ نشد داغ شرمساری ما

بروز ہجر تو در بیکسی و تنہائی
بجز غمت نرسد کس بغمگساری ما

جمالیا بدریا التجا مے آر
کہ ہست بر در دلدار رستگاری ما

غزل ثانی

زحد گذشت بعشق تو بیقراری ما
امید ہست کہ رحم آوری بزاری ما

جمال عفو تو کی آمدی برون ز نقاب
اگر نہ روی نمودی گناہگاری ما

اگرچہ در خور قہریم از گنہ کاری
بود بلطف تو چشم امیدواری ما

بہ عزت جبروت و بحرمت ملکوت
رسیم گر بفرازی بخاکساری ما

اگر بہ پردۂ راز تو پردہ دار شویم
فرشتہ را نسزد جای پردہ داری ما

زیک ترشح ما بر کرم فرو شوی
غبار جرم ز رخسار شرمساری ما

نظر بسوی جمالی فگن ز روی عطا
مبین بجانب سستی و خامکاری ما

قطعہ

ای رحمت تو از غضب برد گرو
وی قہر ترا لطف تو فرمود برو

جائی کہ شد از خرمن عفو تو سخن
آنجا کہ نہ خلق نسنجید بجو

وفات آپ کی سنہ ۹۲۲ ہجری مین ہمایون کے عہد مین ہوئی ہے۔ خسرو ہند۔ آپ کی تاریخ وفات ہے اور اوسی مین یہہ درگاہ بنی ہے کہ اوسکو آجتک تین سو اکیس ۳۲۱ برس کے قریب عرصہ گذرا

مسجد درگاہ مولانا جمالی

اسی درگاہ کے پاس ایک بہت عمدہ اور نہایت بڑی شان و شوکت کی مسجد بنی ہوئی ہے چونہ اور پتھر سے اوسکی خوبی وضع اور دلکشائی کا بیان نہین ہوسکتا حقیقت مین یہہ مسجد کسی زمانہ مین بہت دلچسپ اور نہایت دل پسند ہوگی اس مسجد پر کوئی تاریخ یا کتبہ بنا نہین ہے اور اس عمارت کا تاریخ سے بھی حال نکلنا نہایت مشکل ہے اس سبب سے مین یقینی نہین بتا سکتا کہ یہہ مسجد کب بنی اور کسنے بنائی مگر اسقدر جانتا ہون کہ درگاہ کے ساتھ کی مسجد ہے اور اوسی زمانہ مین بنی ہوگی اور ہمایون بادشاہ کے عہد کی عمارتون سے بہت ملتی ہے اس قرینہ سے کہا جاسکتا ہے کہ یہہ مسجد ہمایون بادشاہ کے عہد کی بنی ہوئی ہے اور درگاہ کے ساتھ بنی ہے کہ اوسکو آج تک تین سے اکتیس برس کے قریب عرصہ گذرا ہے اگرچہ یہہ مسجد اس زمانہ مین ویران ہے لیکن

اگلے زمانہ مین عین آبادی مین واقع تھی اور کسی زمانہ مین قطب صاحب کی آبادی اسی جگہ تھی چنانچہ اب بھی ٹوٹے پھوٹے حویلیون کے کھنڈر اس مقام پر موجود ہین غرضکہ جو کچھ اس عمارت کا اب حال ہے وہ نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے نقشہ دیکھو اور انقلاب زمانہ پر عبرت پکڑو ×

مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن

اس مسجد کے پاس قطب صاحب کی اگلی آبادی کی حویلیون کے کھنڈر مین یہ مقبرہ ہے سلطان غیاث الدین بلبن کا بالکل شکستہ و خراب نہایت ٹوٹا پھوٹا اس مقبرہ کا پتھر اوکھڑ کر لکھنو گیا اور کچھ دلی کے بادشاہون کے وقت مین مکانات مین لگا اب اس مقبرہ کا وہی حال ہے جو سلطان علاوالدین خلجی کے مقبرہ کا حال ہو گیا ہے صرف ایک ٹوٹا کھنڈر چونہ کا ڈھیہ باقی رہگیا ہے مگر جو کہ بڑے نامی بادشاہ کی قبر تھی اسواسطے اوسکا حال اور نقشہ لکھدیتا ہون اگرچہ اب نقشہ لکھنے کے قابل نہین رہا ہے اور اگرچہ اس عمارت کے بننے کی تاریخ کتاب سے نہین نکلی لیکن سلطان غیاث الدین بلبن ۶۸۶ھ مین مرا ہے اس خیال سے لکھا جا سکتا ہے کہ یہ عمارت سلطان معزالدین کیقباد بن سلطان ناصرالدین بن سلطان غیاث الدین بلبن نے جو اوسکے بعد بادشاہ ہوا تھا بنائی ہوگی کہ اس حساب سے آجتک پانسو ستتر برس کے قریب عرصہ گذرا × اسی مقبرہ سے ملا ہوا کہ گویا ایک ہی مقبرہ معلوم ہوتا ہے ایک چھوٹا سا مقبرہ اوسیطرح اوجڑا ہوا ٹوٹا پھوٹا ہے وہ مقبرہ ہے خان شہید کا جو حدود باغ تیر کیارہ اب لاہور پر کفار سے جنگ کر کر ۶۸۳ھ ہجری مین شہید ہوئے تھے جنکے ماتم مین میر حسن دہلوی نے مرثیہ نثر فارسی لکھا تھا اور مرثیہ ترکیب بند کہا تھا چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے ان دونو مقبرون کا حال معلوم ہوتا ہے

باغ ناظر

یہ ایک باغ ہے قطب صاحب مین جھرنہ کے پاس بہت سرسبز و شاداب اب بھی فی الجملہ آراستہ ہے مکانات مرغوب اسمین بنے ہوئے ہین × پھول والون کے میلہ مین ہزارون آدمی یہان سیر کو آتے ہین اور ایک جلسہ معقول اور میلہ دلچسپ ہوتا ہے × اس باغ کو ناظر روزافزون نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بنایا ہے چنانچہ جو اشعار کہ اوسکے دروازہ پر کندہ ہین اونکو اس مقام پر لکھدیتے ہین کہ اوس سے سال بنا بخوبی ظاہر ہے اور بنانے والیکا نام اور عہد بنا معلوم ہوتا ہے

تاریخ

بفرمان محمد شاہ عادل	کہ بر فرقش بود تاج تبارک	بنائی گلشنی در قطب گردید	کہ گلہایش زند رضوان تبارک

نقشہ مقبرۂ سلطان غیاث الدین بلبن و خان شہید

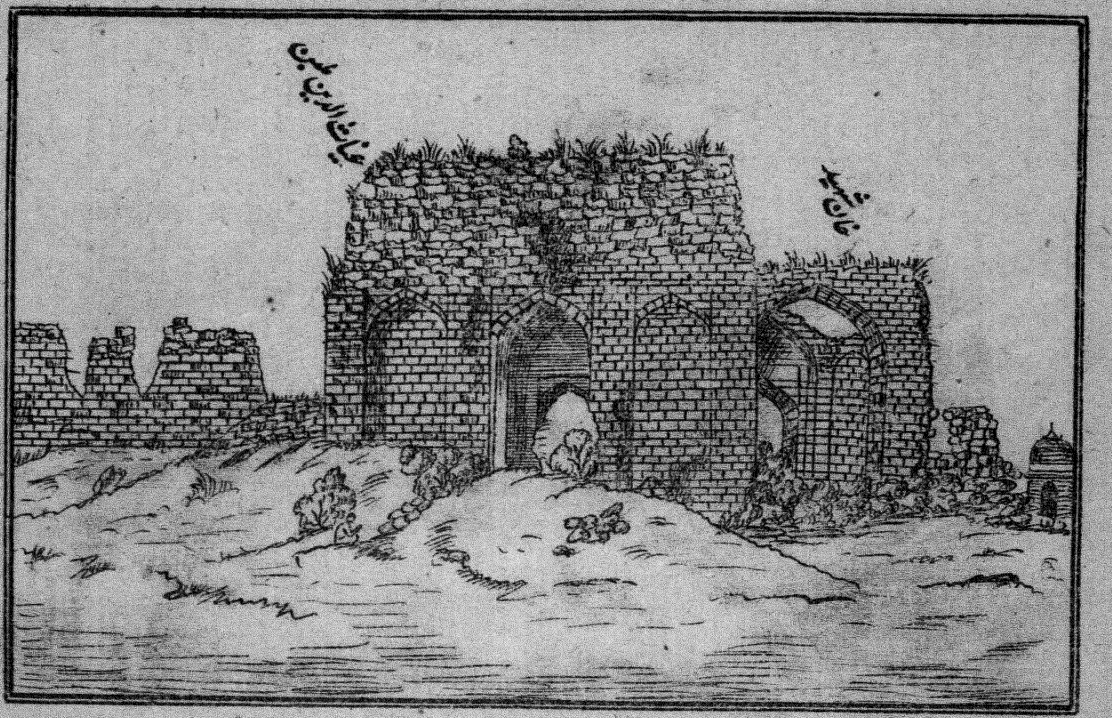

نقشہ نمبر ۱۰ متعلقہ صفحہ ۱۰ باب اول

نقشہ نمبر ۶۱ متعلقہ صفحہ ۷ باب اول

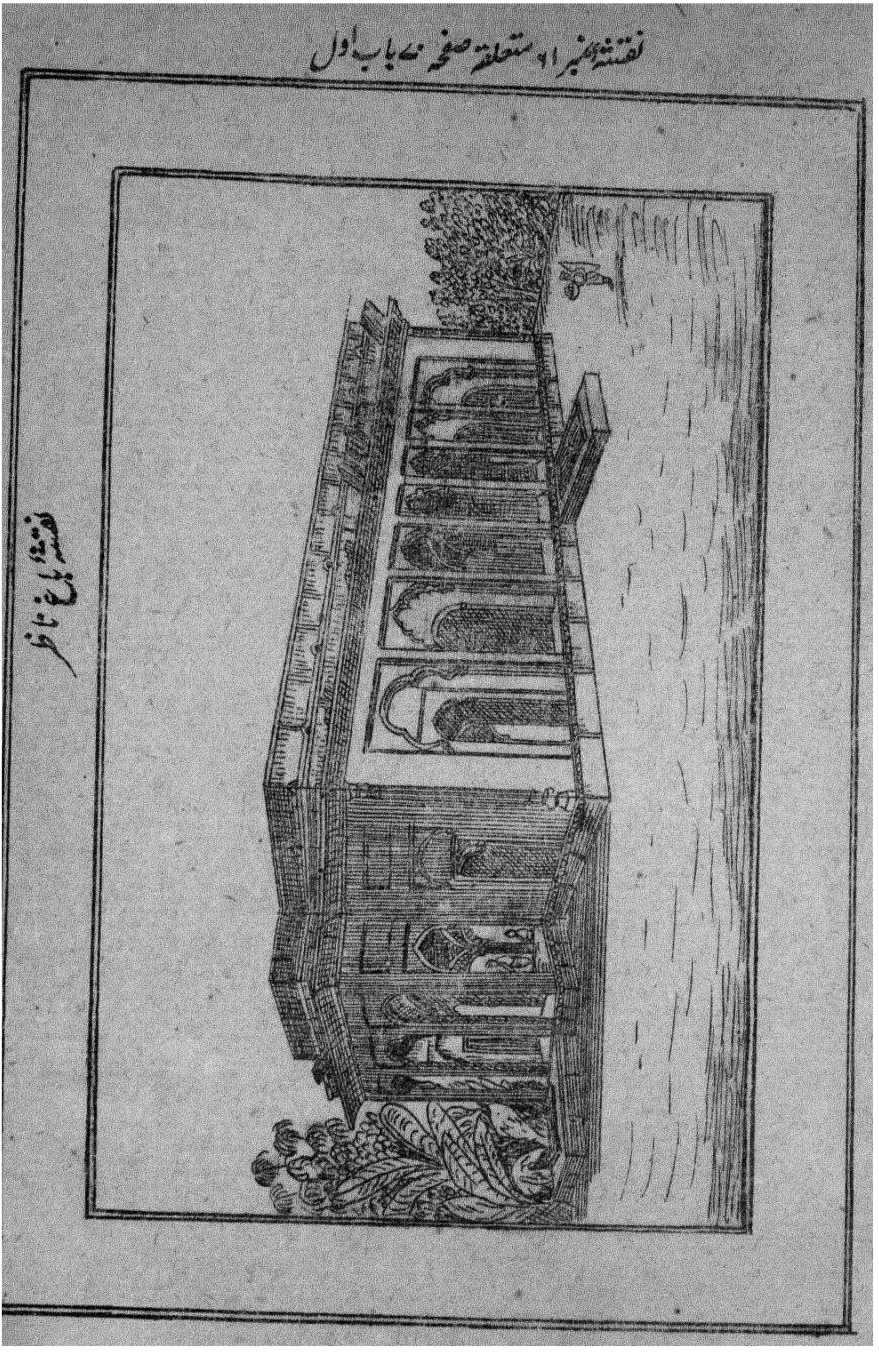

نقشہ باغ ناظر

نقشہ نمبر ۶۲ متعلقہ صفحہ ۱۷ باب اول

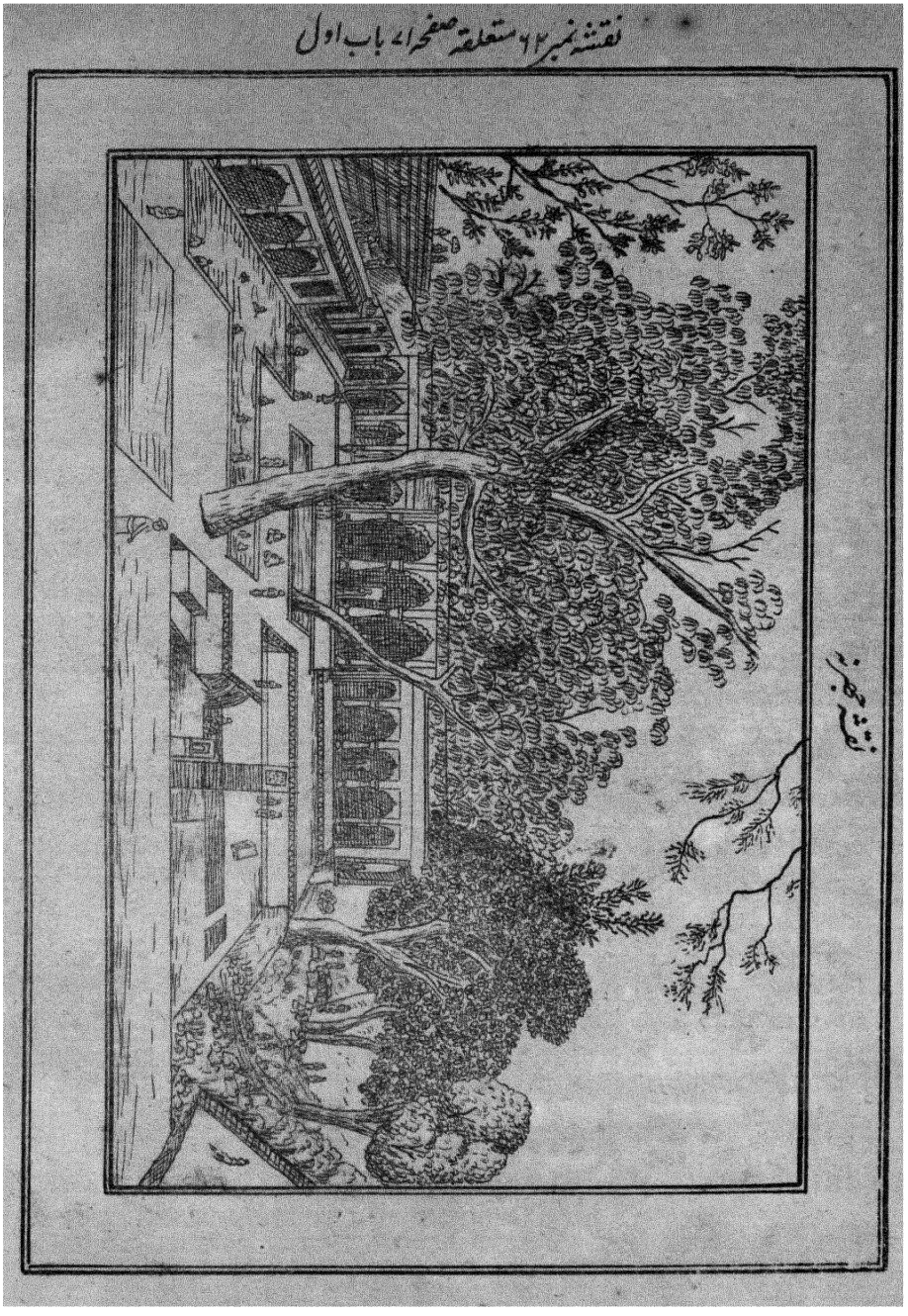

بود سرسبز دایم روز افزون	بحق سورہ صاد و تبارک	پی تاریخ سالش گفت ہاتف	خدایاری بود باللہ مبارک

سنہ ۱۱۱۹ ہجری مقدسہ مطہرہ سنہ ۳۱ جلوس مبارک محمد شاہی

اس باغ کے گرداگرد چار دیواری بنی ہوئی ہے اور اندر کو چارونطرف مکانات سنگین سنگ سرخ کے معقول معقول دلچسپ بنے ہوئے ہین اور ایک مکان باغ کے بیچ مین بنا ہوا ہے کہ وہ سب سے بڑا اور سب سے بہتر ہے اسواسطے ہم اوسکا نقشہ اس مقام پر لکھدیتے ہین

جھرنہ

یہہ ایک سیرگاہ ہے عجیب و غریب لطیف و نفیس دلچسپ و دلکشا فرحت بخش و دلربا اور بہت نامی مکان ہے اور قطب صاحب کا جھرنہ تمام مین مشہور ہے درختان سرسبز و شاداب اور نہرہاے جاری اور حوض فرحت بخش جنت یاد دلاتا ہے اور بہشت کا سما آنکھون مین پھر جاتا ہے × پہلے پہل اس مقام پر سلطان فیروز شاہ نے بند بنایا تھا چنانچہ جھرنہ کی دیوار وہی بند ہے جو اتبک موجود ہے اور فیروز شاہ نے حوض شمسی کا پانی روک کر نولکھی نالہ مین ڈالا تھا اور وہان سے قلعہ تغلق آباد کی خندق مین لے گیا تھا چند مدت کے بعد وہ قلعہ تو ویران ہوگیا اور وہان پانی بھی جانا موقوف ہوگیا حوض شمسی کا پانی اس بند مین سے نکل کر جنگل مین چلا جاتا تھا اور یون ہین خراب ہوتا تھا نواب غازی الدینخان فیروز جنگ نے اس بند کے آگے ایک حوض اور نہر اور چادرین بنوا دین کہ اونمین سے پانی کا نکلنا اور چادرون کا چھوٹنا عجب عالم دکھاتا ہے اور بے اختیار دلکو لبھاتا ہے اسکے چارونطرف کچھہ کچھہ مکان بنے ہوئے ہین ہم منحصر اونکا حال اسمقام پر لکھدیتے ہین

مکانات جانب غرب

جانب غرب اس بند کی دیوار سے ملا کر ایک سہ درہ دالان ہے اور جھرنہ انھی مکانات سے عبارت ہے اس دالان کی چھت کا ارتفاع گیارہ فٹ پانچ انچہ ہے اور اسکے آگے ایک بہت نفیس حوض بنا ہوا ہے کہ اس چھت پر سے لوگ اوسمین کودتے ہین اور تیرتے ہین لوگونکے کودنیکے وقت بڑا تماشا ہوتا ہے اور عجب عجب طرح سے لوگ اوسمین کودتے ہین کوئی قلابازی کھاکر کودتا ہے اور کوئی چک پھیری لیکر اور کوئی پٹ ختی کھاکر اور بعضے لوگ یہہ کرتے ہین کہ ایک زور آور آدمی کو کھڑا کیا اور دو آدمی اوسکے کندھون پر کھڑے ہوئے اور اسیطرح دو دو کرکے اون کے کندھون پر چڑھے اور درختون کی ٹہنیان پھولون دار ہاتھ مین لین اور سب سے نیچے کے آدمی نے زقند ماری اور حوض مین کودا اور اوس سبب سے سب لوگ اوسکے ساتھ

حوض مین کودے اور اسطرح سے کودنے کا نام درخت کا کودنا اور جھاڑ جھنکاڑ کا کودنا رکھا ہے غرض نہایت تماشے برسات مین پھول والون کی سیر مین ہوتے ہین ۔ اس دالان کی چھت ساری کی ساری اندر سے خالی ہے اور اوسکے چھجہ کے نیچے تیرہ انبو بہ بطور فوارہ کے لگے ہوئے ہین اس چھت مین بھی پانی آتا تھا اور اون انبو بون سے دھارین چھوٹتی تھین اور حوض مین گرتی تھین اور اس دالان کے اندر بھی ایک چادر ہے تین فٹ دو انچہ کی چوڑی کہ چار فٹ تین انچہ کی اونچان سے چھوٹتی ہے اور اوسکے نیچے چراغ جلانے کے لئے طاق بنا دئے ہین ۔ اور یہ حوض پچیس ۲۵ فٹ مربع ہے اور ایک فٹ سات انچہ کا دہانہ ہے جس سے اس حوض مین پانی آتا ہے اور سات فٹ چھ انچہ اس حوض کا عمق ہے اور حوض کے آگے بہت خوشنما ایک نہر ہے پاس ۲۱۲ فٹ کی لمبی اور چھ فٹ کی چوڑی اور تین فٹ چھ انچہ کی گہری اور اس نہر کا پانی چادر مین جا کر ٹھہرتا ہے اور پانچ فٹ چھ انچہ کی چوڑی اور چار فٹ کی ارتفاع سے چادر پڑتی ہے اور یہ سب سے بڑی چادر ہے اور اس چادر کے جنوب و شمال دو چھوٹی چھوٹی اور چادرین ہین کہ دو فٹ چھ انچہ کے عرض اور دو فٹ بیس انچہ کے ارتفاع سے کرتی ہین اور اوسکے آگے تین فٹ سات انچہ کی نیست کاری کے سلامی پتھر لگا دئے ہین کہ اون پتھرون کے جنبش کے خارجین پانی الگ الگ اور لہرا لہرا کے نہایت کیفیت سے جاتا ہے ان تینون چادرون کے آگے نہر ہین مین بڑی چادر کے آگے جو نہر ہے وہ تو چھبیس ۲۶ فٹ لمبی اور چھ فٹ چوڑی اور دو فٹ گہری ہے اور چھوٹی چادرون کے آگے کی نہرین پندرہ افٹ تین انچہ لمبی اور دو فٹ نو انچہ چوڑی اور آٹھ انچہ گہری ہین اب اس مقام پر سب پانی جمع ہو کر جنگل کو بہا چلا جاتا ہے اور انھین مکانات سے جو نہ عبارت ہے حقیقت مین ایسا دلچسپ مکان ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے ۔ پانی کا غل اور جانورون کا چہچہانا کوئل کا بولنا مورون کا ناچنا فاختاؤن کا گونجنا خلقت کی کثرت خوبصورت آدمیون کا پھرنا اور طرح طرح کے کپڑے پہن کر اپنا جوبن دکھانا اور ایک طرف سے گانے ناچنے کی آواز کا آنا ایک عجب سماں بندہ جاتا ہے کہ شاید راجہ اندر کے اکھاڑے مین بھی ایسا لطف نہو جسنے دیکھا ہے وہی اسکا لطف جانتا ہے اور اسکی کیفیت سے واقف ہے ۔

مکانات جانب شمال

اسطرف دو ہرا دالان سنگین بہت خوشنما دلربا بنے ہین اور یہ دالان معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین بنائے تھے کہ اوسکو تیس برس کے قریب عرصہ ہوا اس سے بہتر کوئی مکان اس جگہ نہین ہے

مکانات جانب جنوب

اسطرف ایک سہ درہ دالان ہے اور دو درا وسکی بغل مین ہین کہ اس سبب سے پچ درہ کہتے مین آتا ہے اور اوسکی بغل مین دو دروازہ ہین کہ اس سبب سے ست درہ ہو گیا ہے اس دالان کو شاہ جی کے بھائی نے جنکا نام سید محمد تھا شاہ عالم کے عہد مین بنایا ہے کہ اوسکو پچاس برس کے قریب عرصہ گذرا ٭

مکانات جانب شرق

اسطرف کچھ مکان نہین ہین صرف پہاڑ ہے لیکن محمد شاہ بادشاہ نے ایک پھلتا پتھر بنا دیا ہے کہ اوسپر لوگ چڑھتے ہین اور چوترون کے بل پھلتے ہین ۔ طول اوس پتھر کا اٹھارہ فٹ تین انچہ ہے اور عرض سات فٹ سات انچہ

امریان

اس نواح مین آم کے درخت بہت ہین اور نہایت ہجوم درختون کا ہے اونکو لوگ امریان کہتے ہین اور ان درختون مین جھولے ڈالکر جھولتے اور پینگ لیتے ہین بیسیون رنڈیان جمع ہوتی ہین اور جھولون مین جھولتی ہین ۔ غرضکہ یہ مکان ایک طلسم کا مکان ہے کہ دیکھکر آدمی کی عقل حیران ہوتی ہے ۔ اسمقام پر ایک قبر ہے اور اوسپر یہ شعر کندہ ہین

قطعہ

عارف حکیم فاضل با زہد پر قناعت	کرد اور اقزاق بد دیانت ۱۲۱۹	تاریخ سال او را ہاتف مرا خبر داد	روح شہید عابد آمد میان جنت

اب ہم اس مقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین اوسکو دیکھو ٭

حوض شمسی

صفت حوض کہ در قلعہ سنگین گوئی ریختہ دست فلک زاب خضر صورت جان

در کمر سنگ میان دو کوہ	آب گہر صفوہ دریا شکوہ	ساختہ سلطان سکندر صفات	در سد کوہ آئینہ ز آب حیات
ماخضر آب خوش ار نوش کرد	آب خوش از چشمہ حیوان نخورد	آب کہ علت ز برای تریست	تری آن آب ز علت بریست
در نخورد آب وی اندر زمین	کی بزمین در خورد آبی چنین	در تہ آبش ز صفا ریگ خورد	کہ ز تواند بدل شب شمرد
موج بلندش کہ رسد تا بماہ	باز دہد آب بابر سیاہ	سیل وی آہنگ بکہسار کرد	کوہ بہ تر دامنی اقرار کرد
چون مدو جزرش ز نشیب و فراز	آب ز کوہ آمد و رفتہ باز	چو ترہ و قصر بلندش ز آب	شد ہمہ چون ساغر و صافی حباب
رود بسی زو شدہ تا آب خون	چون ز بی آبی ازو خستہ خون	مرغ بہر رود وی اندر سرود	رقص کنان ماہی آزاد از رود
شیشہ گری کرد بر آتش حباب	شیشہ خالی و جہان پر گلاب	بادہ کہ بر وی خط زیبا نوشت	نسخہ ماہیت دریا نوشت

عمق درو کار بجای کشید	کز تہ او گشت زمین ناپدید	نیم فلک ہست بزیر زمین	چون بہ تہش نیست زمین آن مبین
بسکہ فرو رفتہ زہمراہیش	گاو زمین شد علف ماہیش	حوض نگویم کہ جہانی ز نور	نور کزو دیدۂ بد باد دور
	کرد وی از اہل تماشا گروہ	دامن خیمہ شدہ دامان کوہ	

یہ حوض بھی عجایب روزگار سے تھا اور سلطان شمس الدین التمش نے اس حوض کو اپنے عہد سلطنت مین بنایا تھا اسواسطے حوض شمسی کرکے مشہور ہے کسی زمانہ مین یہ حوض تمام سنگ سرخ سے بنا ہوا تھا اب دیوارین اور پتھر بالکل اوکھڑ گئے ہین اور تالاب کی سی صورت رہگئی ہے اسیواسطے اس حوض کو لوگ قطب صاحب کا تالاب کہنے لگے اور بعضے تالاب شمسی کہتے ہین اسی تالاب مین سے جھرنے مین پانی جاتا ہے اور اسیکا پانی تعلق آباد کے قلعہ کی خندق مین گیا تھا حقیقت یہ ہے کہ اتنا بڑا حوض شاید روے زمین پر نہوگا اب بھی یہ تالاب دو سے چھتر بیگہ اٹھہ بسوہ پختہ ہے اسکے بیچون بیچ مین ایک برجی بنی ہوئی ہے اور اوسمین کھڑکا نشان بنا ہوا ہے کہ عوام الناس براق کے قدم کا نشان کہتے ہین مگر بنائی ہوئی بات معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب

اولیا مسجد

اسی تالاب کے کنارہ پر مشرق کیطرف ایک چبوترہ ہے اور اوسمین گز دو گز کی ایک چبوتری اور چھوٹی سی دیوار بنی ہوئی ہے۔ کہتے ہین کہ اس جگہ حضرت خواجہ قطب الدین اور اور بزرگون نے چلہ کھینچے تھے اور اپنے ہات سے ٹوکریان ڈالکر یہ مسجد بنائی تھی اور اسی سبب سے اولیا مسجد مشہور ہے اب اوس کچی مسجد کو لوگون نے پکا بنا دیا ہے اور چونہ کر دیا ہے

جہاز

اسکے کنارہ پر ایک عجب طرح کی عمارت ہے کہ اوسکو لال محل بھی کہتے ہین اور جہاز کر کر بھی مشہور ہے۔ کہتے ہین کہ کسی سوداگر نے یہ مکان فقرا کے لئے بطور خانقاہ کے بنایا تھا اور سواے اسکے بہت سے مکانات اس تالاب کے کنارہ پر ہین کہ ہم اونکی تفصیل لکھدیتے ہین اور مغرب کیطرف سے مکانون کا بیان شروع کرتے ہین۔ بلخی شہزادہ کا باغ۔ زین الدین زمردین کا مزار۔ شیخ وجیہ والدین خلیفہ حضرت سلطان المشایخ کا مزار۔ شادی کا باغ۔ چاندنی چبوترہ تعمیر محمد شاہ کہ اب ٹوٹ گیا ہے۔ اندھیریا باغ کہ اب دس پانچ درخت باقی ہین پلیپل والی کوئین۔ مزار خواجہ سماء الدین پیر مولانا جمالی۔ سوہن برس۔ چہل تن چہل من۔ اولیا مسجد۔ یارانی چبوترہ لال محل عرف جہاز۔ تکیہ دین علی شاہ۔ خانقاہ عنایت اللہ خان۔ خانقاہ نواب حفیظ الدین۔ دلی مسجد۔ مقبرہ شیخ عبد الحق۔

نقشہ درگاہ حضرت شیخ عبدالحق

نقشہ درگاہ حضرت قطب الاقطاب علیہ الرحمۃ

مقبرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے اولیاے کبار اور بڑے محدثون مین سے ہین کمالات آپ کے آفتاب سے سوا روشن ہین کہ غایت شہرت سے احتیاج مجھہ خاکسار کے بیان کی نہین رکھتے۔ آپ کا مزار بھی اسی حوض شمسی کے کنارہ پر واقع ہے اور بہت دلچسپ مکان ہے یہہ مقبرہ آپکے انتقال کے بعد بنا ہے اور برج کے اندر ایک دیوار پر چونہ کے حرفون سے کچھہ عبارت لکھی ہے کہ اوس سے آپ کا تمام حال معلوم ہوجاتا ہے چنانچہ مین اسمقام پر اوسکو بعینہ نقل کردیتا ہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجملی از احوال کرامت منوال مقتداے وقت صاحب المفاخر ابوالمجد عبدالحق رحمت اللہ رحمۃ وسیعہ انکہ از مبادی شعور بطاعت حق وطلب علم کمر بستہ نزدیک باوان بلوغ اکثر علوم دینیہ تحصیل کرد و درس بست و دو سالگی از ہمہ آن فارغ شدہ وکلام مجید از بر گرفتہ بر مسند نشست و یم در عنفوان جوانی جاذبہ الہی در رسید بیکبار دل از یار و دیار برکندہ متوجہ حرمین محترمین گشت مدت مدید بآنمقامات شریفہ اقامت ورزیدہ باقطاب زمان و اولیای کبار صحبتہا داشتہ بود بودائع ارجمند و رخصت ارشاد طالبان اختصاص یافت و علاوہ آن تکمیل فن حدیث نمودہ ببرکات فراوان بموطن مالوف مراجعت فرمود و مدت پنجاہ و دو سال بجمعیت ظاہر و باطن تمکن یافت تکمیل فرزندان و طالبان بجا آوردہ و بیشتر علوم سیما علم شریف حدیث پرداختہ بنہجی کہ در دیار عجم احدی از علماے متقدمین و متاخرین دست نداده است ممتاز و مستثنی گردید و در فنون علمیہ خاصۃ فن حدیث کتب معتبرہ تصنیف کرد چنانکہ علمای زمان اختیار بدان ورزیدہ دستور العمل خود دارند و اہل درس خواص و عوام بجان خریداری می نمایند تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر بصد جلد و بحسب شمار ابیات بپانصد ہزار رسیدہ است در محرم ۹۵۸ھ این نور اتم پرتو ظہور بعالم عنصری دادہ و در ۱۰۵۲ھ بتمام آگہی وکشادہ پیشانی بعالم قدس خرامید۔ تاریخ ولادت شیخ اولیا۔ و تاریخ وفات۔ فخر العالم۔ است

درگاہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

میری کیا مجال ہے کہ آپ کے کمالات ظاہری اور باطنی کا حال لکھہ سکون کمالات اور خرق عادات آپ کے اظہر من الشمس ہین اور ہر ایک شخص آپ کی کرامات اور مجاہدہ سے واقف ہے ایسے آفتاب عالمتاب کا حال لکھنا زائد ہے ہر شخص اوس سے سوا جانتا ہے جتنا کہ اس مختصر مین سما سکے اسواسطے اوسکو موقوف رکھکر کچھہ تھوڑا سا آپ کے مزار مبارک اور مکانات شریفہ کا حال لکھتا ہون کہ یہی اس کتاب مین مقصود ہے واضح ہو کہ آپکا مزار مبارک کچہ ہے اور قبر شریف بھی صرف مٹی کا ڈھیر ہے۔ سبحان اللہ کیا خاکساری ہے کہ فخر بادشاہی

ہے اور کچھ گنبد وغیرہ بھی نہین ہے صرف کھلا آسمان کے نیچے ہے اوسپر وہ نور اور رعب اور مرتبہ و شان و شوکت ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے ہر دم انوار الٰہی نازل کہ دل عقیدت مندون کا نورانی ہوتا ہے —

شعر زعشق ناتمام با جمال یار مستغنی است ✕ بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روے زیبا ✕ وفات آپکی شب دوشنبہ چودھوین ربیع الاول ۶۳۳ ہجری مین ہوئی ہے کہ اسی حساب سے گویا اس مزار مبارک کی بنا خیال کرنی چاہیئے ایک دفعہ شیر شاہ بادشاہ شکار کو اسطرف آیا اور زیارت مزار مبارک سے مشرف ہوا دیکھا کہ آپکے مزار مبارک مین کچھ تکلف نہین ہے اوسکے خیال مین آیا کہ اسکے گرد چار دیواری بنوا دینی چاہیئے اور ایک حد مقرر کی جاوے کہ یہان سے لوگ جوتیان اوتار کر حاضر ہوا کرین یہہ خیال کرکے اوسنے چار تیر چارونطرف پھینکے اور جہان جہان تیر گرے وہان وہان ایک ایک دروازہ بنوا کر چار دیواری بنا دی تھی وہ چار دیواری بہت بڑی بنی تھی کہ اب اوسقدر نہین رہی مگر ایک آدھ طرف ٹوٹا پھوٹا در و دیوار کا نشان پایا جاتا ہے — بعد اوسکے اور بادشاہون کے عہد مین چار دیواری کو مختصر کرکے دروازہ بنے کہ ہم اسمقام پر ہر ایک دروازہ کی اشعار لکھدیتے ہین

اشعار دروازہ غربی

خلقی کہ درین گنج سعادت میرفت ✕ آخر گہر نثار شاکر خان سفت ✕ گفتم چہ نویسم رقم تاریخش ✕ رضوان بدر اسرار در جنت گفت

اشعار دروازہ جانب احاطہ ملا موج

در زمان شہ جہان اسلام ✕ شد بلند و بشہر جناب ✕ گرچہ صد ہست باب جنت را ✕ لیس باب بمثل ہذا الباب

کرد شخصی بنا کہ در بابس ✕ یوسف ثانی از حق است خطاب ✕ چون ز تاریخ نام کردم عرض ✕ گفت درگاہ خواجہ اقطاب

اشعار دروازہ متصل مجلس خانہ

در زمان آفتاب چرخ دولت شیر شاہ ✕ شاہ را بر باب کوکب موکب گردون غلام ✕ این عظیم القدر درگاہی کہ اندر باب او ✕ صادق آمد قول ہذا الباب بئس دار السلام

بود بیست چار و نہصد سال از ہجرت کہ شد ✕ ز اہتمام شیخ دین پرور خلیل الحق تمام

اب ۱۲۵۲ ہجری مین شاہنشاہ زمان ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ نے آپکے مزار مبارک کے گرد صندل کا کٹہرا لگا دیا ہے اور اس کار خیر سے مفاخرت سرمدی حاصل کی ہے

مزار قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

آپکے مزار کی پائنتی قاضی حمید الدین ناگوری کا مزار ہے اور اوسکی لوح پر یہہ عبارت کندہ ہے — ہذا مرقد المنور قطب الاولیا فی الآفاق و غوث الاتقیا بالاسحاق الامام العالمۃ العامل الولی الفاضل الکامل شیخ حمید الدین نور اللہ

نقشہ دروازہ ہای درگاہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب بہ مزار مولانا فخر الدین

مرقد السنہ وہ عمرہ الروضہ خادم الفقرا سلیمان بن شیخ بیکمانی فی سنہ اربع وسبعین وسبعمایۃ ھ وفات حضرت شیخ المحققین وقطب العارفین شاکر بارگاہ قدس وطائف کعبہ انس ودریای حقیقت جوہر کان طریقت حضرت محمد محبوب حمید بندگی شیخ محمد حمید نور اللہ مرقدہ در شب دوشنبہ یازدہم ماہ رمضان فی الحمد ذالک الیل جالہ الشمس ۹۵۲ھ اور آپ کے مزار مبارک کے پاس اور بہت سی قبرین ہین چنانچہ ہم خاص آپ کے مزار مبارک کا نقشہ لکھتے ہین ::

ذکر بیان غلام نور صاحب خادم

اگرچہ آپکے مزار مبارک کے بہت سے خادم ہین ایک ایک سے بہتر لیکن بیان غلام نور صاحب نور علی نور ہین اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ رکھتے ہین تاریخ سے بھی شوق ہے اور بیان کے مکانات سے بھی خوب واقف ہین بیان کے مکانات کی سیاحت مین میرے ساتھ تھے اور سب مکانون کا حال بہت اچھی طرح بتا دیتے تھے

دروازہ ہاے درگاہ

آپ کے مزار مبارک کے شرق کو سنگ مرمر کی جالیان اور سنگ مرمر کے دروازے فرخ سیر کے عہد مین بنے ہین اور اونپر اشعار کندہ ہین جن سے تاریخ بنا اور نام بانی پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہین

اشعار دروازہ اندرون

ازسعی کمترین غلامان شہریار	باعتقاد معتقد کامل العیار	رفتند قدسیان بدیار بہشت عدن	تاریخ یافتند حصار بہشت عدن

باہتمام کمترین غلامان معتقدان شہ جلوس فرخ سیر شاہی اتمام یافت سنہ ۱۱۳۳ ہجری راقمہ عبداللہ شیرین رقم

اشعار دروازہ بیرون

ازحکم بادشاہ جہان خسرو انام	گرد مزار خواجہ دین قطب ملک و نام	تعمیر شد مجوز بہ بنا دلنشیں مقام	فرخ سیر شہنشہ نہ آسمان احترام
	گردد بگرد روضہ او آدم و ملک	مانند قبلہ اشرف وجون کعبہ محترم	

مزار مولانا فخر الدین علیہ الرحمہ

اس دروازہ کے پاس مسجد کے پیچھے مولانا فخر الدین صاحب کا مزار ہے کیا خوب جلہ پائی ہے کہ جسکا کچھ بیان ہو آپکا مزار بھی سنگ مرمر کا ہے اور اوسکی لوح پر یہ اشعار کندہ ہین

اشعار

بگذشت فخر دین چون مہمان سرای فانی	بر رہنمائے جاودان قلب جاودانی	سال وصال آن ماہ از غیب گفت ہاتف	تاریخ گفت ہاتف خورشید و جہانی

من کلام سید الشعرا فخر الدین مقبول الہی سنہ ۱۱۹۰

یہ سب جالیان اور دروازے بہت نفیس سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہین کہ جنکا کچھ بیان نہین ہوسکتا اور دروازے بھی بہت ہی خوش قطع ہین چنانچہ اونکے نقشہ دیکھنے سے معلوم ہوگا

مسجد درگاہ

آپ کی درگاہ کے متصل جالیون کے پاس ایک مسجد ہے کہ قدر و منزلت مین ہم پایہ بیت المقدس ہے اور فیض و برکت مین بیشک خانہ خدا ہے ٭ اس مسجد کے تین درجہ ہین پہلا درجہ دو محراب کا کچہ ہے یعنے صرف مٹی کا اس درجہ کو جناب حضرت قطب الاقطاب نے معہ اپنے یارون کے کہ ہر ایک ولی کامل اور شیر بیشہ زہد و تقوی تھا بنایا تھا جس زمانہ مین اسلام شاہ نے اس درگاہ کے گرد چار دیواری بنائی اوسکے ساتھ اس کچہ درجہ کے آگے پختہ درجہ بنا دیا کہ یہ درجہ تعمیر اسلام شاہ ہے اوسکے بعد محمد فرخ سیر کے عہد مین جس زمانہ مین آپکی درگاہ کے گرد حجر سنگ مرمر کا اور دروازہ بنا ہے اوسی عہد مین اس مسجد کے آگے بھی ایک اور درجہ بنایا گیا کہ یہ تیسرا درجہ فرخ سیری ہے اور اوسپر یہ تاریخ کندہ ہے

تاریخ

مورد لطف و عنایات شہ والا جناب	ساخت از روی ارادت و ز رسوخ اعتقاد	خسرو فرخ سیر شاہنشہی مالک رقاب
مسجد زیبا بنا و سجدہ گاہی شیخ و شاب	با سروش غیب ہاتف گفت در گوش خرد	سال تاریخ بنایش بیت ربی مستجاب

باولی درگاہ

اگرچہ اس مسجد کی بزرگی آسمان سے گذر گئی تھی اور کچھ حاجت خوشنمائی کی نرکھتی تھی لیکن پانی نہونیکے سبب لوگون کو بڑی تکلیف ہوتی تھی اس نظر سے صرف بہ نیت ثواب ندیم الدا خلیفۃ الملک حافظ محمد داود خان مستقیم جنگ نے اس مسجد کے پاس اپنی دریا دلی اور فیض بخشی سے بہت عمدہ نفیس دلکش دلربا باولی بنوادی کہ خلق اللہ کو اوس سے آرام ہے اور یہ باولی گویا مسجد کا حوض ہے ٭ عجب خوش نیت آدمی نے یہ باولی بنائی ہے کہ ایسا موقع اور ایسی جگہ باولی بنانے کو کب کسیکو نصیب ہوسکتی ہے ٭ یہ باولی سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین بنی شروع ہوئی اور سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین ختم ہوئی — حافظ داؤد صاحب نہایت سخی اور بڑے ہمت والے آدمی ہین اور بڑے صاحب خاندان انکے نسب کا سلسلہ حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رحمہ اللہ تک پہونچتا ہے اور انکے آبا و اجداد ہمیشہ سے خاندان بادشاہی مین معزز و ممتاز چلے آئے ہین حضرت ظل سبحانہ ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی نے آپکے والد ماجد حافظ محمد خلیل سے استفادہ کلام مجید حاصل کیا ہے اونکو حضور ظل اللہ مین

نقشہ نمبر ۶۷ متعلقہ صفحہ ۷۸ باب اول

نقشۂ مسجد درگاہ معہ باولی

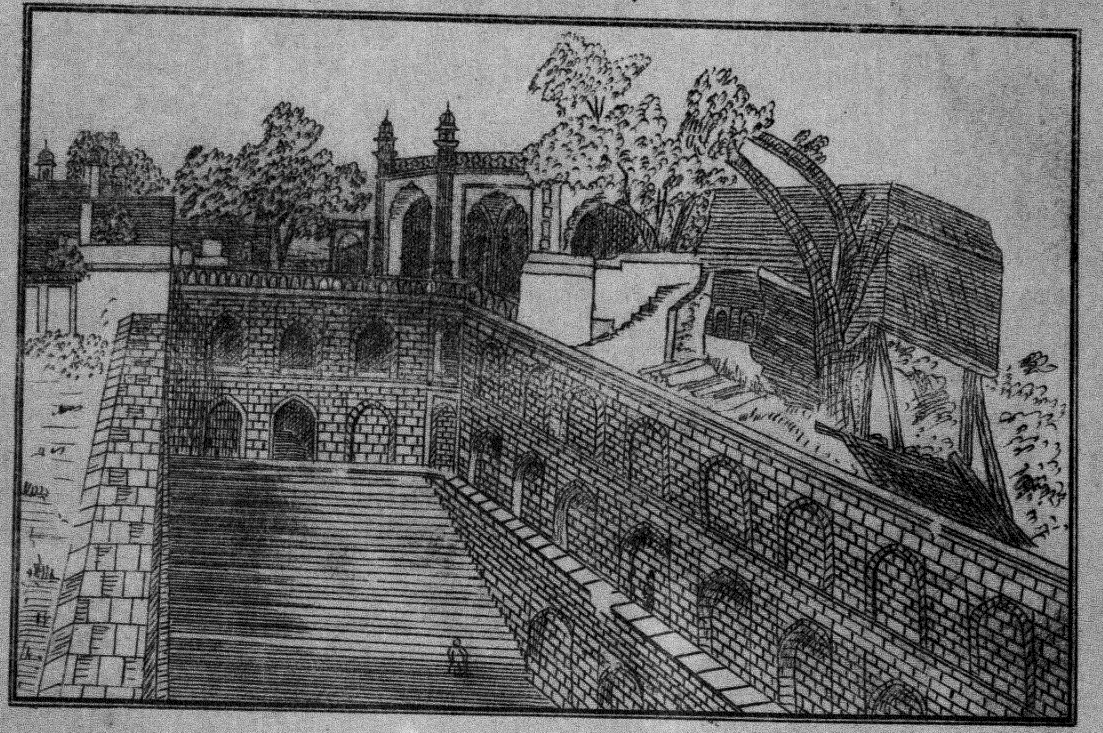

نقشہ نمبر ۶۸ متعلقہ صفحہ ۹۷ باب اول

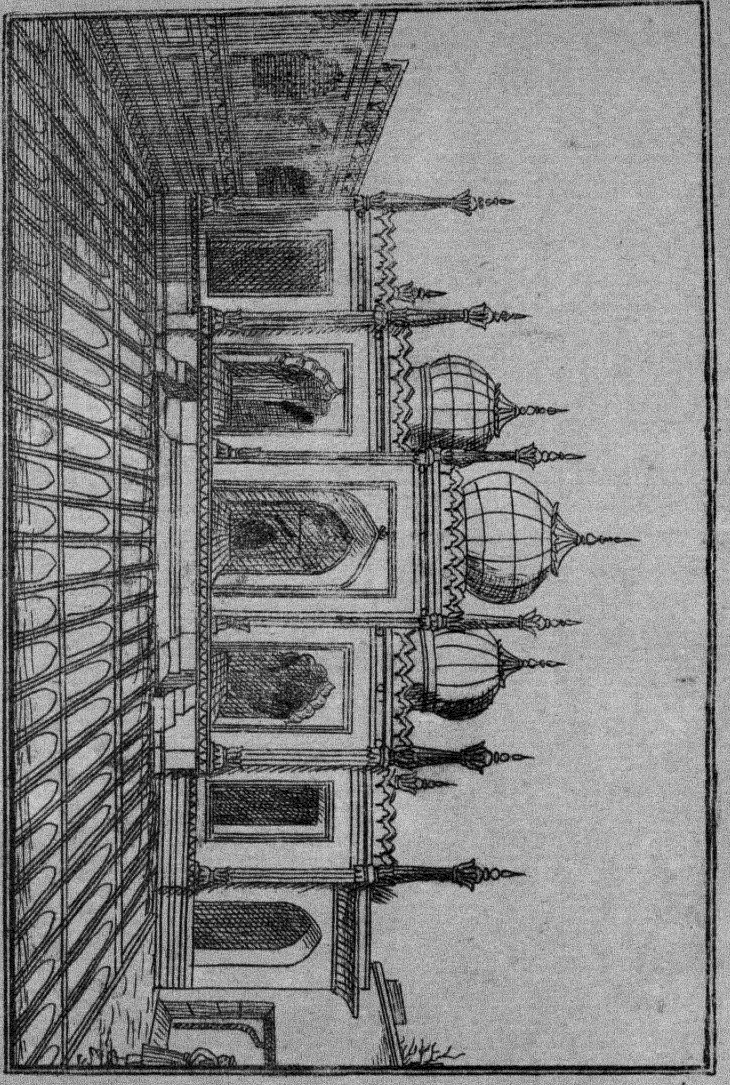

نقشہ موتی مسجد

نقشہ نمبر ۶۹ متعلقہ صفحہ ۷۹ باب اول

نقشہ محبت خاں عالمگیر بادشاہ

ایک درجہ تقرب حاصل ہے کہ اوسکو میسر نہین اور سنہ احد جلوس والا سے داروغگی نذر نثار اور علاقہ خانسامانی پر مشرف ہین۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اونکے اوس سے سوا ہین جو لکھنے مین آوین اور اوصاف اونکے اوس سے بہت ہین جو کہے جاوین سراسر خیر مجسم ہین اور ہر دم اور ہر لحظہ حصول ثواب پر نیت مصروف رہتی ہے۔ کہ یہ باولی بھی اوسیکا نمونہ ہے علاوہ اسکے اور بہت سی باتین ثواب کی ہین منجملہ اونکے یہ ہے کہ سو جلد کلام اللہ وقف کئے ہین غرضکہ اللہ تعالے ایسے با اخلاق عالی ہمت کو سلامت رکھے کہ اوس سے ہر شخص کو فایدہ پہونچتا ہے اب ہم اسمقام پر ایک نقشہ لکھتے ہین کہ مسجد اور باولی دونونکا نقشہ اوسمین موجود ہے

موتی مسجد

یہ مسجد شاہ عالم بہادر شاہ کی بنائی ہوئی مشہور ہے تمام سنگ مرمر کی ہے اور فرش بھی سنگ مرمر کا ہے اور فرش مین سنگ موسی کی محرابین مصلون کی جگہ بنی ہوئی ہین اور مسجد مین اور درگاہ شریف مین صرف ایک دیوار حایل ہے اس مسجد سے جانب شرق درگاہ شریف ہے اور جانب جنوب روضہ شاہ عالم بہادر شاہ کا ہے اور اس روضہ کی محجر کے پاس ایک دروازہ ہے کہ اوس دروازہ سے بادشاہ درگاہ شریف مین جایا کرتے ہین اس مسجد کے تین در اور تین گنبد ہین اور دو مینار سنگ مرمر کے مسجد کے صحن کے کونون پر بنے ہین اس مسجد کا بیچ کا برج بسبب بھونچال کے گر پڑا تھا سو عہد شاہ عالم مین اوسکی مرمت ہوئی ہے اور اوسکی مینارون پر دو برجیان تھین درہ دار اور بہت خوشنما معلوم ہوتی تھین سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین مطابق سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کے ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ نے بسبب کہنہ ہو جانے اور اندیشہ گر پڑنے کے اونکو اوتار ڈالا ہے افسوس کہ کسیکو توفیق مرمت کی نہوئی ×

محجر شاہ عالم بہادر شاہ

اسی مسجد کے پاس بہت تحفہ اور نفیس یہ محجر ہے سر سے پاون تک سنگ مرمر بنا ہوا ہے کہ اوسکی آب و تاب موتی کی آب کو خاک مین ملاتی ہے اور اوسکی نمایش قیصر بہشت پر فوق لیجاتی ہے یہ محجر سنہ ۱۱۲۴ ہجری مین شاہ عالم بہادر شاہ کے بیٹے نے بنایا تھا چنانچہ یہ بادشاہ عالی تبار اوسمین دفن ہین اور جالیون کے اوپر سرہانے کیطرف یہ بیت کندہ ہے

در خور نیت اللہ بامر مصطفے		شاہ عالم را بود جنت جزا	

غلام حیاتخان سنہ ۱۱۲۴ ہجری

اور اوسکی پاس سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ کی قبر ہے اور اوسکے سرہانے یہ شعار کندہ ہین

شد مہر اوج تاجوری در حضیض خاک	در واکہ از غبار کسوف اجل نہان	یعنی کہ شاہ عالم عالم پناہ کرد	زین عالم انتقال بہ ہر ہفتگہ جنان

سید نوشت خامہ معجز طراز من	بیتی کہ سال آنست ز ہر مصرعی عیان	وی آفتاب روی زمین بود پیش ازین	شد آفتاب زیر زمین آہ واہمان

سنہ ۱۲۲۱ ہجری انکا تب میر کلن رضوی سنہ ۱۲۲۱ ہجری

اور اسی قبر کے پاس معین الدین محمد اکبر بادشاہ عرش آرامگاہ کا مزار ہے کہ تاریخ وفات اونکی طبع زاد راقم اثم یہ ہے

تاریخ

چون برفت از جہان شہ اکبر	شد سیہ آسمان ز دود جگر	پای شادی شکست و احمد گفت	سال تاریخ او رغم اکبر

مسجد و مکان حکیم محمد احسن اللہ خان بہادر

اگرچہ یہ مسجد اور مکان تعمیرات جدید سے ہے لیکن ایسا خوشنما اور خوش قطع دلچسپ سر راہ واقع ہوا ہے کہ بے اختیار اسکا حال لکھنے کو دل چاہا اور علاوہ اسکے یہ مسجد اور مکان ایسے دریا دل فیاض زمان کا بنایا ہوا ہے کہ جسکی ہمت اور مروت کے آگے دریاے محیط ایک قطرہ سے سوا نہین اور خزانہ قارون قابل آزر کدا بھی نہین اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ مروت جبلی اور احسان فطرتی انکی ذات فیض سمات مین مخمر ہین اور ہر ادنی اور اعلی انکے احسان اور اخلاق کا ممنون و مشکور ہے پیشگاہ خسروی سے بدرجہ اعلاے معالج خاص سرفراز ہین اور احترام الدولہ عمدۃ الحکماء معتمد الملک حاذق الزمان حکیم محمد احسن اللہ خان بہادر ثابت جنگ کا خطاب ہے اور حقیقت مین انتظام رونق تمام کارخانہ خسروی کی انہی کی ذات پر موقوف ہے ان وجوہات سے بے اختیار دل نے چاہا کہ اس مکان فیض بنیان کا بھی ذکر لکھیے اور اس مسجد کا بھی ذکر کیجیے یہ مسجد سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین اور مکان سنہ ۱۲۶۳ ہجری مین بنا ہے چنانچہ یہ تاریخین اونپر کندہ ہین

تاریخ مسجد

مسجدی ساخت چون بحسن عمل	احسن اللہ خان پاک سرشت	ای ظفر بہر سال تاریخش	خامہ ام خانہ خدا بنوشت

تاریخ مکان

از سال بناے نو بدرگاہ	پیر خردم نمود آگاہ	برداشت سر از دیار دہلی	تعمیر فقیر احسن اللہ

پھول بھلیان یعنی مقبرہ ادھم خان

یہ مقبرہ ہے ادھم خان اکبر بادشاہ کے کوکہ کا جسنے شمس محمد خان غزنوی اکبر کے مکہ کو مار ڈالا تھا اور اکبر بادشاہ نے اوسکے قصاص مین ادھم خان کو قلعہ پر سے گرا کر مروا ڈالا تھا اور یہ واقعہ بارھوین رمضان سنہ ۹۶۹ ہجری مین واقع ہوا اور رد و خون شد اوسکی تاریخ ہوئی پس یہ گنبد بھی اوس کے بعد بنا ہے کہ اس حساب سے مدت تیاری اس گنبد کی معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ گنبد چونہ اور پتھر سے بنا ہوا ہے اور اوسکی دیوار مین اوپر جانیکا

نقشہ مکان و مسجد حکیم احسن اللہ خان بہادر

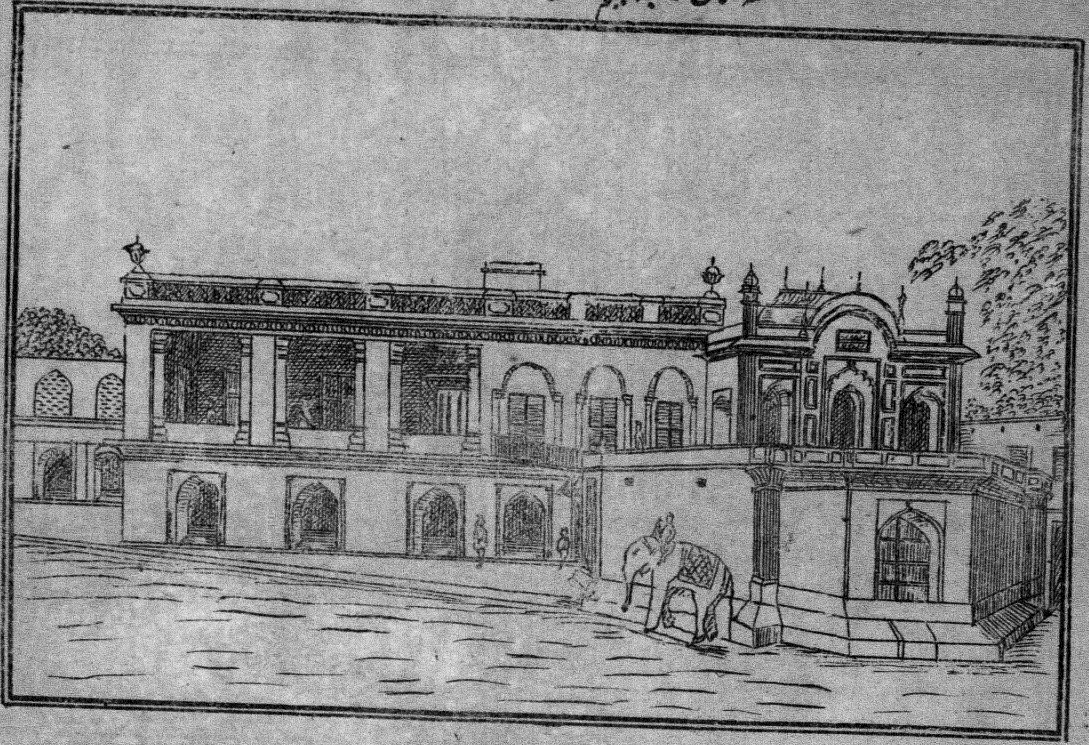

نقشہ مقبرۂ ادہم خان عرف بھول بھلیان

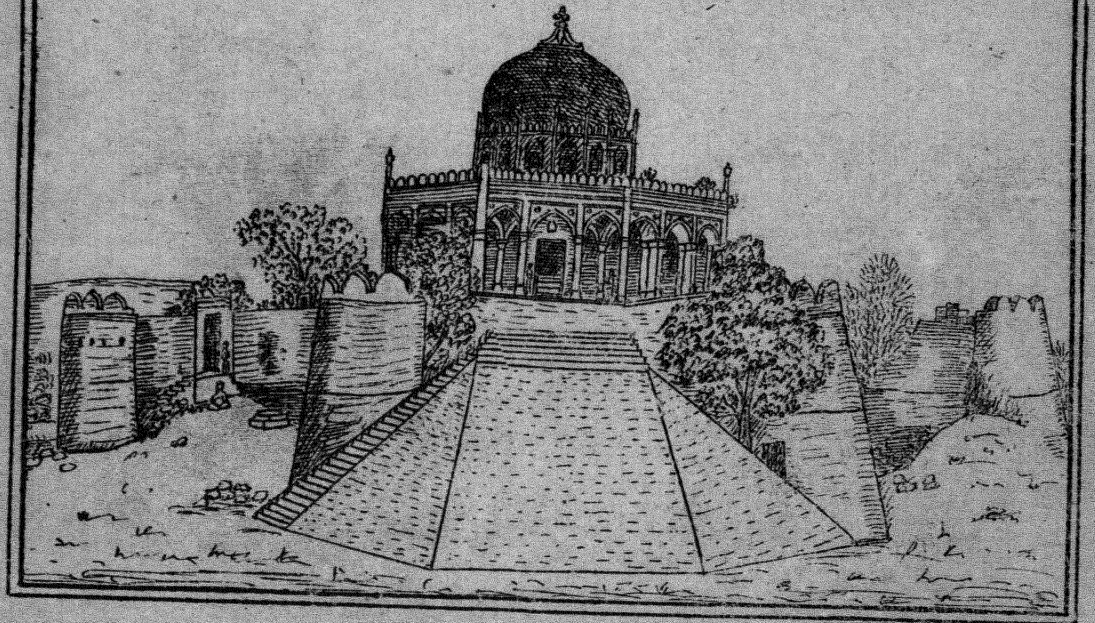

نقشہ مزارات متعلقہ صفحہ ۱۰۱ باب اول

نقشہ منڈپ جوگ مایا

رستہ ہے اور ایسا بھی رستہ بنا ہے کہ دیوار دیوار مین گرد پھرا سکتے ہین اور اوسمین ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہے کہ آدمی خیال کرتا ہے کہ جس رستہ کو مین جاتا ہون اُس رستہ سے نیچے اوتر جاؤنگا حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھ جاتا ہے اور پھر جب نیچے اوترنیکا ارادہ کرتا ہے تو بسبب اسکے کہ نیچے اوترنیکا رستہ ایک کونہ مین نظر سے پوشیدہ رکھا ہے اوسی رستہ پر آن پڑتا ہے اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہے اس سبب سے لوگون نے اس مقبرہ کا نام بھول بھلیان یعنے مقام گم گشتگی رکھا ہے بہرحال قطب صاحب کی عمارتون مین یہ بھی ایک نامی عمارت ہے اکثر صاحبان عالیشان اسمین آنکر اوترتے ہین اور اسی سبب سے اس کی قبر کا تعویذ برابر کردیا ہے ۔ باوجودیکہ یہ مقبرہ اکبر کے وقت مین بنا ہے مگر قطع اسکی پٹھانی عمارت سے بہت ملتی ہے چنانچہ اسکے نقشہ دیکھنے سے کیفیت اسکی معلوم ہوگی

جوگ مایا کا مندر

یہ ایک مندر ہے قطب صاحب کی لاٹ کے پاس سرحد یوسف سرای پاے منار مین اور ایک دیبی ہے جسکی ہندو پوجا کرتے ہین اس مندر مین ایک پتھر ہے اوسکے گرد سنگ مرمر کا تھولہ بنا رکھا ہے اور اوسکی پرستش کرتے ہین اور راجہ پتھورا کے وقت سے جسکو آٹھ سو سوا آٹھ سو برسکے قریب عرصہ گذرا اس پتھر کی پرستش ہوتی ہے کوئی ہندو اس دیبی کا بخوبی حال نہین بتا سکتا کہ یہ کون دیبی ہے مگر ہندو لوگ ایسا کہتے ہین کہ کرشن اوتار کی جوگ مایا بہن تھی بسبب اُسکی لڑائی کے کنس کا قصہ مشہور ہے وہ بجلی بنکر الوپ ہوگئی اور یہان آن پڑی جب سے یہ مکان جوگ مایا جی کا استھان ہوگیا ۔ اور بعضے لوگ یہ کہتے ہین کہ جب راجہ پتھورا کی بیٹی بالا جی روزبہ کی پاس گئی اوسوقت اوسکی ساتھ بہت سہیلیان تھین جسوقت راے پتھورا کی بیٹی مسلمان ہوگئی اون سہیلیون نے یہ بات سوچی کہ اب ہم راجہ کو کیا منہ دکھائین گی اور بھگوان جانے ہمارا کیا حال کرے اس ڈر اور شرمندگی سے سب کی سب ایک کنوئین مین جو اس مندر کے پاس تھا اور بعضے کہتے ہین کہ یہی کنوان تھا جو اب مندر کے پاس موجود ہے گر کر مرگئین جبکہ راجہ پتھورا کو اس حال کی خبر ہوئی اوسنے انکی لاشون کو نکالا اور اوس مقام پر جہان اب مندر ہے پھونک دیا اور کہا کہ انھون نے بڑا جوگ کمایا جب سے اسکا نام جوگ مایا ہوگیا اور پان پھول مٹھائی چڑھنے لگی کہ اب رفتہ رفتہ یہ نوبت پہونچی کہ لوگ اوسکو دیبی کہنے لگے اور پوجا پتری مان منت مانگنے لگے غرضکہ یہ سب پوجاریون اور خادمون کی لن ترانیان ہین حقیقت مین کوئی بات جو اعتماد کی لائق پائی نہین جاتی ۔ اس مندر مین آس پاس تین برج ہین ۔ الگ الگ اور جس برج کے آگے گھنٹہ ہے اوسمین وہ پتھر کا ٹکڑہ ہے جسکی پرستش ہوتی ہے ۔ اس مندر کے مکانات سب نیچے ہوتے ہین یہ جو آکاش مندر کا ہے یہ اوس زمانہ مین بنا ہے جب بھرتپور فتح ہوا ہے کہ اوسکو آجتک بیس برسکے قریب عرصہ گذرا ہے

اور راجہ سیدھ مل وغیرہ اکبر بادشاہ کے اہلکارون نے اس مندر کو بنایا ہے۔ اس مندر کی برجی پر سنہری کلس لگایا ہے اور اوس کلس مین آئینہ ہے کہ اوسکی چھاتین دور تک جاتی ہے بلندی اس مندر کی زمین سے کلس کی چوٹی تک اکتالیس ۴۱ فٹ چار انچہ کے قریب ہے جو عمل اسطراب سے پیمایش مین آئی ہے۔ مکانات اس مندر کے کچھ عمدہ نہین ہین رسمی مکان بنے ہوتے ہین لیکن ہندون کی بڑی پرستش گاہ ہے اور ہفتہ مین ایک دن میلہ کا مقرر ہے یہان کے پوجاری اس دیبی کو کالکا دیبی سے اچھا جانتے ہین کہ وہان تو جیو چڑھتا ہے اور یہان پھول پنکھڑی۔ اس مندر کی چاردیواری بھی ہے کہ اکبر بادشاہ کے عہد مین بنی غرضکہ جیسی ہیت اور صورت اس مندر کی ہے وہ بعینہ نقشہ مین موجود ہے اوسکو دیکھ لو اور ہر قوم کی روش سے وحدانیت واجب الوجود پر اور بے نیازی اوس پر نیاز پر اقرار کرو ع ہر قوم راست راہی دینی و قبلہ گاہی

قلعہ اے پتھورا

یہ قلعہ بھی بہت قدیم ہے اور شاہجہان آباد سے سات کوس پر جنوب کیطرف قطب صاحب کی لاٹ کے پاس واقع ہے اگرچہ اس زمانہ مین یہ قلعہ بالکل منہدم ہوگیا ہے لیکن کہین کہین ٹوٹی پھوٹی فصیل باقی رہگئی ہے اس قلعہ کی ٹوٹی پھوٹی دیوارون کو دیکھکر اوسکی عظمت اور شانکی یقین آتی ہے کہ کتنا بڑا یہ قلعہ تھا اور اوسمین کیسے کیسے مضبوط اوسکے برج تھے اس قلعہ کے آثار اور نشان دو دو تین تین کوس تک معلوم ہوتے ہین اور تمام پتھورا کے محل اور بیت خانہ جہان اب قطب صاحب کی لاٹ ہے سب اسیکے اندر تھے یہ قلعہ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر بنا ہے اور اسکے گرد پہاڑی مین خندق بنائی ہے اور اس خندق مین تمام جنگلو نکا پانی گھیر کر اوسمین بنا کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اس خندق مین پانی بھرا رہتا تھا + تاریخ کی کتابون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قلعہ کو رائے پرتھی راج نے بنایا ہے عوام الناس پتھورا کہتے ہین ۱۱۹۳ بکرماجیت مین بنایا تھا کہ اوسکو تخمیناً سات سو پانچ شمسی برسکے قریب عرصہ گذرا ہے۔ یہ قلعہ سب طرف سے بالکل شکستہ ہوگیا ہے لیکن مغرب کی طرف سے یہان غزنی دروازہ تھا اس قلعہ کی فصیل کا کچھ کچھ نشان باقی ہے اور غزنی دروازہ کا بھی ٹوٹا پھوٹا ڈھیر معلوم ہوتا ہے اور اسیطرف سے اسکی خندق کا بھی نشان دکھائی دیتا ہے اور بیچ اسیطرف سے اس قلعہ کا نقشہ کھینچا ہے جبکہ میں اس قلعہ کا نقشہ کھینچنے گیا ہون اوسوقت مین نے اس قلعہ کی فصیل اسطراب کے عمل سے ناپی تو معلوم ہوا کہ جسقدر اب اس قلعہ کی دیوار باقی ہے وہ بیس ۶۵ فٹ خندق کی زمین سے اونچی ہے اور نہین معلوم کہ کسقدر بلند تھی جو ٹوٹ گئی ہے + اس قلعہ کی فصیل کا آثار بہت چوڑا ہے پہلے تو خندق کیطرف سے فصیل اونچی ہے پھر

نقشہ نمبر ۳ متعلقہ صفحہ ۳، باب اول

نقشہ قلعہ راسے پچھورا

نقشہ نمبر ۴ ۔ متعلقہ صفحہ ۸۳ باب اول

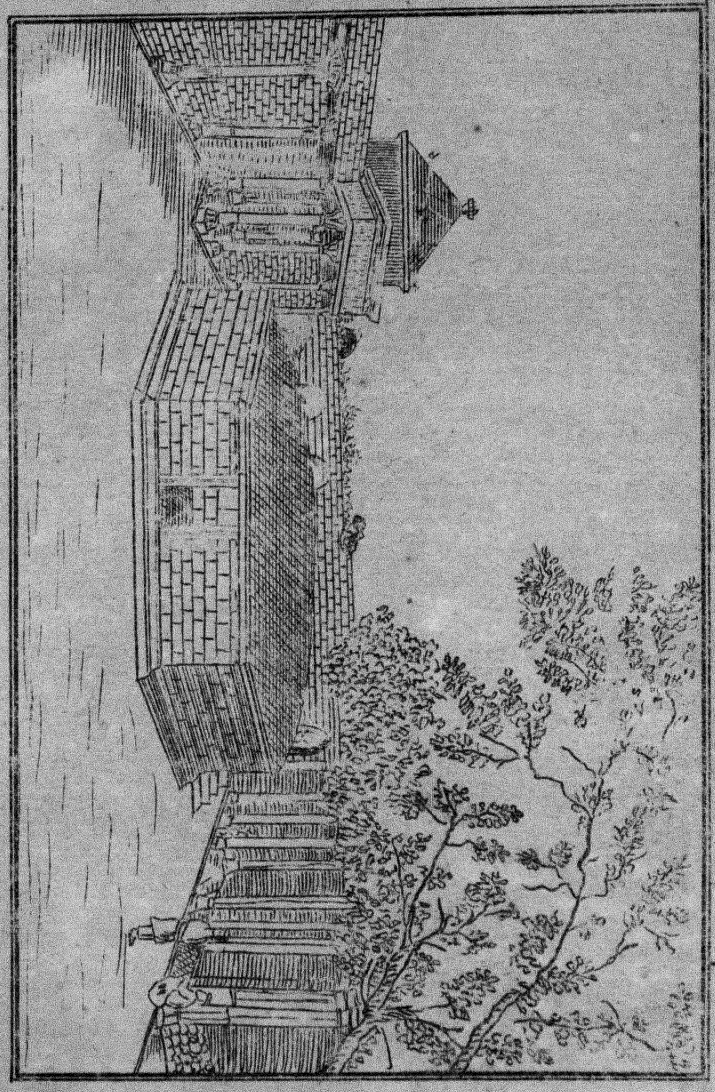

نقشہ درگاہ حضرت سلطان خواجہ

اور جہان اوسکی اونچائی قلعہ کی زمین کے برابر گنتی ہے وہان سے سترہ فٹ عرض چھوڑ کر اکیس فٹ کے آثار سے دیوار اونچی شروع کی ہے اور پھر قلعہ کیطرف گیارہ فٹ کا آثار چھوڑ کر آٹھ فٹ کے آثار سے دیوار چنی ہے اور یقین ہے کہ اسی دیوار پر کنگورہ بھی ہونگے بہرحال نقشہ کے دیکھنے سے جو ہیئت کہ اس قلعہ کی اب باقی ہے بخوبی معلوم ہوتی ہے اور اسکے زمانہ کی عظمت وشان یاد دلاتی ہے

مزار بابا حاجی روزبہ

اسی قلعہ کی خندق مین نیم کے نیچے بابا حاجی روزبہ کا مزار ہے یہ بزرگ بڑے ولی اللہ ہون سے اور اوس کے رہنے والے ہین راے پتھورا کے وقت مین یہان آئے اور اس خندق مین جہان آپکا مزار ہے آن بیٹھے راے پتھورا کے وقت مین جو منجم تھے اونھون نے اونکے آنیکو فال بد تصور کر کر راے پتھورا سے کہا کہ اس شخص کے آنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنقریب مسلمانونکی عملداری ہوا چاہتی ہے اور ایسا ہی ہوا کہتے ہین کہ راے پتھورا کی بیٹی نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہوئی چنانچہ آپ کے مزار کے پاس جو ایک عورت کی قبر ہے وہ اوسکی قبر بتاتے ہین جب تک کہ آپ زندہ رہے ہزارون ہندون نے آپ کے فیض سے اسلام قبول کیا روز بروز شوکت اسلام کی زیادہ ہوتی گئی اللھم زد فزد آخر کو آپ نے انتقال فرمایا اور اوسی مقام پر جہان آپ آنکر بیٹھے تھے آپ کو دفن کیا جہان اہی برادر نماند یکس بدل اندر جہان آفرین بندوبس

مقبرہ حضرت سلطان غازی

یہ مقبرہ ہے بہت نفیس ولطیف دلچسپ ودلکشا فرحت بخش ودلربا قطب صاحب سے دو کوس مغرب کیطرف اس مقبرہ کو سلطان شمس الدین التمش نے ۶۲۰ھ مین بنایا تھا اس مقبرہ مین چار ونطرف مکان اور جانب غرب ایک چھوٹی سی مسجد سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور بیچون بیچ مین ایک غار ہے کہ تیرہ سیڑھیان اوترکر اوس غار مین جاتے ہین اور اوس غار مین ستون کھڑے کر کر اوسکی چھت پاٹ دی ہے اور اوسمین حضرتکی قبر اور اوس چھت پر ایک مثمن چبوترہ بنا دیا ہے کہ کرسی اوس چبوترہ کی سنگ مرمر کی ہے اور تہ چونہ کی ارتفاع اوس چبوترہ کا چار فٹ ساڑھے سات انچہ ہے اور ہر ضلع اوسکا پندرہ فٹ ڈیڑھ انچہ کا ہے کہ کل دور چبوترہ کا ایک سو اکیس فٹ ہوا اس چبوترہ مین جانب شرق کو سات سیڑھیان بنی ہوئی ہین اور جنوب کیطرف غار مین جانیکا دروازہ ہے مشہور ہے کہ پہلے یہ دروازہ بند تھا اور لوگ چبوترہ ہی کی زیارت کیا کرتے تھے تغلق شاہ کے وقت مین یہ دروازہ کھول دیا ہے اور لوگ اوسکے اندر جاکر زیارت کیا کرتے ہین

غار کا دروازہ بھی بہت چھوٹا ہے ایک فٹ گیارہ انچہ کا دھن اور تین فٹ نو انچہ کا ارتفاع ہے اسمقام پر پانیکی بہت تکلیف ہے وہان جانے والون کو پانی نہین میسر آتا اور دور سے قریب دو ڈھائی کوس کے پانی آتا ہے اب ہم اس مقام پر سکا نقشہ لکھتے ہین اور دروازہ کا نقشہ علاحدہ لکھین گے × ×

دروازہ درگاہ سلطان غازی

اس درگاہ کا دروازہ بھی بہت خوب بنا ہوا ہے اور سنگ مرمر کی چوکھٹ لگی ہوئی ہے چار دیواری اس درگاہ کی بہت کرسی دار سنگ خارا سے ترشی ہوئی بنی ہے چارون کونون پر چار برج ہین اور شرق کیطرف دروازہ ہی اور کرسی تک خارا سے بنا ہوا ہے اور کرسی اوپر معہ دروازہ اور چوکھٹ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہی اور بخط کوفی اوسپر کتبہ ہی اور خط نسخ مین لکھا ہے چنانچہ کتبہ بنا لکھتے ہین اور جہان سے بسبب شکستگی کے نہین پڑھا گیا وہان پھول بنا دیتے ہین × امرتیا ہذہ البقعۃ المبارکۃ السلطان المعظم شاہنشاہ الاعظم المالک رقاب الامم × × × × فی العالمین سلطان السلاطین شمس الدنیا والدین المخصوص بعنایت رب العالمین ابی المظفر التمش السلطان ناصر امیر مومنین خلد اللہ ملکہ فی سنہ تسع وعشرین وستماہ ۶۲۹ × غرضکہ یہ درگاہ بھی بہت نفیس و لطیف بنی ہوئی ہے اور اتنی کرسی دار بنائی ہے کہ بائیس ۲۲ سیڑھیان چڑھکر دروازہ مین پہونچتے ہین اور دروازہ کے پاس ایک دو مثمن بنے ہوتے ہین × غرضکہ اس مقام پر ہم اوسکا نقشہ لکھتے ہین کہ جو کچھ اوسکی خوبی ہے اوس نقشہ سے پائی جاتی ہے

حوض خاص اور مقبرہ فیروز شاہ

یہ ایک حوض ہے فیروز شاہ کا بنایا ہوا نہایت دلکش اور فرحت بخش کسی زمانہ مین ایسا خوب ہوگا کہ اسکے دیکھنے کو بے اختیار دل چاہتا ہوگا اور سیرگاہ معقول ہوگی اب بالکل شکستہ ہے یہانتک کہ پانی بھی اسمین نہین ٹھہرتا سوکھا پڑا رہتا ہے اور زمیندار اسمین کھیتی کرتے ہین اس حوض کے جنوبی ضلع مین مکانات نشست گاہ بنے ہوئے ہین اور اوسیطرف فیروز شاہ کی قبر ہے اور اوسکے دروازہ کی پیشانی پر چونہ سے کتبہ لکھا ہوا تھا کہ اب کہین کہین سے ٹوٹ گیا ہے اور جسقدر حرف ثابت ہین وہ یہ ہین ٭٭٭ مرتب گردانیدہ سلطان السلاطین سلطان فیروز شاہ خلد اللہ ملکہ ٭٭٭ بن سلطان فیروز شاہ طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ حوض اور مکانات تو فیروز شاہ کے بنائے ہوئے ہین اور یہ مقبرہ سلطان محمد شاہ بن سلطان فیروز شاہ نے جو اپنے بھتیجے ابوبکر شاہ بن ظفر خان بن فیروز شاہ کے مرنیکے بعد ۷۹۳ھ مین بادشاہ ہوا تھا بنایا ہے یہ حوض ایک سو کتی بیگہ پختہ مین ہے اور یہان اور بہت سے چھوٹے چھوٹے برج بنے ہوئے ہین

کہ منجملہ اون برجون کے ایک برج ہے کہ اوسپر یہ کتبہ لگا ہوا ہے ٭ این عمارت در عہد دولت سلطان الاعظم سکندر شاہ سلطان خلد اللہ ملکہ و اعلی امرہ و شانہ این گنبد بنای شیخ شہاب الدین تاجخان و سلطان ابو سعید بتاریخ نہم رمضان سنہ ستہ و تسعمائۃ ٭ اور اسی کے پاس ایک کوس کے فاصلہ سے میر خان وزیر خان کا مقبرہ ہے کہ امراے عہد فیروز شاہ سے تھے چنانچہ موضع میرپور وزیرپور مشہور ہین اور اسیطرح محمد پور مین ایک نامعلوم مقبرہ ہے مگر یہ مقبرے نقشہ کے لائق نہین ہین اسواسطے صرف مقبرہ فیروز شاہ کا نقشہ لکھتے ہین ٭

بدیع منزل معروف بہ بجے منڈل

یہ ایک مکان ہے قطب صاحب کے رستہ مین بطرف حوض خاص کے سامنے نہایت رفیع و دلچسپ و دلکشا فیروز شاہ کا بنایا ہوا اور اسکو جہان نما بھی کہتے ہین اور بدیع منزل کر کر بھی مشہور ہے کہ عوام الناس بجے منڈل کہنے لگے ہین بتتبع کتب تواریخ سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ مکان بھی اوسی زمانہ مین بنا ہے جس زمانہ مین فیروز شاہ نے فیروز آباد بنایا تھا اور وہ تعمیر ۷۵۵ ہجری مین ہوئی تھی پس یہ تعمیر اوسکے چند برس بعد ہوئی ہوگی مگر تخمیناً مدت تعمیر بخوبی واضح ہے اس مکان کی قطع بھی عجیب ہے کہ ایک بلند برج پر چار دروازون کا ایک کمرہ بنایا ہے اور اوسکی دیوار مین سے اوپر جانیکا زینہ رکھا ہے اور اوسکے اوپر اگلے زمانہ مین سنگین بہت خوشنما بارہ دری تھی کہ اب ٹوٹ گئی ہے مگر اوپر چڑھ کر دیکھنے سے اوسکی علامات معلوم ہوتی ہین ایسے مکانات عرض لشکر کو بنائے جاتے تھے یہ مکان بھی اسی واسطے بنایا ہوگا ٭ کہتے ہین کہ فیروز شاہ نے ایک نقب بنائی تھی کہ قلعہ فیروز آباد سے اس مکان مین ہوکر اوس نقب کے رستہ سے سوارہ حوض خاص تک چلے آتے تھے اوسمین تین کوس کا فاصلہ ہے اگرچہ اب مکان بہت شکستہ ہوگیا ہے لیکن پھر بھی نقشہ اور ہیئت اور وضع اور قطع اوسکے نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے

مسجد بیگم پور ٭

بجے منڈل کے پاس موضع بیگم پور ہے اور اوسمین خان جہان خان فیروز شاہی کی مسجد بنائی ہوئی ہے بعینہ ایسی ہے جیسی کھڑکی مسجد ہے جو کہ اوسکا نقشہ کچھ عمدہ اور دلچسپ نتھا اسواسطے چھوڑ دیا ٭ ٭

موٹھ کی مسجد

یہ ایک مسجد ہے بہت نامی اور نہایت عالی لوگ اس مسجد کو شاہجہان کے وقت کی بتاتے ہین مگر میری سمجھ مین نہین آتا اسواسطے کہ اسکی عمارت پٹھانون کے وقت کی معلوم ہوتی ہے بہرحال اسپر کوئی کتبہ بنا نہین جس سے سال بنا معلوم ہو اس مسجد کے پانچ در ہین اور ادھر اودھر دو در چھوٹے چھوٹے اور ہین کہ اونمین

سیڑھیان بنی ہوئی ہین دروازہ اس مسجد کا بہت تحفہ بنا ہوا تھا مگر بالکل ٹوٹ گیا ہے اور اسپر سنگ مرمر مین آیات قرآنی کندہ تھین کہتے ہین کہ بادشاہ نے رستہ چلتے مین ایک موٹھہ کا دانہ زمین پر سے اوٹھا لیا تھا اوسکو بوایا اور ہر سال اوسکی افزونی ہوتی گئی یہانتک کہ کئی برس مین بہت سا روپیہ جمع ہوگیا اوس روپیہ مین سے یہہ مسجد بنی ہے اور اسی سبب سے ایک موٹھہ کی مسجد کہلاتی ہے غرضکہ اس مسجد کی عمارت عمدہ ہونے مین کچھہ شک نہین اب اس مسجد مین زمیندار بستے ہین اور گھر بنا لیے ہین اور اس مسجد کا نقشہ یہہ ہے × ×

تبرجہ

اس مسجد کے آگے مبارک پور کوٹلہ کے پاس تین برج ہین پٹھانون کے وقت کے کہ تحقیق حال اونکا معلوم نہین کہ کس بادشاہ کے عہد کے امرا سے تھے مگر مشہور کرتے ہین کہ ایک برج بڑے خان کا اور ایک برج چھوٹے خان کا اور ایک برج کالیخان کا ہے دو برجونکی عمارت اچھی نہین ہے بلکہ میرے زعم مین پٹھانون کے وقت کے بھی نہین معلوم ہوتے ہان البتہ ایک برج جو بڑا ہے وہ بیشک پٹھانون کے وقت کا ہے اوسکی عمارت بھی فی الجملہ اچھی ہے اور صاف پٹھانونکی وقت کی معلوم ہوتی ہے عمارت اس برج کی سنگ خارا اور چونے سے بنی ہوتی ہے اور کہین کہین سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہے اور اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت پہلے وقت کی نہو اخیر عہد پٹھانون مین بنی ہو اگرچہ اس عمارت کا اچھی طرح حال معلوم نہوا لیکن اسقدر بھی معلوم ہوجانا غنیمت ہے چنانچہ اب اس مقام پر ہم ایک نقشہ لکھتے ہین کہ اوسمین ان تینون برجونکے نقشے موجود ہین

مبارکپور کوٹلہ

یہہ ایک گانو ہے شاہجہان آباد سے تین چار کوس اور اوسمین ایک مقبرہ ہے ساخت اوس مقبرے کی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے شیر شاہ اور اسلام شاہ کے وقت کی عمارت ہوتی ہے اور بعینہ اسی صورت کا ایک مقبرہ عیسی خانکا ہمایون کے مقبرہ کے پاس ہے لیکن مشہور یہہ ہے کہ یہہ مقبرہ مبارک شاہ کا ہے اور اسی کے نام سے یہہ گانون مبارک پور کوٹلہ کرکے مشہور ہے بہرحال یہہ عمارت ہے بہت خوش قطع سنگ خارا سے بنی ہوئی ہے لیکن سنگ خارا اس خوبصورتی سے لگایا ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے قطع اسکی نہایت خوب ہے اندر تو قبرونکا مکان ہے اور گرد اوسکے بہت خوش قطع مثمن غلام گردش بنائی ہے اگر اس مقبرے کو معز الدین ابو الفتح مبارک شاہ کا مقبرہ تصور کیا جاے تو اسکو بنے ہوئے سوا چار سے برس کا عرصہ ہوا اسواسطے کہ مبارک شاہ پانچوین رمضان ۸۳۷ ہجری کو مرا ہے مگر مجھکو یقین نہین ہوتا کہ یہہ عمارت اتنی مدت کی بنی ہوئی ہو غرضکہ اس مقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین

نقشہ نمبر ۴ متعلقہ صفحہ ۸۳ باب اول

نقشہ درگاہ حضرت سلطان خواجہ

نقشہ مقبرہ مبارک پور کوٹلہ

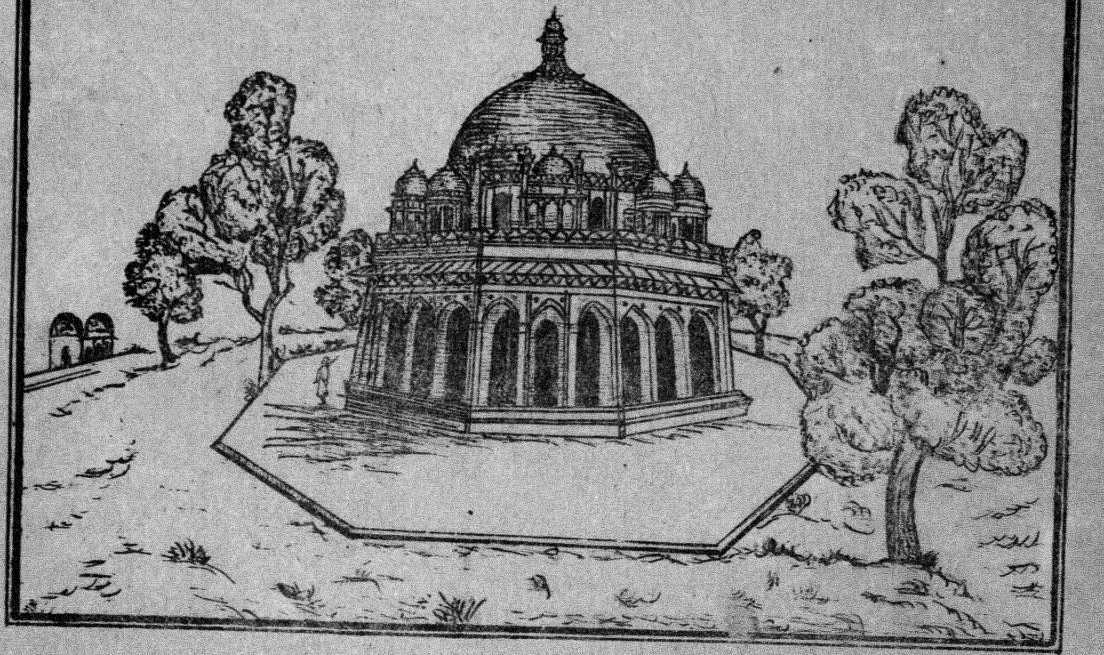

نقشہ نمبر ۸۰ متعلقہ صفحہ باب اول

نقشه متعلقه صفحه ۸۷ باب اول

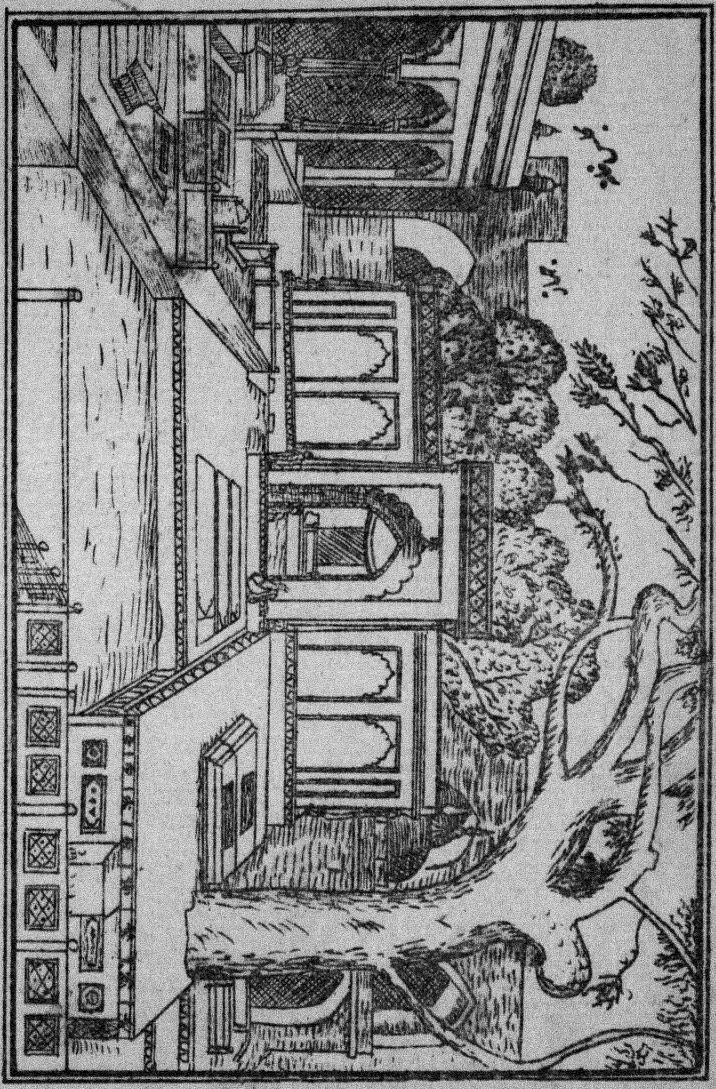

نقشه شاه مردان

شاہ مردان

یہ ایک مکان ہے منصور کے مقبرہ کے پاس اور اس جگہ پتھر پر قدم کا نشان بنا ہوا ہے اور اوس نشان کو حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان بیان کرتے ہین اور اسی سبب سے اس مکان کو علی بھی اور شاہ مرادان کہتے ہین اب اس جگہ بہت سی عمارتین بن گئی ہین اس نقش پا کو سنگ مرمر کے حوض مین جمایا ہے اور اسکے کنارے پر یہ شعر کندہ ہے

برزمینے کہ نشان کف پائے تو بود	کتبہ	سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

۱۲۳۷ ہجری

اور اس حوض کے نیچے سنگ مرمر کا فرش کرکے گرد اوسکے سنگ مرمر کا محجر بنایا ہے اب یہہ مکان بہت متبرک قرار پایا ہے اور ہزارہا آدمی بطور زیارت جاتے ہین اور ہر مہینے کی بیسوین بہت دھوم سے ہوتی ہے اور محرم کو بہت مجمع رہتا ہے

برج کاسہ حضرت فاطمہ

اس محجر کے پاس ایک برج ہے کہ اوسمین کسی مرد کو نہین جانے دیتے اور کہتے ہین کہ اسمین نقش کاسہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کا ہے

جہاز

اس کے پاس ایک دالان ہے بہت بڑا بنایا ہوا کسی سوداگر کا کہتے ہین کہ اوسنے کسی کام کے لیے منت مانی تھی جب وہ پورا ہوا تو یہہ دالان بنایا اور جہاز اسکا نام رکھا

مجلس خانہ

اس عمارت کے پاس دالان در دالان ہے بنایا ہوا عشرت علیخان کا اور اس دالان مین مجلس مرثیہ خوانی کی ہوا کرتی ہے اور اسی سبب سے مجلس خانہ اسکا نام رکھا ہے اور اسکے ایک بازو پر یہہ تاریخ سنگ مرمر مین کندہ ہے

کتبہ

بدرگاہ شاہنشہی دوسرای	علی شاہ مردان ولی خدای	بحکم شہ اکبر نامور	چو عشرت علیخان بیاراست جای
	رسید شدم سابل سال آن	ہمین زد رقم داد ناظر بنای	

۱۲۳۳ ہجری

نقار خانہ

اس عمارت کے باہر صادق علیخان نے ایک دروازہ نقار خانہ کے لیے بنایا ہے اور اوسپر یہہ تاریخ کندہ ہے

کتبہ

چونکہ صادق علی بنای رفیع	ساخت بر آستانۂ حیدر	سال تاریخ آن بنا صادق	گفت نقار خانۂ حیدر

۱۲۳۷ ہجری

احاطہ

اس آبادی کا ایک پختہ احاطہ بھی بنا ہوا ہے اور اوسکے شمالی دروازہ پر تاریخ کندہ ہے قال محمد حبیب اللہ آنا مدینۃ العلم و علی بابہا ۱۱۶۲ ہجری بعہد مبارک احمد شاہ بہادر بادشاہ غازی بموجب ارشاد نواب قدسیہ حضرت صاحبہ زمانیہ باہتمام نواب بہادر جاوید خانصاحب بہ سر راہی خاکسار لطف علی خان تعمیر قلعہ و مجلس خانہ و مسجد و حوض در یک سال مرتب شد ٭ اب ہم اس مقام پر اس درگاہ کا نقشہ لکھتے ہین

کربلا

اسی احاطہ کے پاس مرزا اشرف بیگ خان نے ایک پختہ چار دیواری بنوادی ہے اور اسمین تمام شہر کے تعزیہ دفن ہوتے ہین اوس احاطہ کا نام کربلا ہے ٭

مقبرہ نجف خان

اسی کے پاس نجف خان کا مقبرہ ہے جو اس قریب زمانہ مین بخشی تھے اور اونکے قبر پر تاریخ کندہ ہے اور ٭ تربت نجف مادہ تاریخ ہے

مقبرہ منصور

یہ مقبرہ ہے بہت نامی منصور علیخان صفدر جنگ کا جو وزیر تھے احمد شاہ بادشاہ کے اس عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پاون تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور جابجا سنگ مرمر کی دیوار اور چوکے لگے ہوئے ہین برج اسکا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ نرا سنگ مرمر کا ہے اور اوسمین ایک تہ خانہ ہے جسمین اصل قبر بنی ہوئی ہے عمارت اسکی ایسی نازک اور باریک ہے کہ اپنی نظیر نہین رکھتی تقسیم مکانات کی اس خوبصورتی سے کی ہے کہ بیان مین نہین آسکتی گرد اسکے چار دیواری کھنچی ہوئی ہے اور اوسمین بہت تحفہ باغ آراستہ ہے چارونطرف اس مقبرہ کے چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین اور ابتک آراستہ ہین باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنے ہوئے ہین جنوبی مکان موتی محل کر کے مشہور ہے اور صاحبان انگریز اسمین سیر اور تماشہ کو ٹھہرتے ہین غربی مکان جنگلی محل کر کے مشہور ہے اور یہ بھی بہت عمدہ مکان ہے اور شمالی مکان کو کہ نہایت تحفہ اور عمدہ بنا ہوا ہے بادشاہ پسند کہتے ہین ضلع شرقی مین دروازہ ہے بہت بلند اور اوس دروازہ مین طرح طرح کے مکانات اور صحنچیان بنی ہوئی ہین اور اوس دروازہ کے اوپر ایک بارہ دری ہے بہت بلند اور نہایت خوشنما غرضکہ یہ دروازہ بھی

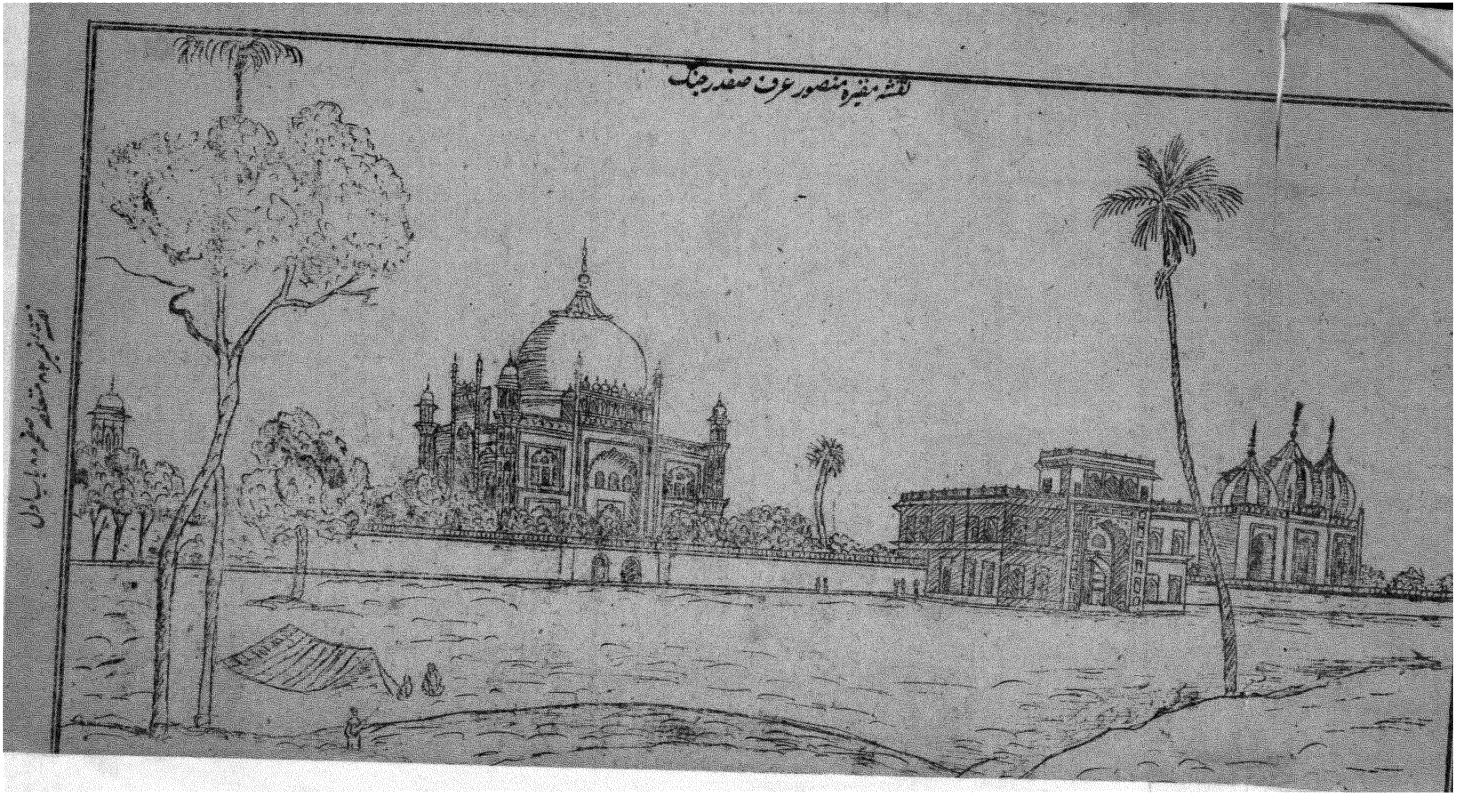
نقشہ مقبرہ منصور عرف صفدر جنگ

نقشہ نمبر ۳۸ متعلقہ صفحہ ۸۹ باب اول

نقشہ مقبرہ خیر پور

نقشہ نمبر ۳ متعلقہ صفحہ ۹ باب اول

نقشہ مسجد موتی

نقشہ نمبر ۵ متعلقہ صفحہ ۹ باب اول

نقشہ مقبرہ سلطان سکندر بہلول لودھی

سیرگاہ متصل ہے اس دروازہ کے متصل جانب شمال ایک مسجد ہے سنگ سرخ کی نہایت نفیس اور پاکیزہ لیکن افسوس ہے کہ اوسمین نماز نہین ہوتی اس مقبرے کی چار دیواری کے چارون کونون پر چار برج ہین اور اونمین سنگ سرخ کی جالیان لگی ہوئی ہین دور سے ان جالیون مین بہت بہار معلوم ہوتی ہے اور یہہ دکھائی دیتا ہے کہ جیسے ابر کا ٹکڑا ہے یہہ مقبرہ سیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھ روپیہ خرچ ہوکر تیار ہوا ہے اور مقبرے کے اندر یہہ تاریخ کندہ ہے

تاریخ

جوان صفدر عرصہ مردے	زدار فنا گشت رحلت گزین	چنین سال تاریخ اوشد رقم

اور یہہ نقشہ ہے اس عمارت عالی کا

خیر پور

منصور کے مقبرہ کے سامنے ایک برج ہے بہت خوشنما اور اس برج کی عمارت اور مبارک پور کوٹلہ کے برج کی عمارت اور عیسی خان کے گنبد کی عمارت ایک سی ہے اگرچہ نہین معلوم ہوا کہ یہہ برج کس کے وقت کے ہین مگر اسمین کچھ شک نہین کہ پٹھانون کے وقت کے ہین کوئی امیر ہونگے جنکے نام سے یہہ گانو آباد ہوا اونکا یا اونکے لواحقون کا یہہ گنبد بھی ہوگا غرضکہ اسکی عمارت بھی بہت خوب اور نہایت عمدہ ہے کہ نقشہ دیکھنے سے اوسکی خوبی معلوم ہوتی ہے

مسجد و مقبرہ

اسی برج کے پاس ایک اور مسجد اور مقبرہ ہے پٹھانون کے وقت کا اسکا حال بھی کچھ مفصل نہین دریافت ہوسکتا اس مقبرے کے پاس جو مسجد ہے وہ بہت تخفہ بنی ہوئی ہے اگرچہ وہ مسجد چونہ اور پتھر کی ہے لیکن چونہ کاری مین ایسے گل بوٹے بنائے ہین اور بہت کاری کی ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے مسجد کی پیشانی پر چونہ کاری سے آیات قرانی کندہ ہین اس مسجد اور مقبرہ مین زمینیدار آباد ہین اور تمام عمارت کو خراب کردیا غرضکہ اب جو کچھ حال اس عمارت کا ہے اوپر جیسی ٹوٹی پھوٹی رہگئی ہے وہ نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتی ہے ؛

مقبرہ سلطان سکندر بھلول

انہی برجون کے پاس ایک برج ہے بفاصلہ اوسیطرح کا جسطرح کا کہ عیسی خان کا اور مبارک پور کوٹلہ کا گنبد ہے کہتے ہین کہ یہہ مقبرہ نظام خان الملقب بہ علاءالدین سلطان سکندر شاہ بن سلطان بھلول لودھی کا ہے اور جو کہ سکندر شاہ تیرھوین تاریخ ۹۱۵ھ ہجری کو مرا ہے اس سبب سے کہا جاسکتا ہے کہ یہہ مقبرہ بھی اوسی زمانہ مین بنا ہوگا کہ اس بات کو تین سو اڑتالیس برس کے قریب عرصہ ہوا غرضکہ یہہ عمارت بھی بہت اچھی ہے اور اب اس مقام پر ہم

اسکا نقشہ لکھے ہین جسکے دیکھنے سے اس عمارت کا حال معلوم ہوسکتا ہے ×

جنتر منتر

جنتر کے معنی ہندی زبانمین آلہ رصد کے ہین لیکن عوام الناس مین یہ آلات جنتر منتر کے مشہور ہین بہرحال یہ عمارت آلات رصد ہین جو محمد شاہ بادشاہ کے عہد مین بنی تھی اور بڑے بڑے ریاضی دان ہندو اور مسلمان اسمین بیٹھ تھے خوبی ان آلات کی دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے کہ کیسی کیسی توسین اور کیسے کیسے دائرہ مجسم بناتے ہین کہ تدویر فلک بھی اوسکے آگے تدریس سے تہر معلوم ہوتی ہے افسوس ہے کہ یہ آلات عالی جنکا ہونا متعفات سے تھا نہایت بے مرمت پڑے ہین اور بہت جگہ سے شکستہ ہوگئی ہین رصدخانہ کے بدلے یہ جگہ براز خانہ ہوگیا ہے ہر ہر نادیہ اور ہر ہر تدویر اور درجہ اور دقیقہ مین نو نو من گوہ کا ڈھیر ہوگیا ہے ایسی عفونت یہان تھی کہ نقشہ کھینچنے کو ٹھہرنا مشکل پڑا تھا × کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام × بہرحال یہ عمارت رصدخانہ ہے اور حالات کواکب اور گردش ثوابت وسیار اور اختلاف یوم ولیلہ اور طالع ومطالع بلد اس سے معلوم ہوتے ہین اور اوسکی طرح رصد کی جاسکتی ہے اگر مین ان آلات کی صنعت کے طرق اور انکے اعمال کے قواعد لکھون اسکو تو ایک کتاب علاحدہ چاہیئے اگر موت نے فرصت دی اور خدا نے بھی چاہا تو ان الات کے صنعت و اعمال مین ایک رسالہ علاحدہ لکھونگا اب اسمقام پر صرف ان آلات کا بیان ہیئت کرتا ہون واضح ہو کہ اسمقام کے اکثر آلات رصد ٹوٹ گئے ہین صرف چار آلہ باقی رہگئے ہین کہ اون چارون کا ذکر مفصل تشخیات کی لکھتا ہون

مقیاس

یہ ایک جنتر ہے بہت خوب اور اس سے بہت سے اعمال ہوتے ہین ہیئت اسکی یہ ہے کہ ایک قوس معدل النہار کی عرض موافق عرض بلد کے منحرف کہ ہر درجہ اوسکا دس انچہ اور چار عشر کا ہے بنا ہے اور اوسکے نیچے اوپر دونو طرف درجات تقسیم کیے تھے اور ہر درجہ کو دس ٹکڑے کرکر ہر ایک ٹکڑے کے چھ ٹکڑے کر ڈالے تھے کہ اس تقسیم کے سبب ہر درجہ ساٹھ دقیقہ پر منقسم ہوگیا تھا اور اوسکے بیچ مین ایک پاکھہ کہ اوسکو مقیاس کہتے ہین بنایا ہے کہ اوسکی تقسیم موافق درجات قطر فلک کی تھی اور اوسمین چھاسٹھ زینہ بناتے ہین کہ اونپر سے اوپر چڑھتے جاتے ہین منجملہ اونکے پانچ زینہ اوپر کے پاس سے ٹوٹ گئے ہین اور پچپن زینہ نیچے کے اور پانچ زینہ اوپر کے ثابت ہین طول پاکھہ کا جڑہ سے چوٹی تک اکیسو سولہ ۱۱۶ فٹ کا ہے اور اوس پاکھہ کے اوپر ایک عمود بنایا ہے اور اوسپر دائرہ ہندی بنا ہوا تھا اور دوربین وہان رکھہ کر اعمال کیا کرتے تھے اور اوس

نقشہ نمبر ۸۶ متعلقہ صفحہ ۹۰ باب اول

نقشہ جبترفسی دوایر العظام

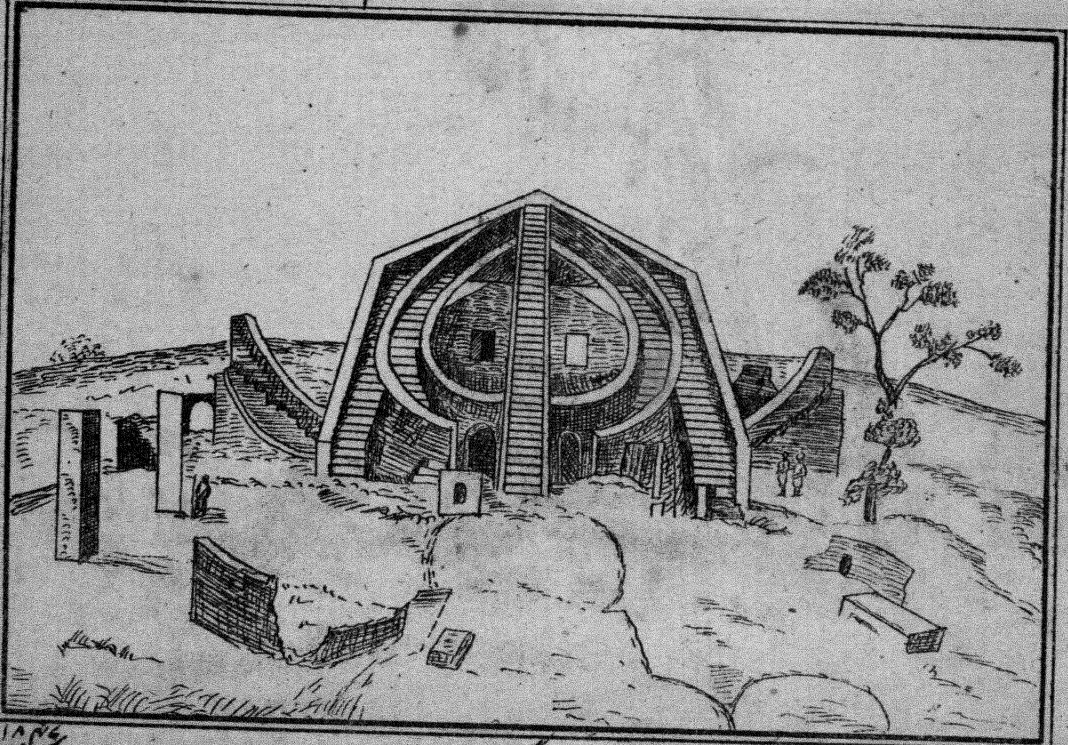

سنہ ۱۲۶۳ ہجری

عمل مرزا شاہرخ بیگ

سنہ ۱۸۴۷ عیسوی

نقشہ نمبر ۵ متعلقہ صفحہ ۵ باب اول

مقیاس

نقشه نمبر ۵ متعلقه صفحه ۹ باب اول

نقشه سیزده متعلقه صفحه ۱۹ باب اول

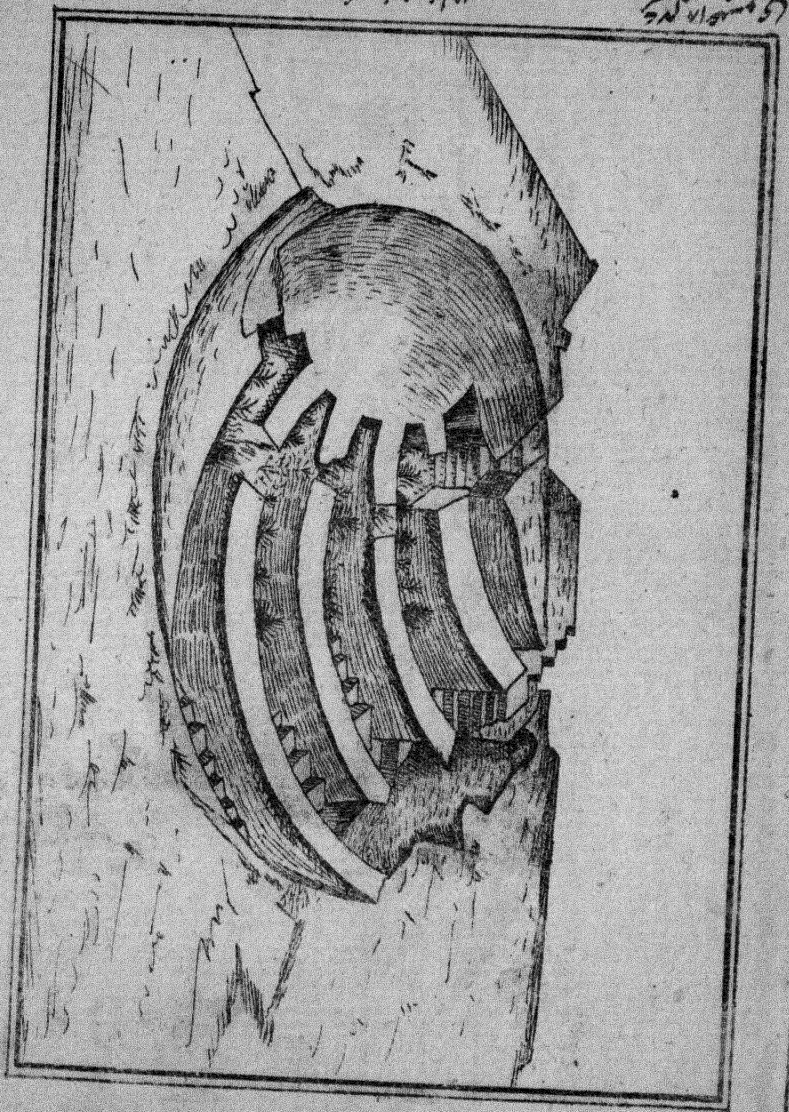

نقشہ نمبر ۸۹ متعلقہ صفحہ ۹۱ باب اول

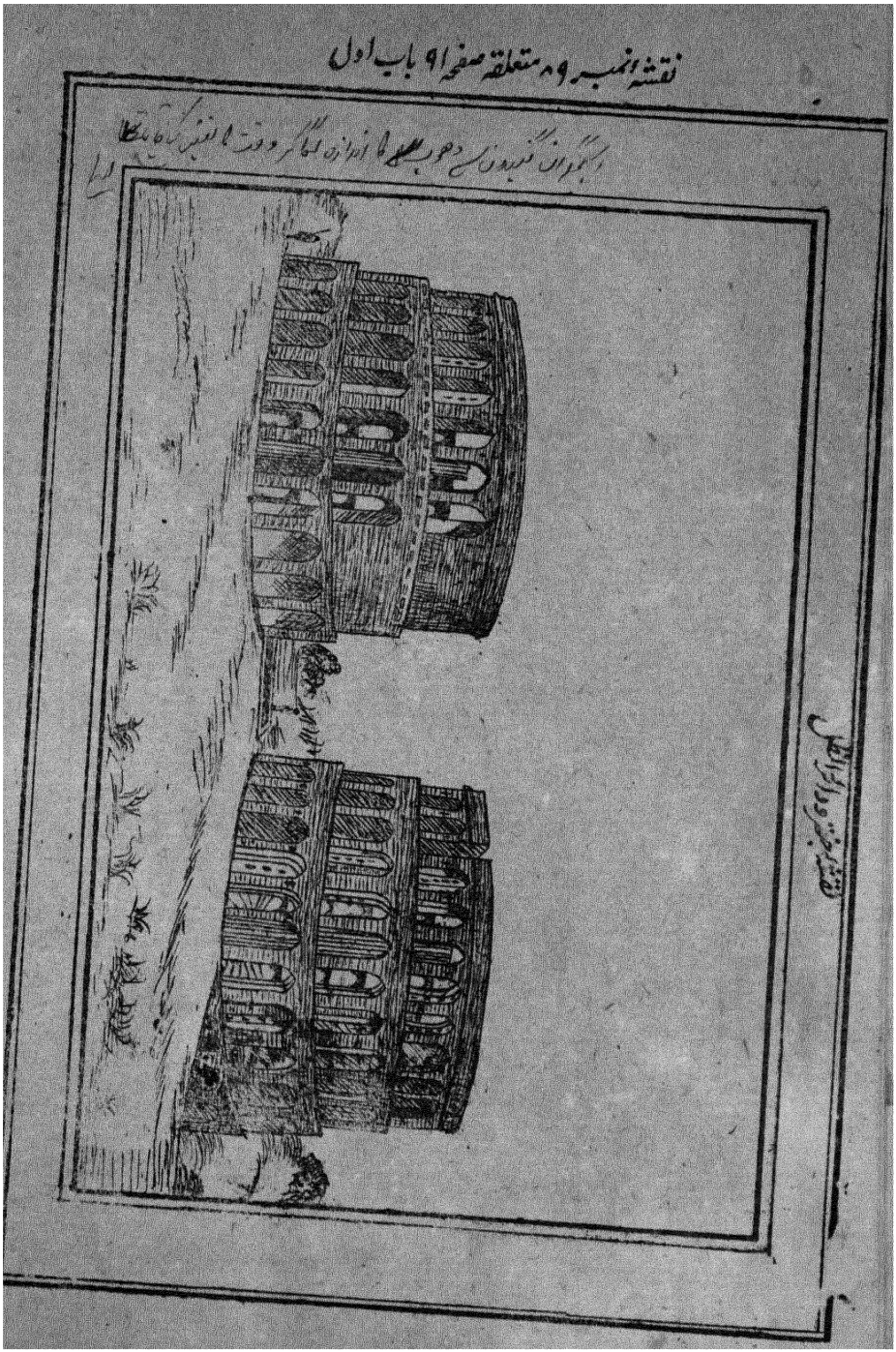

معدل النہار کے دونو طرف ایک دیوار مماس قوس کی بنا کر اوسمین بھی زینہ بناتے ہین کہ اوسپر چڑھکر درجات قوس دیکھا کرتے تھے اوسکے نیچے ایک تہ خانہ تھا کہ اب مٹی سے بند ہوگیا ہے اور اوس پر ایک سوراخ چھوٹا سا تھا کہ اوس تہ خانہ مین پہنچکر اور اوس سوراخ مین نظر ڈالکر رصد کو اکب کیا کرتے تھے اوس قوس معدل النہار کا قطر ایک سو نو فٹ کا ہے اور زینون کی دیوارون کا عرض دو فٹ کا اور ہر زینہ کا عرض ایک فٹ ساڑھے پانچ انچہ کا ہے اور صورت اس جنتر کی یہہ ہے جو نقشہ مین دکھائی دیتی ہے ::

کرۂ مقعر

اوسی جنتر کے پاس جانب جنوب یہہ جنتر ہے اور حقیقت مین یہہ دو کرہ ہین مقعر اور اونکو اسطرح چپہ بنایا ہے کہ مدار قطب بروج کا ہر ایک مین ناقص ہے کہ اگر ایک کرہ کو اوٹھا کر دوسرے کرہ پر اسطرح رکھدین کہ قطب شمالی قطب جنوبی اور قطب جنوبی قطب شمالی پر منطبق ہوجاوے تو یہہ ایک کرہ پورا بن جاوے اور دونو قطبون کا مدار بھی پورا ہوجاوے بہرحال ان کرون مین بارہ قوسین بنائی ہین چھ خالی اور چھ بھری کہ یہہ بارہ برج ہین اور قطب جنوبی پر ایک سیخ آہنی چھوٹی سی لگی ہوئی تھی کہ اب اوسکو لوگ اوکھاڑ لیگئے ہین اور جانب قطب شمالی کا دو فونمین ناقص ہے اور وہان ایک نشان خط نصف النہار کا بنا دیا ہے اور اون کرون کی چارون طرف چار چبوترہ بناتے ہین کہ اون پر بیٹھکر اندر کے سایہ کا حال دیکھا کرتے تھے اور ہر خالی قوس مین زینہ بناتے ہین دونو کرہ نکا قطر چھبیس ۲۶ فٹ سات انچہ کا ہے اگرچہ ان کرون کی صورت جیسی دل چاہتا ہے نقشہ مین نہین آسکتی اور مقعر مین انکی دکھائی نہین دی سکتا مگر جیسا ممکن ہے نقشہ مین موجود ہے اوسکو دیکھو اور ساخت مقعر کو خیال کرو ::

دوائر الظل

انہی دونو کرہ مقعر کے پاس جانب جنوب قریب ہمدیگر یہہ دو دائرہ ہین چار طبقہ کے اور اونسے ضد ظل ہوتی ہے دائرہ نکا ایک درجہ زمین مین دبا ہوا ہے اور تین درجہ اوپر نکلے ہوئے ہین ان دائرہ مین ساٹھ خانہ بناتے ہین تیس ثابت اور تیس خالی کہ اس سبب سے محرابین طاق طاق کے طور پر ہوگئی ہین کہ ہر ایک پایہ ثابت یا طاق خالی کا عرض دو فٹ ساڑھے دس انچہ کا ہے اور اوسکے اندر چون بیچ مین ایک عمود بطور مقیاس کے ہے کہ اوسکا محیط ستر فٹ ایک انچہ کا ہے اور نصف قطر دائرہ کا سوائے عمود کے چھبیس ۲۶ فٹ کا ہے اور قطر عمود کا تخمینا پانچ فٹ آٹھ انچہ کا ہے کہ کل قطر دائرہ کا ترپن فٹ آٹھ انچہ کا ہوا اور اوسکے اندر بھی شیر ہیان خالی اور بھری موافق اعداد خانون کے بنا دی ہین غرضکہ اب اس مقام پر ہم ان دونو دائرہ نکا نقشہ دکھاتے ہین

کہ جسکے دیکھنے سے ان دائرون کی صورت بخوبی معلوم ہوتی ہے وہو ہذا

قسی دوائر العظام

پہلے جنتر کے جانب شمال یہہ جنتر ہے اس صورت سے کہ ایک چبوترہ سلامی بنایا ہے کہ شمال کیطرف سے بقدر عرض بلد مرتفع ہے اور اوسکے اوپر دو دو قوسین جانب شرق و غرب دوائر عظام مین سے ہین اندر کی قوس کا قطر بیس ۲۰ فٹ نو ۹ انچہ کا ہے اور عرض قوس کا ایک فٹ سات ۷ انچہ کا ہے اور اوسکے بعد ایک قوس اور ہے کہ اوسکا قطر بتیس ۳۲ فٹ کئی انچہ کا ہے اور عرض ایک فٹ سات ۷ انچہ کا اور فصل درمیان قوسین کے جانب شمال سے محرف تین ۳ فٹ دو ۲ انچہ کا ہے اور جانب جنوب کا بسبب شکستہ ہو جانے کے معلوم نہین ہوا غرضکہ یہہ چار قوسین ہین دو جانب شرق اور بعینہ اسیطرح دو جانب غرب اور انکے بیچمین زینہ بنے ہوئے ہین کہ اونپر چڑھکر درجات قوسون کے دیکھا کرتے تھے اس مقام پر بھی مثل پہلے جنتر کے ایک قوس معدل النہار کی بنائی ہے اور بدستور سابق زینہ سے بنے ہوئے ہین اور علاوہ اس قوس کے صرف جانب غرب ایک قوس بنائی ہے اسطرح پر کہ اگر اوسکو پورا دائرہ فرض کرین تو سمت الراس اور سمت القدم پر مرور کرے اس قوس کے پاس بھی سیڑھیان درجات دیکھنے کو بنادی ہین اور اس مقام پر اور کچھ آلات بھی بنے ہوئے تھے کہ وہ بالکل شکستہ ہوگئے ہین غرضکہ اسمقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین کہ اوس سے کیفیت ہمارے بیان کی بخوبی واضح ہوتی ہے ×

قدم شریف

یہہ درگاہ ہے بہت نامی اور گرامی اور حقیقت مین یہ قبر ہے شاہزادہ فتح خان کی اور اوسکے اوپر نقش قدم جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لگا ہوا ہے کہتے ہین کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ معجزہ صادر ہوا تھا اور یہہ نقش پا ہوگیا تھا واللہ اعلم بالصواب غرضکہ یہہ قدم فیروز شاہ بادشاہ کے عہد مین آیا اور شہور سنہ تسع وسبعمات مین جب شاہزادہ فتح خان کا انتقال ہوا اور بادشاہ اوسکو نہایت چاہتا تھا یہہ قدم شریف اوسکی چھاتے پر لگا دیا گیا اور اوسکے گرد مدرسہ اور مکانات و مسجد بنا دیے اور متصل چار دیواری کے ایک حوض نہایت بڑا بنوا دیا غرضکہ جو کچھ عمارت اس درگاہ مین قدیم ہے وہ سب فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے قبر کے اوپر سنگ مرمر کا کٹہرہ لگا ہوا ہے اور اوسمین پانی بھرتے ہین اور قدم مبارک دھوکر تبرک لوگونکو دیتے ہین اور دور دور لیجاتے ہین اور یہہ شعر پڑھتے ہین ؎ ای خضر دل اسکے پئی سی نجات ہی × پانی قدم شریف کا آب حیات ہے × ربیع الاول کو بارھوین تک یہان بہت دھوم دھام سے میلہ رہا کرتا ہے خصوصًا بارھوین کو بہت دھوم ہوتی ہے

نقشہ درگاہ قدم شریف

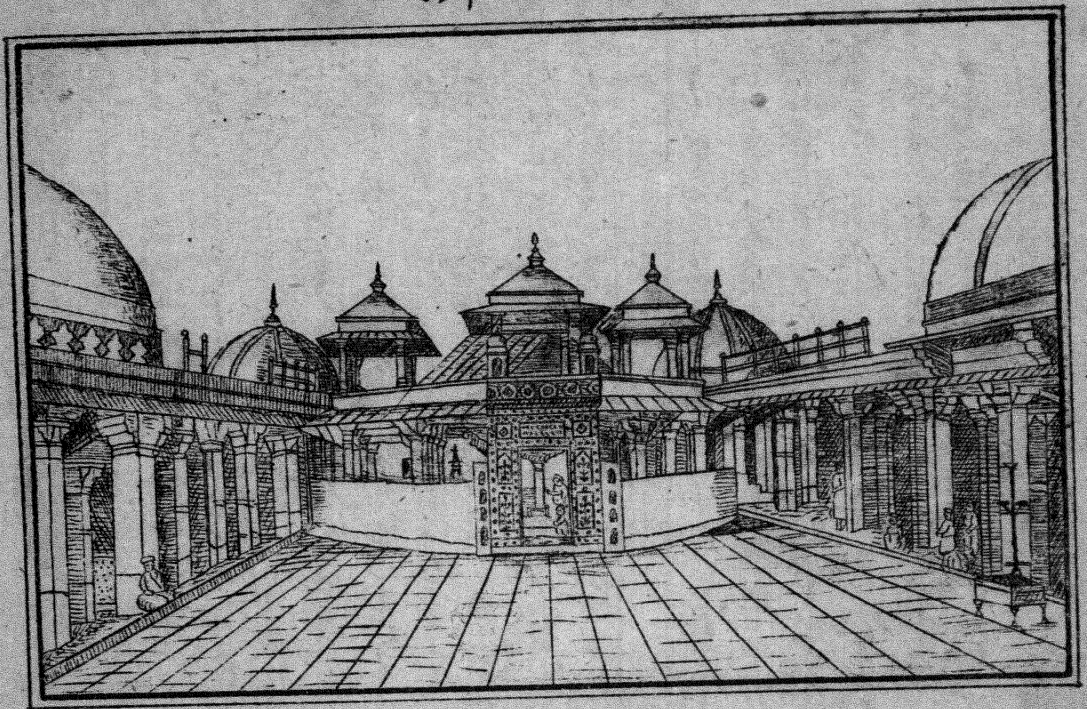

سنہ ۱۲۶۳ ہجری — عمل فیض علیخان — سنہ ۱۸۴۷ عیسوی

نقشہ نمبر ۹۲ متعلقہ صفحہ ۹۳ باب اول

نقشہ نمبر ۹۲ متعلقہ صفحہ ۹۲ باب اول

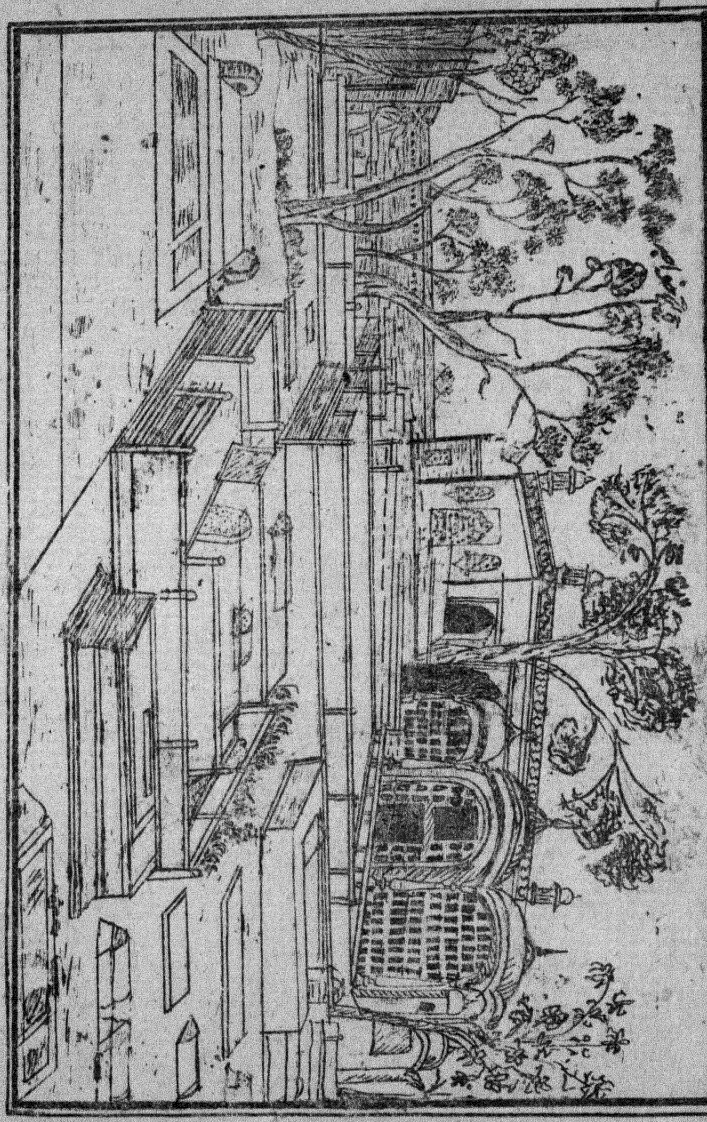

نقشہ درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین

تمام خلقت جمع ہوتی ہے اور ہزارون ملنگ آتے ہین اور دھمال کرتے ہین اس درگاہ کی کئی دروازے ہین ایک دروازہ پر یہہ اشعار کندہ ہین

شعر

رہی گم کنان رہنمای محمد — ہدایت دہندہ ہدای محمد
خوش آن مدرسہ سرور بارگاہ — کہ در وی نباشد سمای محمد
عرش گشتہ در زیر پای او مسلم — ہران کو شدہ خاکپای محمد
منم از سگان سگ کوی او — شدہ شیروان از گدای محمد

اب ہم اس مقام پر اس درگاہ کا نقشہ لکھتے ہین وہو ہذا

درگاہ خواجہ باقی باللہ

یہہ درگاہ ہے حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالے عنہ کی انکا حال نہایت اشتہار سے محتاج میرے بیان کا نہین اسواسطے انکے مزار مبارک کا حال لکھتا ہون کہ انکا مزار مبارک چونہ کا زیر آسمان ہے اور ایسی فیض و برکت آپکے مزار سے ہے کہ جسکا کچھہ بیان نہین باوصف تابش آفتاب کے آپکا مزار ہمیشہ سرد رہتا ہے جنوبی دروازہ درگاہ پر یہہ اشعار لکھے ہوئے ہین

خواجہ باقی آن امام اولیا — عارف باللہ اسرار نہفت
نکہت بستان سرور انبیا — از نہال جعفری خوش گل شگفت
چونکہ مد مشرب فنا اندر بقا — محو حق گشتہ ز اسرار صفت
رخت بربست زین سرای بقا — چون ندای ارجعی از حق شنفت
سال تاریخ وصالش خسروی — فی باللہ نقشبند وقت گفت

آپکے مزار مبارک کے سرہانے ایک دیوار ہے بطور چراغان کے اور اوسمین طاق طاق بنے ہوئے ہین اور اوس پر یہہ قصیدہ لکھا ہوا ہے

قصیدہ

قبلہ ارباب معنی کعبہ اصحاب دین — مظہر فیض الہی صاحب علم الیقین
حامی دین نبی اکمل امام المتقین — مورد فضل گرامی آل ختم المرسلین
کاشف اسرار مطلق واقف علم الیقین — محو ذات اقدس باللہ باقی بالیقین
غوث اعظم عروۃ الوثقی زرب العالمین — قطب ارشاد جہان ہم معنی حق الیقین
کامل عالی طریقہ مہدی راہ متین — بحر عرفان الہی مقتدای العارفین
راضی و مرضی حق بر ذات شان او متین — این کرامت ہست از محبوب رب العالمین
نور بیچون بر جبینش تافت از حق لمبین — شد زیمن نیتش روشن قلوب المومنین
کی توانم گفت مدح آن خلاصہ واصلین — ہست ذات خواجہ باقی مرحمت للعالمین
نعمت اللہ باقی بود باقی شد یقین — مرجع انس و ملک از فضل رب العالمین
خواجگی امکنہ شد مرشدان شاہدین — لیک بر مشرب اولین و ہم بہار احرار دین
چون کمالش وصل دائم بود معنی دلنشین

شد وصال غیب او آخر بعمر اربعین	دان ز ہجرت بعد الف اثنا عشر بود سین	از وفات قطب دوران تکیہ گاہ مسلمین
ہر کہ آید بر مزارش از سر صدق و یقین	حاجتش گردد روا ہم مقصد دنیا و دین	عاجز و عاصی بدرگاہش ہمی ساید جبین
تا بیاید نظر رحمت ہم نجات یوم دین	باد نازل رحمت رضوان رب العالمین	بر محمد خواجہ باقی ز اولیای مقبلین

اب اسمقام پر ہم آپ کے مزار مبارک کا نقشہ لکھتے ہین وہو ہذا

درگاہ سید حسن رسول نما

یہہ درگاہ ہے حضرت سید حسن رسول نما رضی اللہ تعالے عنہ کی کہ اولیاے کبار سے تھے انکا حال بھی اتنا مشہور ہے کہ محتاج میرے بیان کا نہین آپ کو جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ والہ وسلم سے وہ تقرب حاصل تھا کہ جسکو چاہتے تھے آپ کی زیارت سے مشرف کروا دیتے تھے اسی سبب سے رسول نما آپ کا لقب تھا آپکا مزار بھی زیر آسمان واقع ہے اور مزار شریف کے سرہانے یہہ شعر کندہ ہے

شعر

حسن رسول نما افتخار آل حسن	اویس قرنی ثانی و ثالث حسنین

اور یہہ تقسیم ہے آپ کے مزار مبارک کا فانظر الیہ

بولی بھٹیاری کے محل

آگے اس درگاہ سے بڑھکر یہہ ایک مکان پہاڑی پر واقع ہے بنا کیا ہوا بولا خان پٹھان کا کہ عوام اوسکو بولی بھٹیاری کا محل کہتے ہین بسبب مرتفع ہونے اوس پہاڑ کے دور تک کی سیر سبزہ زار کی خصوصاً موسم برسات مین جابجا پانی کا بہتا اور سبزہ کا لہلہانا عجب ایک لطف دیتا ہے بعد ایک سال کے تمام برہمن شہر کے جو کچھہ مس علم نجوم سے رکھتے ہین وہان ہوا دیکھنے جاتے ہین اور ایک جھنڈی گاڑکر ہوا دیکھتے ہین اور ہزارون آدمی ہندو مسلمان جمع ہوتے ہین اور اس میلہ کا نام پون پرچھہ کا میلہ ہے × × ×

مسجد سرہندی

یہہ ایک مسجد ہے لاہوری دروازہ کے باہر بنائی ہوئی سرہندی بیگم کی نہایت مرتفع مشتمل اوپر تین گنبد کے تمام و کمال سنگ سرخ کی بنی ہوئی صحن اوسکا وسیع اور خوشنما پہلے اس سے کہ بیرون دروازہ لاہوری مردہ اکرام کی سراے آباد تھی اور اطراف و جوانب سے لوگون کی آمد و رفت وہان ہوتی تھی نماز ہر وقت کی بڑی جماعت کے ساتھہ ہوا کرتی تھی ایک طرف سے جو وہ سرا بحکم سرکار کمپنی بہادر کے منہدم ہوگئی وہ کثرت نماز کی نہین

نقشہ نمبر ۹۲ متعلقہ صفحہ ۹۴ باب اول

نقشہ درگاہ حضرت سید حسن رسول نما

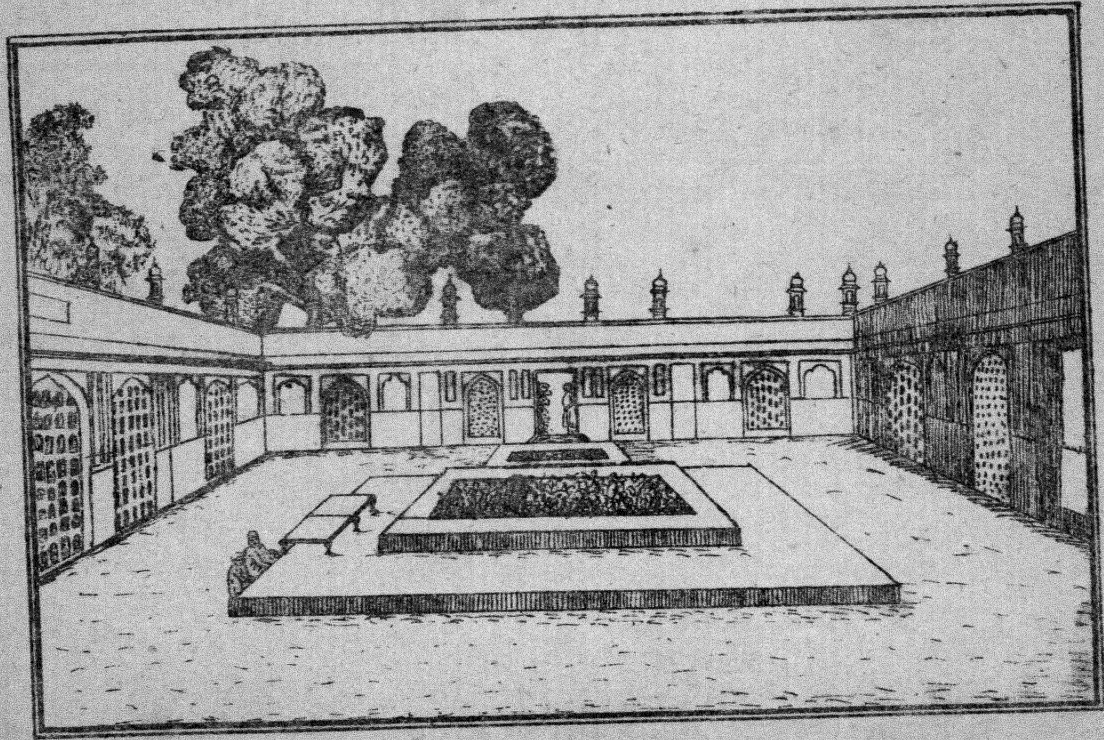

نقشه متعلقه صفحه ۴۹ باب اول

نقشه مسجد سرهندی

نقشہ کوٹھی جناب صاحب کلان بہادر دام اقبالہ

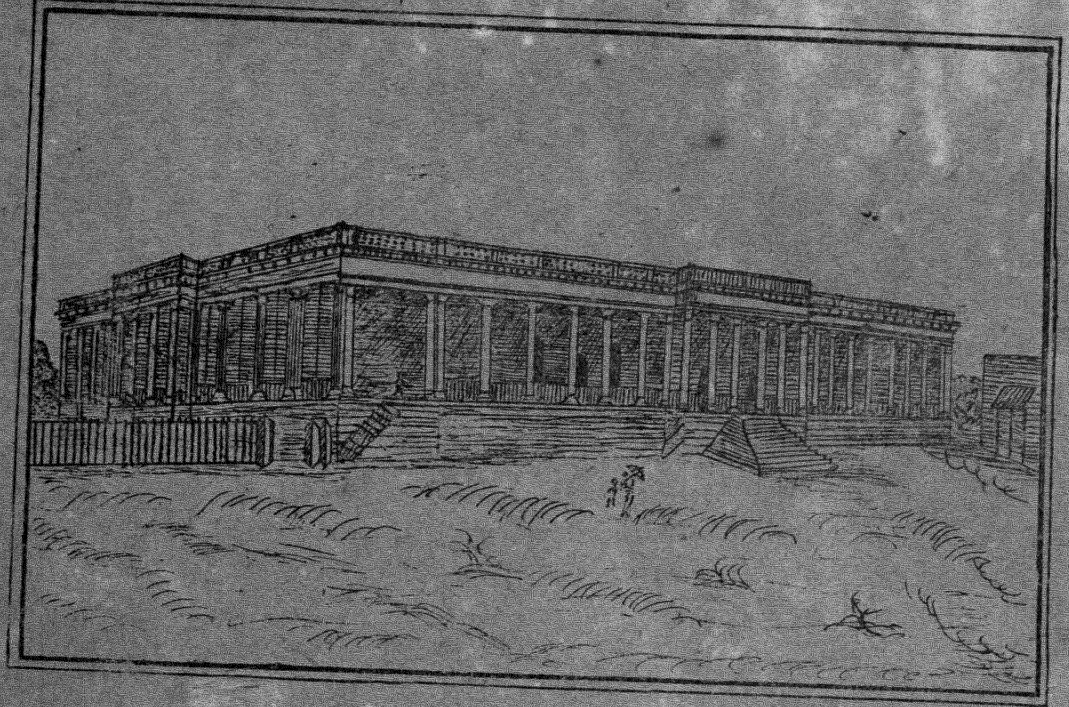

نقشہ متعلقہ صفحہ ۹۵ باب اول

مگر بوقت مغرب البتہ ایک جماعت بزرگ ہو جاتی ہے اور چار دیواری بھی اس مسجد کی منہدم کر دی گئی ہے اگرچہ یہ مسجد کہنہ ہے لیکن اسطرح کا استحکام اسکو دیا گیا ہے کہ شاید قیامت ہی کی خبر لاوے تقریباً کہا جاتا ہے کہ مردہ اکرام کی سرائے جو متصل اس مسجد کے تھی ایسی آباد تھی کہ کثرت آمد و رفت و ہجوم مردم سے ایک بوجھ زمین قدم رکھنے کو نہین ملتی تھی اور اوس سرا کے دروازہ کے باہر شام کو ہجوم سوداگر بچنے والونکا اس کثرت سے ہوتا تھا کہ برائے خود ایک بازار کلان معلوم ہوتا تھا اور انواع اور اقسام کی چیزین بہم پہونچ جاتی تھین اور مردم شہر بھی بعضے خرید فروخت اور بعضے اوسکی سیر کی واسطے اوس جگہ جمع ہو جاتے تھے اس سرا کی تاریخ جو اوسکے دروازہ پر کندہ تھی اوسکا مادہ تاریخ بہت لطیف و نہایت خوب اور پاکیزہ ہے اور ازبسکہ نہایت پر تکلف ہے اوسکا لکھنا یہان مناسب معلوم ہوا ×

تاریخ

امشب کرمی کن بسرائے اکرام

کوٹھی جناب صاحب کلان بہادر دام اقبالہ

بیرون کشمیری دروازہ یہ کوٹھی واقع ہے حاکم دادگر اور عدل گستر حاتم دوران نوشیروان زمان مؤسس اساس انصاف و داد و عدالت نہاد معظم الدولہ امین الملک اختصاص یار خان فرزند ارجمند بجان پیوند سلطان فی طرس سیافلس مٹکلف صاحب بارنٹ بہادر فیروز جنگ صاحب کلان دار الخلافۃ شاہجہان آباد دام اقبالہ کی بنائی ہوئی ہے زمین چار دیواری کی اسقدر وسیع ہے کہ اگر ایک جہان اور پیدا ہو جاوے تو اوسکی گنجایش اوسمین ہو سکتی ہے اور کوٹھی اسقدر خوبصورت اور خوش وضع بنی ہے کہ اوسکو رشک ارم اور غیرت فردوس کہین تو بجا ہے بلکہ مبالغہ اور اغراق کو اوسمین کچھ مدخل نہو گا انواع آرایش مکان کہ جسقدر ممکن اور متصور ہو وہ سب اوسمین موجود ہے در و دیوار اوسکی نہایت صفا سے ایک آئینہ ہے کہ ہوا کے چلنے سے شاید تکدر پیدا کرے اور غایت جلا سے جو اس بدن کی صورت اوسمین جلوہ گر ہو سکتی ہے ؎ زہی صفاے عمارت کہ در تماشایش ؎ بدیدہ بازنگردد نگاہ از دیوار ؎ اگر اس کوٹھی کی تعریف صفحہ کاغذ پر لکھی جاوے ایک دفتر ہو جاوے بلکہ ایک کتاب بنیاد اسواسطے موقوف رکھا اور بیچ اس کوٹھی کا تماشائی کی نظر مین ایسا دلچسپ ہے کہ ایک کو چھوڑ کر دوسرے درجہ مین آنے کو جی نہین چاہتا اور جب دوسرے درجہ مین گیا وہان سے ہٹنے کو طبیعت نہین چاہتی غرضکہ ہر درجہ کا یہی حال ہے الحق یہ شعر اسی مکان فرحت نشان کی شان مین صادق آتا ہے

شعر

نرسرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم | کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

قدسیہ باغ

یہ باغ باہر کشمیری دروازہ کے صاحب کلان بہادر دام اقبالہ کی کوٹھی سے دورے واقع ہے بنا کیا ہوا نواب قدسیہ بیگم کا اوسکی بنا سے معلوم ہوتا ہے کہ باغ قدیم ہے قدیم سے تعلق سرکار پادشاہی مین چلا آتا اوسمین ایک مسجد ہے سنگ سرخ کی نہایت خوشقطع اور وسیع اور اندر اوس باغ کے ایک بارہ دری ہے نہایت کلان اور شیشن اوسمین نہایت وسیع اور خوشنما اور دلچسپ اور اوس بارہ دری کے پیچھے بھی ایک پاتین باغ ہے ہرچند اس باغ کی آراستگی کیطرف کسیکو کچھ توجہ نہین لیکن باوجود اسکے بھی ایسا تازہ اور سرسبز اور شگفتہ فرد کس سے کہ قلم کو طاقت اوسکے وصف کی نہین ہر درخت اوسکا رشک قامت یار اور ہر گل اوسکا رشک رخسار اس باغ کے سنبل سے طرہ بنکوان بیچ وتاب کھاتا ہے اور اس گلشن کی بنفشہ سے خط خوبان اپنا مونہہ چھپاتا ہے نہر اسکی کہکشان سے بہتر اور سبزہ زار اوسکا چمن سبز سے خوشتر جو نسیم یہان سے چلکر بدن کو لگتی ہے گویا نسیم جنت نعیم ہے اور جو پانی کہ اسکی نہر مین نظر آتا ہے گویا آب کوثر و تسنیم ہے سمت مشرق سے یہ باغ لب دریاے جمن سے مشرف و مان سے تیز نظر کو سوون تک پہونچتا ہے ایکطرف سیدریا اور ایکطرف سبزہ زار کا تماشا سبحان اللہ عجب طرح کا لطف ہے کہ اوسکا بیان حیز قدرت سے باہر ہے

نگمبود

یہ ایک گھاٹ ہے ہنود کے غسل اور عبادت کے واسطے انکے عقیدہ مین یہہ جاے ایسی متبرک اور پاک ہے کہ جو مردہ اس گھاٹ کی سرزمین پر جلتا ہے اوسکی آمرزش قطعی ہوتی ہے اور اوسکی مکت مین کچھ شک نہین اور اس کے ایک صفت یہہ بیان کرتے ہین کہ اگر اس جگہ مردہ جلایا جاوے بالفرض ہیمہ فحشی قدر معتدبہ سے کم بھی ہون تو بھی مردہ بالکل جل جاتا ہے خلاف اور جاے کہ وہان مردہ کے جلانیکے واسطے اسباب جلانیکا چاہیے مجکو یہان ایک لطیفہ یاد آیا کہ کسی ہندو نے ایک مسلمان سے اس سرزمین کے متبرک اور بزرگ ہونے کی دلیل یہہ ہی بیان کی اسنے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقہ آتش اس سرزمین سے بہت قریب ہے اور اس سرزمین کے بزرگ اور متبرک ہونے کی ایک یہہ وجہ بھی بیان کرتے ہین کہ پنڈے ایک زمانہ دراز تک نیلا چھتری کے قریب جو ایک بنگلہ کے طور پر چبوترہ سنہ وزرد سے زیر قلعہ دریا کے پار تبک بنی ہوئی ہے

بیٹھ کر عبادت مین مصروف رہے ہین اور اہم مقصود اونکا اس بیٹھنے سے سموتی ماموس کا انتظار تھا اور انکے عقیدہ مین یہ ہے کہ باوجود سینکڑون برس کے انتظار کے وہ ماموس نہ آئی جب وہ تنگ ہوکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور ماوس مذکور کو بددعا کی کہ توکل جگ مین اکثر آوے گی اسی واسطے اس زمانہ مین ہر سال آتی ہے بہرکیف یہ گھاٹ عجب ایک مکان ہے کہ روے زمین پر اسکا نظیر نہوگا سب گھاٹ اسکے سنگ سرخ کے بنے ہوئے اور معابد بھی اکثر سنگ سرخ کے بنا کیے ہوئے ہین ہر صبح کو اسقدر ہجوم مرد و زن ہنود کا واسطے غسل کے ہوتا ہے کہ دریاے جمن مین کثرت مردم ہجوم مردم آبی کا معلوم ہوتا ہے حسن اون عورتونکا جو واسطے غسل کے جمع ہوتی ہین کیا بیان کیا جاوے کہ اگر آفتاب کی گردش تابع گردش فلک کی نہوتی بسبب شرم و خجالت کے کبھی انکے وہان ہونے تک مشرق سے سر بدر نکرتا

شعر

فتادند در کفر صبر و شکیب	حذر از کمرہای زنار زیب	رہ مایہ داران ایمان زنند	بحر دار نقد دل و جان زنند

نیلی چھتری

یہ ایک گنبد ہے بنگلہ نما معروف بہ نیلی چھتری کہ اوسکو ہمایون بادشاہ نے سنہ نو سو اونتالیس ہجری مین بنا کیا ہے پار دریاے جمن کے نگمود کیطرف نیچے سلیم گڈہ کے اور ہمایون بادشاہ اکثر اوقات وہان بیٹھکر سیر دریا کرتے تھے بعضے اوسکا نام بنگلہ جہانگیر بادشاہ کہتے ہین اور ہندو یون مشہور کرتے ہین کہ چھتری قدیم سے ہے کہ بادشاہ جہانگیر نے اوسکی شکست و ریخت کی مرمت از سہ نو کی اور چھتری کی علامتین منہدم کرکے بطور بنگلہ کے مرتب کردیا اصل اس مقدمہ کی بعد تامل کے یہ معلوم ہوئی کہ یہان قدیم سے پنڈون کے وقت سے ایک چھتری ہوگی کہ ہمایون بادشاہ نے اوسکو منہدم کیا اور یہ بنگلہ اپنی طرف سے بناکر نشست گاہ اور سیر گاہ مقرر کیا اور جہانگیر بادشاہ نے اپنے وقت مین اوسکی کچھ مرمت کرکے یہ کتبہ بنگلہ کے اندر لکھوا دیا

اللہ اکبر مدینۂ جہانگیر شاہ بن اکبر شاہ

عجب پر فیض جاے کا کامرانی است		نشیمن گاہ جنت آشیانی است

اور جنت آشیانی بعد وفات کے نام ہمایون بادشاہ کا ہوا تھا ×

باغات

واضح ہو کہ بیرون کشمیری دروازہ و لاہوری دروازہ شہر پناہ کے باغات قدیم مثل روشن آرا اور سرہندی

و محلدار خان اور شالامار کہ شاہجہانی باغ سے باغات قدیم سے اور باغ نواب حامد علیخان بہادر اور باغ جناب مولانا محمد صدرالدینخان بہادر وغیرہ باغات جدید سے ہین لیکن چونکہ اونکے لکھنے مین بجز طوالت کے اور کچھ فائدہ نہ تھا اسواسطے فروگذاشت کیا گیا

پہلا باب تمام ہوا

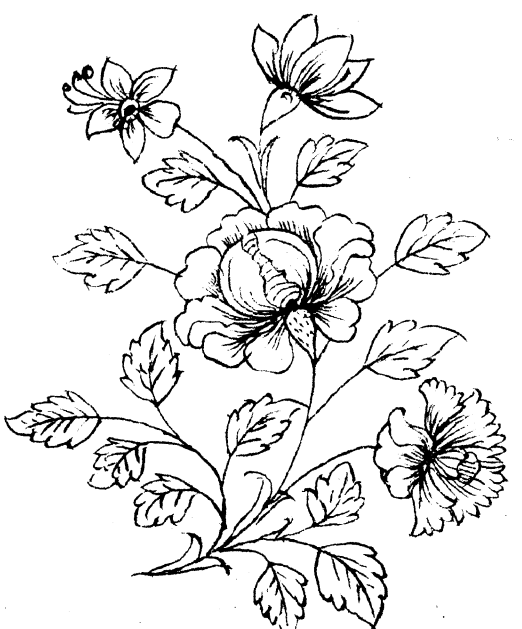

به عون صناع مکین و مکافی فضل خلاق زمن و زمان

کتاب جذاقت انتساب متضمن حالات تعمیرات و قلعه و باشندگان شهر دهلی مسمی به

آثار الصنادید

تصنیف عمدة الملک سید احمد خان صاحب بهادر فتح جنگ سابق منصف دار الخلافه شاهجهان آباد

مطبع نامی منشی نولکشور بمطبع مزین مطبوع و معمولی مرتب



باب دوسرا

قلعہ معلی کی عمارت کے حال مین

زہی قلعہ کاندر بساتین وے | نہ از وی بہشت است بی رنج وے
تموزش گل کوہساری دہد | زمستان نسیم بہاری دہد
بہشتی شدہ پیشہ پیرامنش | وگر کوثری بستہ بر دامنش
سوادش ز بس سبزہ رشک بید | چو باغ ارم مایہ صد امید
اگر آمدہ گردش بآسودگی | فرو شستہ خاکش ز آلودگی
ہمہ سال ریحان او سبز شاخ | ہمیشہ درو ناز و نعمت فراخ
زمینش بآب زر آغشتہ اند | تو گوئی دران زعفران کشتہ اند
خرامندہ بر سبزہ آن زمین | خیالی نہ بیند بجز خرمی

زہی بلند پایہ حصار کہ اگر آسمان اوسکے ایک برج کے کلس کی وسعت پیدا کرے کلاہ تفاخر کو اپنے سر پر کج رکھے اور اگر سپہر برین اوسکے ایک کنگرہ کی رفعت بہم پہونچاوے اپنے جامہ مین نہ سماوین اندیشہ اوسکی بلندی دیوار کے اندازہ کرنے مین حیران اور عقل اوسکی وسعت کی تحقیق مین سرگردان اوسکی دیوارین آسمان کے پشتیبان اور اوسکی خندق غیرت محیط و عمان **نظم** لب خندقش بستہ از سمر دم بطلسمی میان وجود و عدم + جہان را ضرور است خمیازہ + کہ از سایہ اش گیرد اندازہ + یہ قلعہ زمان دولت اور عہد سلطنت شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ انار اللہ برہانہ مین بنا ہے اور تفصیل

اسکی یہہ ہے کہ بموجب فرمان قضا جریان اس بادشاہ کی یہہ قلعہ بنا شروع ہوا اور سال دوازدہم جلوس شاہجہانی مین مطابق شب جمعہ دوازدہم ذیحجہ سنہ ۱۰۴۰ ہجری ایک ہزار اڑتالیس مطابق نوین اردی بہشت سنہ ۵۶۱ ملک شاہی کے اچھی سے اچھی ساعت دیکھہ کر اوستاد حامد اور اوستاد احمد معمارون نے کہ اپنے فن مین اپنا اپنا نظیر نرکھتے تھے اور ہندسہ و حساب مین ثانی اقلیدس اور رشک ارشمیدس تھے اس قلعہ کی یاد رکھی چنانچہ تاریخ بیٹھک مین کندہ ہے لیکن میرے ہاتھہ کاغذات کہنہ مین سے ایک زائچہ بنا اس قلعہ کا لگا اوسکو بھی واسطے ملاحظہ ناظرین کے درج کتاب کرتا ہون اور اوس زائچہ مین تاریخ بنا یہہ لکھی ہے + جمعہ کی رات کو پانچ ساعت اور بارہ دقیقہ گذرنے کے بعد نوین محرم سنہ ۱۰۴۹ ایکہزار اونچاس ہجری کو مطابق چوبیسوین اردی بہشت سنہ ۵۶۱ پانسے ایکسٹہ ملک شاہی کو بطالع دلو اس قلعہ کی بنا پڑی ہے اور وہ زائچہ یہہ ہے ۔

زائچہ بناے قلعہ شاہجہان آباد بعد از مرور پنج ساعت دوازدہ دقیقہ از شب جمعہ نہم محرم سنہ ۱۰۴۹ ہجری موافق بست و چہارم اردی بہشت سنہ ۵۶۱ ملک شاہی

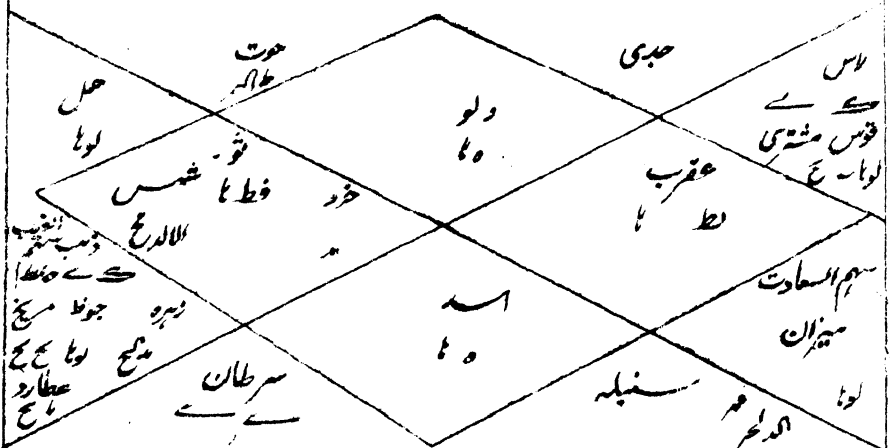

غرضکہ جب اس قلعہ کی بنیاد پڑی اور بنا شروع ہوا حضرت بادشاہ جہان پناہ کیطرف سے نہایت تاکید ہوئی کہ جسقدر جلد ہو سکے اس قلعہ کو پورا کرو اور اس طلسم کو کہ رشک فردوس برین ہو گلانجام کو پہونچاو چنانچہ تمام قلمرو سلطانی سے بڑے بڑے کاری گر سنگتراش اور معمار بلائے گئے اور طرح طرح کے

منت کار اور پرچین ساز حاضر ہوئے اور بہزار دل و جان اس قلعہ بنانے مین مصروف ہوے
پہلے پہل اس قلعہ کا اہتمام عزت خان کو سپرد ہوا اور اوسنے پندرہ ہین جمادی الاول ۱۰۴۹ھ تک
تاریخ بنا سے پانچ مہینہ دو دن اس قلعہ کی بنیاد دین کھود وائے اور مصالح جمع کرنے مین ہمت مصروف
کی کہ اوسکے اہتمام سے قلعہ کی تمام بنیاد کھد گئی اور کچھ مصالح بھی جمع ہوگیا اور بعضی بعضی جگہہ سے بنیاد بھی
اوٹھہ آئی جب کہ عزت خان ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مامور ہوا اوس قلعہ کا اہتمام الہ وردیخان صوبہ دار کو سپرد ہوا
اور دو برس ایک مہینہ گیارہ دن الہ وردی خان کے اہتمام مین یہہ قلعہ بنا اور ہر طرف سے بارہ بارہ گز اونچا
ہوگیا تھا بعد اوسکے یہہ کام مکرمت خان کے سپرد ہوا اور مکرمت خان کے اہتمام اور سعی سے سال
بست و یکم جلوس شاہجہان مین یہہ قلعہ بنکر طیار ہوگیا اوس زمانہ مین شاہجہان بادشاہ کابل مین رونق افروز
تھے اور وہانکی سیر و سیاحت کرتے تھے کہ مکرمت خان نے اپنی عرضی بھیجی اور لکھا کہ دولت خانہ
بادشاہی اور ایوان حضرت ظل الٰہی بن کر تیار ہوگیا اور دیوان خاص و عام و حمام محل و نہر سے مرتب اب قدم
رنجہ فرمایئے اور اس قطعہ بہشت کو اپنی برکت قدوم میمنت لزوم سے رشک فردوس برین کیجئے بادشاہ
کہ خود ایک دل سے ہزار دل اوسکے دیکھنے کے مشتاق تھے بذور پہونچنے اس عرضی کے حکم کوچ کا دیا
اور سال بست و یکم جلوس والا مین مطابق چوبیسوین ربیع الاول ۱۰۵۸ھ ہجری مین اس قلعہ معلی مین داخل
ہوے آراستگی باغ اور دلچسپی مکانات سے ہر ایک کو عالم حیرت تھا اور نہر کے بہنے اور فوارون
کے چھوٹنے سے اور ہی عالم دکھائی دیتا تھا اور بیشک جنت کے ہونے پر یقین ہوتا تھا اس قلعہ
کی وسعت اکبرآباد کے قلعہ سے دوگنی ہے یہہ قلعہ آٹھہ برس کے عرصہ مین باوصف اسقدر سعی اہتمام
کے بنا ہے کہتے ہین کہ پچاس لاکھہ روپیہ اس قلعہ کی عمارت مین اور پچاس قلعہ کے اندر کے مکانون
کی عمارت مین خرچ ہوا ہے اور یہ قلعہ مشتمل ہے چار دروازون اور دو کھڑکیون اور اکیس برجون پر
برجون مین سے سات برج مدور اور چودہ مثمن ہین اور چار دیواری کا محیط کہ مثمن ابتدا سے
ہزار گز کا طول اور چھ سو ذرع کا عرض اور پچاس گز کا ارتفاع کنگرہ سے خاکریز تک رکھتا ہے اور
بنیاد اوسکی گیارہ گز کے ہے اوسکے نیچے کا عرض پندرہ اور اوپر کا دس گز کا ہے اور قلعہ کی
زمین چھ لاکھہ گز ہے اس قلعہ کی ضلع شرقی کی بلندی جو دریای جون کیطرف واقع ہے پانی
کے کنارہ سے عمارت کی کرسی بارہ گز کی ہے از بسکہ دریاے جون اس قلعہ کے ضلع شرقی

نقشہ متعلقہ صفحہ ۵ - باب ۲

نقشہ دہلی دروازہ قلعہ معلی

متصل ہے خندق پچیس گز کی چوڑی اور دس گز کی عمیق اور اضلاع مین اوس قلعہ کے کھود کر نہر کا پانی اوسمین ڈالا ہے اور وہ پانی دو طرف دریاے جون مین جاتا ہے دوسرا اوس خندق کا تین ہزار چھ سو گز کا ہے سب بارہ برج اوج سے حضیض اور کنگرہ سے خاکریز تک سنگ سرخ سے بنے ہوے ہین اور سب عمارتین دولتخانہ کی مثلاً عمارت برج شمالی اور باغ حیات بخش اور حمام اور شاہ محل مشہور بدیوان خاص اور آرامگاہ مقدس اور برج طلائی اور امتیاز محل اور وہ عمارت جو قرینہ ہے خوابگاہ اقدس کا اور آرامگاہ محل خاص اور دو عمارتین محل ملکہ دوران سے متعلق تھین اور وہ برج جو برج شمالی کا قرینہ اور ایک رستہ مین بترتیب واقع ہے اوس ضلع مین ایسی طرح سے بنائے ہین کہ مشرق کی طرف دریا اور مغرب کی طرف سے باغ و بساطین و لکشا ہین اور ایک نہر مسمے بہ نہر بہشت چار گز کے عرض کی شمال کیطرف سے آکر اون عمارتون کے بیچ سے گذر کر جنوب کی طرف جاتی ہے جب حال خستگی اشتمال اس قلعہ آسمان پایہ کا بر سبیل اجمال ناظرین کتاب پر واضح ہوا اب فکر بلند اس آرزو مین ہے کہ اب جاے کی بعض عمارات نامی مشہور کا حال جنکا مثل و عدیل سواے عالم مثال اور شہر بند خیال کے روی زمین پر نہین پایا جاتا اس کتاب مین لکھون تاکہ دیکھنے والون کو زیادہ لطف و کیفیت حاصل ہو

دروازہ جنوبی قلعہ معلی

یہ ایک دروازہ ہے رفیع الشان بلند بنیان کہ جسکی رفعت کے آگے آسمان پستی خاک سے کترا اور جسکی اوج آسمان موج کے سامنے اوج ثابت دسیار حضیض ہین سے پست تر ہے دروازہ سر سے پاون تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور جا بجا مقامات مناسب پر سنگ مرمر کی پچی کاری کی ہوئی ہے امداد اس دروازہ کے گنبد آسمان سے بھی فوق لیجاتے ہین اور طاق اسکی کہکشان سے بھی خوشتر دکھائی دیتے ہین اس دروازہ کو قلعہ کا دہلی دروازہ بھی کہتے ہین اسواسطے کہ پرانی دہلی کیطرف واقع ہے اور اکبری دروازہ بھی کہتے ہین اس سبب سے کہ اکبرآباد کا بھی اسیطرف سے رستہ ہے اور ہتیا پول بھی کہتے ہین اسواسطے کہ سابق مین اس دروازہ کے آگے پتھر کے دو ہاتی کہ کلانی اور کوہ شمالی مین بیچ مچ کے ہاتیون کے برابر بنے ہوے تھے اور اسی سبب سے ہتیا پول کہتے تھے کہ ہندی محاورہ مین پول دروازہ کے مضمون ہے یعنی دروازہ فیلان مگر عہد سلطنت محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کے مین یہ دونو ہاتی توڑے گئے اور اوس بادشاہ دین پناہ نے اسطرحکی تصویرین دروازون پر بنانے کو رسم ہنود اور خلاف طریقہ اسلام سمجھکر توڑ ڈالا اس دروازہ کے سامنے کچھ اوٹ نہ تھی اور شہر کے آگے دلی دروازہ مین سے نظر ہوکر دور تک جنگل مین چلے جاتے تھے حضرت

عالمگیر نے اس بات کو بھی نامناسب جانا اور اس دروازہ کے آگے ایک اور چوک بنا کر اوسکا دروازہ دوسرے ضلع مین یعنی جانب غرب رکھا کہ اس سبب سے اس دروازہ کے اوٹ ہوگئی اور اس موڑ کا نام کھوگس اور ہے اوس زمانہ مین بنا ہے جب کہ حضرت عالمگیر نے بعضے مصلحتون کے سبب اپنے والد ماجد شہاب الدین محمد شاہجہان کو کنج عبادت مین بٹھایا اور کار سلطنت اپنے ذمہ لیا مشہور ہے کہ جب شاہجہان نے یہہ بات سنی تو عالمگیر کو لکھا کہ اے فرزند ارجمند تمنے قلعہ کو دولہن بنایا اور اوسکا گھونگٹ نکالا اس قلعہ کے گرد خندق ہے کہ اوسکا حال ہم اوپر بیان کر چکے مین اس دروازہ کے آگے بھی خندق تھی اور اوسپر تختہ لگا ہوا تھا کہ جب چاہتے تھے تختہ اوٹھا لیے تھے اور بسبب خندق اور پانی کے قلعہ کا رستہ نہین رہتا تھا لیکن حضرت عرش آرامگاہ محمد اکبر شاہ ثانی کے وقت مین سرکار دولتمدار انگریزی کیطرف سے اس دروازہ کے آگے پل بن گیا ہے اوسپر یہہ کتبہ سنگ مرمر مین لگا دیا ہے

سنہ ۵ جلوس والا سنہ ۱۲۲۶ ہجری ہو المعنے سنہ ۱۸۱۱ عیسوی در عہد شاہ جم جاہ محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی صاحب قران ثانی باہتمام دلاور الدولہ راپرٹ باقفرسن بہادر دلیر جنگ پل فیض منزل تعمیر یافت

اس دروازہ سے اندر آنکر جلوخانہ کا چوک ہے دو سو گز کے طول اور ایک سو چالیس گز کے عرض سے اور تین طرف دروازے اور ایک طرف نقارخانہ جنوبی مین تو یہہ ہی دروازہ ہے اور شمالی دروازہ مین سے اصطبل خاص مین ہوکر نورگڈہ کیطرف رستہ جاتا ہے اس چوک مین ایک حوض ہے اور سرتاسر ایک نہر چار گز کے عرض سے بہتی ہے اور جنوب کی طرف جاکر خندق مین پڑتی ہے

چھتہ لاہوری دروازہ

جانب غرب اس چوک کے لاہوری دروازہ کا چھتہ ہے یہہ چھتہ بھی عجایب روزگار سے ہے اسکے صانع نے عجب عجب طرح کے طلسمات اور انواع انواع عجائبات بنائے ہین یعنی اسکا لداد ایسا مرتفع ہے کہ سقفت فلک کی مانند دکھائی دیتا ہے اور اوس لداد مین عجب عجب طرح سے لہرین اور موڑ توڑ بنائے ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتے ہین اس بلندی اور ارتفاع پر طولانی بھی بہت ہے اور اس چھتہ کے دونو طرف مکانات دلکشا اور ایوان ہاے فرحت افزا بنے ہوئے ہین اور سرتاسر دو منزلے مکان ہین اور بیچ مین ایک چوک بنایا ہے اور اوسکی چھت روشنی کے لیے نہین پاتی اس چھتہ کو شاہجہان کے وقت مین بازار مسقف کہا کرتے تھے اس

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۸ باب دوم

نقشہ قلعہ لاہور

چھتہ کے آگے لاہوری دروازہ ہے

لاہوری دروازہ قلعہ معلی



یہہ دروازہ فلک مثال اور کوہ تمثال بلندی اور رفعت مین اپنا نظیر اور منبت اور پرچین سازی مین اپنا عدیل نہین رکھتا جسطرح کہ دلی دروازہ قلعہ معلی کا بنا ہوا ہے اوسیطرح کا یہہ دروازہ بھی ہے اور اسیطرح حضرت اورنگ عالمگیر نے اس دروازہ کے آگے بھی گھوگس بنا دیا ہے اسواسطے کہ اس دروازہ مین سے بلکہ دیوان عام سی تمام چاندنی چوک اور فتحپوری تک نظر جاتی تھی امرای بادشاہی کو فتحپوری کی مسجد کے پاس سے اوترنا پڑتا تھا اور پیادہ دربار مین آنا ہوتا تھا اسکے آگے بھی خندق تھی اور تختہ لگا ہوا تھا حضرت اکبر بادشاہ ثانی کے وقت مین اوسکے آگے بھی پل بنا دیا اور اوسپر بھی بعینہ وہی کتبہ لگا ہوا ہے جو دلی دروازہ کے پل پر ہے یہہ دروازہ صاحب قلعہ دار کے تصرف مین ہے اور صاحب ممدوح اوسپر تشریف رکھتے ہین اور جو کہ یہہ دونو دروازے صورت و شکل مین ایک سے ہین اسواسطے ہم اس مقام پر دلی دروازہ کا نقشہ لکھتے ہین

نقارخانہ



اس چوک کے غربی ضلع مین بہت بڑا دروازہ ہے کہ آسمان سے باتین کرتا ہے اور اس دروازہ مین سے دیوان عام مین جانیکا رستہ ہے اور اس دروازہ پر دالان دلکشا و مکانات فرحت بخش بنے ہوے ہین اون مکانون مین نقارخانہ بادشاہی ہے اور دن رات اپنے معمول پر نوبت بجتی ہے کہ اوسکی آواز سے غم و الم کا دنیا مین نام نہین رہتا اور عالم عالم فرحت و شادمانی کا حشر و ہوتا ہے ہر در و دیوار و حوش و طیور چرند و پرند و انس و جن اوسکی آواز سے مست ہوتے ہین اور عالم عالم شادمانی کا حاصل کرتے ہین اور نقارہ شاہی کی صلاے عام ہے ہوا خواہان جانثار کو اور دلیری اور بہادری کا سبب ہے بہادران دشمن شکار کو اور بہی آوازہ روح افزا دشمنونکی جان کو وبال ہے کہ ہیبت سے اونکا پتا پانی ہوتا ہے اور اوسکی دہشت سے اونکا جی نکلتا ہے یہہ عمارت تمام سنگ سرخ کی ہے بیچ مین دروازہ کلان ہے اور ادہر اودہر دو منزلے دو حجرے ہین کہ اونکے آگے بھی محرابین بنا دی ہین اور اونکی ادہر اودہر سیڑہیان اوپر جانیکو بنی ہوئی ہین اوسکے اوپر پیچ در پیچ دالان ہے کہ ادہر اودہر دونو طرف اوسکے در نمودار ہین اوس دالان مین نوبت کا کارخانہ ہے اور نوبت شاہی بجتی ہے اور اسی سبب سے نقارخانہ کہلاتا ہے اوسکے اوپر چارون کونون پر چار برجیان ہین بہت خوشنما کہ اونکے سبب سی عجب رونق اس مکان کو حاصل ہو گئی ہے چنانچہ ہم اب اسمقام پر اوسکا نقشہ لکھتے ہین

دیوان عام

نقار خانہ کے آگے ایک بڑا چوک ہے اور اوسمین دیوان عام بنا ہوا ہے یہ مکان بھی عجیب و غریب ہے اور جب کبھی دربار عام ہوا کرتا تھا تو بادشاہ اس مقام مین دربار فرمایا کرتے تھے اس مکان مین جانب شرق نو نور کا نہ گھاٹ دالان بنا ہوا ہے کہ سب دراوسکے ملکر ستائیس ہوے اور ہر ہر والان کے بغل مین ایک ایک در ہے کہ تین در ایک طرف اور تین در ایکطرف کے چھ در یہ ہوے اس والان عظیم الشان کا طول ستر گز گز کا اور عرض چوبیس گز کا ہی ہر ہر درجہ مین ستون لگاتے ہین اور اوپر محرابین نہایت خوبصورت بنائی ہین اگرچہ یہ سارا والان سمچھت کے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے لیکن اوپر بہت خوب سفیدی کر کے تمام سونیکا کام کیا تھا اور سنگ مرمر سا عالم بنا دیا تھا اور باہر کے درونمین سنگ مرمر کا کٹہرا لگا ہوا ہے اور اوپر سنہری قبہ اور کلسیان بنی ہوئی تھین کہ اب اون کلسیون کا نام نہین رہا مگر سنگ مرمر کا کٹہرا ٹوٹا پھوٹا باقی ہے یہ والان ایک چبوترہ پر واقع ہے کہ اوس چبوترہ کا طول ایکسو چار گز کا اور عرض اوسکا ایکسو ساٹھ گز کا ہے اور اوسکے گرد سنگ سرخ کا قدآدم کٹہرا لگا ہوا ہے اور اوپر سنہری کلسیان تھین کہ اب نہین رہی ہین یہ کٹہرا بالکل مسمار ہو گیا تھا اور نام و نشان تک بھی نہین رہا تھا سنہ حمد بلوس بادشاہ دین پناہ سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ مین یہ کٹہرا ز سر نو مرتب ہوا اور اس کٹہرے کے آگے بہت وسیع صحن ہے کہ وسعت جہان بھی اوسکے آگے تنگ معلوم ہوتی ہے طول اوس صحن کا دو سو چار گز کا اور عرض ساٹھ گز کا ہے اور اوس صحن کے گرداگرد ایوانہاے دلکشا اور نشیمن ہاے روح افزا بنے ہوے ہین اوسکی جانب جنوب کو ایک دروازہ ہے کہ اوس طرف سے محلات شاہی اور اور مکانات کو رستہ جاتا ہی اور جانب شمال بھی ایک دروازہ ہے کہ اوسمین سے خانسامانی اور باغات کی طرف رستہ نکلتا ہی اور جانب غرب جو دروازہ ہی اوپر بھی نقار خانہ ہی کہ ہم اوسکا حال بیان کر چکے

نشیمن ظل الٰہی

ان والانون مین اندر کے والان کے بیچ مین ایک نشیمن سلطانی بنی ہوئی ہے کہ اوسکو تخت شاہی اور اورنگ ظل الٰہی کہتے ہین یہ نشیمن عجیب عمارت ہے کہ چشم فلک نے بھی ایسی لطیف و نفیس عمارت نہ دیکھی ہوگی یہ نشیمن کرسی دار بنایا ہے نرا سنگ مرمر کا بنگلہ کے طور چار گز مربع مین اور اوسپر چار ستون کہ حقیقت مین اوتاد آسمان ہین بنائے ہین اور اوسپر بنگلہ سنگ مرمر کا بنا ہے اور اوسکے پیچھے ایک پیش طاق ہے سات گز کا لمبا اور دو ہائی گز کا چورا نرا سنگ مرمر کا اور اس نشیمن اور پیش طاق مین طرح طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھر لگاے ہین اور مینت کاری اور پچین سازی سے طرح طرح کے بیل بوٹے تراشے ہین کہ چشم فلک اوسکے دیکھنے سے حیران اور عقل آسمان سیر

نقشہ رنگ محل کا باہر سے

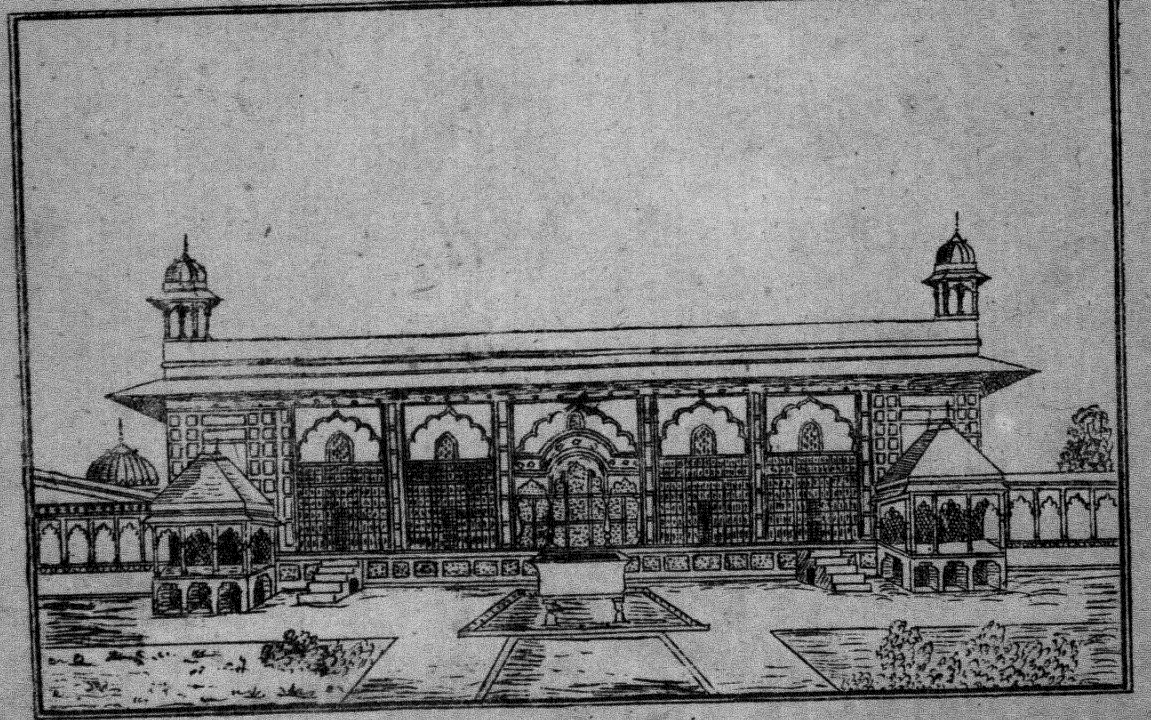

نقشہ نمبر ۳ صفحہ نمبر ۹ سطر ۳

اوسکی صنعت پر سرگردان ہے اور پیش طاق مین بھی طرح طرح کے رنگین پتھر لگائے ہین اور عجیب عجیب جانورون کی صورتین اوسپر بنائی ہین اس پیشطاق کے پیچھے مکان ہے اور اوسمین دروازے لگے ہوئے ہین جب کبھی دربار عام ہوتا بادشاہ اوسطرف سے تشریف لاتے اور اس تخت سنگین دلنشین پر رونق افروز ہوتے اور تمام امرا اور وکلای بادشاہان ہاتھ باندھکر تخت کے آگے حاضر رہتے اس تخت کی کرسی آدمی کے سر سے بھی بہت اونچی ہے اسواسطے اس تخت کی آگے سنگ مرمر کی بہت خوبصورت ایک چوکی رکھی اور اوسمین بھی طرح طرح کی پرچین سازی کی ہی جب کبھی کسی مقرب خاص کو کچھ عرض کرنا ہوتا تو اجازت حاصل کرکے اوسپر قدم رکھتا اور پایہ تخت کو بوسہ دیکر اور آداب بجالاکر کچھ عرض کرتا اور سنگ مرمر اور سنگ سرخ کی کٹہرہ کے پاس جمیع امرا و افسران فوج اپنے اپنے درجہ کے موافق ہاتھ باندھکر کھڑے رہتے تھے مدت ہوئی کہ اس جگہ دربار نہین ہوتا اور یہ مکان جسمین بڑے بڑے بادشاہون کے وکیلون کو قدم رکھنا نصیب نہین ہوتا تھا ویران پڑا ہوا ہے اور بادشاہی سپاہی دن رات پڑے رہتے ہین اب ہم اس مقام پر اس مکان عالیشان کا نقشہ لکھتے ہین

امتیاز محل معروف بہ رنگ محل

یہ محل معلی دیوان عام کی پشت پر واقع ہی اور اتنا بڑا اور کوئی محل نہین صحن اسکا نہایت وسیع تھا کہ اوسمین نہرین جاری تھین فوارہ چھوٹتے تھے باغ لگا ہوا تھا اب سب برباد ہوگیا اور اس صحن دلکشا مین سڑیل سڑیل مکان بن گئی ہین اگلے زمانہ مین اس محل کے صحن مین ایک حوض تھا پچاس گز سے اڑتالیس گز مین اور پانچ فوارہ اوسمین چھوٹتے تھے اور ایک نہر تھی کہ اوسمین پچیس فوارہ لگے ہوے تھے اور باغچہ تھا ایکسو سات گز کا لنبا اور ایکسو پندرہ گز کا چوڑا اور اوسکی گرد سنگ سرخ کا محجر لگا ہوا تھا اور اوسپر دو ہزار سنہری کلسیان لگی ہوئی تھین اور تین طرف اس صحن کی ستر گز کے عرض سے مکان دلکشا اور ایوانہاے دلربا بنے ہوئے تھے اور جانب غرب مین مشرف بدریا اور پائین باغ یہ عمارت ہی امتیاز محل کی کہ جس کی تعریف لکھنی طاقت بشری سے باہر ہے چہرہ اسکا باہر سے یون ہے کہ کرسی دیکر ایک چبوترہ بنایا ہے اور اوسکے نیچے دو تہ خانہ ہین بہت خوب اور اوس چبوترہ پر گویا پچ درہ تہرا دالان بنایا ہے ستاون گز کا لنبا اور چھبیس گز چوڑا بیچ کے در کے آگے صحن کیطرف ایک حوض ہے سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک پتھر کا پایہ دار کہ اوسمین ڈیڑ گز کی اونچائی سے تین گز کی چوڑی چادر پڑتی ہے اور اوسمین سے اوبل کر نیچے کے حوض مین آتی ہے اور وہان سے نہر مین بہتی اور صحن کے حوض مین جاکر باغچہ کی ہر ہر روش اور پٹری مین بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور وہ تحفہ تحفہ محرابین اور مرغولین بنائی ہین اور وہ منبت کی ہے کہ آدمی کی عقل دیکھکر حیران ہوتی ہے اور اوسکی چھت کے چارون کونون پر چار چوکھنڈیان بنائی ہین کہ اوس سے

رفعت وشان اس عمارت کی المضاعف ہوگئی ہے اس محل کے کونون پر چار بنگلہ سنگین بنے ہوے تھے تاکہ
گرمیون مین خس کی ٹٹیان لگاکر خس خانہ بنایا جاوے غور کرو کہ جب اس محل مین یہہ سب نہرین جاری ہونگی
اور فوارہ چھوٹتے ہون گے اور خس خانہ تیار ہوگا اور ٹٹیون پر پانی چھڑکا جاتا ہوگا اور ہر ایک پتلی سے پانی کی
بوندین ٹپکتی ہون گی اور درشا ہوار باآب ٹپکتے ہونگے اور ٹھنڈی ہوا چلتی ہوگی تو کیا عالم ہوگا حقیقت مین
بہشت برین کا ایک ٹکڑا ہے کہ اوسکی خوبیون کا بیان نہین ہوسکتا یہہ حال تو اوسکے صحن اور صرف رکار کا
تھا اندر سے اس محل مین اس سے سوا عجائبات ہین کہ اب ہم اس مقام پر اوسکی رکار کا نقشہ لکھکر اندر کا حال بیان کرتے ہین

حال امتیاز محل کا اندر سے

اس محل عالی کا کیا حال بیان کرون کہ کہنے کی طاقت نہین پاتا کیفیت کیونکر بیان کیجاوے اور حال کو قال مین
کیونکر ادا کیا جاوے بہرحال جیسا ہوسکتا ہے لکھتا ہون کہ اسکے بنانے والے نے اس عمارت مین عجب عجب طرح کی
کارسازیان اور نیرنگیان کی ہین ایک طلسمات کا عالم ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتا ہے جسطرح کہ اوسکی رکار
مین پانچ در محراب دار بنائے ہین اسیطرح اسکے اندر بھی محراب دار در ہین کہ ہر ہر محراب پر ہزار ہزار ابروی دلربا
دلربایان قربان ہین اور اوسکے ہر ہر مرغولہ پر لاکھ لاکھ طرہ مرغولہ وار معشوقان نثاران درون اور محرابون کے
بنانے سے بیچون بیچ مین ایک چوکھنڈی سی واقع ہوگئی ہے اوسمین ایک حوض ہے کہ اوسکی خوبی بیان نہین
ہوسکتی اوس حوض کو سنگ مرمر سے اسطرح بنایا ہے کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہے اوسکی پنکھڑیان
ایسی خوبصورت ہین کہ چمن چمن گل یاسمین ونسترن نثار کیے جاوین تو بجا ہے اور پھر اوسمین احجار رنگین
بیش قیمت سے وہ منبت کاری اور پرچین سازی اور پچی کاری کی ہے اور وہ گل بوٹے بیل پتے بنائے ہین
کہ جسکا کچھ بیان نہین نگارخانہ چین ہے کہ تماشائیون کی آنکھ جلوہ گر ہے اگرچہ یہہ حوض ساڑھے سات گز مربع
ہے لیکن عمق اس حوض کا بہت کم ہے بعینہ مثل کف دست دلبران دلربا معلوم ہوتا ہے اور اوسمین خوبی یہہ ہے
کہ جسوقت پانی بھرتا ہے اور لہراتا ہے تمام بیل بوٹے اس حوض کے ہلتے دکھائی دیتے ہین اور یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک
باغ ہے اور اوسمین ہزارون طرح کے گلہاے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین اور نسیم بہاری سے لہراتے ہین اور کیفیت
خلد برین یاد دلاتی ہین اس حوض مین ایک کانسہ ہے سنگ مرمر کا کمر کی بنا ہوا اور اوسمین اوسیطرح منبت
کاری اور پرچین سازی کی ہوئی ہے وہ کانسہ اگرچہ فی نفسہ ایک گل ہے کہ ہزار پھول اوسپر سے نثار کیے
جاوین اوسپر اوسکی ہر ایک مرڈر اور مرغول پر رنگین پتھرون سے گل بوٹے اور بیل پتے بنائے ہین کہ پھول مین سے

نقشہ نمبر ۵ متعلقہ صفحہ ۱۔ باب ۲

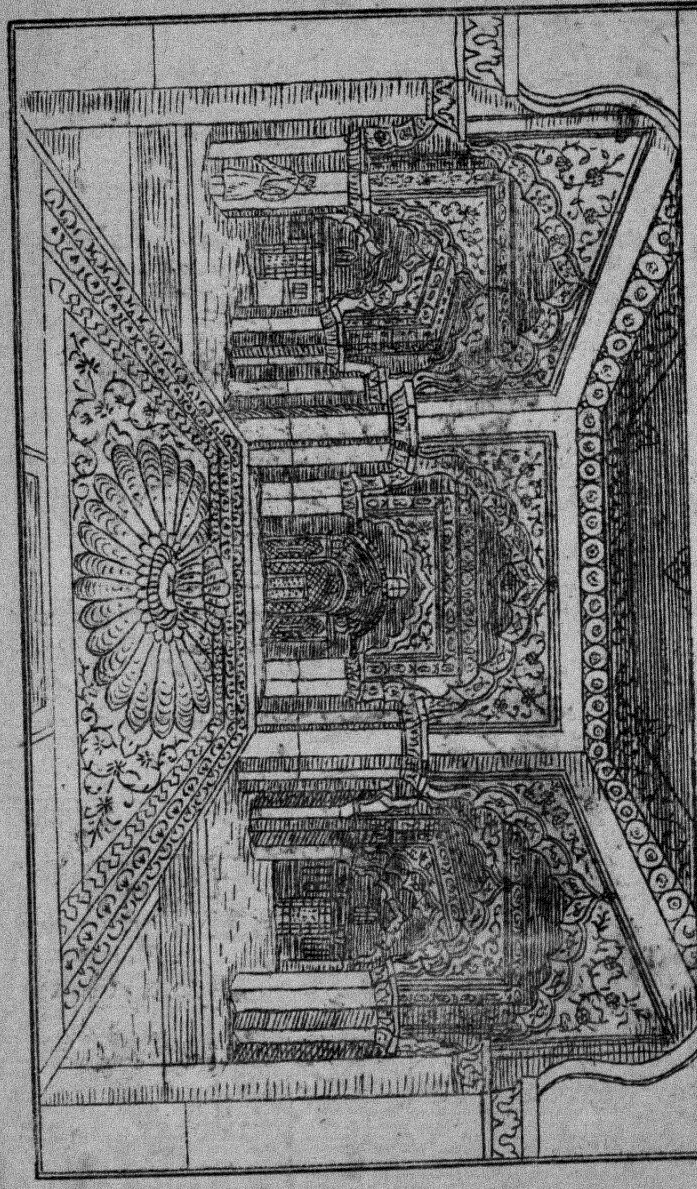

نقشہ رنگ محل کا اندر سے

بیل اور بیل مین سے پھول نکلے ہوے معلوم ہوتے ہین اوس پیالہ مین ایک سوراخ ہے اور ایک نہر بوشیدہ نیچے تلے آئی ہے اور اوس پیالہ مین سے ادبلی ہے پیالہ کی لبون پر سے پانی کا گرنا اور اوس حباب آب مین سے گل بوٹونکا نکلتا ہوا دکھائی دینا ایک عالم طلسمات معلوم ہوتا ہے نہر بہشت جو موتی محل اور دیوان خاص مین سے ہوتی آتی ہے اس محل کے بیچون بیچ مین سے گذری ہے اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہے اور ایک اور نہر اس محل مین اس حوض سے جانب شرق و غرب بہتی ہے اور جانب شرق اوس حوض مین جو صحن کیطرف رو کار کے سامنے رکھا ہوا ہے چادر ہو کر گرتی ہے ہر ایک نہر مین منبت کاری اور پرچین سازی اور پچی کاری کا وہی حال ہے جو پہلے حوض کی نسبت بیان کیا یہ محل تمام اجارہ تک اور اوسکے ستون کہ پایہ نما ہین اور محرابین سب کی سب سنگ مرمر کی ہین اور اسمین پچی کاری کی ہوئی ہے کہ سنگ مرمر اوسکا ہزار درجہ بیاض گردن جانان سے بہتر اور عقیق اوسکا رو درجہ لب لعل مہ جبینان سے خوشتر ہے اور علاوہ اسکے ہر ایک در و دیوار پر سونا لپا ہوا ہے اور سونیکے کام سے کل بوٹے بنے ہوئے ہین کہتے ہین کہ اس محل کی چھت نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت مین کسی ضرورت کے سبب وہ چھت اوکھاڑی گئی اور اوسکے بدلے تانبے کی چھت پٹرہا دی لیکن قریب پچاس برس کے عرصہ ہوا کہ حضرت عرش آرامگاہ معین الدین محمد اکبر شاہ کے وقت مین اس تانبے کی چھت کو بھی اوکھاڑ لیا اور اوسکے بدلے کاٹ کی چھت لگائی ہے کہ وہ بھی اب بوسیدہ ہو گئی ہے * کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام * اوسکے پہلو مین حجرے بنے ہوے ہین اور اوسکے بعد جانب جنوب ایک مکان ہے کہ وہ چھوٹی بیٹھک کرکے مشہور ہے اب اس مقام پر اس محل کے اندر کا نقشہ لکھکر اوسکا لکھینگے

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب امتیاز محل کے واقع ہے اور حقیقت مین قرینہ ہے خوابگاہ اعلی کا جو بڑی بیٹھک کرکے مشہور ہے اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہے لیکن مرزا جہانگیر بہادر مرحوم نے اسمین تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہجہانی نہین رہی اسواسطے اسکے نقشہ لکھنے کی ضرورت معلوم ہوئی

جھروکہ

جھروکہ عبارت ہے ایک مکان سے کہ اوسمین کھڑکیان جانب ریتی دریا ہین اور جو کچھہ تماشا وغیرہ حضور کو دیکھنا ہوتا ہے اوسمین بیٹھکر دیکھتے ہین اگرچہ غرض واضع کی یہہ نہین تھی اسواسطے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقت مین جھروکہ وضع ہوے ہین اور انکا نام درشنی تھا اور بعضے لوگ کہ

وہ سب ہندو تھے بندگان خاص اکبری کہلاتے تھے اونکا یہہ قاعدہ تھا کہ جب تک بادشاہ کی صورت دیکھ لیتے تھے اور بادشاہ کی دنڈوٹ نکر لیتے تھے بات تک نکرتے تھے اسواسطے بادشاہ ہر روز صبح کے وقت درشنی مین جاکر جلوہ افروز ہوتے تھے اور اون بندگان خاص کو اپنا درشن دکھاتے تھے بعد اوس سلطنت کے جب یہہ طریقہ موقوف ہوا اوسوقت سے انکا نام جھروکہ رکھا گیا اور سیر و تماشا گاہ مقرر ہوئی اور بعضے کہتے ہین کہ شاہجہان تک یہہ طریقہ جاری تھا مگر عہد اورنگ زیب عالمگیر مین موقوف ہوا

اسد برج

یہہ ایک برج ہے جنوبی قلعہ معلی کا اور قرینہ ہے برج شمالی کا جو شاہ برج کرکے مشہور ہے اور اوسکا حال ہم آگے بیان کرینگے یہہ برج ہرناتھ چیلہ کے ہنگامہ مین بسبب صدمہ گولون کے بالکل شکستہ و خراب ہوگیا تھا مگر عہد عدالت مہد حضرت عرش آرامگاہ معین الدین محمد اکبر شاہ مین دوبارہ بنا ہے اور جیسا تھا ویسا ہی ہوگیا ہے اس برج کو صرف ایک بہت بڑا برج خیال کرنا چاہیے اور اسکا نقشہ اپنے خیال مین کھینچ لینا چاہیے

خوابگاہ مشہور بری بیٹھک

یہہ خوابگاہ اقدس و اعلی امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہے اور یہہ ایک عمارت ہے نفیس و لطیف کہ روی زمین پر اپنا نظیر نہین رکھتی سر سے پاون تک سنگ مرمر کی ہے اور اوسمین طرح طرح سے منبت کاریکا کام اور سونے کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہین اسکے بیچ مین شد نشین کیطرح ایک مکان ہے اور اوسکے جنوب و شمال کہ دو بڑے بڑے در لداو کے سنگ مرمر اور پرچین سازی سے بنے ہین کہ اوس شہ نشین کا طول پندرہ گز اور عرض چھہ گز کا ہے اور اوسکی دو محرابون پر ایک کتابہ کہ سعد اللہ خان نے انشا کیا ہے لکھا ہوا ہے اور گرد اجارہ کے پاس سونیکی پانی اشعار لکھے ہوئے ہین کہ ہم اون سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہین

کتبہ محراب جنوبی

سبحان اللہ این چہ منزلہاست رنگین و نشیمن ہاست دلنشین قطعہ بہشت برین چون گویم کہ قدسیان ہمت بلند تماشایش آرزومند اگر ساکنان اطراف و اکناف بسان بیت العتیق بطوافش ایند رواست و اگر نظارگیان انفس و آفاق مثل حجر اسود بہ تقبیل استان رفیع الشانش شتابند سزا آغاز قلعہ والا کہ از کاخ گردون برترست و رشک سد اسکندر و این عمارت دلکشا و باغ حیات بخش کہ دو منازل چون روح در بدن است و شمع در انجمن و نہر اطہر کہ آب صافیش بینا را آئینہ جہان نماست و دانا را از عالم غیب پردہ کشا و آبشارہا کہ ہر یک کوئی سفیدہ صبحدم ہست یا لوحہ اسرار لوح و قلم و فوارہ ہا کہ ہر کدامش پنجہ نور است

نقشہ بیٹھک یعنی خوابگاہ مع مثمن برج

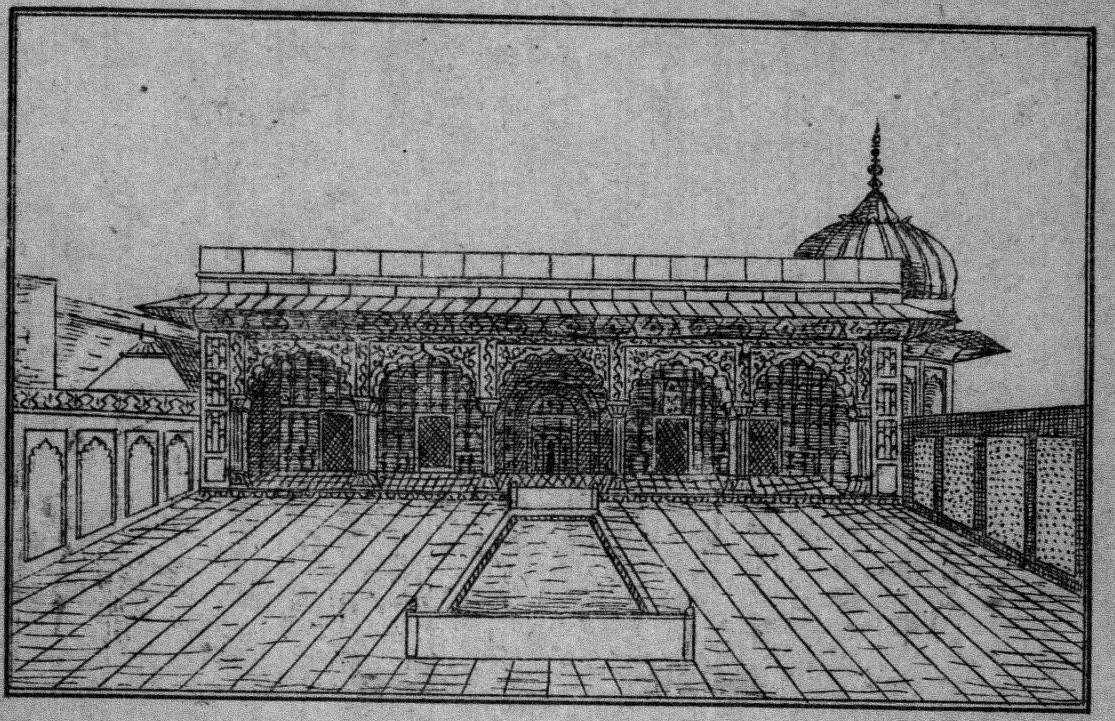

کتبہ محراب شمالی

بصافحہ اسمانیا بالمثل بالاملی مثلالی است بالتمام زمینیان نازاغ و حوض کہ ہمہ از آب زندگانی پر بد بصفا رشک فردوس چشمہ خور بود دوازدہم ذی الحجہ سال جلوس دوازدہم اقدس مطابق ہزار و چہل و ہشت ہجری بعالمیان نوید کامرانی داد و انجامش کہ بصرف پنجاہ لک روپیہ صورت پذیرفت بست و چہارم ربیع الاول سال بست و یکم جلوس ہمایون موافق سنہ ہزار و پنجاہ و ہشت بفر قدوم میمنت لزوم گیتی خدیو گیہان خداوند بانی این مبانی آسمانی شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی در فیض بروی جہانیان بکشاد

ابیات

شہنشاہ آفاق شاہجہان — باقبال ثانی صاحبقران — در ایوان شاہی بصد احتشام — چو خورشید بر چرخ بادا مدام

اساس بست تا نا گزیر این بنا — بود قصر اقبال او عرش سا — زہی دلنشین قصر پر استہ — بہشتی بصد خوبی ارستہ

شرافت یکی آیہ در شان او — سعادت دلآغوش ایوان او — چو درین سرلے سرور — کند از جبہہ دور

بپالیش سر صدق ہر کس سفو — چو دریای چون آبرویش فرو — زمانہ چو دیوار او بر فراشت — بہ پیش رخ مہر آئینہ داشت

زبس روی دیوارش آراستست — ز نقاش چین رونما خواستست — چنان بر سرش دست آباد کرد — کہ گردون بلندی از و وام کرد

ز فوارہ و حوض و دریا نشان — بآب زمین شستہ رو آسمان — جو جای شہنشاہ عادل بود — ازان بادشاہ منازل بود

اس شہ نشین کے آگے ایک پیچ در وہ والان ہے نر اسنگ مرمر کا پرچین کا نہایت نفیس و لطیف بیش گز کا لنبا اور چھ گز کا چوڑا اور اہرا و سہرا اوس والان کے بھی محرابین ہین اور جورے ہین کہ غربی حجرہ مین سے دیوان خاص کو رستہ جاتا ہی اور اوسکو خاصی ڈیوڑہی کہتے ہین اس والان کے بیچین ایک حوض ہے سنگ مرمر کا عجیب و غریب کہ ایسا حوض نہ دیکھنے مین آیا اور نہ سنے مین اون لوگون کو کیا تمیز سوجھتی تھین کہ ایسے ایسے عجایبات بنا سکتے تھے اوسکی کیفیت اوس حوض کی یہہ ہے کہ وہ ایک حوض ہے مستطیل بہت تحفہ سنگ مرمر کا بغیر فوارہ کے یعنی اوسمین فوارہ نہین ہے مگر اوسکا تہ پر طرح طرح کے رنگین اوبیش قیمت پتھرون سے ہزارون طرح کے گل بوٹے اور بیل پتی بنائے ہین اور ہر ہر پھول کی پنکھڑی مین ایک ایک چھید رکھا ہے کہ جب پانی چھوڑتے ہین اون سوراخون مین سے فوارے چھوٹتے ہین اوس حوض کی پچی کاری مین ہزارون پنکھڑیان ہین اور ہزارون چھید اس سبب سے ہزارون دھارین فوارہ کی نکلتی ہین اور نہایت مرتفع ہوتی ہین اسواسطے کہ اوسکا منبع بہت بلند ہے اور ان فوارون سے جو کیفیت ہوتی ہے اپنے خیال مین خیال کرو کہ کیا عالم ہوگا اور کیا لطف دکھائی دیتا ہوگا اس والان کے آگے

صحن ہے وسیع دلکش سنگ مرمر کا فرش اوسمین کیا ہوا ہے اور نہر بہشت بہتی ہے اور رنگ محل مین چلی جاتی ہے اور اس عمارت کی جانب شرق کو مشرف بدریا برج طلا ہے کہ اوسکو برج شمن بھی کہتے ہین چنانچہ اب ہم اوسکا حال لکھتے ہین

برج طلا معروف شمن برج

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہہ برج ہے شمن سر سے پاون تک سنگ مرمر کا اور بدستور اور مکانات عالی کے اوسمین بھی سونیکا کام اور پرچین سازی اور بینت کاری کی ہوئی ہے اور اوسکا بچ اور کلس سنہری ہے اور اسی سبب سے اوسکو سنہری برج بھی کہتے ہین اور سبب شمن ہونیکے شمن برج بھی کہلاتا ہے تین ضلع اسکے عمارت خوابگاہ کی طرف ہین اور پانچ جانب دریا مشرف ہین اون پانچون ضلعون مین سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہین اور اوسمین ایک دریچہ نشیمن بطور برآمدہ کے جانب دریا بنا ہوا ہے چنانچہ اب ہم اسمقام پر ایک نقشہ لکھتے ہین کہ خوابگاہ اور یہہ برج سب اوسمین موجود ہے

شاہ محل معروف بدیوان خاص

یہہ ایک عمارت ہے نامی اور مشہور بے مثل و بے عدیل کہ روی زمین اسکا نظیر نہین رکھتی اور ایسی خوش قطع ہے کہ دوسری دیکھنے مین نہین آئی خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بہت بڑا چوک ہے اوس چوک کے ضلع شرقی مین ڈیڑھ گز کا اونچا چبوترہ بنایا ہے اسّی گز کا لمبا اور چھبیس گز کا چوڑا اوسکے بیچوبیچ مین دیوان خاص کی عمارت ہے نتیس گز کی لمبی اور چھبیس گز کی چوڑی سر سے پاون تک سنگ مرمر کی ایسا سنگ مرمر کہ سپیدہ صبح اوسکے سامنے شب دیجور سے بدتر معلوم ہوتا ہے اور سرتاسر اسکے چہین چار گز کے عرض سے نہر بہشت بہتی ہے اس عمارت کے بیچوبیچ مین پایہ نما ستون بنا کر اٹھارہ گز کے طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنایا ہے اور اوسکے بیچوبیچ مین ایک چبوترہ ہے اوس چبوترہ پر تخت طاؤس رکھا جاتا ہے اور اوسپر حضور والا اجلاس فرماتے ہین اور اس مکان کے گرد پایہ نما ستون لگا کر مکان بنایا ہے در و دیوار و ستون و مرغول اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہے اور اوسمین اجارہ عقیق و مرجان اور اور اجار بیش قیمت سے پچی کاری کی ہے اور بیل بوٹے پھول پتے بنائے ہین کہ اونکے دیکھنے سے قدرت الٰہی یاد آتی ہے اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونیکا کام کیا ہوا ہے اور سونیکے پانی سے گویا لیپ دیا ہے اندر کے رخ محرابون کے اوپر سونیکے پانی سے یہہ شعر لکھا ہوا ہے ؎ اگر فردوس بر روئی زمین است ہمین است و ہمین است و ہمین است ؎ یہہ عمارت جانب شرق سے مشرف بدریا ہے اور اوسطرف کی دو رویہ مین جالیان لگا کر آئینہ بندی کی ہے اور جانب غرب اسکا صحن ہے ستر گز سے ساٹھ گز کا اور اوس صحن کے گرد مکانات اور انوپا سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہین جانب غرب اس صحن کے دروازہ ہے کہ دیوان عام سے اوسمین رستہ آتا ہے

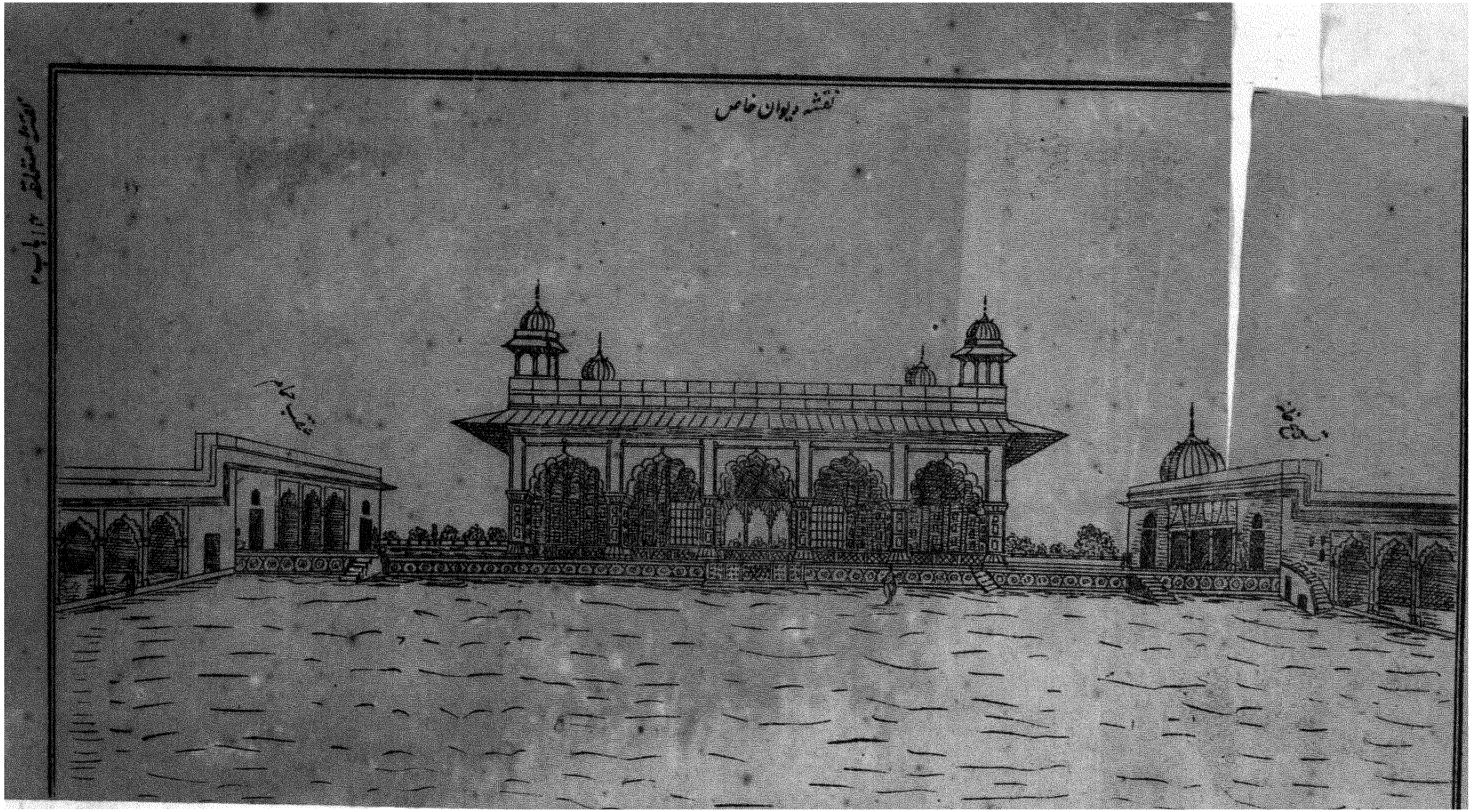
نقشه دیوان خاص

اور اوس دروازہ کے آگے لال پردہ تنا رہتا ہے اور سب امرا وقت دربار کے اس لال پردہ کے پاس سے آداب وتسلیمات بجالاتے ہین اور جانب شمال رستہ ہے حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑہی خاص کی اور اس کوچہ کے در کے سامنے صحن کیطرف ایک کٹہرہ ہے سنگ مرمر کا اوسکو چوکھندی دیوان خاص کہا کرتے ہین غرض کہ یہ عمارت بھی عجائب روزگار سے ہے اسکی چھت بھی نری چاندی کی تھی مگر مسہٹہ اور جاٹ گردی مین اوکھڑ گئی

تسبیح خانہ

اسی چبوترہ پر جسپر یہ عمارت عالی بنی ہوئی ہے جانب جنوب کہ عقب ہے خوابگاہ معلی کا ایک دالان بنا ہوا ہے اور وہ تسبیح خانہ کرکے مشہور ہے کبھی کبھی جب خلوت کرنی منظور ہوتی ہے یا دربار امرا سے مخصوص کا ہوتا ہے حضور والا یہان بھی اجلاس فرمایا کرتے ہین اس دالان کی دیوار پر بیچ بیچ مین سنگ مرمر کی میزان بنی ہوئی ہے اور وہان میزان عدل لکھا ہوا ہے اور بہت سا سنہری کام کیا ہوا ہے کیا اچھا آدمی تھا جسنے اس مقام پر میزان عدل بنائی ہے کہ بروقت عبادت کے بادشاہ اوسکو دیکھے اور یاد کرے کہ قیامت کے دن میزان عدل الٰہی کھڑی ہوگی بادشاہ اور غریب سب برابر ہون گے اور سب کے اعمال تولے جاوین گے اسیطرح بادشاہ کو بھی لازم ہے کہ انصاف سے کام کرے اور ہر امر کو میزان عدالت مین جانچ کر حکم دے اسی تسبیح خانہ مین ہے خوابگاہ کا رستہ ہے کہ وہ خاص ڈیوڑہی کہلاتی ہے

عقب حمام

جانب جنوب اس عمارت کے حمام ہے کہ روی زمین پر اپنا مثل نہین رکھتا اور اسطرف کے جو مکانات ہین وہ عقب حمام کہلاتے ہین چنانچہ اب ہم اسمقام پر دیوان خاص کا نقشہ لکھتے ہین کہ تسبیح خانہ بھی اوسمین دکھائی دیتا ہے اور کچھ مکانات عقب حمام کے بھی معلوم ہوتے ہین اوبعد اسکے حمام کا حال علاحدہ لکھین گے

حمام

یہ حمام دلکشا و بے عدیل کہ روی زمین پر اپنا نظیر نہین رکھتا تین درجہ کا ہے سو اسطے بخوبی معلوم کرنے کے تینون درجون کا علاحدہ علاحدہ بیان کیا جاوے

درجہ اول حمام مسمے بہ جامہ کن

یہ درجہ حقیقت مین جامہ کن ہے کہ پہلے اس درجہ مین گئے یا نہانے کے بعد بیٹھے اور کپڑے پہنے اور کچھ کھایا اگرچہ اس درجہ کی عمارت بھی بہت خوب ہے اور کمرے کی طرح پر اسکے درجہ بنے ہوئے ہین اور جا بجا تک نرا سنگ مرمر کا ہے اور پچین کاری کا کام کیا ہوا ہے اور جانب شرق مین جالیان لگا کر آئینہ بندی کی ہے کہ اوسمین سے دریا اور سبزہ اور جنگل کی کیفیت دکھائی دیتی ہے لیکن میرے نزدیک اس درجہ کا نقشہ کھینچنا فضول تھا اسواسطے صرف

حال مختصر پر اکتفا کیا اور واضح ہو کہ بیٹے لوگ اس درجہ ہی کو عقب حمام بولتے ہین

درجہ دوم حمام مسمے ابسرد خانہ

یہہ درجہ عجیب و غریب ہے کہ اسکا نظیر چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اس درجہ مین جانب شمال کو ایک شہ نشین ہے سر سے پاون تک سنگ مرمر کی نہایت بنہت کا اور پرچین سازا و پچی کاری اور اسکے آگے ایک درجہ ہے مربع نرا سنگ مرمر کا اور اوسکے فرش سے لیکر چھت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھر سے پچی کاری کی ہوئی ہے اور طرح طرح کے بیل بوٹے بنائے ہین اس درجہ کے فرش کی پچی کاری ایسی خوب ہے کہ اوسکا بیان ممکن نہین غور کرکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزار قالین ایرانی اوسکی ایک گل کاری کے آگے ہیچ رونق ہے اور اوسکے بیچون بیچ مین ایک حوض ہے مربع اسیطرح کا پرچین کار اور اوسکے چارون کونون پر چار فوارے ہین سنہری کہ وہ چھوٹا کرتے ہین اور اون فوارون کو اسطرح محرف لگایا ہے کہ چارون فوارون کی دھار ملکر حوض کے بیچ مین پڑتی ہے اور گرد اسکے دیوار سے ملی ہوئی ایک نہر جدول کے طور پر ایک گز کے عرض سے جاری ہے غرض کہ اس نفاست و لطافت سے کوئی مکان نہین علاوہ اسکے اس درجہ مین یہہ خوبی ہے کہ اگر چاہین تو یہہ درجہ سرد رہے اور نہر اور حوض مین بھی پانی سرد جاری رہے اور چاہین اوسکو بھی گرم کردین کہ فرش سے لیکر چھت تک گرم ہو جاوے اور فوارے گرم ہی چھوٹین اور نہر بھی گرم ہی پانی کی بہئے بہرحال اب ہم اس مقام پر اس درجہ کا نقشہ لکھتے ہین

درجہ سوم حمام مسمے بگرم خانہ

یہ درجہ تیسرا ہے اس حمام کا اور اوسکی جانب غرب حوض آب گرم کے بنے ہوئے ہین اور ترے سنگ مرمر کے ہین کہ اس حمام مین سوا سو من لکڑیون کا نقصہ دیا جاتا تھا اور اوسکے آگے ایک مربع درجہ ہے اور اوسکے بیچ مین سنگ مرمر کا چبوترہ ہے کہ اوس پر بیٹھکر نہایا کرتے ہین اور جانب شمال بدستور دوسرے درجہ کی شہ نشین بنی ہوئی ہے، اور اوس شہ نشین پر ایک بہت بڑا استیل حوض ہے اور اوسمین بھی یہہ خوبی ہے کہ چاہین اوس حوض کو گرم پانی سے بھرین خواہ سرد پانی سے اس درجہ کا بھی فرش اور چبوترہ اور حوض اور دیوارین اجارہ تک بالکل بنت کاری ہین اور طرح بطرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھر اسمین جڑے ہین اور اوسکے پھول اور بیلین بنائی ہین کہ اوس گل کاری کے سبب باغ کا سا عالم دکھائی دیتا ہے صفائی اسکی بیان سے باہر ہے اور یہہ شعر بعینہا اسی مقام پر صادق آتا ہے

زہی صفائی عمارت کہ در تماشایش * بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار * غرض کہ اب ہم اس مقام پر اس درجہ کا نقشہ لکھتے ہین کہ اوسکے دیکھنے سے اس عمارت کی خوشنمائی اور خوبصورتی معلوم ہوتی ہے

نقشہ نمبر ۷ متعلقہ صفحہ ۱۶ - باب ۲

نقشہ سردخانہ حمام

نقشہ نمبر ۸ متعلقہ صفحہ ۱۶ باب

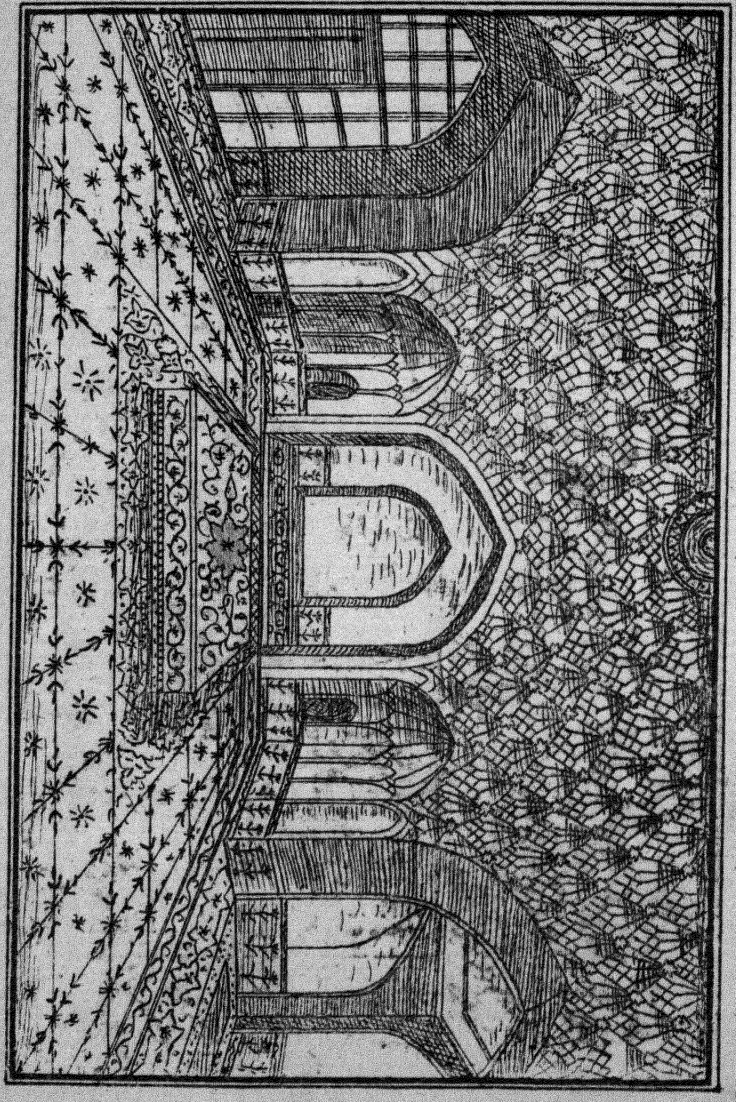

نقشہ گرم خانہ حمام

نقشہ نمبر ۹ متعلقہ صفحہ ۱۷ - باب ۲

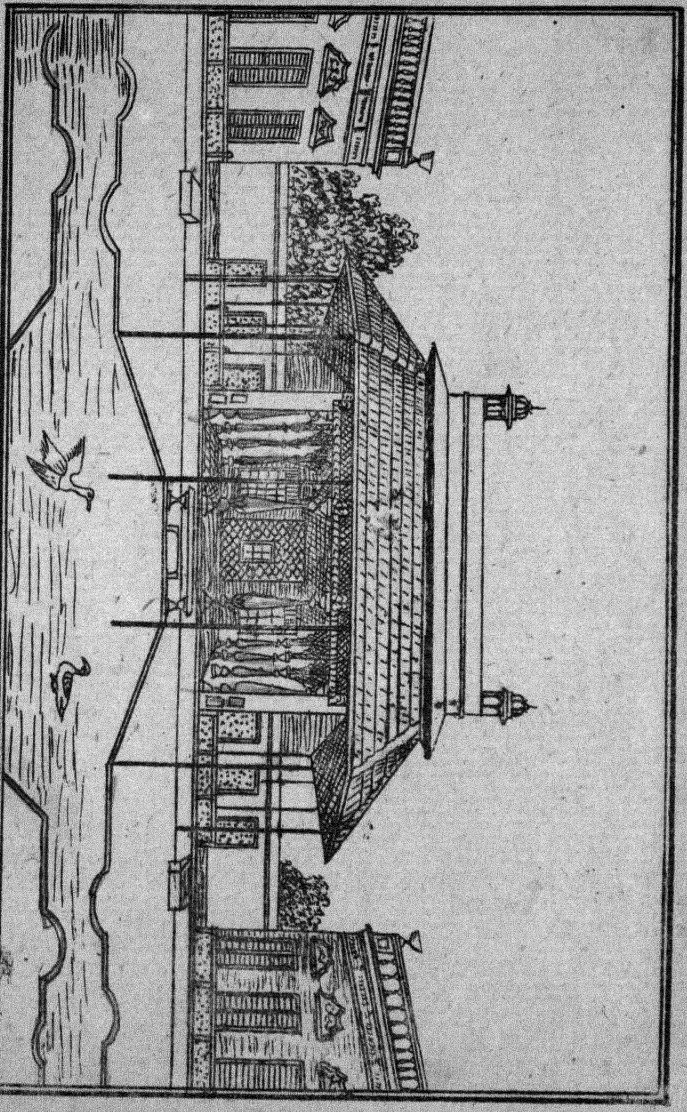

نقشہ ہیرا محل

نقشہ متعلقہ صفحہ ۱۷ باب دوم

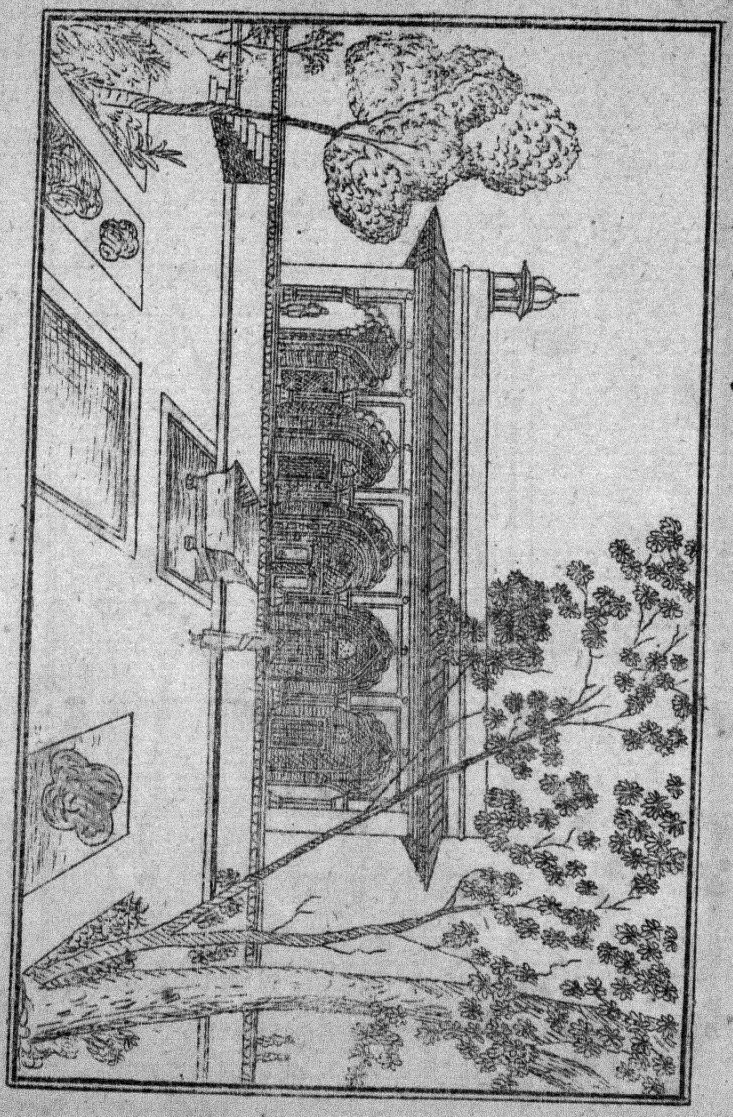

نقشہ موتی محل

ہیرا محل

جانب شمال اس حمام کے موتی محل ہے اور دسمین اور حمام مین صحن چھوٹا ہوا ہے اور اوس صحن مین چار گز کے عرض کی ایک نہر بطور ماہیچ کے سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے اور یہہ وہی نہر ہے جسکا نام نہر بہشت ہے اور دیوان خاص اور رنگ محل مین جاری ہے اوس صحن کے بیچ مین نہر کے کنارہ پر ایک بارہ دری بڑی سنگ مرمر کی بنائی ہے اور اوسکی چھت کے چارون کونون پر چار چھوٹی چھوٹی چوکھنڈیان بنائی ہین اور اونکی میان سنہری ہین یہہ محل بھی نرا سنگ مرمر کا ہے اور بہت نازک اور خوبصورت بنا ہے یہہ محل قدیم نہین ہے بلکہ چار پانچ برس ہوے کہ حضرت ابوالظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ نے بنایا ہے صفائی اور نفاست اسکی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اوسکی بیان سے باہر ہے اس صحن مین جو نہر جاری ہے وہ بہت خوشنما ہے اور اسطرح سے ماہیچہ سے بنائی ہے کہ اوسکا بیان نہین ہوسکتا اگلے زمانہ مین اس نہر کے بیچ مین سنہری روپہلی پچیس فوارہ لگ رہے تھے اور ہمیشہ چھوٹا کرتے تھے مگر اب نہر تو ٹوٹی پھوٹی باقی رہگئی ہے لیکن فوارونکا نام نہین رہا اپنا لہو آپ پیتے ہین اور خاموش ہوگئے ہین غرض کہ اس مقام پر ہم اونکا نقشہ لکھتے ہین اوسکو دیکھو اور قدرت الٰہی کو یاد کرو

موتی محل

یہہ ایک محل ہے سنگ سرخ کا اور اوسکو سنگ پچھائی سے سفید کرکے رنگا میزی اور طلا کاری کے گل بوٹے بنائے تھے اسمین ایک درجہ ہے پندرہ گز کا لنبا اور آٹھ گز کا چوڑا مشتمل دو شہ نشینون پر اور اوسکے بیچ مین ایک حوض ہے چار گز کا لنبا اور تین گز کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہے آٹھ گز کا لنبا اور پانچ گز کا چوڑا اور ایوان ہین رفیع پانچ پانچ درکے کہ جانب شرق سے مشرف بدریا ہے اور جانب غرب سے مشرف بہ باغ حیات بخش اور ہر ایک ایوان کا طول تیس گز کا اور عرض ساٹھ گز کا ہے اندر کی عمارت مین اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور باقی سنگ سرخ کا ہے اور اوسکو سنگ پچھائی سے سفید کیا ہے اور اسمین یک حوض اور نہر ہے اوسمین سے ایک چادر دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض مین پڑتی ہے کہ وہ حوض بھی عجایب روزگار سے ہے چنانچہ ہم اب اس حوض کا بیان لکھتے ہین

بیان حوض

یہہ حوض ایک سنگ مرمر کا بے جوڑ ہے کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا بے جوڑ حوض روے زمین پر نہوگا حقیقت اسکی یہہ ہے کہ یہہ پتھر اتنا بڑا بے جرم مکرانہ کی کان مین سے نکلا جو کہ صفائی اور شفافی مین بے نظیر تھا اسواسطے بہ حکم حکم معلی کے اوسکا حوض بنایا گیا کہ چار گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا عمیق پایہ دار بنا کہ تمام حوض معہ پاون کے ایک پتھر کا

بعد تیار ہونے اوس حوض کے مکرانہ سے کہ دار الخلافہ سے دو سو گوس بادشاہی کی مسافت رکھتا ہے باحتیاط لائے اور اس مقام پر لاکر رکھدیا کہ اس موتی محل کی جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات تھے اور اب بھی موجود ہین مگر اوسمین کچھ نقصان بھی آگیا ہے اور اب حالمین حضور والا نے اس محل کے نیچے ایک چھوٹا سا تہ خانہ بنایا ہے اور اکثر اوسمین اور اس محل مین آرام فرمایا کرتے ہین غرض کہ یہہ مکان بھی بہت نامی اور نہایت نفیس ہے کہ اب ہم اس مقام پر اوسکا نقشہ لکھتے ہین تاکہ جسقدر ممکن ہو اوس نقشہ کی دیکھنے سی اوسکی خوبی اور خوشنمائی دریافت کرسکے اور وہ نقشہ یہہ ہے

موتی مسجد

یہہ ایک مسجد ہے حمام کے پیچھے مشرف بہ حیات بخش سر سے پاون تک سنگ مرمر کی فرش اوسکا اور در و دیوار محراب و مرغول اور چھت اور منڈیر سب کی سب سنگ مرمر کی ہین اور پھر اوسپر وہ منبت کاری کی ہوئی ہے اور ایسے گل بوٹے بیل پتے بنائے ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین حقیقت مین ایسی منبت کاری تمام قلعہ مین کسی مکان پر نہین بلکہ قلعہ کیا روی زمین پر بھی نہوگی اس مسجد کے تین در ہین بہت خوشنما اور چھوٹے چھوٹے دو مینار ہین اور تین گنبد ہین سنہری اور اسی سبب سے بعضے لوگ اسکو سنہری مسجد بھی کہتے ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہے بہت چھوٹا اور بسبب اسکے کہ وہ دہ در دہ سے چھوٹا تھا پاک رہنا مشکل معلوم ہوا اسواسطے اسمین ایسی ترکیب رکھی ہے کہ بھادون مین سے اس حوض مین پانی آتا ہے اور اوبل کر ہر وقت بہتا رہتا ہی گویا یہہ حوض بھی چشمہ جاری ہے اور اس مسجد کی جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہے واسطے عبادت اور وظیفہ وظائف کے اوسمین بھی ایک مختصر کم عمق بہت نفیس حوض ہے اور اوسکی گرد آئینہ بندی کی ہوئی ہے اس مسجد کو حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے سنہ دو جلوس مین بنایا ہے اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ اوسپر خرچ ہوئے ہین اور عاقل خان نے یہہ تاریخ اوسکی پائی ہے × ان المساجد للہ فلا تدعو مع اللہ احدا × غرضکہ ۱۰۳۶

یہہ مسجد بھی عجائب روزگار ہے اور یہہ اوسکا نقشہ ہے

باغ حیات بخش

یہہ باغ خدا کی قدرت کا نمونہ ہے اوسکے دیکھنے سے دل کو فرحت تازہ اور جان کو نشاط بی اندازہ حاصل ہوتی ہے اسکے دیکھنے سے نقشہ بہشت برین کا آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہے ہر درخت اسکا رشک قامت یار اور ہر گل اسکا غیرت گل رخسار اسکی سمن کے آگے بنا گوش بار خجل اور اسکی بنفشہ کے سامنے زلف خوبان

نقشہ نمبر ۱۱ متعلقہ صفحہ ۱۸ - باب ۲

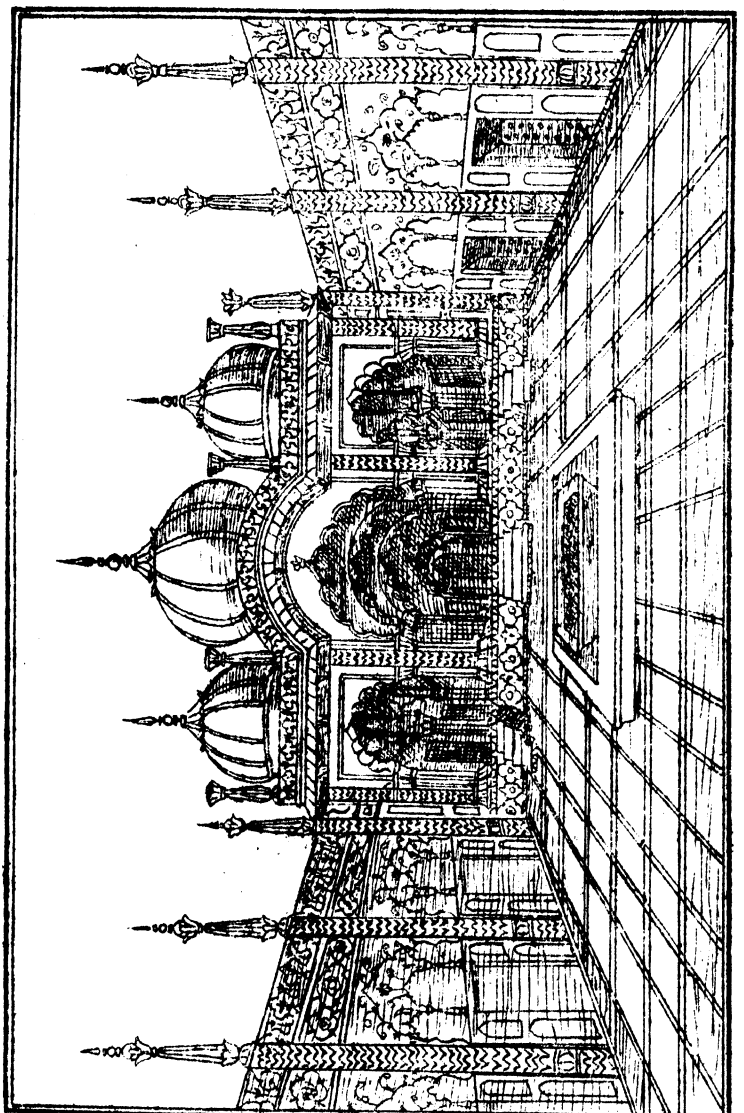

نقشہ موتی مسجد

نقشہ نمبر ۱۲ متعلقہ صفحہ ۱۹ باب ۲

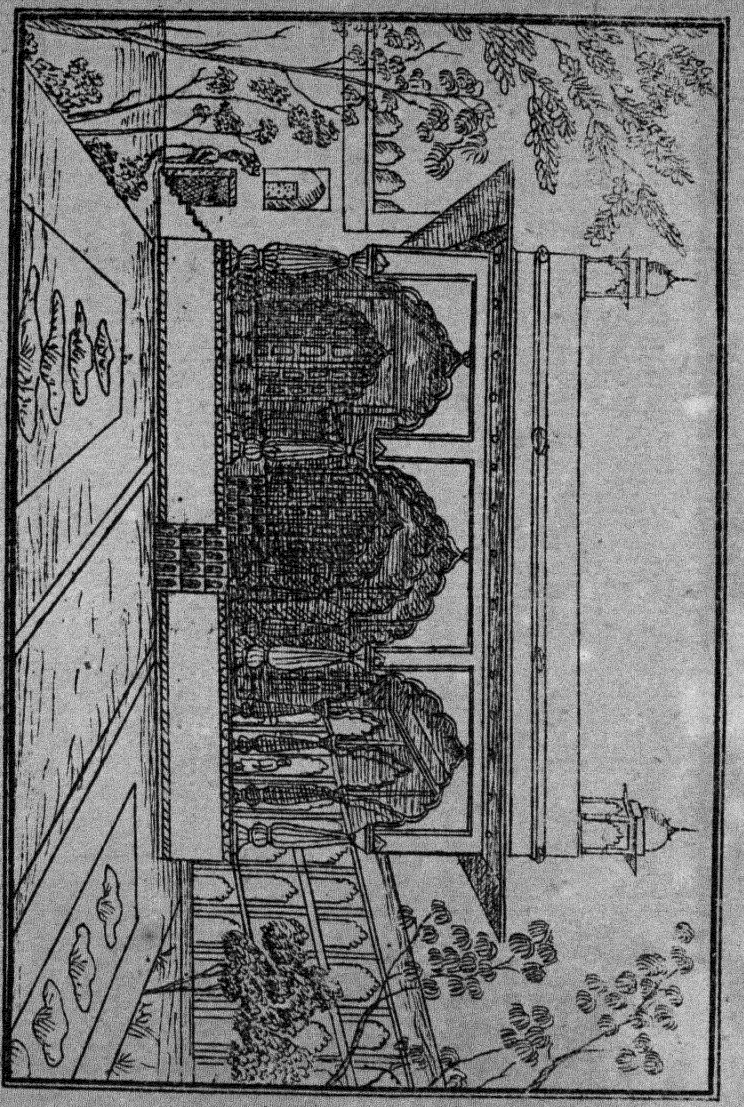

نقشہ بھادون

منفعل اس باغ کے بیچون بیچ مین ایک حوض کلان ہے اور حوض کے چارون طرف سنگ سرخ کی نہرین چھہ گز کے عرض سے بہتی ہین اور ہر ہر نہر مین تیس تیس فوارہ چاندی کے چھوٹتے تھے اور روش مین نہرہی کا پانی آتا ہے اور گلہاے مطرا اور درختان دلکش کی تازگی کا باعث ہوتا ہے اور حوض کی دو جانب مین دو مکان واقع ہین کہ اونکو ساون بھادون کہتے ہین ان دونون مکانون کا حال ہم آگے بہ تفصیل لکھتے ہین طول اس باغ کا دو سو پچاس گز اور عرض ایک سو پچیس گز کا ہی الغرض ایک کیفیت سبزہ و گل اور آب جاری اور ہواے ملائم اور صحن دلکشا کی قابل بیان کی نہین ۔ صد ہزاران گل شگفتہ و رد سبزہ بیدار و آب خفتہ و رد

بھادون

اس باغ مین جانب جنوب ایک مکان ہے سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اوسکو بھادون کہتے ہین چہرہ اوسکا یہ ہے کہ ایک چبوترہ کرسی دیکر بنایا ہے اور اوسپر سولہ ستون لگا کر ایک ایوان دلکش تعمیر پایا ہے مشتمل اوپر دو ایوان کے جانب شرق و غرب اور دو بنگلہ ہین آگے اور پیچھے کہ ان ستونون کے سبب بیچو بیچ مین ایک چوکھنڈی بن گئی ہے اور اوسمین ایک حوض سنگ مرمر کا چار گز پندرہ لمسو کا مربع اور ڈیڑہ گز کا گہرا اوس مکان مین نہر بہشت سے نہر آتی ہے اور حوض مین چادر ہو کر پڑتی ہے اور نہر اوسمین سے نکلکر آگے ایک اور چادر چھوٹتی ہے اور نہر مین پڑتی ہے یہ عمارت بھی بہت نادر ہے اور اسمین پانی کا پڑنا اور چادر کا چھوٹنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بھادون کا مینہ برستا ہی اور اسی سبب سے اس مکان کا بھادون نام رکھا ہے اب اس مکان مین پانی آنیکا اور چادرین چھوٹنے کا رستہ بالکل بند ہو گیا ہے اس مکان کے حوض اور چادرون مین محرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنا دیے ہین کہ دنکو اونمین گلدانہاے رنگین رکھے جاتے تھے اور رات کو شمع کافوری روشن ہوا کرتی تھین کہ اوسکے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے اُن پھولونکی خوشنمائی اور چراغون کی روشنی عجب عالم دکھاتی تھی اسکی چھت کے چارون کونون پر بھی چار برجیان چوکھنڈی کی سنہری بنی ہوتی ہین چنانچہ اب ہم اس مقام پر اوسکا نقشہ لکھتے ہین کہ اوسکی دیکھنے سے اس عمارت عجیب کی خوبی معلوم ہوتی ہے

حوض باغ حیات بخش

اس باغ کے بیچون بیچ مین یہ ایک حوض ہے کہ چشمہ خضر اسکے آب زلال کا تشنہ ہے عرض و طول اسکا ساٹھہ گز سے ساٹھہ گز کا ہے اور اوسکے بیچمین اونچاس فوارہ چاندی کے لگے ہوے تھے اور ہر دم چھوٹا کرتے تھے اور علاوہ ان فوارون کے گرداگرد اس حوض کے ایکسو بارہ فوارہ چاندی کے مائل جانب حوض تھے اور وہ بھی مدام چھوٹا کرتے تھے اب ان فوارون کا نام نہین رہا مگر ہر جگہہ چھید باقی رہ گئے ہین بیت دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جس جگہہ کہ داغ ہے یہان پہلے درد تھا

ظفر محل

عرصہ چار پانچ برس کا ہوا کہ اس حوض کے بیچون بیچ مین حضرت ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی نے ظفر محل بنایا ہے سر سے پاون تک سنگ سرخ کا اوسکے بیچ مین ایک درجہ ہے اور اوسکے چارون طرف غلام گردش کے طور پر مکان اور کونون پر حجرہ اور چارون ضلعون پر نشیمن ہین اور ایکطرف اس مکان مین آنے جانیکا پل بنایا ہے غرض کہ یہ مکان جدید بھی بہت تحفہ ہے چنانچہ اب اس مقام پر ہم ایک نقشہ لکھتے ہین کہ اوسمین ان دونون مکانون کا نقشہ جو دیکھنے سے موجود ہے

ساون

اسی باغ مین جانب شمال یہ عمارت ہے نری سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت تحفہ کہ اوسکی لطافت اور نفاست حد بیان سے باہر ہے اور چہرہ اسکا بعینہ مثل چہرہ بھادون کے ہے بال برابر بھی فرق نہین گویا ایک مکان کو چھپاو اور ایک کو نکالو اور ایک ذرہ فرق نہین اور اسیطرح اسمین بھی چادر بنی ہوئی ہے اور حوض بھی بنا ہے اور اوسیطرح گلدان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بنائے ہین جو کہ نقشہ ساون اور بھادون کا بہت مطابق تھا اسواسطے ہمنے بھادون کا نقشہ تو باہر سے کھینچا ہے اور ساون کا نقشہ اندر سے کھینچے ہین تاکہ اوس سے شان عمارت کی اور اس سے خوبی حوض اور طاقہاے چراغان معلوم ہو اور اس سبب سے کہ اس مکانمین پانی کی آمد اور چادر کا پڑنا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ساون کا مینہ اسیواسطے اس عمارت کا ساون نام رکھا ہے اور یہ اوسکا نقشہ ہے

برج شمالی معروف بہ شاہ برج

یہ برج بھی عجائب روزگار سے ہے کہ ایسا برج نہ دیکھا نہ سنا قطر اس برجکا سو گز کا ہے اور اوسکی عمارت تین طبقہ پر ہے پہلے طبقہ کو زمین سے بارہ گز گہرا کھود کر بنایا ہے اور اسکی چھت اندر سے گول اور اوپر سے مسطح ہے یہ عمارت تمام سنگین ہے اجارہ تک تو سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے اور اوسمین احجار رنگین سے پچی کاری کی ہوئی ہے اور اجارہ سے چھت تک سنگ پٹھانی سے سفید کرکے ستھری گل بوٹے بیل پتے بنائے ہین یہ درجہ مثمن ہے اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہے اور اوسمین چار طاق اور دو نشیمن نیم مثمن شرف بدریا بنائے ہین اور اوسکی روکار سنگ مرمر کی ہے طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز کا ہے اور غربی اور جنوبی طاقون کا طول چار گز اور عرض تین گز کا ہے اور مثمن درجہ کے بیچ مین ایک حوض ہے تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور بغایت خوشنما کہ اوسکی بنت کاری دیکھکر عقل حیران رہجاتی ہے اور صنعت الہی یاد آتی ہے اور غربی طاق مین ایک آبشار ہے اور چھوٹے چھوٹے طاق محراب دار بنائے ہین کہ اونمین دنکو پھول اور

نقشه ظفر محل مع حوض مهتاب باغ

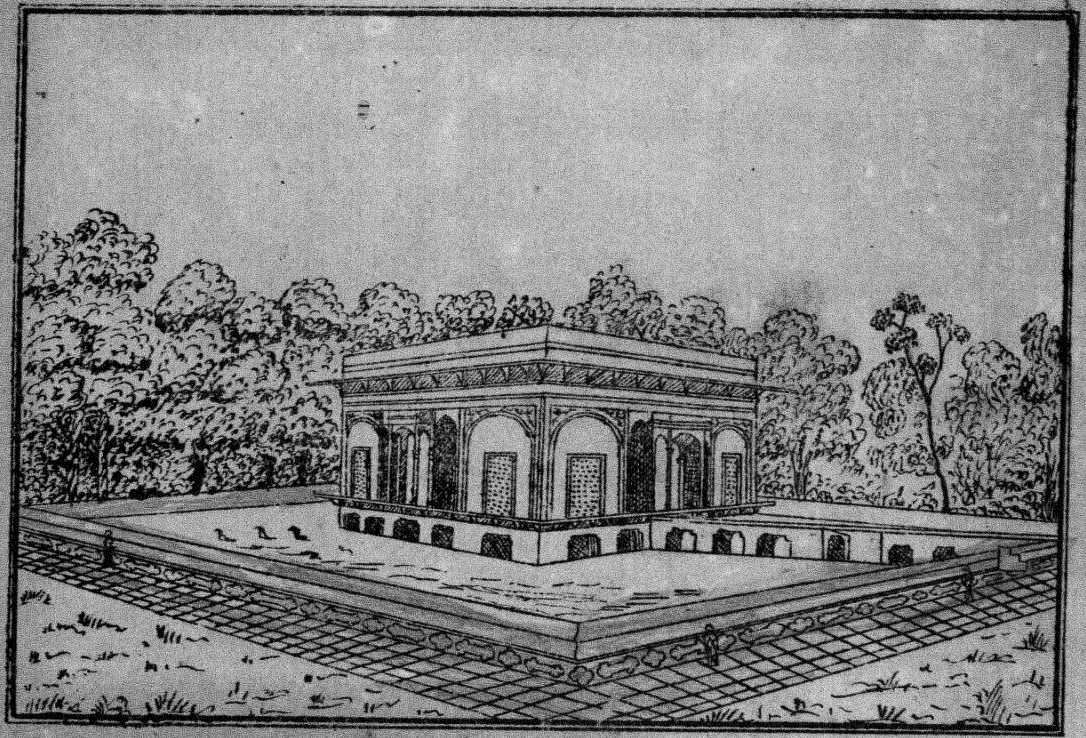

نقشه نمبر ۱۳ متعلقه صفحه ۲۰ باب ۲

نقشہ نمبر ۱۴ متعلقہ صفحہ ۲۰ باب ۲

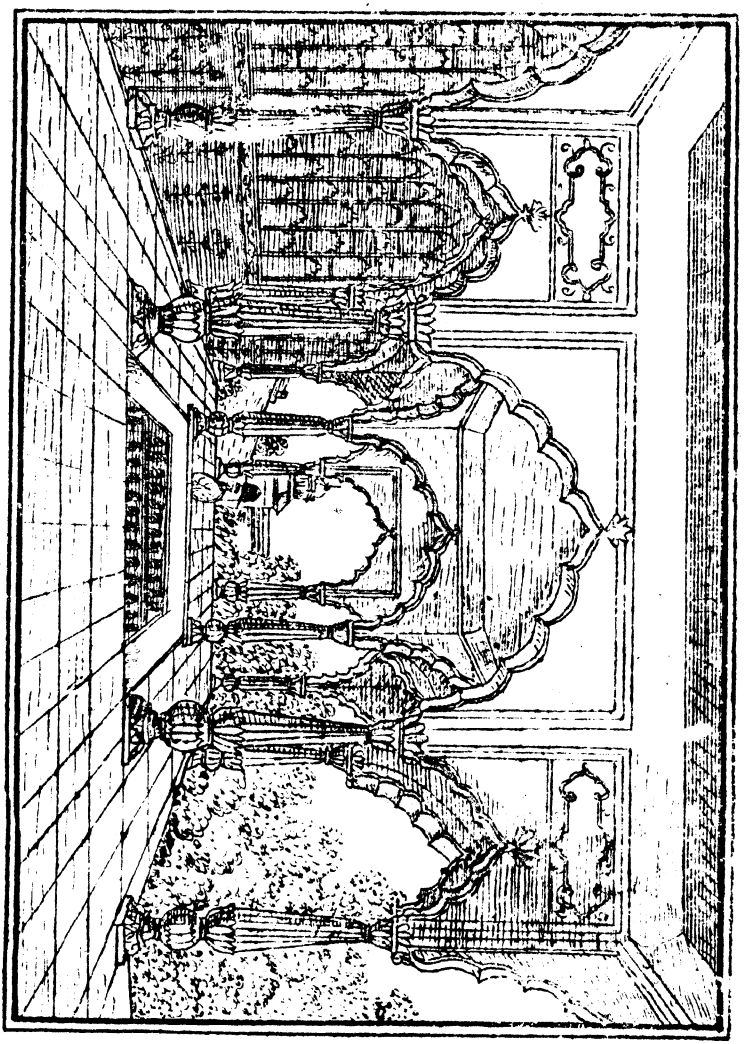

نقشہ سادون

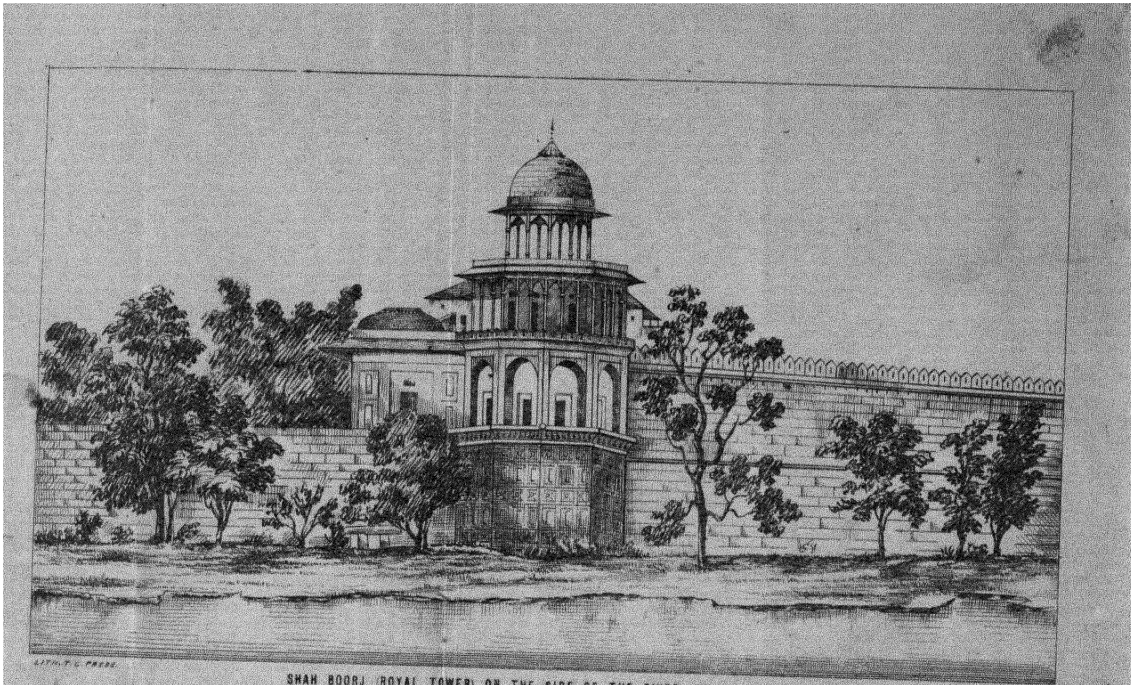

LITH. T. C. PRIDE.

SHAH BOORJ (ROYAL TOWER) ON THE SIDE OF THE RIVER, DELHI PALACE.

نقشہ شاہ برج کا دریا کی طرف سے

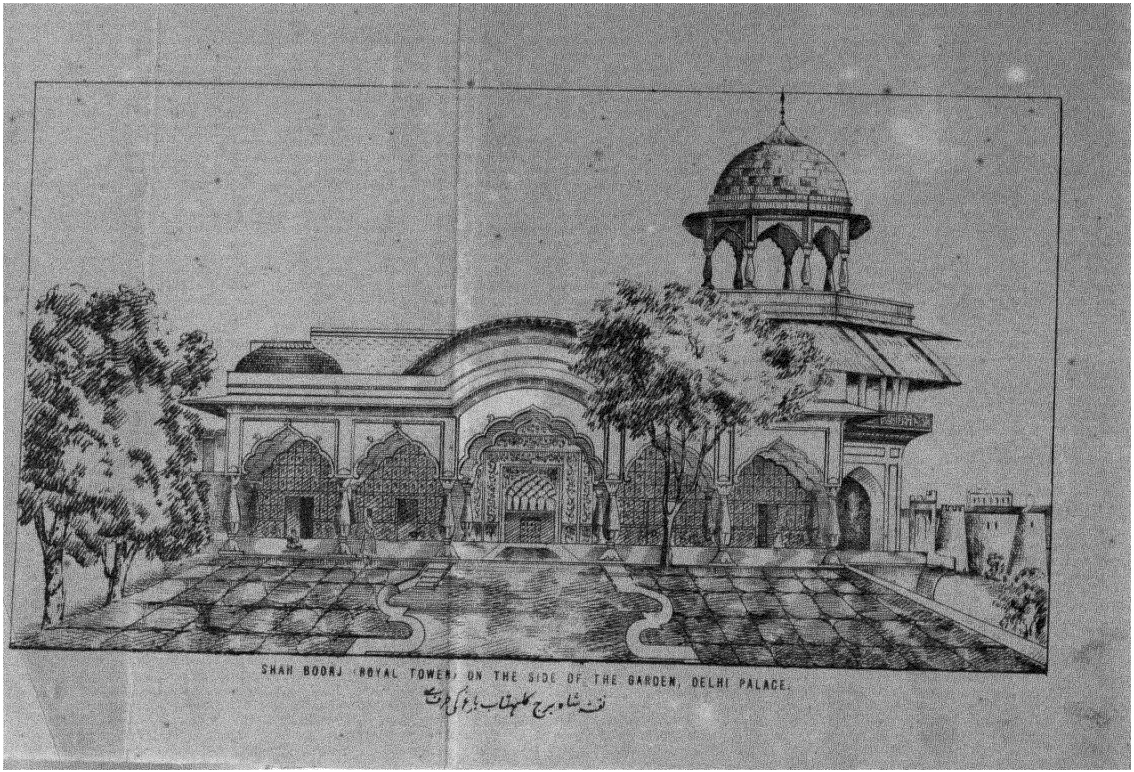

SHAH BOORJ (ROYAL TOWER) ON THE SIDE OF THE GARDEN, DELHI PALACE.

نقشہ شاہ برج کلہتاب باغ کی طرف

چراغ رکھا کرتے اوس آبشار کے آگے ایک حوض ہے سنگ مرمر کا سارہے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض سے اور اس حوض سے شرقی طاق کے کنارہ تک ایک نہر ہے ڈیڑہ گز کے عرض سے نری سنگ مرمر کی بہت تحفہ اور پرچین ساز اور منبت کار اور یہہ دونو حوض بھی نہایت پرچین ساز اور منبت کار ہین اور عقیق اور مرجان اور اور پتھر بیش قیمت جڑے ہین اس نہر مین سے ایک نہر نکل کر غربی طاق کے حوض مین پڑتی ہے اور اوس سے برج کی نہر مین آن کر اور مثمن حوض مین سے ہوکر شرقی طاق کیطرف بہتی ہے کہ اوسکے نیچے دریا کیطرف ایک آبشار بنی ہوی ہے سارے قلعہ مین اسی مقام سے نہر گئی ہے اور ہر جگہ پانی جانے کے قلبہ اسی برج مین بنے ہوے ہین اور ہر ہر قلبہ پر نام لکھا ہوا ہے کہ یہہ فلانے حوض کا قلبہ ہے اور یہہ فلانی نہر کا اور دوسرے درجہ کی عمارت بھی مثمن ہے نہایت صفائی کے ساتھ آٹھ گز کے قطر سے اور اوسکے آٹھون ضلعون پر سراسر ایوان ہے چوبیس ستونکا اور تیسرے درجہ کی عمارت ایک نشیمن ہے گنبدی آٹھ ستونون پر اور اوسکا برج سنگ مرمر کا اور کلس سنہری ہے غرض کہ یہہ عمارت عجایب روزگار سے ہے اب ہم اس مقام پر اوسکا نقشہ لکھتے ہین

مہتاب باغ

حیات بخش باغ کی جانب غرب یہہ باغ ہے کہ کسی زمانہ مین بہت لطیف و نفیس ہوگا مگر اب کچھ اچھا نہین رہا اس باغ کے بیچ مین ایک بہت بڑی نہر بہت خوشنمائی سے بہتی ہے اور اب حضور والا سراج الدین محمد بہادر شاہ نے اوس نہر کے پاس جانب غرب قطب صاحب کے جھرنہ کے طور پر جھرنہ بنایا ہے نرا سنگ سرخ کا اور اس سبب سے اس باغ کو اور رونق ہوگئی ہے اور اسی باغ مین ایک درگاہ قدم شریف کی ہے مگر کچھ عمدہ نہین اسواسطے اوسکا نقشہ نہین لکھا

چوبی مسجد

اس باغ سے آگے نکل کر دو مکان ہین باورچی خانون کے اور وہ دونو مکان چھوٹا خاصہ اور بڑا خاصہ کرکے مشہور ہین اونکے پاس ایک مسجد تھی چوبی احمد شاہ بادشاہ کے وقت کی بنی ہوئی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہے اور مٹی کا ڈھیر ہوگئی ہے مگر اوسکے دروازہ پر یہہ کتبہ باقی رہگیا ہے

بنا کرد مسجد شہ دین پناہ	کہ شد یاورش دولت سرمدی	برد ہر کہ انجا سجود نیاز	بانوار طاعت شود مہتدی
خرد را بحسرت فرو رفت پای	چو شد فکر تاریخ را مبتدی	بگفتا سروش از سر برتری	بہ بیت شرف مسجد احمدی
سنہ ۱۱۶۴		سنہ ۱۱۶۴	ہجری

حال قلعہ معلی از جانب ریتی

ریتی کیطرف سے دیکھنا اس قلعہ کا ایک کیفیت عجیب اور تماشاے غریب رکھتا ہے کہ ایکطرف موج زنی دریای جون

اور جریان آب اور روانی کشتیہا اور لہرانا سبزہ کا اور دور دست تک نظر آنا صحراے خورم و شاداب کا اور دوسری طرف فصیل اور برج طلائی اور کنگرہ ہاے قلعہ اور ان سب چیزونکا عکس پانی مین پڑنا اور سورج کرن سے برج طلائی کا چمکنا اور کثرت اعیان سے تماشائیون کی نظر کا اوسپہ ٹھہرنا ایک طرفہ تماشا ہے خصوصًا بوقت شام پانی کے جاری ہونے کی صدا اور درختان زیر قلعہ پر کہ بہت گھن کے واقع ہوے ہین انواع طیور کا بسیرا لینا اور آپسمین بیٹھکر صداے خوش اور الحن ولکش کا کرنا اور ہواے ملایم کا چلنا عارفون کو از خود رفتگی کی تکلیف کرتا ہے

نور گڈہ

اسی قلعہ کے متصل جانب شمال سلیم گڈہ ہے اسلام شاہ کا بنایا ہوا جو ۹۵۳ھ ہجری مین بنا تھا خاندان تیموریہ مین اسکو نور گڈہ بولتے ہین اب یہ نور گڈہ قلعہ سے ایسا ملحق ہوگیا ہے کہ حقیقت مین ایک جزو ہے قلعہ کا یہ عمارت دریا کے بیچ مین بنی ہوئی ہے اور اسلام شاہ کے وقت مین دریا اوتر کر اس عمارت مین جاتے تھے اور اصلی دروازہ اس گڈہ کا جانب جنوب بطرف گھاٹ گنبود ہے محمد جہانگیر بادشاہ مین اوسکی جانب شمال ایک پل بنا اور اوسطرف بھی دروازہ بنایا گیا جبکہ شاہجہان نے یہ قلعہ بنایا وہ پل اس قلعہ مین ایسا ملگیا کہ گویا اس قلعہ ہی کے لئے بنایا تھا اور اوسپر دونو طرف کتبہ لگا ہوا ہے چنانچہ اوسکی ہم نقل کر دیتے ہین ٭

کتبہ جانب شرق

شد بحکم شاہ نور الدین جہانگیر عظیم سال وتاریخش مبارک ان صراط المستقیم

کتبہ جانب غرب

بحکم بادشاہ ہفت کشور	شہنشاہ بعدل و داد و تدبیر	جہانگیر این شاہنشاہ اکبر	کہ شمشیرش جہان را کرد تسخیر
چو این پل گشت در دہلی مرتب	کہ وصفش را نشاید کرد تحریر	پی تاریخ اتمامش خرد گفت	پل شاہنشہ دہلی جہانگیر

اب ہم اس مقام پر ایک نقشہ ریتی کا لکھتے ہین کہ اوسمین سلیم گڈہ اور پل سلیم گڈہ اور تمام مکانات جانب ریتی کے موجود ہین وہو ہذا ٭

اشارہ

واضح ہو کہ ہمنے اس قلعہ کی پیمایش کا جہان جہان ذکر کیا ہے وہ شاہجہانی گز سے بیان کیا ہے اسواسطے کہ کتب تواریخ مین اسکی پیمایش شاہجہانی گز سے لکھی ہے

ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ وسلطانہ وافاض علی العالمین برہ واحسانہ

الحمد للہ کہ یہہ قلعہ معلی اور یہہ قصر اعلے کہ جسکا ادنے مکان خلد برین پر فوق لیجاتا ہے ایسے شاہنشاہ عالم پناہ کے وجود باجود سے رونق پذیر ہے کہ نوشیروان کو اوسکے دیوان عدالت مین رتبہ ادنے چاکر کا اور سکندر کو اوسکی بارگاہ مین کمترین رتبہ نوکر کا ہے خزان اونکے عہد دولت مین برنگ بہار اور خار اونکے زمانہ سلطنت مین غیرت گلزار یہہ بات ظاہر ہے کہ اگر اندیشہ ایسے ممدوح کی مدح وثنا کی درپے ہو جسقدر مضمون عالی پیدا کرے اوسکی شان کے آگے پستی سے خالی نہوگا اسواسطے اول ہی عجز پر اقرار کرنا اولی اور انسب ہے دلالت اس شہر برحق اور قبلہ اہل حق کی اٹھائیسوین شعبان المعظم ۱۱۸۹ ہجری روز سہ شنبہ قرب غروب آفتاب ہے تاکہ جہان کو معلوم ہو کہ اس برگزیدہ خدا اور نور دیدہ عرفا کے ظہور کے بعد آفتاب بھی خجل ہو کر پردہ حجاب مین چھپ گیا اور ابو ظفر تاریخ ولادت پائی ہے کہ دلیل ہے معاندین پر ظفر مندی اور فیروزی کی اور جلوس میمنت مانوس حضرت کا اٹھائیسوین جمادی الثانی ۱۲۵۳ ہجری شب جمعہ کو واقع ہوا ہے اور یہہ تاریخ جلوس ہے

از نشہ دولت بہادر شاہی ٭ شد پر زمی طرب ایاغ دہلی ٭ بنشست بتخت دولت روز افزون ٭ نزہت بفزود از و بباغ دہلی

تاریخ جلوس آن شہ والاقدر ٭ آمد بلب خرد چراغ دہلی ٭ اللہ تعالی اس زبدہ ملوک بزرگ اور نقاوہ سلاطین سترگ کی ذات مقدس کو ابد الاباد تک سلامت رکھے اور عالم اونکے فیض عدالت سی شاداب و سیراب رہی بالنبی و آلہ الامجاد

تمام شد باب دوم



بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب حذاقت انتساب متضمن حالات تعمیرات و قلعه و باشندگان شهر دهلی مسمی به

آثار الصنادید

تصنیف جواد الدوله سید احمد خان صاحب بهادر عارف جنگ سابق منصف دار الخلافه شاهجهان آباد

مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین مطبوع ہوئی



باب تیسرا

خاص شہر شاہجہان آباد کے حال مین

کسی را زندگانی شاد باشد — که در شاه جهان آباد باشد

شهر اعظم بهشت راست نشان — مرکز هند تخت گاه شهان
چون سواد بهشت جان پیرا — همچو باغ بهار روح فزا

ساکنانش همه خلف فرزند — فاضل و نکته دان و دانشمند
همه فیروز جنگ و ملک ستان — همه مقبول طبع شاهجهان

همه با جاه و منصب خانی — همه با زیب و فر سلطانی
همه مانند بوعلی ماهر — همه با خیل تدسیان ذاکر

همه مرهم ته دل خسته — همه از جور دهر وارسته
همه داود لحن خوش آواز — همه در فن و کار خود دمساز

همه یوسف رخ و زلیخا شوق — همه فرهاد طبع شیرین ذوق
همه با شخص کام هم آغوش — همه از بادهٔ خوشی مدهوش

آدمی کی کیا طاقت ہے کہ اس شہر کرامت بہر کی تعریف لکھہ سکے اسواسطے اوس سے درگذر کر کچھہ مختصر حال اسکا لکھتا ہون ۔ آبادی اس شہر کرامت بہر کی سنہ ۱۰۴۸ بارہ جلوس شاہجہان بادشاہ مین شروع ہوئی ہے کہ مطابق تھی سنہ ایکہزار اڑتالیس ۱۰۴۸ ہجری کے بعد تیاری قلعہ کے شہر پناہ اور خندق شہر نہایت لطافت و نزاکت سے بنائی گئی اور ہر ہر مقام پر دروازے اور کھڑکیان رکھی گئین اور چوک اور بازار مرتب ہوئی کہ ایک ایک گلی اور ایک ایک کوچہ رشک فردوس برین تھا نزاکت اور لطافت مین روی زمین پر اپنا نظیر نہین رکھتا تھا سنہ ۲۵۸ ہجری مین یہ شہر

بن کر تیار اور آباد ہوا میر یحییٰ کاشی نے اس شہر کی یہہ تاریخ پائی ٭ شد شاہجہان آباد از شاہجہان آباد ٭ اس شہر کے بیچ مین نہر جاری ہے اور ٭ جنات تجری من تحتہا الانہار ٭ کی مصداق رکھتی ہے ہر گلی کوچہ مین نہر کا پانی پہونچتا ہے اور آب حیات پر طعنہ مارتا ہے اسواسطے مناسب معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نہر کا حال لکھا جاوے اور مشتاقان لقائے دہلی کو طراوت روح افزا دی جاوے

حال فیض نہر

یہہ ایک نہر ہے فیروز شاہ بن سالار رجب کی بنائی ہوئی جسے دلی مین قلعہ فیروز آباد او کوٹلہ اور جہان نما یعنی بدیع منزل عرف بجے منڈل بنایا تھا یہہ بادشاہ بہت نیک نیت تھا اور پل اور بند بنانے پر بہت ہمت مصروف رکھتا تھا چنانچہ اس بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت مین دریاے جمن سے ایک نہر کاٹی اور نواحی پرگنہ خضر آباد سے اوسکا مبدع شروع کیا کہتے ہین کہ جس مقام سے اس بادشاہ نے نہر کاٹنی شروع کی ہے وہان ایک بہت مرتفع مربع عمارت نہایت مستحکم بنائی ہے اور اوسمین بتفاوت درجات دروازے اور دریچہ رکھے ہین کہ جتنا پانی منظور ہوتا ہے اوتنا لیتے ہین غرضکہ فیروز شاہ کے عہد مین یہہ نہر پرگنہ خضر آباد سے پرگنہ سفیدون تک آئی ہے جہان فیروز شاہ کی شکارگاہ تھی ٭ جب کہ سلطان فیروز شاہ مرگیا اور اسپر ایک زمانہ گذرا یہہ نہر خراب ہوگئی اور بہنے سے رہگئی جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد مین شہاب الدین احمد خان صوبہ دار دہلی نے اپنی جاگیر کی آبادی اور افزونی زراعت کو اس نہر کی مرمت کی اور خضر آباد سے سفیدون تک پھر جاری کی اور نہر شہاب اسکا نام رکھا جب اسپر بھی ایک زمانہ گذر گیا اور کسی نے اسکی مرمت اور خبرگیری نہ کی پھر یہہ نہر بند ہوگئی اور بہنے سے رہگئی ٭ جس زمانہ مین شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے قلعہ بنایا اور شاہجہان آباد آباد کیا اوس زمانہ مین حکم دیا کہ اس نہر کی پھر مرمت کیجاوے اور خضر آباد سے سفیدون تک بدستور پھر جاری ہووے اور سفیدون سے قلعہ معلے اور ارک اعلی تک کہ تیس کوس کا فاصلہ ہے ایک نئی نہر کھودی جاوے اور قلعہ معلے اور شہر امت بھر مین جاری ہووے چنانچہ پندرھوین جمادی الاول سنہ ۱۰ جلوس تک چار مہینہ بارہ روز عزت خان برادر زادہ عبد اللہ خان بہادر فیروز جنگ نے اس نہر کی مرمت مین ہمت مصروف کی جب کہ عزت خان ٹھٹھہ کی صوبہ داری پر مقرر ہوا اہتمام نہر وغیرہ کا اللہ بردی خان کو مفوض ہوا اوسنے یکم جمادی الثانی سنہ ۱۵ جلوس تک دو برس ایک مہینہ پندرہ دن اس کام مین سعی کی اور بعد اوسکے خدمت مکرمت خان میر سامان و خانسامان کو سپرد ہوئی کہ اوسکے اہتمام مین سال بستم جلوس مین قلعہ اور نہر مرتب ہوگئی قلعہ مین کوئی مکان ایسا باقی نرہا کہ جہان نہر نہ پھری ہو اور شہر مین کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جہان

نہر نہ آتی ہو حتی کہ باورچیخانون مین بھی نہر جاری تھی اور پانی کی محتاجی نہ رہی تھی ۔ بعد گذرنے مدت دراز کے قریب وقت
عہد عالمگیر ثانی کے پھر اس نہر کا حال تباہ ہوگیا اور جابجا سے ٹوٹ گئی اور مٹی بھر گئی کہ پانی بہنے سے رہگیا اور شہر
مین وہ تروتازگی اور وہ دلچسپی اور وہ دلربائی نرہی ۔ جبکہ سرکار دولتمدار انگریزی نے ان بلاد کو فتح کیا اور عالم خزان
رسیدہ نے اونکے حکم اور عدل سے رونق بہار حاصل کی حکام والامقام انگریزی اس نہر کی مرمت اور ترتیب
مین سرگرم ہوے اور اگلے زمانہ سے بہتر اوسکی درستی کی اب شہر مین بدستور سابق یہہ نہر جاری ہے اور
قلعہ معلےٰ کے ہر ہر مکان مین بہتی ہے اور علاوہ اسکے حکام والامقام انگریزی نے افزونی زراعت اور آبادانی
ملک کی لیے بھی وہ ہمت مصروف کی کہ اس نہر کے سبب محصول دیہات مضاعف ہوگیا کوئی پرگنہ باقی
نہین کہ جہان سے یہہ نہر نہ گذری ہو اور اوسکے ہر ہر موضع مین نہ گئی ہو ۔ جہان سے کہ یہہ نہر کٹی ہے وہان
سے چلکر اس نہر کے دو شعبہ ہوگئے ہین ایک شعبہ مائل بجانب غرب گیا ہے کہ ملک سرسہ اور حصار وغیرہ کو
اوس سے رونق حاصل ہے مگر یہہ شعبہ بسبب ریگستان کے آگے نہ چلا اور وہین غایب ہوگیا ہے اور دوسرا
شعبہ اوسکا مائل بجنوب انبالہ اور کرنال اور پانی پت ہوتا ہوا شہر شاہجہان آباد مین آیا ہے اور اوسکے بازاروں مین
ہوتا ہوا قلعہ معلےٰ مین داخل ہوا ہے اور اوسکے ہر ایک مکان کو رونق تازہ دی ہے اور پھر دریاے جمن
مین جاملا ہے اور اب سرکار دولتمدار انگریزی کی بدولت اس ملک مین پانچ نہرین جاری ہین اول نہر مغربی
جسکو نہر فیض کہتے ہین اور اوسکا ہمنے اوپر حال لکھا ہے اور یہہ نہر شہر شاہجہان آباد مین بہتی ہے اور اوسکے
شعبے حصار تک پہونچے ہین دوم نہر مشرقی کہ دریاے جمن سے متصل سہارنپور روان ہے ۔ سوم
نہر بیجاپور واقعہ دیرہ دون کہ نکالی گئی ہے جانب چپ دریاے توسی سے متصل بیجاپور کے ۔ چہارم نہر اجپور واقع
دیرہ دون کہ نکالی گئی ہے جانب راست دریاے رستپائی قریب قصبہ راجپور کے ۔ پنجم نہر نگینہ واقع ضلع
بجنور علاقہ روہیلکھنڈ کہ نکالی گئی ہے جانب راست دریاے کوہ سے اور بہتی ہے متصل نگینہ کے اب کچھ
مختصر حال فیض نہر کا معلوم ہوگیا اوسکے بعد اب آبادی اور شہر پناہ خیر البلاد شاہجہان آباد کا حال لکھتا ہون

حال شہر پناہ

جبکہ یہہ قلعہ معلےٰ اور ارک اعلی بنکر تیار ہوا اور شہر نے کوچہ و بازار اور نہر آبادی سے رونق پائی اور آبادی کی
روز افزون ہونے لگی اوسوقت بادشاہ دین پناہ نے حکم دیا کہ اس شہر کی فصیل بھی بنائی جاوے اور
خندق اور برج بارہ سے درست کیجاوے تاکہ شہر کو رونق تازہ حاصل اور ساکنین کو آسایش فراوان حاصل ہو

چنانچہ سال بست و چہارم جلوس شاہجہانی مین مکرمت خان کے نام حکم ہوا کہ شہر پناہ پتھر اور مٹی سے بنائی جاوے بموجب حکم عالی کے شہر پناہ پتھر اور مٹی سے چار مہینہ کے عرصہ مین ڈیڑ لاکھ روپیہ لگ کر بنی لیکن اس سبب سے کہ مٹی کو چندان قیام نہین ہے پانی کے زور اور برسات کے زور شور مین اکثر جگہہ سے شہر پناہ گر پڑی اسواسطے سال بست و ششم جلوس مین ربیع الاول کی بائیسوین تاریخ کو حکم ہوا کہ اس شہر پناہ کو اوکھیڑ کر سرے سے شہر پناہ لطیف و نفیس مستحکم و مضبوط چونہ اور پتھر سے بنائی جاوے کہ بموجب حکم اقدس و اعلی کے شہر پناہ جدید پختہ و مستحکم ساڑھے تین لاکھ روپئے خرچ ہو کر بنی کہ ڈیڑہ لاکھ سابق کا اور ساڑھے تین لاکھ حال کے کل پانچ لاکھ روپئے اسپر خرچ ہوئے اور گیارہوین جمادی الثانی ۱۰۶۹ ہجری مین تمام ہوئی اس حصار فلک مثال کا طول چھہ ہزار تین سے چونسٹھ گز کا ہے اور عرض دیوار کا چار گز کا اور ارتفاع کنگورون تک نو گز کا اور اسمین ستائیس برج ہین ہر برج کا دس گز کا قطر ہے اور چھہ دروازے بڑے اور پانچ چھوٹے تھے لیکن اب ایک دروازہ اور بھی بڑھ گیا ہے اور کھڑکیان بھی کئی ہو گئین ہین چنانچہ اوسکا حال آگے لکھین گے مگر ہر دروازہ کی قطع اور صورت اور شکل ایک سی ہے اور سب آپسمین ملتے ہین اسواسطے ہم اس مقام پر ایک دروازہ کا نام لکھکر صرف ایک دروازہ کے نقشہ پر اکتفا کرتے ہین کہ اوسی پر سب دروازون کا حال قیاس کیا جا سکتا ہے * یہ فصیل بھی بسبب امتداد زمانہ کے جابجا سے شکستہ ہو گئی تھی حکام والا مقام انگریزی نے ہر مقام سے اسکی مرمت کی اور اوسپر مزید یہ کیا کہ اجمیری دروازہ کے باہر ایک مدرسہ غازی الدینخان کا متصل شہر پناہ واقع تھا جو کہ عمارات بلند کا گرد شہر پناہ کے رہنا مراتب احتیاط اور دانشمندی کے خلاف تھا اسواسطے جملہ مکانات بیرون شہر کے توڑنے کی تجویز ہوئی یہ مدرسہ کہ نہایت عالی اور بغایت دلکشا تھا اوسکا توڑنا بہت نامناسب جانا اسواسطے اجمیری دروازہ کے باہر شہر پناہ جدید بنائی اور اس مدرسہ کو داخل شہر کر لیا چنانچہ اسکا حال اوس مقام پر آویگا اور جو کہ یہ تعمیر معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد سلطنت مین ہوئی تھی اسواسطے اوسکے ایک برج جدید پر برج اکبر شاہ سنگ مرمر مین کھود کر لگا دیا ہے اب ہم اسمقام پر دروازونکا نام بیان کرتے ہین اور ایک دروازہ کا نقشہ لکھتے ہین

نام دروازون کے

دلی دروازہ * راج گھاٹ دروازہ * خضری دروازہ * نگمبو دروازہ * کیلہ کے گھاٹ کا دروازہ * لال دروازہ کشمیری دروزہ * بدر رو دروازہ * کابلی دروازہ * پتھر کھٹی دروازہ مسدود * لاہوری دروازہ * اجمیری دروازہ * ترکمان دروازہ

کھڑکیون کے نام *

زینت المساجد کی کھڑکی * نواب احمد بخش خانکی کھڑکی * نواب غازی الدین خان کی کھڑکی * مومن بیج کی کھڑکی * سلیم گڈھ کی کھڑکی * نصیر گنج کی کھڑکی * نئی کھڑکی * شاہ گنج کی کھڑکی * اجمیری دروازہ کی کھڑکی مسدود * سید بھولی کی کھڑکی مسدود * بلند باغ کی کھڑکی مسدود * فراش خانہ کی کھڑکی * امیر خان کی کھڑکی * خلیل خان کی کھڑکی * بہادر علیخان کی کھڑکی * نکمبود کی کھڑکی

آبادی شہر کا حال

اس شہر کی مدت بحر کا حال کیا لکھوں ایک بہشت ہے اور جو حق جو حق ملائک اوسمین آباد ہین تمام دنیا کی چیزین موجود ہین اور ہر قسم کے آدمی رہتے ہین جنکے حسن و داد پر حور و غلمان اور زہد و تقوی پر ملائک ہفت آسمان رشک لیجاتے ہین

طرائی و خراسانی زہد پیش	نہادہ پیش خود سرمایۂ خویش	فرنگی از فرنگستان رسیدہ	تو در راز بنا در پیش چیدہ
نشستہ ہر طرف گوہر فروشی	برآوردہ زدریا ہا خروشی	فتادہ ہر طرف صد لعل خشان	بود در ہر دکان کان بخشان
	برآید از برای امتحانی	متاع ہفت کشور از دکانی	

شہر کے گلی کوچہ نہایت وسیع و صاف ہر گلی مثل کوچہ یا ہے اور ہر بازار مثل گلزار ہے

جو جنت بر زمین شہر نگار است	بود در ہر مکانی بوستانی	خیابانش چنان عشرت سرشت است	کہ گویا کوچہ ہا بہشت است
	ہوایش دلکشا و دلنشین است	طراوت خانہ زاد این زمین است	

جب کہ آبادی کا یہ حال ہو اور وسعت کا یہ احوال پھر کیونکر اسکا حال لکھا جاوے اور اس دریاے محیط کو کوزہ مین بند کیا جاوے لیکن قل و دل اس شہر کی آبادی کا حال اور مکانات کا نقشہ لکھنا شروع کرتا ہون اگرچہ اس شہر مین بہت مکان نفیس ہین اور بہت مسجدین عالی اور سنہری ہین لیکن افضل المساجد اور افضل العمارت جامع المساجد ہے اسواسطے پہلے اوسیکا حال لکھتا ہون * کم مسجد زخرفت فیہا منارتہ * لو قابلت شموس الفخر تنکسف

مسجد جہان نما یعنی مسجد جامع

یہ مسجد اقصی اور یہ معبد اعلی ارک شاہجہان آباد سے سو گز کے فاصلہ پر مغرب کیطرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر واقع ہے کہ وہ پہاڑی اوسمین بالکل چھپ گئی ہے اور شہاب الدین محمد شاہجہان بادشاہ نے اس مسجد کو بنایا ہے کہ لطافت اور نزاکت اور خوبی اور خوشنمائی اوسکی بیان سے باہر ہے آدمی کی طاقت نہین کہ اوسکا بیان کر سکے ایسی خوش قطع اور خوشنما مسجد روے زمین پر نہین سر سے پاون تک ایک رنگ کے سنگ سرخ کی ہے اور اندر سے اجار تک سنگ مرمر کی اور جا بجا سنگ سرخ مین سنگ مرمر کی دھاریان اور سنگ موسی کی پچی کاری کی ہوئی ہے برج اسکے

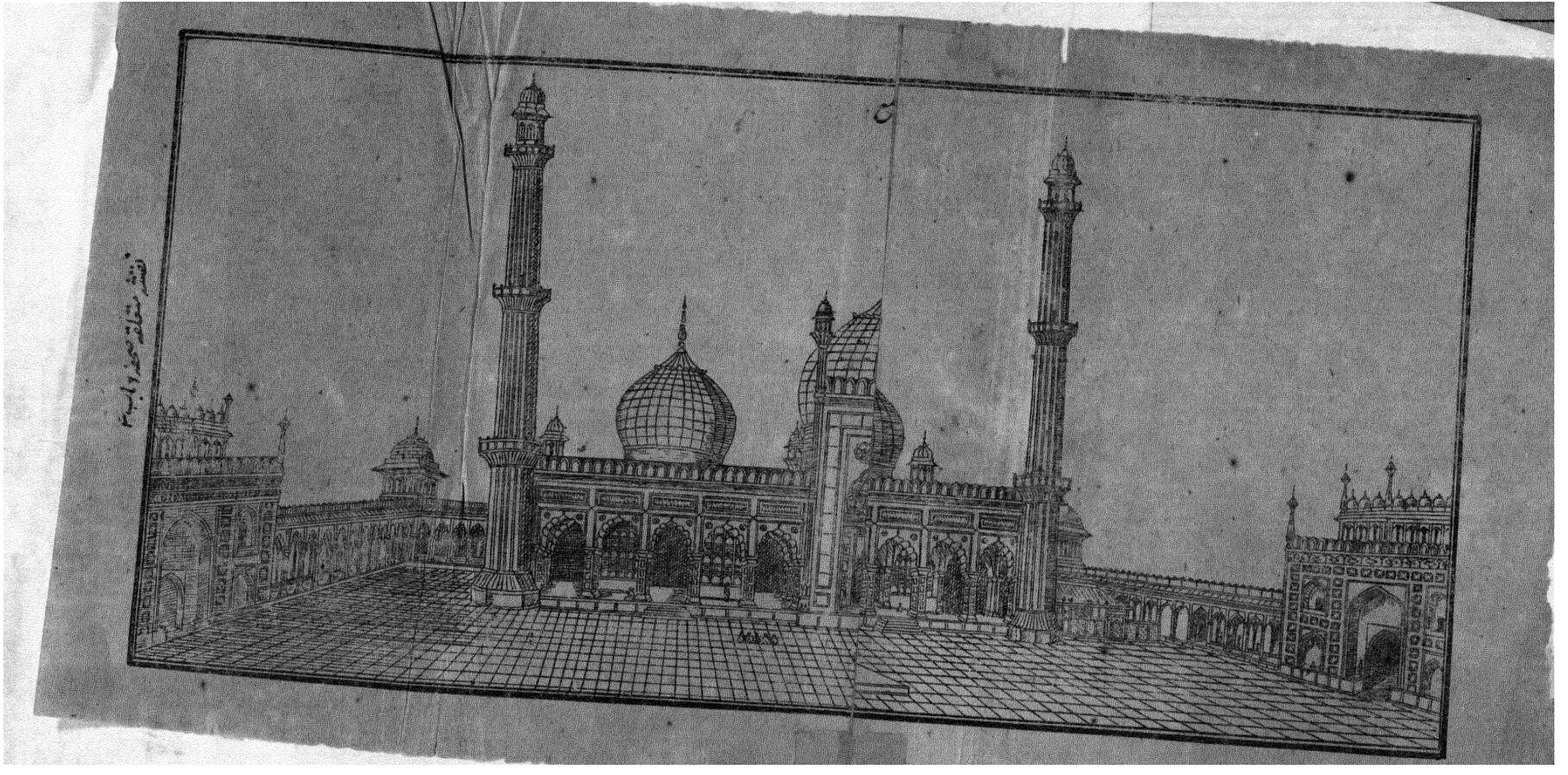

تمام سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ موسی دھاریان بنی ہوئی ہین ایسے مہندس بے بدل نے یہ مسجد بنائی ہے کہ کوئی در و دیوار طاق و محراب مرعولہ و کنگورہ تناسب سے خالی نہین دسوین شوال سنہ ۷۶۰ ہجری مطابق سال بست و چہارم جلوس مین اس مسجد کی بنیاد باہتمام سعد اللہ خان دیوان اعلے اور فاضل خان خانسامان کے پڑنی شروع ہوئی اور ہر روز پانچہزار راج مزدور بیلدار سنگتراش کام کرتے تھے باوجود اس اہتمام کے چھہ برس مین دس لاکھہ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس مسجد کے تین گنبد ہین نہایت خوشنما نوے گز کے طول اور تیس گز کے عرض مین اندر کو سات محرابین ہین اور باہر صحن کیطرف گیارہ در ایک در تو بہت بلند ہے اور پانچ پانچ در ادہر اودہر ہین بڑے در پر تو یا ہادی بطور طغرا لکھا ہے اور باقی درون پر کتبہ نام نامی شاہجہان اور تاریخ تعمیر اور مصارف کھدا ہوا ہے جو کہ وہ کتبہ بہت بڑا ہے اوسکا بعینہ نقشہ مین نقل کرنا بہت مشکل ہے اور معہذا نقشہ کی رونق اور شان و شوکت نہین رہنے کی اسواسطے اوسکو اس مقام پر نقل کر دیتا ہون

کتبہ در اول از طرف شمال

بفرمان شہنشاہ جہان بادشاہ زمین و زمان گیہان خدیو کشورستان گیتی خداوند گردون توان موسس قوانین عدل و سیاست مشید ارکان ملک و دولت بسیار دان عالی فطرت قضا فرمان قدر قدرت فرخندہ رای خجستہ منظر فرخ طالع بلند اختر آسمان حشمت انجم سپاہ خورشید عظمت فلک بارگاہ

کتبہ در دوم

مظہر قدرت الہی مورد کرامت نامتناہی مظہر کلمۃ اللہ العلیا مروج الملۃ الحنفیۃ البیضا ملجاء الملوک والسلاطین خلیفۃ اللہ فی الارضین الخاقان الاعدل الاعظم والقاآن الاجل الاکرم ابو المظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی لازالت رایات دولتہ منصورۃ و اعداء حضرتہ مقہورۃ کہ دیدۂ بصیرت حق بینش از شعشعۂ انوار ہدایت انما یعمر مساجد اللہ

کتبہ در سوم

من آمن باللہ و بالیوم الآخر مستنیر است و آئینہ ضمیر صدق گزینش از اشعۂ مشکات روایت احب البلاد الی اللہ مساجدہا فروغ پذیر این مسجد کوہ اساس گردون مماس کہ کریمہ لمسجد اسس علی التقوی بیان بنیان پایدار اوست و بنیہ والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم کتابہ ایوان استوار او قمہ قبہ فلک شانش از طبقات آسمان گذشتہ و شرفہ طاق سپہر نشانش باوج کیوان پیوستہ

کتبہ در چہارم

گر ز طاق و قبہ مقصورہ اش جوئی نشان ×	×	ہیچ نتوان گفت غیر از کہکشان و آسمان
فرد بودی قبہ گر گردون نبودی ثانیش ×	×	طاق بودی طاق گر جفتش نبودی کہکشان

فروغ شمسہ پیش طاق جہان نمایش روشنی بخش مصابیح سموات پرتو کلس گنبد عالم آرایش نور افزاے قنادیل جنات منبر سنگ مرمرش چون سخرۂ مسجد اقصے امرقات × ×

کتبہ در پنجم

مقام قاب قوسین او ادنی محراب فیض گسترش مانند صبح صادق کشادہ پیشانی بشارت رسان ولقد جاءہم من ربہم الہدی ابواب رحمت آمایش صلای واللہ یدعو الی دار السلام بمسامع خاص و عام رسانیدہ منار سپہر مدارش ندای ویجزی الذین احسنوا بالحسنی از نہ رواق گنبد فیروزہ فام گذرانیدہ سقف رفیع باصفا تماشاگاہ روحانیان کرہ افلاک بر در ششم کتبہ یا ہادی بخط طغرا نوشتہ

کتبہ در ہفتم

صحن وسیع دلکشایش سجدہ گاہ پاک نژادان معمورہ خاک روح فضای فیض انتما و طیب ہوای روح افزایش از روضۂ رضوان حکایت کردہ و عذوبت ماء معین حوض دلنشین لطافت آمایش از چشمہ سلسبیل خبر دادہ در روز جمعہ دہم شہر شوال سال ہزار و شصت ہجری موافق سال چہارم از دور سوم جلوس میمنت مانوس بساعت خجستہ

کتبہ در ہشتم

و طالع شایستہ سرمایہ ابتنا و پیرایہ تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی کارپردازان کاروان کارگذار و فرط اعتنا و اہتمام کارفرمایان صاحب اقتدار و بذل جد و جہد استادان ماہر دانشور و وفور کوشش پیشہ کاران چابک دست صاحب ہنر و اتفاق مبلغ دہ لکھہ روپیہ صورت انجام و طراز اختتام پذیرفت و مقارن اتمام در روز عید فطر

کتبہ در نہم ×

بفر قدوم اقدس پادشاہ ظل اللہ صافی نیت خدا آگاہ زیب و زینت گرفت و اقامت نماز عید و ادای وظائف اسلام چون مسجد الحرام در روز عید اضحی مرجع طوائف انام گردید و مبانی اسلام و ایمان را متانت و رصانت کرامت فرمود سیاحان ربع مسکون و مسالک نوردان کوہ و ہامون را آراستہ عمارتی باین رفعت و حصانت در آئینہ بصر

کتبہ در دہم

و مرآت خیال مرتسم نگشتہ و حقائق گذاران وقائع دہر و فکرت پردازان نظم و نثر را کہ سوانح نگاران بدائع

ارباب ملک و دولت و صنائع شناسان اصحاب مکنت و قدرت تند افراختہ بنای باین شکوہ و عظمت بر زبان قلم و قلم زبان نگذشتہ فرازندۂ کاخ ہستی و طرازندہ بلندی و پستی این بنیان رفیع را کہ قرۃ العین بینش و زینت بخش کارخانۂ آفرینش است

کتبہ دریازدہم

پایدار داشتہ صدای تسبیح مسبحانش را ہنگامہ آرائی ذاکران مجامع ملکوت و زمزمہ تہلیل مہللانش را نشاط افزای بر معتکفان جوامع جبروت دارا د و روش منابر معمورۂ جہان را بخطبہ دولت جاوید طراز این بادشاہ دادگر دین پرور کہ بمیامن ذات مقدس مبارکش ابواب امن و امان بروی روزگار کشادہ است آراستہ دارا د بحق الحق و اہلہ کتبہ نور اللہ احمد ان درونکے دونو طرف مینار ہین نہایت بلند اور بغایت خوشنما اور اوسمین زینہ بنے ہوئے ہین کہ اوس رستہ سے مینار کے اوپر چلے جاتے ہین مینارون کے اوپر بارہ دری کی برجیان سنگ مرمر سے نہایت دلکش دلربا بنی ہوئی ہین ان مینارون پر چڑھنے سے شہر کی عجب کیفیت معلوم ہوتی اور نہایت سیر دکھائی دیتی ہے تمام شہر مثل کٹورہ کے معلوم ہوتا ہے، اور درختون کی رونق اور مکانون کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہے شمالی مینارہ بسبب بجلی کے گر پڑا تھا اور اس عمارت عالی مین چشم زخم پہونچ گیا تھا اور صحن کا فرش بھی کہ تمام سنگ سرخ کا ہے جابجا سے بگڑ گیا تھا سرکار دولتمدار انگریزی نے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد مین کہ اوسکو آجتک قریب تیس برس کے عرصہ گذرا ہے اس مینار کو بنوا دیا اور فرش بھی درست کروا دیا کثرت نمازیون کی ماشاء اللہ اس مسجد مین مور و ملخ سے زیادہ ہوتی ہے اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیون کو نہین پہونچ سکتی اسواسطے شاہزادہ مغفور مرزا سلیم ابن معین الدین محمد اکبر بادشاہ عرش آرامگاہ نے بڑے در کے بیچ مین ایک مکبر سنگ باسی کا بہت خوشنما بنوا دیا ہے کہ اوس مکبر پر مکبر کھڑا ہو کر آواز اللہ اکبر اور بنا لک الحمد سب کے کانکا آویزہ کرتا ہے اس مکبر کو بنے ہوے اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے مسجد مین تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور اوسمین سنگ موسیٰ کی منبت کاری اور پرچین سازی سے مصلے بنا دیے ہین ممبر اس مسجد کا سنگ مرمر کا ہے اور ایسا خوش قطع بنایا ہوا ہے کہ جسکا بیان ممکن نہین

درگاہ آثار شریف

اس مسجد مین شمال کیطرف دالان غربی مین آثار شریف جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام رکھے ہوے ہین اور اوسکی آگے حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے وقت مین الماس علیخان خواجہ سرا نے محجر سنگ سرخ کا جالی دار بنو دیا تھا

اور اوس پر یہ تاریخ کندہ تھی

پیش آثار مبارک سرور آخر زمان	در زمان شاہ عالمگیر خاقان جہان
تا سیادت ساخت دیوار حجر از سنگ سرخ	بندۂ با اعتقاد از صدق دل الماس خان
سال تاریخ بنا چون میر جست از عقل و ہوش	گفت ہاتف بہر خود واکرد ابواب جنان

مگر پانچ برس کا عرصہ ہوتا ہے ایک آندھی تیرہ آئی تھی اوسکے صدمہ سے وہ حجر گر پڑا تھا حضرت ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ نے از سر نو اوس حجر کو مرتب کیا چنانچہ ابتک وہ حجر موجود ہے

حوض

صحن مسجد کا نہایت دلکشا اور بغایت فرحت بخش ہے ایک سو چھتیس ۱۳۶ گز کے عرض و طول سے اور اوسکے بیچون بیچ مین حوض ہے فرحت بخش روح افزا دلکش اور دلربا پندرہ ۱۵ گز سے بارہ ۱۲ گز کا نرا سنگ مرمر کا اوسکے چھین فوارہ لگا ہوا ہے اور جمعہ اور عیدین اور الوداع کو چھوٹا کرتا ہے اوسکی کیفیت دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے گویا فوارہ نور ہے کہ آسمان تک پہونچتا ہے اور پانچہ مہتاب ہے کہ آسمانیون سے مصافحہ کرتا ہے

ز صحنش فیض دیگر میتوان یافت	ز حوضش آب کوثر میتوان یافت	ز رفعت آسمان یکپایۂ او
سر خورشید زیر سایۂ او	رواقش قبلۂ اہل یقین است	نظیر مسجد اقصی ہمین است

اوس حوض کے غربی گوشہ پر ایک چھوٹا کٹہرہ سنگ مرمر کا محمد حسین خان محلی نے بنوا دیا ہے اسواسطے کہ اسمقام پر علی روایت العوام جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اور اوس کٹہرہ پر یہ اشعار کندہ ہین

کوثر محمد رسول اللہ سنہ ۱۱۸۰

رسول دیدہ اند اینجا ولی و اہل اللہ ۔ بجاست گر شود این سنگ ہم زیارتگاہ ۔ بنای سال تحسین و آفرین ہاتف ۔ بگفت احاطہ جای نشست رسول اللہ ۱۱۸۰

بانی جای ادب داعی محمد حسین محلی بادشاہی

اس مسجد کے صحن کے چارون طرف ایوان ہای خوشنما اور دالانہاے فرحت افزا اور حجرہ ہاے دلکش اور مکانات فرحت بخش بنے ہوے ہین اور چارون کونون پر چار برج ہین بارہ دری کے بہت دلچسپ کہ اوس سے ایک عجیب رونق اور بہار حاصل ہوگئی ہے جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے دایرہ ہندی وقت نماز جاننے کو بنا ہوا ہے کہ افق اوسکا افق عالم پر فوق رکھتا ہے اس مسجد کے تین دروازے ہین بہت عالی ایک جانب جنوب بطرف بازار چتلی قبر اور دوسرا جانب غرب بطرف خاص بازار اور تیسرا جانب شمال بطرف

نقشه دروازه جنوبی مسجد جامع

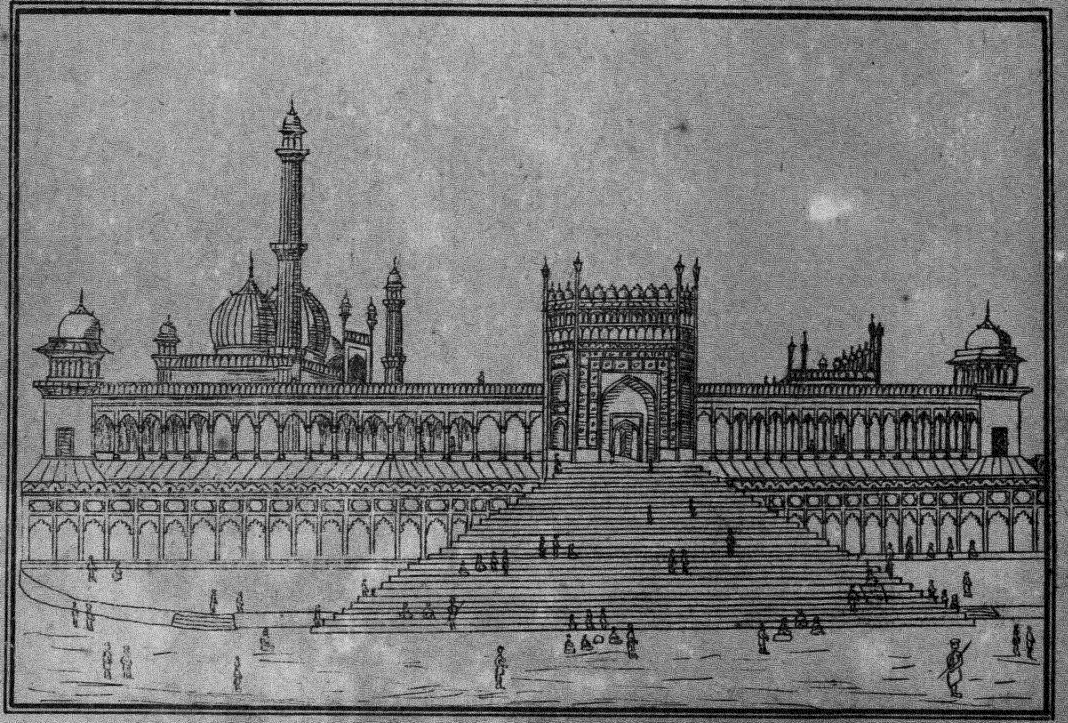

نقشه نمبر ۲ متعلقه فصل ۱۱ باب ۳

بازار پایہ والہ ہا اور ان تینون دروازون مین برنجی کواڑ بنت کاری کی جڑے ہوے ہین اور مسجد کے داہنے بائین طرف دار الشفا اور دار البقا بہت صفا اور لطافت سی بنے ہوے ہین اور اسکی تاریخ شعراے نامی نے اسطرح پر کہی ہے

من نگویم کعبہ لیکن اینقدر گویم کہ ہست
جبہ اوتاد عاشق سجدہ این آستان
پرتوی انوار او چون عالم افروزی کند

صبح را گردد نفس انگشت حیرت در دہان
مسجد ار این است می زیبد اماہش جبرئیل
خلوت روحانیان را شمع باید بی دخان

دست اوستاد قضا تا از رخامش ساختہ
رو سفیدی ابدا مادہ گشت از بہر کان
نیست در و حاصل اوقات اہل طاعتش

جز دعای ثانی صاحبقران شاہجہان
در بنای حر این سعی کہ دارد ہمتش
حاصل کان جملہ خواہد گشت آخر صرف کان

تا ہمیشہ قبلہ اسلام سمت کعبہ است
قبلہ گاہی از رو باد اجنابش جاودان
مسجد کان کعبہ ثانی است تا رکس بود

قبلہ حاجات آمد مسجد شاہجہان ۱۰۶۷ اس تاریخ مین ایک عدد کی زیادتی ہوتی ہے اور جو کہ ایک عدد شمار مین نہین ہے اسواسطے یہ زیادتی کالعدم سمجھی جاتی ہے اور مورخین نے اسکو جائز رکھا ہے اب ہم اس مقام نقشہ مسجد کا اندر سے لکھتے ہین اور ہر ہر دروازہ کا نقشہ علاحدہ اور اوسکی ساتھ اوسطرف کی مکانات کا ذکر نقشون سے

دروازہ جنوبی مسجد جامع نمبر ۲

جنوبی دروازہ اس مسجد کا چتلی قبر کے بزار کیطرف واقع ہے اس دروازہ کی سیڑھیون پر تیسرے پہر مجمع عام ہوتا ہے اور بساطی اپنی اپنی دکانین لگاتے ہین اور طرح بطرح کی چیزین بیچتے ہین اور فالودہ والہ اپنی دوکان کو آراستہ کرتا ہے اور شربت قند اور پالودہ رنگین بیچتا ہے اور عاشقان تفتہ جان کے سینہ بریان مین ٹھنڈک پہونچاتا ہے کبابی ہر ہر طرح کے کباب بناتے ہین کہ اوسکی بو پر عاشق برشتہ جان حسرت لیجاتے ہین عجب عجب طرح کے جانور اور اصیل اصیل مرغ بکتے ہین اور جوانان فرشتہ صورت ایام نوروز مین بیضہ ہاے مرغ لڑاتے ہین کہ آسمان بھی اونکی جفاکاری اور نیرنگی پر رشک کھاتا ہے یاران ہم عمر اور جوانان ہم سیرت ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے سیر و تماشا کرتے پھرتے ہین نمازی آواز اذان سنکر دوڑتے ہین اور مانند فرشتون کے صعود آسمان کا ارادہ کرتے ہین سیڑھیان اس دروازہ کی کہ تعداد مین تین تیس ۳۳ ہین ایسی خوب صورت اور خوشنما ہین کہ اوسکی خوبی کے بیان کی مجال نہین سنگ سرخ اوسکا سرخی لب پان خوردہ معشوق پر فوق لیگیا ہے اور سنگ مرمر اسکا بیاض گردن جانان سی خوشنما زیادہ ہے چنانچہ اوسکا نقشہ دیکھنے سے اس دروازہ کی خوبی معلوم ہوتی ہے

دار البقا

اس دروازہ کیطرف مدرسہ دار البقا ہے کہ اگلے زمانہ مین اسمین طالب علم رہا کرتے تھے [illegible]

پڑھا کرتے تھے یہہ مدرسہ بالکل خراب و برباد ہو گیا تھا اور بالکل ٹوٹ پھوٹ گیا تھا جو کہ زمانہ اہل اللہ سے خالی نہین اور ہر وقت مین کوئی نہ کوئی صاحب ہمت عالی اور فطرت بلند ہوتا ہے اور یہہ ہمت اور دل اور داد و سخا سواے اوسکے جسپر اللہ تعالے کا سایہ رحمت ہو اور کسیکو میسر نہین ہوتا اس جزو زمانہ مین اللہ تعالے نے جناب مولانا مولوی محمد صدر الدین خان بہادر صدر الصدور شاہجہان آباد کو ہمت بلند اور فطرت ارجمند عنایت کی ہے کہ شاید اگلے زمانہ مین بھی کسیکو نہو گی جناب ممدوح نے اپنی عالی ہمتی سے اس دار البقا کو زر خطیر صرف کر کر از سر نو مرتب کیا ہے اور شاہجہانی طور پر جو جو حجرے اوسکے ٹوٹ گئے تھے اونکو نئے سر سے بنایا ہے اور مدرس نوکر ہین اور طالب علم پڑھتے ہین اونکی خبر گیری نان و پارچہ کی انکی سرکار عالی سے ہوتی ہے سبحان اللہ غور کرو کہ یہہ کیا چشمہ فیض ہے کہ انکی ذات فیض آیات سے جاری ہے اور شجر ہاے پر بار دین کو پانی دیتا ہے دنیا مین بجز نیکنامی کے کچھہ نہین رہتا اور عقبی مین بجز اعمال کے اور کچھہ نہین جاتا یہہ دونو باتین اللہ تعالے نے انھین کے لیے پیدا کی ہین اللہم زد فزد ۔ اس دروازہ کے آگے ایک بازار ہے بہت وسیع کہ اس جنوبی دروازہ سے شروع ہوا ہے اور ترکمان اور دلی دروازہ تک چلا گیا اس بازار مین جو جو مقام نامی ہین اونکا ذکر لکھہ کر بعضے بعضونکا تو صرف حال ہی لکھا جاتا ہے اور بعضونکا معہ نقشہ اور جب کہ ہم اس جنوبی دروازہ سے چلین تو کچھہ مکان جانب دست راست پڑتے ہین اور کچھہ جانب دست چپ اونکی تفصیل یون ہے

امام کی گلی

یہہ کوچہ دست راست کو واقع ہے اور اوسمین مکانات شرفا و امرا واقع ہین اور اس کوچہ مین قدیم سے امام جامع مسجد کا مکان ہے اور اسی سبب امام کی گلی مشہور ہے

غازی بھڑبونجہ کی دکان

اس گلی کے سامنے دست چپ کو غازی بھڑبونجہ کی دوکان ہے یہہ بھڑبونجہ بھی بڑا نامی ہے ہر میلہ مین اسکی دوکان پر بڑا ہنگامہ اور نہایت رونق ہوتی ہے اپنی دکان کے سامنے غازی میان کی چھڑیونمین باغ لگاتا ہے اور فوارہ تعبیہ کر کے چھوڑتا ہے اور اتنی روشنی کرتا ہے کہ رات دن ہو جاتی ہے ہزار ہا آدمی سیر تماشے کو آتے ہین اور محرم مین ایک بڑا چوبی بجرہ لٹکاتا ہے اور اوسپر پلٹنین اور توپین چڑھاتا ہے اور طرح طرح سے روشنی کرتا ہے کہ دس دن تک شام سے صبح تک ہزار ہا آدمی اوسکے دیکھنے کو آتے ہین اور اتنی بھیڑ ہوتی ہے کہ تل رکھنے کو جگہہ نہین ملتی دسوین شب کو نوگزہ تعزیہ گشت کرتا ہوا پہر رات رہے اس بجرہ کے پاس آتا ہے اوسوقت اس بجرہ مین سے اوسکی سلامی ہوتی ہے اور طرح طرح کی آتشبازی چھوٹتی

ہے اوسوقت آدمیون کی کثرت سے وہ بازار نمونہ محشر اور صحرائے قیامت ہوجاتا ہے

مٹیا محل

جانب دست چپ یہ ایک محلہ ہے بڑا سابق مین کچھ مکانات امرا کے ہونگے مگر اب صرف رعایا رہتی ہے اور یہ محلہ مٹیا محل کیون مشہور ہے کہ کچھ اوسکی وجہ تسمیہ معلوم نہین ہوتی

حویلی جناب مولوی محمد صدر الدینخان بہادر صدر الصدور

جانب دست راست حویلی ہے جناب مولوی محمد صدر الدینخان بہادر کی کہ سابق مین لالہ ہزارہ بیگم کی حویلی تھی مولوی صاحب نے اوسکو خرید کیا اور اسکے سر پسے بنایا یہ حویلی بہت خوش قطع ہے اور نہر و فوارہ ہمین جاری ہین اور بسیب خانہ باغ اور نہر اور فوارہ کے نمونہ بہشت بریں ہے

شیدی فولاد خان کا بنگلہ

جانب دست راست شیدی فولاد خان کا بنگلہ تھا جو محمد شاہ کے عہد مین ولی کا توال تھا مگر مدت سے اوسکا نام باقی نہین رہا نام چلا جاتا ہے اور یہان سے ایک شاخ اس بازار کی جانب غرب گئی ہے کہ اوسکا نام چوڑی والون کا محلہ ہے

غریز ابادی کی حویلی

جسکے سامنے جانب دست چپ نواب غریز ابادی کی حویلی ہے مدت تک نواب نعل بیگ خان کے قبضہ مین رہی اب بادشاہی علاقہ مین ہے اس حویلی مین ایک مسجد شکستہ تھی کہ اب اوسکو جناب مولوی محمد صدر الدینخان بہادر نے بہت روپیہ خرچ کرکے مرمت کی اور ایک نیا کنوان بنوایا

مکان سید محمد امیر خوشنویس

اسکے مقابل متصل بنگلہ شیدی فولاد خان جانب دست راست سید محمد امیر خوشنویس کا مکان ہے اور اوسپر بہت خوش خط عاقبت بخیر یاد لکھا ہوا ہے اور اسکے پاس تھا نہ بھی چلا پہا ہوا ہے

مکان نواب محمد مصطفےٰ خان بہادر

اس سے آگے جانب دست چپ یہ مکان واقع ہے بہت اچھا کمرہ اور نفیس مکان بنا ہوا ہے اور مکین کی رفعت شان کے سبب آسمان پر فوق لیجاتا ہے

سید رفاعی صاحب کی مسجد

یہ مسجد دست راست کو واقع ہے اور بنا اسکی بہت قدیم ہے لیکن چونکہ سید صاحب موصوف اس مسجد مین بہت

رہے ہین اور اس مسجد کی مرمت بھی کی ہے اسواسطے اونکے نام سے مشہور ہوگئی ہے یہ سید صاحب بڑے مقتداے روزگار تھے اور انکے ہان ایک مجلس بنام حضرہ ہوا کرتی تھی اور اوسمین مرید خاص حاضر ہوا کرتے تھے اور یہ قید تھی کہ اوسکے گرد پیش مین عورت نہو اور اونکی مریدین خاص کے ہاتھہ مین چھرے ہوتے تھے اور اون سب پر ایک حالت تازی ہوتی تھی کہ اوسوقت دنیا و ما فیہا فراموش کرتے تھے اور اوس حالت مین کلمہ طیب پڑہتے تھے اور وہ چھرے ایک دوسرے کو مارتے تھے مگر زخم کا اثر نہوتا تھا اور احیاناً اگر کبھی ہوا بھی تو فی الفور سید صاحب نے اپنا لب لگایا اور وہ زخم اچھا ہوگیا اور اب سید صاحب کو مرے ہوئے تیس برسکے قریب ہوئے

اعظم خان کی حویلی

یہ حویلی جانب چپ واقع ہے اور سابق مین تعمیر کی ہوئی نواب اعظم خانکی تھی مگر اب اسمین محلہ بستا ہے

چتلی قبر

اس حویلی کے مقابل جانب دست راست یہ قبر واقع ہے اور ایسی مشہور ہے کہ دور دور تک اسکا نام مشہور ہے کہتے ہین کہ سید روشن صاحب شہید کی یہ قبر ہے اور پانسو برس سے اسمقام پر واقع ہی اب اس مقام پر اس بازار کی دو شاخین ہوگئی ہین ایک جانب ترکمان دروازہ اور ایک جانب دہلی دروازہ اور یہ میدان جو چتلی قبر اور اعظم خان کی حویلی کے بیچ مین واقع ہے تراہہ ہوگیا ہی اب ہم پہلی ترکمان تک کا حال لکھتے ہین

مزار میر محمدی صاحب

اس بازار کی جانب دست چپ ان بزرگ کی پہلے ایک حویلی تھی اور وفات کے بعد یہین مدفون ہوے ہر برس عرس ہوتا ہے اور روشنی کیجاتی ہے اور مرزا سلیم بہادر ابن معین الدین محمد اکبر شاہ کی بھی قبر یہین ہے

شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ

اس سے آگے دست چپ کو شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ ہے کہ بڑے اولیاے کمل سی تھے اور اسی خانقاہ مین مرزا جان جانان مظہر اور شاہ صاحب موصوف اور شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا مزار ہے

موم گرون کا چھتہ

اسی خانقاہ کے مقابل جانب دست راست موم گرون کا چھتہ ہے کہ اب اوسمین رعایا اور شرفا کی مکانات واقع ہین

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۱۵ باب سوم

کوالی مسجد

شاہ کلن کی ڈگڈگی

اسی اتفاق کے متصل دست چپ ہی کیطرف سرراہ ایک لال سا ہموار ٹیلہ اور اوسمین چھوٹی سی قبر ہے یہ قبر خان کی بنائی اور اوسمین شاہ کلن ایک درویش فریق مدار سے ہاکر تے تھے اور رشتی کرتے تھے اونکی ڈگڈگی مشہور ہوگئی ہے اور ایسے مکانکو اس فرقہ کے اصطلاح مین ڈگڈگی کہا کرتے ہین اور یہانسے بلیماران اور کمال خان اور شجاعت

مزار رضیہ سلطان بیگم

اسی نواح مین ایک محلہ بلیماران کا ہے اور وہان منشی شیر علیخان اور جناب مولوی رشید الدین خان صاحب کے مکانات ہین اون مکانونمین ایک احاطہ شکستہ کھنچا ہوا ہے اور اوسمین دو قبرین ہین ایک رضیہ سلطان بیگم کی اور ایک بیگمہ کی کہ عوام الناس اوسکو رجی جھجی کی درگاہ کہتے ہین شاید کسی زمانہ مین یہ مکان اچھا بنا ہوا ہو لیکن اب بالکل شکستہ و خراب ہے یہانتک کہ قبرون کے تعویذ بھی ٹھیک اور ثابت نہین اور یہ مکان اس لائق نہین کہ اوسکا نقشہ لکھا جاوے مگر رضیہ سلطان بیگم اپنے وقت مین ہندوستان کی بادشاہ ہوگئی ہے اور تخت سلطنت ہندوستان کو انکی ذات سے رونق حاصل ہوئی تھی اسواسطے انکا ذکر لکھنا مناسب معلوم ہوا بلکہ جانا چاہیے کہ رضیہ سلطان بیگم بیٹی ہین سلطان شمس الدین التمش جنھون نے قطب صاحب کی لاٹھ اور مسجد قوۃ الاسلام اور حوض شمسی بنایا تھا جبکہ سلطان شمس الدین التمش کا انتقال ہوا اوسکے بعد سلطان رکن الدین فیروز شاہ ین سلطان شمس الدین تخت پر بیٹھا اوسکے بعد سلطان رضیہ نے ۶۳۴ھ مین تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور ۶۳۷ھ مین سلطان معز الدین جنے انکو پکڑ کر قلعہ تبر ہند مین قید کیا کہ بعد چند روز کے وفات پائی اور یہان فون ہین

کالی مسجد نمبر ۳

بلیماران اور ترکمان دروازہ کے پاس ایک مسجد ہے بیٹھانونکی وقت کی اور اوسکو کالی مسجد کہتے ہین شاید اصل مین کلان مسجد ہو یہ مسجد بہت بلند کرسی دار بنائی ہے کہ بتیس ۳۲ سیڑھیان چڑھکر اوسکے صحن مین جاتے ہین اس مسجد کو جو نشتہ المخاطب بجان جہان امین خان جہان وزیر نے فیروز شاہ کے وقت مین ۷۹۹ھ مین بنائی ہے اور اوسکے دروازہ کی پیشانی پر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے ؎ بسم اللہ الرحمن الرحیم بفضل و عنایت آفریدگار رو عمد و دولت بادشاہ دین دار ابو الغازی تباسد الرحمن ابو المظفر فیروز شاہ السلطان خلد اللہ ملکہ این مسجد بنا کردہ بندہ زادہ درگاہ جو تا نشتہ مقبول المخاطب بخان جہان خدا برین بندہ رحمت کند ہر کہ درین مسجد بیاید بدعاے خیر یاد شاہ مسلمانان و این بندہ بفاتحہ و اخلاص یاد کند حق تعالے این بندہ را بیامرزد و بحرمۃ النبی والہ مسجد مرتب شد بتاریخ دہم ماہ جمادی الآخر سنہ تسع و ثمانین و سبعمائۃ ہجری ؎ اس مسجد کے نقشہ دیکھنے سے بیٹھانون کی وقت کی عمارت کی قطع بخوبی معلوم ہوتی ہے یہ مسجد بلند بھی ہے اور پانچ پانچ در ہر ہر گہ مین ہین اور اوسکے صحن مین کئی قبرین ہین انجملہ اونکے ایک قبر جو تا نشتہ خانجہان

بانی مسجد کی اور دوسری خانجہان اوسکے باپ کی ہے اب اوسکے نقشہ کو دیکھو اور قدرت الٰہی یاد کرو

درگاہ حضرت شاہ ترکمان نمبر ۴

یہہ درگاہ ہے حضرت شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی کی ترکمان دروازہ کے پاس اور اسی سبب سے یہہ دروازہ ترکمان دروازہ کرکے بھی مشہور ہوگیا ہے حضرت شمس العارفین ترکمان بیابانی بڑے ولی اللہ ہین آپ کے اوصاف اور کمالات اوس سے سوا ہین جو بیان ہوسکین اور محامد آپ کے اسکے محتاج نہین کہ لکھے جاوین مزار آپکا آسمان کے نیچے واقع ہے ایک مختصر احاطہ بنا ہوا ہے اور اوسمین آپ کا مزار ہے آپکی قبر کے گرد سنگ مرمر کا کٹہرا لگا ہوا ہے اور گرد قبر شریف کے ٹھوڑی دور تک سنگ مرمر کا فرش ہے باقی سنگ سرخ کا فرش ہے اس درگاہ مین کھڑکی ایک درخت ہے کہ یہان کے خادم صاحب فرماتے ہین کہ یہہ درخت حضرت مخدوم جہانیان جہان گشت کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے وفات آپ کی چوبیسوین رجب ۶۳۷ ہجری کو ہوئی ہے اور اسی تاریخ ہر برس یہان عرس ہوتا ہے اور ہر برس بسنت یہان بہت دھوم دھام سے ہوتی ہے اور تمام شہر کے لوگ جمع ہوتے ہین اور چار قبرین اسی احاطہ مین اور ہین اور ایک قبر ہے فرش مین ملی ہوئی اور وہ قبرین آپ کے مریدون کی اور ایک قبر بھتیجے کی ہے اور یہہ آپ کے مزار کا نقشہ ہے

امیر خان کا بازار

اس بازار کی چتلی قبر سے دو شاخین ہوگئی تھین ایک شاخ کا جو ترکمان دروازہ کو گئی ہے اوسکا حال تو ہم لکھ چکے اب دلی دروازہ کی طرف کی شاخکا حال لکھتے ہین کہ چتلی قبر سے آگے بڑھ کر دہلی دروازہ کیطرف جو بازار ہے وہ امیر خان کا بازار ہے اور اوسمین چمڑے والون اور اور سودے والون کی دوکانین ہین

بنگش کا کمرہ

اسی بازار مین جانب دست راست فیض اللہ خان بنگش کا کمرہ ہے کہ رفعت مین آسمان سے باتین کرتا ہے اور استواری مین کوہ پر طعنہ مارتا ہے اس کمرہ کو فیض اللہ خان بنگش نے ہزار ہا روپیہ خرچ کرکر بنوایا تھا اس بازار کے سامنے تراہہ اور مرزا خجستہ بخت کی حویلی ہے اور اوسی مین سے دائین طرف امیر خان کے گنج کو رستہ جاتا ہے اور بائین طرف چیلون کے کوچہ اور کالے محل کو ××

حویلی مرزا خجستہ بخت بہادر

یہہ حویلی مرزا خجستہ بخت بہادر کی ہے جو بھائی ہین عرش آرامگاہ محمد اکبر شاہ بادشاہ کے اس حویلی کی تاریخ

بہت خوب اور وہ یہ ہے ٭ مکان خجستہ بنیاد

تیراہہ بیرم خان

اس سے آگے ایک چھوٹا سا چوک ہے اوسمین ایک تو یہی رستہ آتا ہے جسکا ہم ذکر کرتے آتے ہین اور اوسکے ایک رستہ دلی دروازہ کو ہوکے جاتا ہی اور ایک رستہ بائین طرف فیض بازار کیطرف جاتا ہے اسواسطے تیراہہ مشہور ہے اور یہان ایک نامی مسجد ہے

دائی کی مسجد

یہ مسجد بہت عمدہ ایک برج کی اور بہت نامی ہی اور اکثر لوگ اسمین نماز پڑھتے ہین اور اوس کی پیشانی پر یہ تاریخ کندہ ہے

تاریخ

شکر للہ کہ گشت این مسجد + از شرف سجدہ گاہ اہل نظر + سال تاریخ او خرد گفتا + گشتہ آباد کعبہ دیگر
۱۰۶۴

حویلی نواب دبیر الدولہ مرحوم

اس سے آگے جانب فیض بازار نواب دبیر الدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کی حویلی ہی یہ حویلی پہلے نواب مہندی قلی خان کی تھی بعد اسکے اونھون نے اوسکو خرید فرمایا

اولیا مسجد

اسکے آگے اولیا مسجد ہے اور یہ مسجد نئی بنی ہے اور ٭ خانہ خدا ٭ اسکی تاریخ ہے اور اسکے آگے فیض بازار ہے اور ایک رستہ تاراچند کے کوچہ کو جاتا ہے

فیض بازار

واقع مین یہ بازار فیض بار ہے دلی دروازہ کے سامنے سے قلعہ کے نیچے تک ایک بازار ہے وسیع دلکش و دلربا فرحت بخش و دلکشا ایک ہزار پچاس گز کے طول اور تیس گز کے عرض سے اور ادہر اودہر مکانات عالی واقع ہین بیچ مین نہر موجود ہے اور حوض دلربا بنا ہوا ہے اشجار نازک اور دلربا سے بہار تازہ حاصل ہے دکاکین سبزہ فروشون سے سرسبزی جاودانی ہے اس نہر اور حوض مین جیسا زور شور پیچ و تاب سے مرغولین کھاتا ہوا اور لہراتا ہوا پانی جاتا تھا اس خوبی سے تمام شہر کی نہرون مین نہ تھا مگر افسوس ہے کہ نہر خراب ہوگئی پانی سوکھ گیا وہ لطف نرہا اب چند روز مین یہ بھی کوئی نہین جانتے کا کہ یہان نہر بھی تھی یا نہین جس زمانہ مین کہ یہان نہر جاری تھی حقیقت مین یہ بازار ایک بہشت کا ٹکڑا تھا اسواسطے کہ اس خوبصورتی سے اور کسی بازار مین نہر نہ تھی اور یہ شعر ہو ہو صادق تھا ٭ ہر سو نہری دران گلستان ٭ خیزان وقتان چو فیل مستان

حکیم بو علی خان کا کمرہ

اسی بازار مین حکیم بو علی خان کا کمرہ ہے کہ اب اوسکو نواب دبیر الدولہ خواجہ زین العابدین احمد خان بہادر مصلح جنگ نے خرید کر لیا ہے یہہ کمرہ بھی کسی زمانہ مین بہت تحفہ تھا

پھول کی منڈی

اس بازار مین پھول کی منڈی تھی اور گلفروشون کی دوکانین دماغ عالم کا معطر ہوتا تھا اگرچہ اب دوکانین نہین رہین لیکن نام چلا جاتا ہے اور اوسکے پاس تھا فیض بازار ہے

مسجد روشن الدولہ نمبر ۵

اس بازار مین قاضی واڑہ کے پاس ایک مسجد ہے نواب روشن الدولہ کی بنائی ہوئی نہایت نفیس و لطیف اگلے زمانہ مین اس مسجد مین سر سے پاون تک سونیکا کام کیا ہوا تھا اور سنہری تین برج بڑے تکلف کے تھے اور اسی سبب سے سنہری مسجد کہلاتی تھی لیکن اب وہ کام بالکل خراب ہوگیا اب وہ برج ٹوٹ گئے اور بازوونکے مینار بھی شکست ہوگئے اب کہین کہین نشان اور علامتین باقی ہین کہتے ہین کہ اس مسجد کے شکست برج کوتوالی چبوترہ کی سنہری مسجد کی مرمت مین خرچ ہوے ہین یعنی یہان کے اور وہان کی سنہری برجون کو ملا کر کوتوالی کی مسجد کے برج درست کر دیے جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب اکثر اس مسجد مین تشریف رکھتے ہین اس مسجد کے صحن مین ایک حوض ہے بہت دلچسپ و نفیس اب یہہ حوض بھی خراب ہوگیا ہے یہہ مسجد ایسی سر راہ واقع ہوئی ہے کہ اس سبب سے اسکو زیادہ رونق ہوگئی ہے یہہ مسجد محمد شاہ کے عہد مین بنی ہے اور اوسکی پیشانی پر یہہ اشعار کندہ ہین

شکر حق کز یمن فیض سید عرفان پناہ ٭ شاہ بھیکہ آن مرشد کامل ولایت دستگاہ ٭ در زمان شاہ اسکندر نشان جمشید قدر ٭ معدلت گستر محمد شاہ غازی بادشاہ ٭ روشن الدولہ ظفر خان صاحب جود و کرم ٭ کرد تعمیر طلائی مسجد عرش اشتباہ ٭ مسجدی کاندر فضای صحن قدرش آسمان کردہ ٭ از نور شعاع مہر روز و شب نگاہ ٭ حوض صاف او نشان از چشمہ کوثر دہد ٭ ہر کہ از آبش وضو سازد شود پاک از گناہ ٭ سال تاریخش رسائی یافت از الہام غیب ٭ مسجد چون بیت افضلی بط نور اللہ

غرض کہ یہہ مسجد بھی عمدہ عمارات سے اور بہت نامی ہے چنانچہ اب ہم اس مقام پر اوسکا نقشہ لکھتے ہین وہو ہذا

مسجد اکبرابادی

اسی بازار مین یہہ ایک مسجد ہے دلکش و دلربا فرحت بخش و روح افزا سر سے پاون تک سنگ سرخ کی اور گرد

مسجد روشن الدولہ

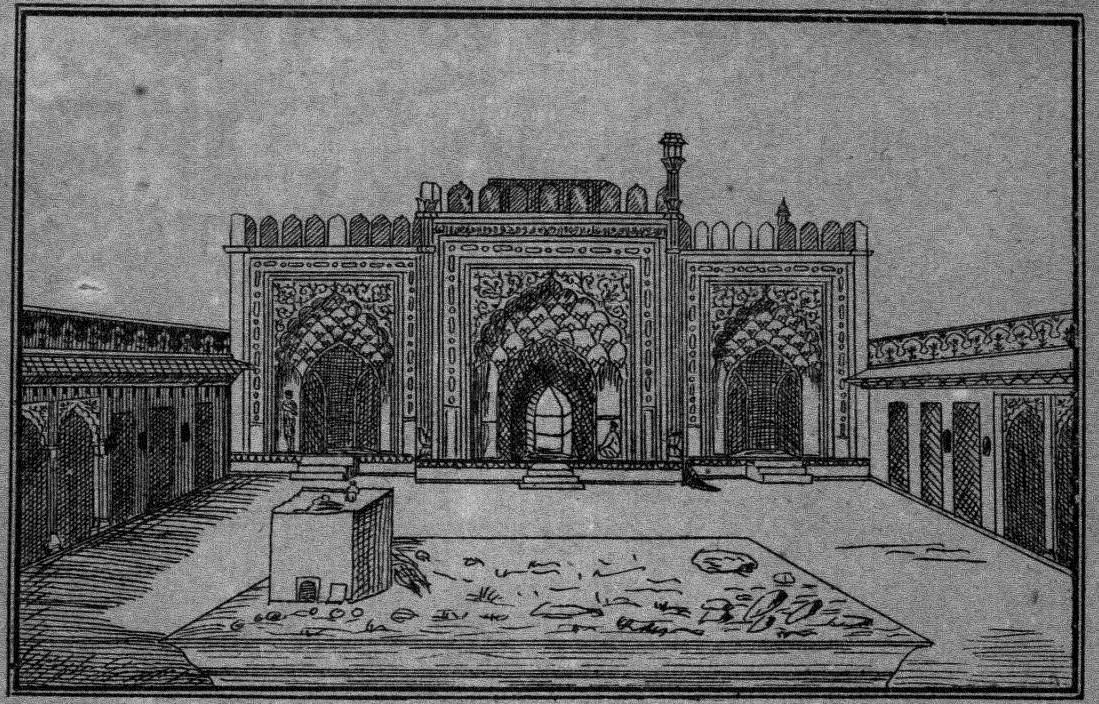

نقشہ نمبر ۵ متعلقہ صفحہ ۱۸ باب سوم

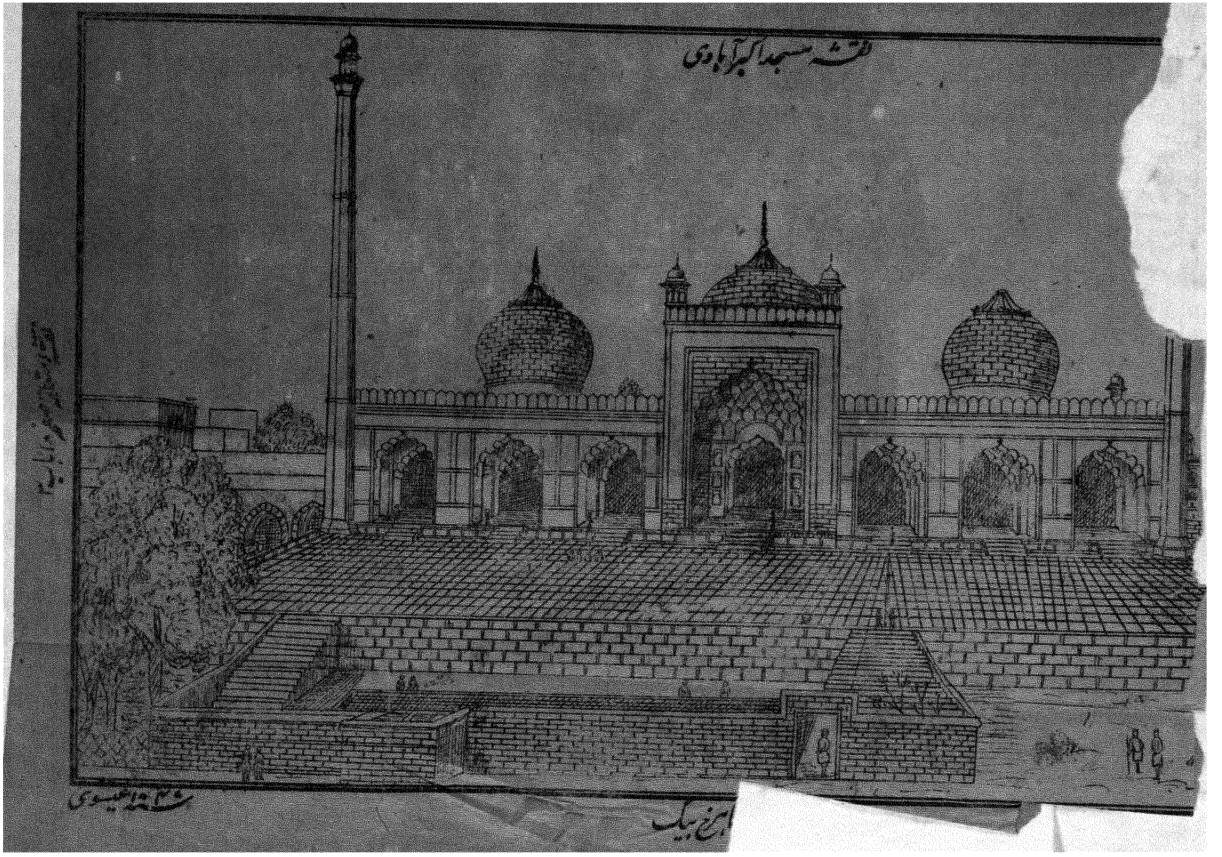
نقشہ مسجد اکبرآبادی

اسکے مکانات اور حجرہ طالب علمون کے رہنے کے تعمیر ہوئے ہین ضلع غربی سے ملحق کرسی دیکر یہ مسجد بنائی ہے جسکی رفعت و
شان کے آگے گنبد اخضر پست ہے اور جسکی عظمت و جلال کے آگے ملاء اعلی گرد ہے اس مسجد فیض بنیاد کو اعز النسا
بیگم بیوی شہاب الدین محمد شاہجہان نے سنہ ۱۰۶۰ ہجری مین مطابق سنہ ۲۴ جلوس کے بنائی ہے ان بیگم کا خطاب اکبرآبادی
محل تھا اس سبب سے یہ مسجد بھی اکبرآبادی مسجد مشہور ہوگئی ہے اس مسجد کی تین برج و سات در ہین مسجد کی
عمارت تریسٹھ ۶۳ گز طول مین اور سترہ ۱۷ گز عرض مین نری سنگ سرخ کی اور اوسکا پیشطاق سنگ مرمر کا
پرچین کار ہے اور اوسکے آگے ایک چبوترہ ہے تریسٹھ ۶۳ گز طول اور ستاون ۵۷ گز کے عرض سے ساڑھے تین
گز کا اونچا اوسپر سنگ سرخ کا کٹہرہ لگا ہوا ہے اور اوسکے آگے ایک حوض ہے بارہ سے بارہ گز کا کہ چشمہ آفتاب
و ماہتاب پر شرف لیجاتا تھا اور نہر کا پانی اوسمین آتا تھا بیت دران صحن حوضی بصد آب و تاب ٭ درخشندہ
چون چشمہ آفتاب ٭ جب سے کہ یہ نہر خراب ہوگئی اس حوض مین بھی پانی نہین رہا اسکے گرد حجرہ بنے ہوئے ہین
ایک سو چون ۱۵۴ گز کے طول اور ایک سو چار ۱۰۴ گز کے عرض سے اور ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان ہے اور اوسکے
آگے سرتاسر چار گز کے عرض سے چبوترہ تھا اور اس مسجد کے دو مینار ہین بہت بلند منجملہ اونکے شمالی مینار بجلی کے
صدمہ سے ٹوٹ گیا ہے اور اب تک ویسا ہی ٹوٹا پڑا ہے اور اوسکے دروازہ پر ایک کتبہ ہے خط نسخ مین چنانچہ
ہم اوسکو اسمقام پر نقل کرتے ہین ٭ کتبہ این مسجد فیض انتما و سراے راحت جا و حمام لطافت آما و چوک دلکشا کہ عبادتگاہ
حق پرستان روزگار و روح افزاے متردد کنان اقطار و نزہت کدہ آسمانیان و دار النفع زمینیان است در عہد سعادت مہد
بادشاہ اسلام کہف انام سایہ والا پایہ پروردگار خلیفہ برگزیدہ کردگار رحمت اعم ذی الجلال مظہر ایزد دادار بیہمال ابو المظفر
شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی پرستار خاص بادشاہی پرستندہ با اخلاص ظل الہی موفقہ
خیرات و مبرات محررہ سعادات و حسنات اعز النسا مشہورہ باکبرآبادی محل بفرمان معلی بنا کرد و بجہت ایفای رضاے الہی
اقتنای ثواب اخروی و حاصل سری و محبوبی با حقوق اقتضا داخلہ و خارجہ وقف لازم شرعی نمود و مقرر ساخت کہ اگر بمرمت
این مکتہ احتیاج افتد آنچہ از حاصل این موقوف بعد الترمیم باقی ماند بخدمت مسجد و حمام و طالب علم رساند و الاتمام را بجماعہ
مسطور بدہند این منازل منیعہ در عرض دو سال بصرف صد و پنجاہ ہزار روپیہ آخر شہر رمضان المبارک سال
ہزار و ششم ہجری مطابق بست و چہارم سال جلوس عالم آرا صورت انجام پذیرفت ایزد تعالے اجر این خیر جاری
و نفع باقی بر روزگار فرخندہ آثار بادشاہ دین پرور حق گزین حقیقت گستر و بانی این مبانی عامرہ عائد گرداند
آمین یا رب العالمین

سنہری مسجد نمبر ۶

اس مسجد سے تھوڑی دور آگے قلعہ کے نیچے سنہری مسجد ہے لطافت اور نزاکت اوسکی بیان سے باہر خوبی اور خوشنمائی اوسکی حد سے زیادہ ہے قطع اوسکی بہت خوب اور وضع اوسکی نہایت مرغوب ہے سر سے پاؤن تک سنگ باسی کی بنی ہوتی ہے اور دو مینار ہین خوب صورت وو بھی سنگ باسی کے ہین تین گنبد تھے سنہری یعنی کاٹ کے گنبد بناکر اوسکے اوپر تانبے کے موٹے موٹے پترے چڑھائے تھے اور اون پتروں پر سونے کے پترے بطور ملمع کے چڑھائے تھے اور اوسکے تمام بجیان اور کلسیان اس مسجد کی سنہری ہین اور اندر سے تمام در و دیوار اسکی سونے سے لپٹی ہوئی تھین چند روز سے کلس اوسکے برجوں کا گل گیا تھا اور پترے پھٹ ہو گئے تھے اسکا نقشہ کھینچنے کے بعد بموجب حکم حضور والا کے وہ پترے اوتار لیے گئے اس مسجد کے باین طرف ایک کٹکا دالان بنا ہوا ہے اور اوسمین تبرکات رکھے ہین اور ہر برس اونکی زیارت ہوتی ہے اور داہنی طرف بہت خوبصورت حوض اور اوسمین فوارہ بھی لگا ہوا اوس حوض مین اوس کونین سے جو اس مسجد کے متصل ہے پانی آتا تھا اب بسبب بے مرمت ہو جانے کے پانی نہین آتا اور فوارہ نہین چھوٹتا اس مسجد کے در پر اشعار کندہ ہین اشعار شکر حق در عہد احمد شاہ غازی بادشاہ × خلق پرور داد گر شاہان عالم راہ پناہ × مسجدی کردہ بنا نواب قدسی غرو جاہ × با دو آیم فیض عام آن ملائک سجدہ گاہ × سعی نواب بہادر صاحب لطف و کرم × ساحت تعمیر چنین جاوید عالی و منگا × چاہ و حوض و صاف بخش آبروی زہد ہست × ہر کہ از آبش طہارت کرد شد پاک از گناہ × سال تاریخش چو جرم یافت از الہام غیب × مسجد بیت مقدس مطلع نور الہ باب ہم اسمعام پاد اسکا نقشہ لکھتے ہین وہ یہ ہے

بگوا باڑی

اسی مسجد کے پاس بگوا باڑی ہے اور اوسمین بگوا بیگم کی قبر ہے اور خانہ باغ اب اسمین بعض سلاطین رہتے ہین اور اسی کے پاس تھانہ گذر راج گھاٹ ہے

زینت المساجد

یہ مسجد بھی شاہجہان آباد مین بہت نامی ہے اور نہایت بلند اور دریا گنج مین دریا کے کنارہ واقع ہے اسکے مینار دور دور سے دکھائی دیتے ہین اور یہ مسجد کوسون سے معلوم ہوتی ہے اور مسجد کی فضا اور زینت کاری اور پرچین سازی کی بہار اور اور ہر سبزہ زار کا دکھائی دینا اور دریا کا بہنا اور طرح طرح کی موجوں کا لینا عجب عالم دکھاتا ہے واقع مین جنت کی نزہت اور لطف اس مسجد مین ہے بہتر کہ کسی مسجد مین ہو گا سجد مین جو گنبد ہین وہ تانبے کا ہے پانی تک سنگ سرخ کی بنی ہوتی ہے اور تینون برج سنگ مرمر کے ہین اور اوسمین سنگ مرمر کی دھاریان بنائی ہین تاکہ چشم بد سے محفوظ رہے اور برجون پر نہایت خوشنما سنہری کلس ہین کہ اونکی دمک آفتاب کی چمک کو مات کرتی ہے مینار اسکے آسمان سے باتین کرتے ہین سبحہ اسکا شہر فلک سے بھی گذر گیا ہے اس مسجد کے سامنے

نقشہ نمبر ۶ متعلقہ صفحہ ۲۰ باب ۳

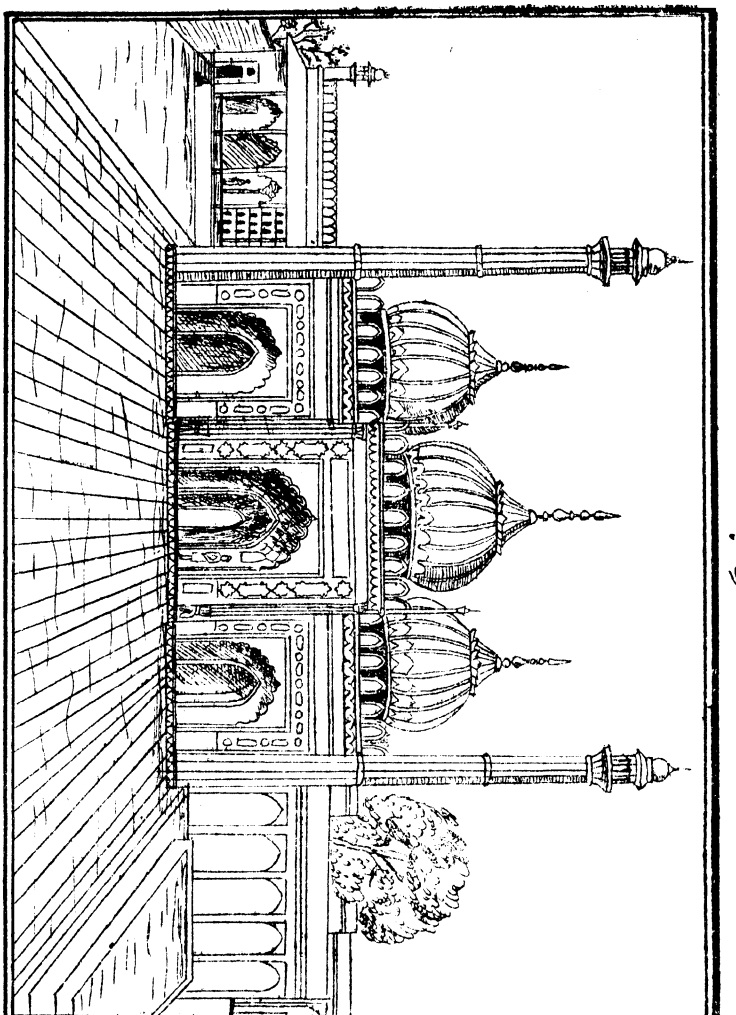

نقشہ سنہری مسجد

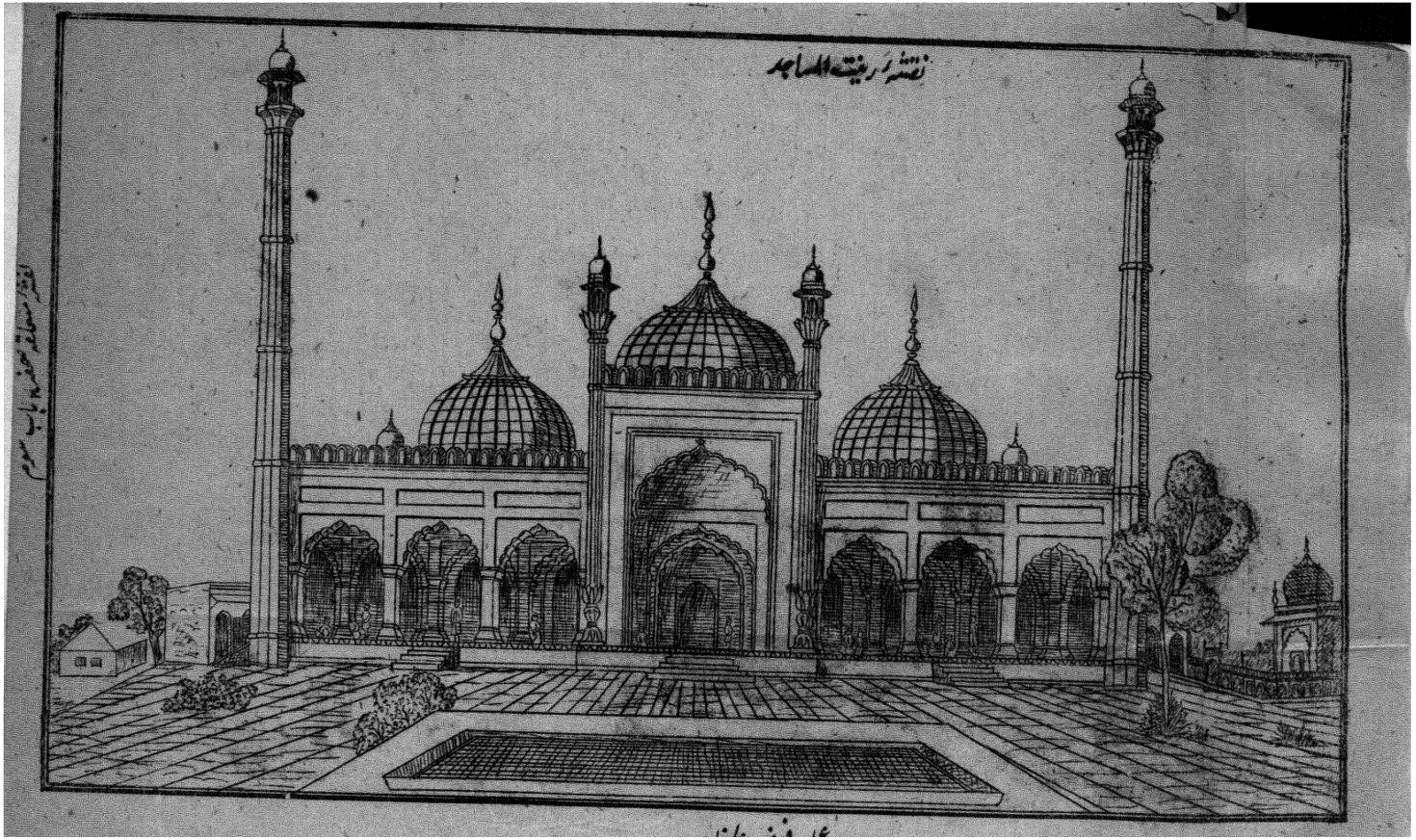
نقشهٔ زینت المساجد

نقشہ نمبر ۱ متعلقہ صفحہ ۲۱ باب ۳

نقشہ دروازہ شرقی مسجد جامع

ہین بہت خوشنما بیچ کا در بہت بڑا ہے اور ادہر اودہر کے چھوٹے صحن کے بیچ مین ایک حوض ہے دلربا مانند چشمہ آفتاب کے اور پرنور مثل ماہتاب کے اور اس مسجد کے پاس ایک کنوان تھا کہ اوس سے پانی اس حوض مین آیا کرتا تھا مگر اب وہ کوان بند ہو گیا ہے اس مسجد کو زیب النسا بیگم اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی نے بنایا ہے اور اوسکا مدفن بھی اسی مسجد کے صحن مین شمال کیطرف ہے چنانچہ اسکی قبر کے پاس ایک چھوٹا برج تبرکات رکھنے کا بنا ہی اور اوسکے نیچے دو محجر ہین ایک محجر سنگ باسی کا ہے اور اوسکے اندر ایک محجر ہے سنگ مرمر کا کہ اوسمین فرش بھی سنگ مرمر ہی کا ہی اور تعویز بھی سنگ مرمر کا ہے اور قبر کے سرہانے آیہ کریمہ قل یا عبادی الذین کندہ کر کر یہ عبارت کندہ کی ہے

کتبہ

مونس ما در لحد فضل خدا تنہا بس است ✕ سایہ از ابر رحمت قبر پوش ما بس است

امیدوار حسن خاتمہ فاطمہ زینت النسا بیگم بنت بادشاہ محی الدین محمد عالمگیر غازی انار اللہ برہانہ سنہ ۱۱۲۲ ہجری یہ مسجد عہد اورنگ زیب عالمگیر مین بنی ہے اور یہ محجر عالمگیر کے بعد اب ہم اس مقام پر اس مسجد کا نقشہ لکھتے ہین کہ اوسمین مسجد اور محجر دونو کا نقشہ موجود ہے وہو ہذا

دروازہ شرقی مسجد جامع

یہ دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کیطرف واقع ہے اور اس دروازہ کی سیڑہیون پر گذری ہوتی ہے یہ گذری بھی شاہجہان آباد مین گویا ہر روز کا میلہ ہے بزاز طرح طرح کے کپڑے الگنیون پر ڈالتے ہین اور عجب عجب خوشنمائی سے اپنی اپنی دوکانین آراستہ کرتے ہین کہ اونکی رنگ آمیزی اور گلکاری سے در و دیوار باغ بہشت اور روضہ رضوان پر فوق لیجاتا ہے جوانان عشق سرشت طرح طرح کی جانور یہ پنجرون مین لئے ہوئے سیر کرتے پھرتے ہین اور اونکی اچھی اچھی آوازین سناتے ہین ایک طرف کبوتر والے کبوتر بیچتے ہین اور ایکطرف گھوڑے والے گھوڑے کی گھڑی ہین خریدار جوق جوق پڑے پھرتے ہین اور ایک ایک چیز نقد دل کے بدلے مول لیتے ہین یک چیز و صد مشتری و یک انار صد بیمار نقشہ ہوتا ہے

تعالی اللہ چہ شہر است این چہ بازار ✕ نشستہ مہ جبینان در دکاکین ✕ چو گل زان رو ہمہ آسودہ حال اند

کہ در زیب صفا باغ است و گلزار ✕ کہ این بازار احسن است آئین ✕ کہ ہم زردار و ہم صاحب جمال اند

چہ بارونق بود یکسر دکانش ✕ ندارد آسمان یک مشتری بیش ✕ بود صد مشتری در ہر دکانش

نہ پیچد روز و شب زین رشک بر خویش

اس دروازہ کیطرف پینتیس سیڑہیان ہین اور اسی طرف شاہ ہرے بھرے صاحب کی درگاہ اور میان

سرمد کا ڈہیر واقع ہے چنانچہ اب ہم اس مقام پر اوسکا نقشہ لکھتے ہین

خاص بازار نمبر

اسی دروازہ کی جانب یہ ایک بازار ہے بہت وسیع نہایت دلکشا اور سیدھا اس بازار مین سب طرح کے سودے والون کی دکانین ہین خصوصًا ترکاری بیچنے والے بہت بیٹھتے ہین اور ہر طرح کی ترکاری بیچتے ہین اور یہین سے خانم کے بازار اور خان دوران خانکی حویلی کو رستہ جاتا ہے

سعد اللہ خان کا چوک

یہ چوک بھی بہت نفیس و لطیف تھا اور نہایت سیر و تماشیکا مکان تھا لیکن اب وہ رونق نہین رہی ایک نام چلا جاتا ہے

لال ڈگی نمبر ۸

خاص بازار کی آگے قلعہ کی فصیل کے نیچے جس مقام پر کہ اگلے زمانہ مین گلابی باغ تھا وہان سرکار دولتمدار انگریزی کیطرف سے ایک چشمہ فیض بنا ہے کہ چشمہ آفتاب و ماہتاب پر فوق لیگیا ہے اس حوض کو سرتاسر سنگ سرخ سے بنایا ہے اور چارون کونون پر چار برج کٹہرہ دار بہت خوشنما بنے ہوئے ہین اور دونو طرف عرض مین سیڑھیان بنی ہوئی ہین اور یہ چشمہ فیض بموجب حکم قضا شیم نواب عالیجناب فلک رکاب لارڈ الن برا بہادر کے بنا ہے اور پچاس ہزار روپیہ کے قریب اسپر خرچ ہوا ہے طول اسکا پان سے فٹ اور عرض ڈیڑھ سے فٹ کا ہے اگرچہ ایسے مکان کی لطافت اور نفاست بجز دیکھنے کے بیان نہین ہوسکتی لیکن پھر بھی نقشہ کے دیکھنے سے کچھ پائی جاتی ہے اور نقشہ یہ ہے

دروازہ شمالی مسجد جامع نمبر ۹

یہ دروازہ مسجد جامع کا پائے والون کے بازار کی طرف واقع ہے اور اسطرف انتالیس ۳۹ سیڑھیان ہین اگرچہ اسطرف بھی کبابی بیٹھتے ہین اور سب سودے والے دوکانین لگاتے ہین لیکن بڑا تماشا اسطرف مداریون اور قصہ خوانون کا ہوتا ہے تیسرے پہر کو ایک قصہ خوان مونڈھا بچھائے ہوئے بیٹھا ہے اور داستان امیر حمزہ کہتا ہے کسیطرف قصہ حاتم طائی اور کہین داستان بوستان خیال ہوتی ہین اور ہزارہا آدمی اوسکے سننے کو جمع ہوتے ہین ایکطرف مداری تماشا کرتا ہے اور بھانمتی کا کھیل کرتا ہے اور بوڑھے کو جوان اور جوان کو بوڑھا بناتا ہے غرضکہ ان دروازون پر ہر روز ایک طلسم کا عالم رہتا ہے کہ اوسکی کیفیت دیکھنے والا ہی جانتا ہے ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ × سبحان اللہ کیا مسجد ہے اور کیا شہر اور کیا لوگ ہین اور کیا بازار اور کیا تماشے ہین اور کیا طلسمات جو دیکھے وہی جانے اب ہم اس مقام پر اس دروازہ کا نقشہ لکھتے ہین اور اوسکی خوبی و خوشنمائی

نقشہ لال ڈگی

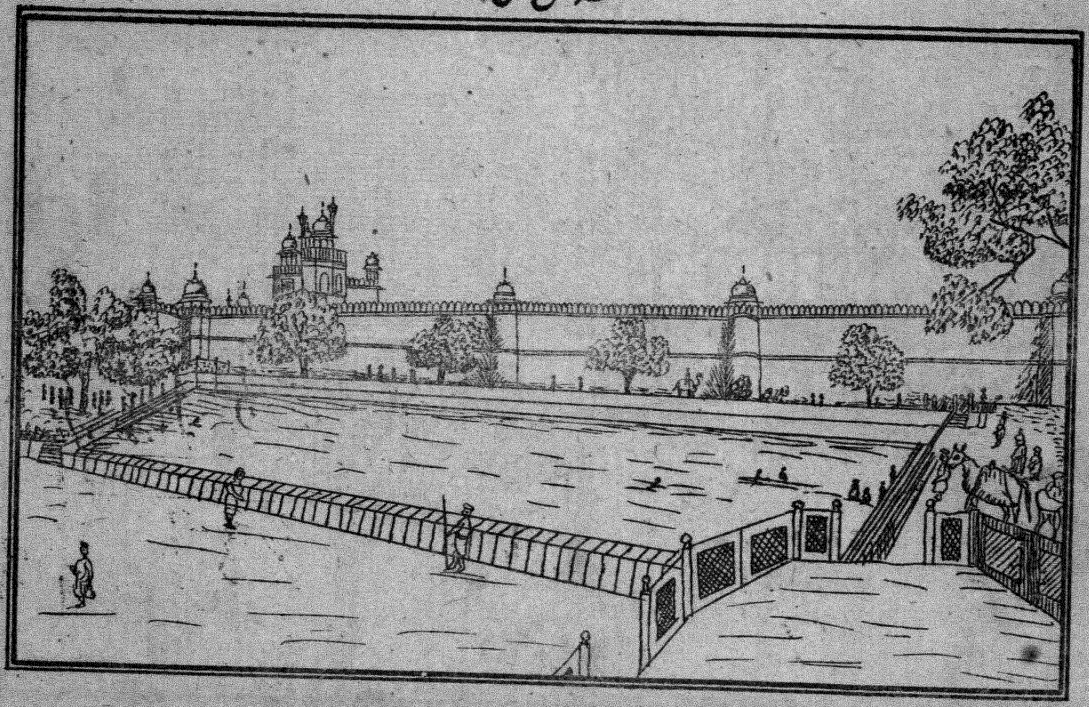

نقشہ نمبر ۲ متعلقہ صفحہ ۲۲ باب سوم

نقشه نمبر ۹ متعلقه صفحه ۲۲ باب ۳

نقشه دروازه شمالی مسجد جامع

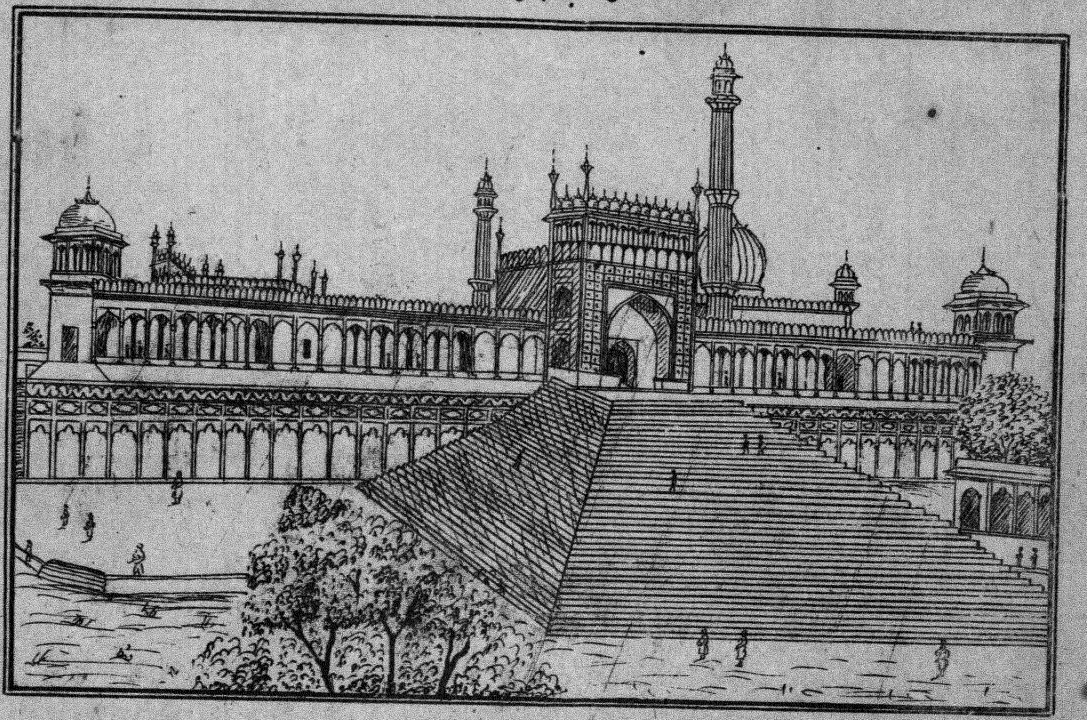

ایک پرچہ کاغذ پر دکھلاتے ہین اور نگار خانہ چین اور نقش ارژنگ بتاتے ہین وہو ہذا ×

دار الشفا ×

اسی دروازہ کی جانب شاہجہانی دار الشفا ہے کہ سابق حکیم بیٹھتے تھے اور دوائی خانہ رہتا تھا اب لوگ رہتے ہین اور گھر بھی بن گئے ہین

رہٹ کا کنوآن

یہہ کنوان بھی بہت نامی اور نہایت مشہور اور شاہجہانی ہے پہاڑ مین کٹا ہوا اسپر رہٹ لگا ہوا ہی اس سبب سے رہٹ کا کنوان کہلاتا ہی اسی کنوے سی مسجد جامع کی حوض مین پانی آتا ہی یہان بہت بڑے خزانے بنے ہوئے اوتسے فوارہ حوض کا چھوٹتا ہے

جینیونکا بڑا مندر

یہہ مندر دھرم پورہ مین واقع ہے بہت بڑا اگرچہ یہہ مندر چونہ اینٹ کا بنا ہوا ہے اور شاید کہین کہین اندر پتھر بھی لگا ہوا ہو لیکن اسکے بنے پر روپیہ بہت خرچ ہوا ہے سمت ۱۸۵۷ مین یہہ مندر بنا شروع ہوا اور سات برس کے عرصہ مین بن چکا اور متی بیساکھ سدی تیج سمت ۱۸۶۴ مین سراگیون نے اپنے مذہب کے موافق اس مندر مین پہلے پوجا کی تھی پانچ لاکھ روپیہ اس مندر کے بنانے مین خرچ ہوا ہے اس مندر کو لالہ ہرسکھ راے اور لالہ موہن لال مہاجنون نے بنایا ہی کہتے ہین کہ اس مندر مین سوا لاکھ روپیہ کی تیاری کی صرف ایک بیدی ہے ×

جینیونکا چھوٹا مندر ×

اسی مندر کے پاس یہہ مندر ہے سیٹھ کی گلی مین اس مندر کو تمام شہر کے سراوگیون نے ملکر بنایا ہے اور پنچایتی مندر کہلاتا ہے اس مندر کی تیاری چوہ سدی دوج سمت ۱۸۸۵ مین شروع ہوئی اور سمت ۱۸۹۱ مین متی منگسر بدی تردوشی کو سراوگیون کے مذہب کے موافق اس مندر مین مہاراج براجوان ہوئے ہین ان دونون مندرون کی کلس سنہری ہین اور اسمین بہت سے مکانات بنے ہوئے ہین مگر سراوگی غیر مذہب کو مندر کے اندر جانے دیتے ہین ادہرمی کی بات جانتے ہین اس سبب سے ان دونو مندرونکا نقشہ نہ بن سکا

پائے والونکا بازار ×

یہہ ایک بازار ہی وسیع اور دلکشا جامع مسجد کے شمالی دروازہ کے سامنے اور اس بازار مین ایک تراہہ ہے کہ اوسمین سے خانم کے بازار اور دریبہ کو رستہ جاتا ہے

دریبہ

یہ ایک بازار ہے نہایت معروف اور نہایت مشہور اگرچہ اس بازار کی وسعت مانند اور بازارون کے نہین ہے لیکن اسقدر آباد اور بارونق ہے کہ جسکا کچھ حد حساب نہین اکثر مہاجنون اور ہنڈوی والونکی دوکانین یہین ہین اور بہت اقسام کے سودے والے یہان بیٹھتے ہین اور سودا بیچتے ہین

مسجد شرف الدولہ

اسی بازار مین سر راہ ایک مسجد ہے نہایت دلکشا اور بہت خوب اگرچہ وہ مسجد تو ساری چونہ اور اینٹ سے بنی ہوئی ہے لیکن برج اوسکے سنگین ہین اگرچہ اون برجون کے پتھر کو بھی سنگ مرمر ہی کہا چاہئے لیکن عجب طرح کا زردی لیا ہوا پتھر ہے کہ اوسکی سنہری کلسیون اور اوس پتھر کی رنگت مین شبہ پڑتا ہے اس مسجد کے پاس جو مدرسہ ہے اوسکو نواب شرف الدولہ محمد شاہی نے ۱۱۳۵ ہجری مین بنایا ہے اور اوسکی پیشانی پر سنگ مرمر کی لوح پر کتبہ تاریخ کندہ ہے

زہ زبان شہ خورشید سریر	ظل حق ماہ زمین شاہ زمان	ناصر الدین کہ محمد شاہ است	تیغ او کفر شکن در دوران
شرف الدولہ بنا فرمودہ	مسجد و مدرسہ عالیشان	این دو بیت الشرف علم و عمل	ہمچو سعدین فلک کرد قران
	سال تاریخ بنا گفت خرد	قبلہ حج ارادت کیشان	۱۱۳۵

۱۱۳۵

اب ہم اس مقام پر اس مسجد کا نقشہ مندرج کرتے ہین

خونی دروازہ

دریبہ کے سرے پر ایک دروازہ بنا ہوا ہے محراب دار خوشنما اوس دروازہ کا نام خونی دروازہ ہے اور اوسکے آگے بڑا بازار جسمین چاندنی چوک وغیرہ سب بازار شامل ہین مگر اگلے زمانہ مین یہ بازار لاہوری بازار یا اردو بازار کہلاتا تھا اب اوسکے متعددہ نام ہوگئے اسواسطے ہم اگلے نام سے اسکا حال لکھتے ہین

بازار جانب دار السلطنت لاہور

یہ ایک بازار ہے نہایت وسیع کہ عرصہ جہان بھی اوسکے آگے تنگ معلوم ہوتا ہے اور بہت دلچسپ کہ خلد برین سے بھی بہتر معلوم ہوتا ہے ہر قسم کے سودے والے اسمین سودا بیچتے ہین اور طرح طرح کے دوکاندار دوکانین لگاتے ہین کیفیت اس بازار کی اوس سے زیادہ ہے جو کہنے مین آوے اور اوس سے بہت ہے جو لکھی جاوے یہ بازار قلعہ کے لاہوری دروازہ سے فتحپوری تک ہے اس بازار کے پہلے حصہ کو تو اردو بازار کہتے ہین اور اوس سے آگے جہان ترپولیہ اور کوتوالی ہے وہ اوسکے نام سے مشہور ہے اور اوسکے آگے چاندنی چوک کہلاتا ہے اور اوسکے آگے فتحپوری کا بازار کہلاتا ہے غرضکہ یہ بازار ہے چالیس گز کے عرض سے بیس ادہر اور بیس گز ادہر بیچ مین سرتاسر نہر جاری ہے اور گرد

نقشہ نمبر ۱ متعلقہ صفحہ ۲۴ باب سوم

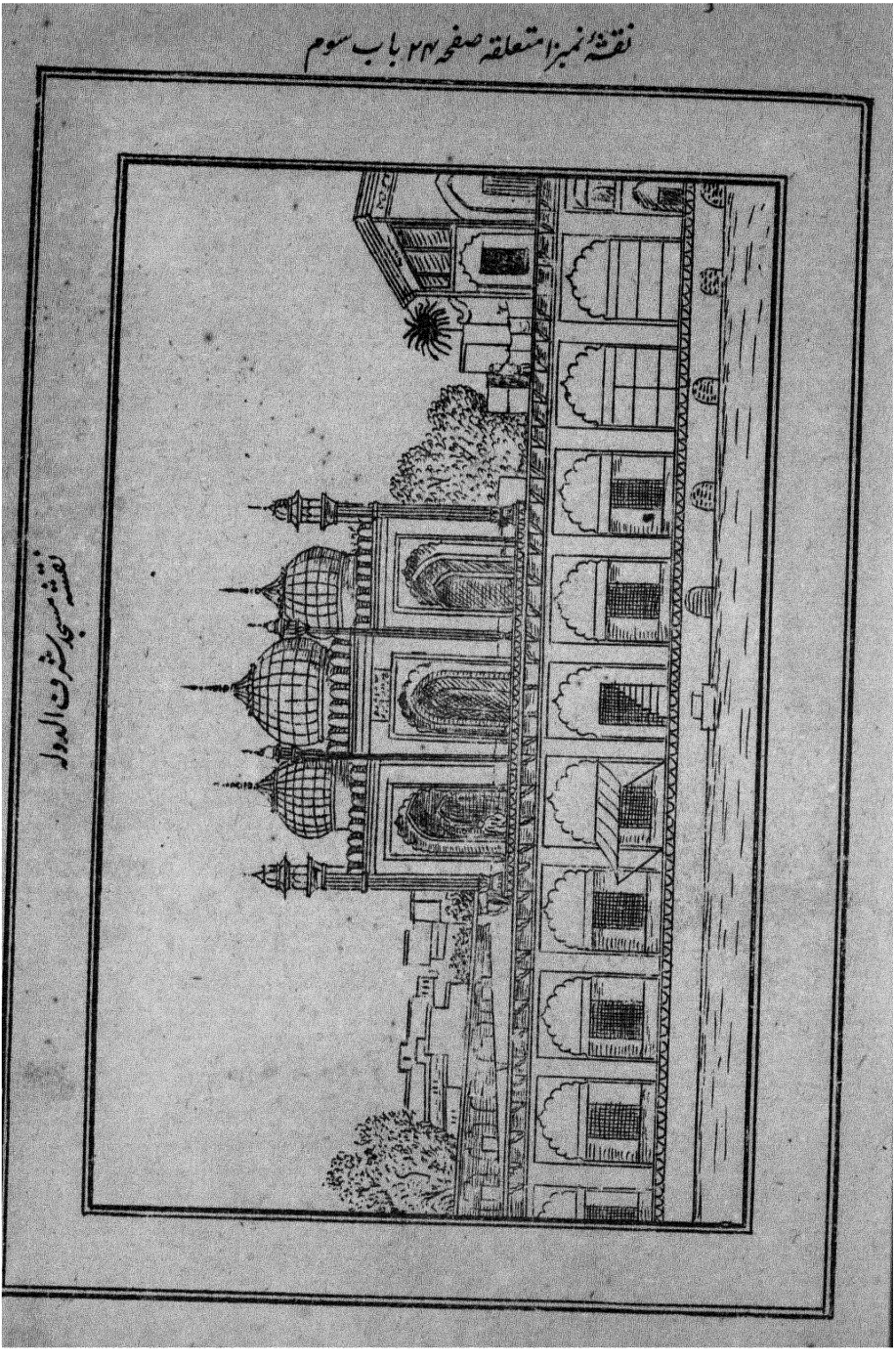

نقشہ مسجد شرف الدولہ

نقشہ نمبر ۱ متعلقہ صفحہ ۲۵ باب سوم

نقشہ مسجد سنہری کوتوالی

شہر کے دو رستہ درخت لگے ہوتے ہین اور طرح طرح کی عجایب عجایب مکانات تیار ہین کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتے ہین خوبی دروازہ سے نکلتے ہی تو شمرو کی بیگم کی کوٹھی ہے کہ اب ہم اوسکا حال پہلے لکھدیتے ہین

شمرو کی بیگم کی کوٹھی

یہ ایک کوٹھی ہے نہایت دلکشا اور فرحت بخش بہت عمدہ کہ چشم فلک نے بھی دیکھی ہوگی اس کوٹھی کو کرسی دیکر بنایا ہے اور کرسی مین کمرے گودام کے اور شاگرد پیشہ کے لیئے بناتے ہین اور اوسپر یہ کوٹھی ہے کہ ایک درجہ اور سکا بہشت ارم سے بہتر ہے علاوہ خوبی عمارت کے باغ کی آراستگی اور سرو کی درختون کی خوشنمائی اور نہر کے زور و شور کے بہنے سے اور ہی لطف و کیفیت ہوگئی ہے اس کوٹھی کو ابتداے عملداری سرکار مین شمرو صاحب کی بیگم نے جاگیردار سمرو سنہ تھین بنایا تھا جو کہ باہر سے نمود کوٹھیون کی کمتر ہوتی ہے اسواسطے مین نے اس مقام پر مختصر تحریر پر اکتفا کیا

کوتوالی چبوترہ

یہ سیاست گاہ ایک چوک مین واقع ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ یہی بازار جسکا ہم ذکر کرتے ہین جہان سے شروع ہوا ہے وہان سے چار سو اسی گز پر آن کر ایک چوک ہے اسی سے اسی گز نکلا اور اوسمین حوض ہے اور جانب جنوب کوتوالی چبوترہ ہے اور جانب شمال ترپولیہ تھا اور رستہ جاتا تھا کہ اب ترپولیہ تو ٹوٹ گیا ہے مگر رستہ بدستور چلتا ہے کہتے ہین کہ یہ مقام ہمیشہ آفت خیز رہا ہے ایک زمانہ تھا کہ یہان دریا بہتا تھا اور اس مقام پر بھنور پڑتا تھا کہ ہزارہا کشتیان غرق ہوتی تھین اور ایک زمانہ تھا کہ یہان جنگل ہوگیا اور شیر نکلنے لگا کہ کسی ذی روح کو زندہ نہین چھوڑتا تھا اب یہان کوتوالی چبوترہ ہے اور لوگ پکڑے جاتے اور عذاب پاتے ہین اسی چبوترہ کی

سنہری مسجد ہے ۔ مسجد کے زیر سایہ خراب جا ہے ۔ بہون بات کہنے کی جا نہین

سنہری مسجد کوتوالی نمبر ۱۱

یہ مسجد ہے نہایت دلچسپ و دلکشا اور ایسی سر بازار واقع ہوئی ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین اگرچہ یہ مسجد چونہ اور اینٹ کی ہے لیکن بہت خوشنما اور خوشقطع بنی ہوئی ہے برج اس مسجد کے سنہری ہین اس سبب سے سنہری مسجد کہلاتی ہے اسکے برج بھی مثل برج مسجد فیض بازار ٹوٹ گئے تھے لیکن ان دونون مسجدون کے برجونکو ملاکر اس مسجد کے برج پھر نئے سرے بنا دئے ہین کہ اب بخوبی مرتب ہین اس مسجد کو بھی نواب روشن الدولہ ظفر خان نے سنہ ۱۱۳۳ ہجری مین بنا یا ہے چنانچہ اوسکی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہین

بعہدہ بادشاہ ہفت کشور × سلیمان فر محمد شاہ داور × بہ نذر شاہ بھیکہ آن قطب آفاق × شد این مسجد بہ زینت در جہان طاق
خدایا نیست لیک از روی احسان × بنام روشن الدولہ ظفر خان × بتاریخش ز ہجرت تا شمار است × ہزار و یکصد و سی و چہار است
غرض کہ یہ مسجد بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہے چنانچہ اب ہم اس مقام پر اوسکا نقشہ لکھتے ہین وہو ہذا

چاندنی چوک

اسکے آگے چاندنی چوک ہے یعنی اس مقام کے آگے چار سو اسی گز کا لنبا بازار ہے اور اوس مقام پر ایک چوک ہے
مثمن سو گز سے سو گز مین اور اوسکے بیچ مین بھی مثمن حوض ہے اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہین خوبی اور خوشنمائی
اسکی بیان سے باہر ہے آدمی کی طاقت نہین کہ بیان کر سکے تیسرے پہر کو اس چوک مین عالم طلسمات ہوتا ہے اکثر
جوانان جوان دل اور امرا اور شاہزادے سیر و تماشے کو آتے ہین اور سیر کرتے پھرتے ہین اس چوک کے گرد دکانین
نہایت اسلوبی اور خوشنمائی کے ساتھ بنی ہوئی ہین اور اونمین ہر قسم کے سودے والے بیٹھتے ہین تمام دنیا
کی چیزین یہان بہم پہونچ سکتی ہین اور ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ خامہ و زبان کو اوسکی بیان کی طاقت نہین ×

بیگم کا باغ

اس چوک کے جانب شمال مکانات دلکشا اور دلچسپ بنے ہوئے تھے اور ایک باغ تھا نو سو سر گز کا لنبا اور
دو سو چالیس گز کا چوڑا باغ مین عجیب عجیب بارہ دریان اور مکانات تھے اور نہر جاری تھی اور ہر جا حوض
و فوارے تھے اگرچہ اب وہ صورت نہین رہی اکثر لوگون نے اسمین مکانات بنا لیئے ہین اور ایک بستی بس گئی
ہے لیکن اسپر بھی باغ موجود ہے اور نہر جاری ہے اور اگلے زمانہ کی کیفیت یاد دلاتی ہے اس چوک کے
جنوب کیطرف بھی اس عمارت کے جواب مین عمارت دلکشا بنی ہوئی تھی چنانچہ اب بھی اوسکا نمونہ باقی رہگیا ہے
یہ باغ صاحبہ آباد کر کر موسوم تھا اور یہ سب عمارت اور باغ جہان آرا بیگم بنت شاہجہان بادشاہ کے حکم سے
بنا تھا جسکے دیکھنے سے نقش عمارت شکستہ خیال مین پھر جاتا ہے × از نقش و نگار در و دیوار شکستہ × آثار پدید است صنادید عجم را

مسجد فتحپوری

یہ مسجد اس بازار کی انتہا پر واقع ہے بہت تحفہ اور نہایت نفیس اور ایسی نیک نیتی سے بنائی ہے کہ اب تک
اسمین بہت کار خیر ہوتے ہین اس مسجد مین صدہا لوگ حافظ قرآن مجید ہوئے الحمد للہ علی ذلک طول اس مسجد کا
پین تالیس گز کا ہے اور عرض بائیس گز کا اور سر سے پاون تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے گنبد کے دونو طرف
ایوان در ایوان ہین تین تین در کے اور کرسی اور اجارہ مین تمام منبت کاری کی ہوئی ہے اور فرش بھی سنگ مرمر کا

نقشہ نمبر ۱۲ متعلقہ صفحہ ۲۶ باب سوم

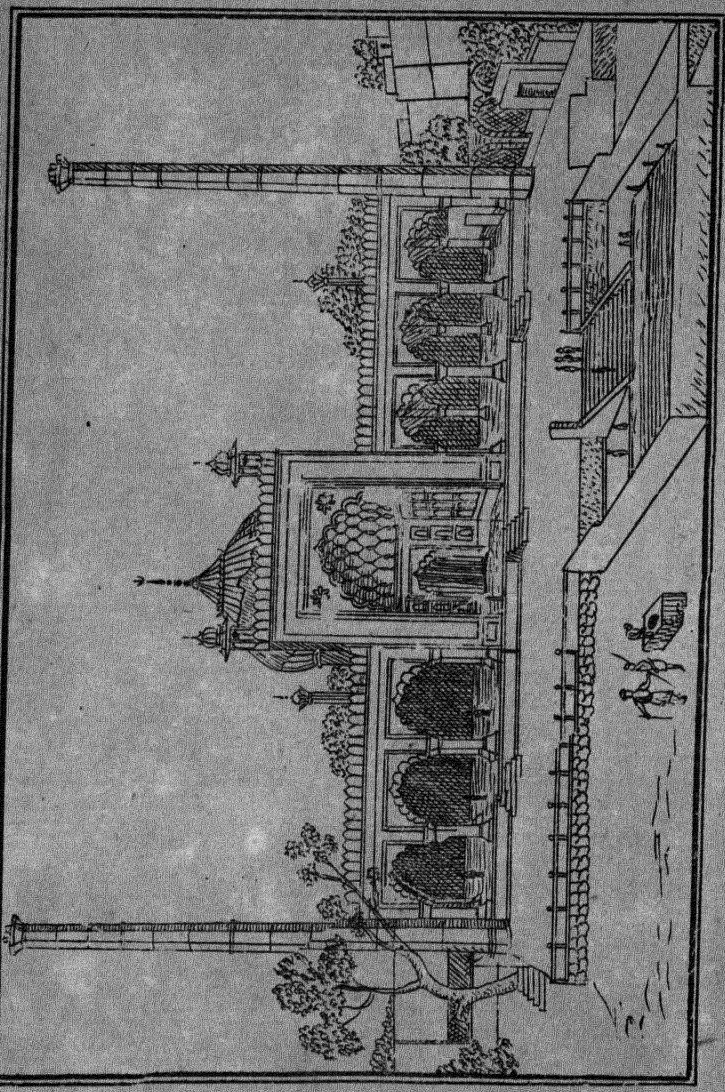

نقشہ مسجد فتحپوری

نقشہ نمبر ۱۳ متعلقہ صفحہ ۲۷ باب سوم

نقشہ مسجد پنجابی کٹرہ

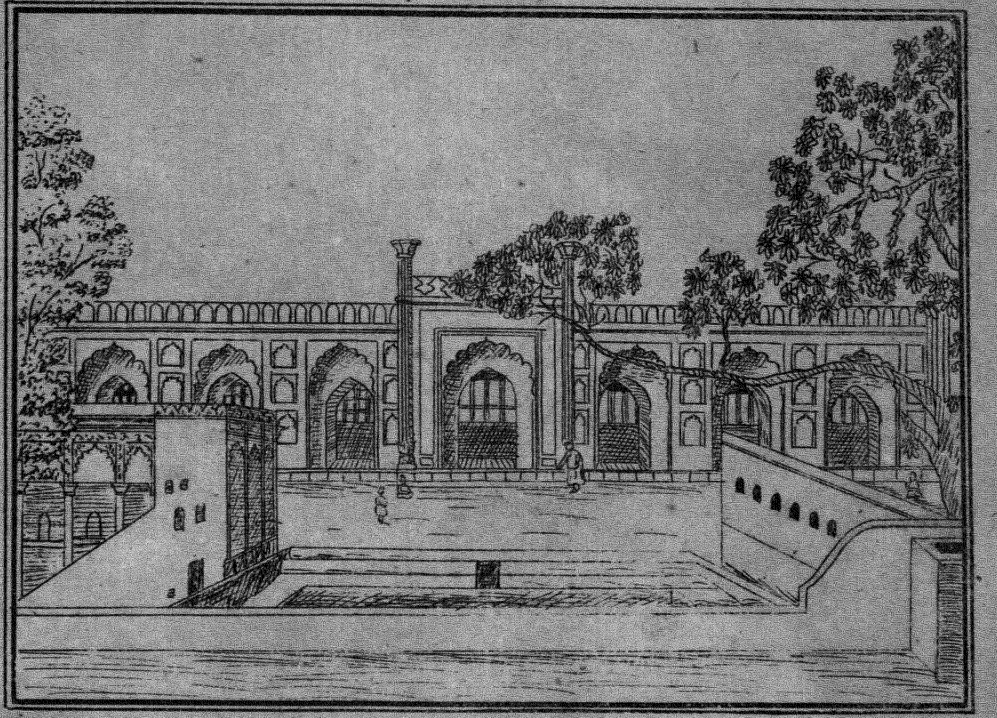

نقشہ نمبر ۱۴ متعلقہ صفحہ ۲۷ باب سوم

نقشہ محمد الصاحب

ہے اور دونو کونون پر دو مینار ہین پر تین تین گز کے اونچے نہایت خوشنما مگر اب اوسکی برجیان ٹوٹ گئی ہین صرف مینار باقی ہین اوس مسجد کے آگے ایک چبوترہ ہے سنگ سرخ کا پینتالیس گز کا لمبا اور تین تین گز کا چوڑا نر اسنگ سرخ کا اور اوس چبوترہ کے بیچ مین حوض ہے نوانین سولہ گز سے چودہ گز کا کہ چاندنی چوک کی نہر مین اسمین سے ہو کر پانی آتا ہے اور گرد صحن کے اوہتر ۷۹ ایوانہاے عمدہ طالب علمون کے رہنے کو بنے ہوئے تھے اور اون ایوانون کی آگے ستا سر تین گز کے عرض سے چبوترہ ہے محن اس مسجد کا ستر گز سے ستر گز کا ہے اسکے عقب مین لاہوری دروازہ ہے اس مسجد کو نواب فتحپوری محل بیگم نے بنایا ہے جو بی بی تھی شاہجہان کی اور اوسکا نقشہ یہہ ہے

مسجد پنجابی کٹرہ

پنجابی کٹرہ ایک مکان تھا مسکن سوداگرونکا اور اوسمین اکثر پنجابی سوداگر وتزا کرتے تھے اس سبب سے پنجابی کٹرہ مشہور ہو گیا ہے اوس کٹرہ مین یہہ مسجد ہے مصفا اور دلربا زی سنگ سرخی کر اوسکی خوبی و خوشنمائی بیان سے باہر ہے اور ایسی نیک نیت بیگم نے بنائی ہے کہ ابتک آباد ہے اور مولوی عبد الخالق صاحب اور مولوی محمد نذیر حسین صاحب اسی مسجد مین درس و تدریس فرماتے ہین اور دن رات قال اللہ و قال الرسول کا ذکر رہتا ہے اس مسجد مین ایک حوض بہت پاکیزہ اور مکانات دلچسپ بنے ہوئے ہین اگرچہ اسکا صحن جیسا پر فرا پہلے تھا اب نہین رہا اسواسطے بعض بعض لوگون نے اسکے صحن کو اپنے مکانون مین ملا لیا ہے لیکن پھر بھی بہت باکیفیت مسجد ہے اس مسجد کو نواب زینت آباد بیگم نے جو بیوی تھین اورنگ زیب عالمگیر کی اوسی بادشاہ دین پناہ کے وقت مین بنایا ہے اور اپنے اعمال نیک کا یادگار چھوڑا ہے چنانچہ اب ہم اس مقام پر اس مسجد عالی کا نقشہ لکھتے ہین کہ اوسکے دیکھنے سے اس مسجد کی قطع اور خوبی اور خوشنمائی بخوبی معلوم ہوتی ہے اور وہ نقشہ یہہ ہے

فخر المساجد

یہہ مسجد دالر باکشمیری دروازہ کے پاس واقع ہے اگرچہ مسجد بہت بڑی نہین ہے لیکن ایسی خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ اپنا نظیر نہین رکھتی خصوصاً اس مسجد کے برج ایسے خوبصورت ہین کہ روے زمین پر ایسے نہونگے گنبد فلک صرف اس مسجد عالی کے گنبدون کے رشک سے سر گردان ہے اس مسجد کو سر بازار کرسی دیکر بنایا ہے اور کرسی مین کئی دوکانین نکالی ہین ہوکر اس مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہے اور بیچا بیچ سنگ سرخ کی دھاریان لگی ہوئی ہین مسجد کے اندر اجارہ تک سنگ مرمر بہت نفیس لگا ہوا ہے برج اس مسجد کے نرے سنگ مرمر کے ہین اور سنگ موسی کی اوسمین دھاریان بنائی ہین کلس اس مسجد کے بالکل طلائی ہین مسجد کے اندر کا فرش سنگ مرمر کا ہے اور باہر کا فرش سنگ سرخ کا اس مسجد کے صلع جنوبی مین دالان

سنگین نہایت عمدہ بنایا ہے اور اوسکے جواب مین ایک دالان ضلع شمالی مین ہے مگر اوسکے دونو طرف در بنے ہوئے ہین اور جانب درہاے شمالی ایک حوض تھا نہایت خوش قطع اور پاکیزہ اور اوسمین فوارہ بھی لگا ہوا تھا مگر اب وہ حوض بھی بگڑ گیا ہے اور فوارہ بھی بند ہو گیا ہے اس حوض کے متصل ایک حوض ہے کہ اوسمین نہر کا پانی آتا تھا اور اوسمین سے یہہ فوارہ چھوٹتا تھا اور حوض بھرتا تھا اس مسجد کو فاطمہ فخر النسا بیگم زوجہ نواب شجاعت خان نے سنہ ۱۱۴۱ مین بنایا ہے جبکہ نواب شجاعت خان نے اس جہان سے رحلت کی اونکی بیوی نے اپنی عالی ہمتی سے یہہ مسجد اپنے خاوند کے لئے بنائی ہے تاکہ حسنات اسکے نامہ اعمال نواب مرحوم مین لکھے جاوین اور تا ابد الاباد اسکا ثواب اوسکو پہونچے اور بیگم کا نام نیک یادگار رہے اس مسجد کے دروازہ پر سنگ مرمر مین فخر المساجد کھدا ہوا ہے اور مسجد کی پیشانی پر یہہ اشعار کندہ ہین خان دین پرور شجاعت خان بخت یافت جا بہ بارضاے حق تعالی از طفیل مرتضے صدر خاتونان کنیز فاطمہ فخر جہان یادگارش ساخت این مسجد بفضل مصطفے اب ہم اس مقام پر مسجد عالی کا نقشہ لکھتے ہین کہ اوسکی خوبی اور خوشنمائی اس نقشہ سے پائی جاتی ہے

گرجا گھر

اس مسجد کے پاس یہہ گرجا گھر ہے کہ اوسکی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہے حقیقت مین یہ بات ہے کہ ایسا خوب صورت گرجا گھر اور کہین دیکھنے مین نہین آیا اسکا کلس کہ بشکل صلیب بنایا ہے بہت خوبصورت اور سنہری ہے اور اسکا گنبد اور کئی کمرے بہت خوبصورتی سے بنائے ہین اندر کمرونمین سنگ مرمر کا بہت نفیس فرش ہے اس گرجا گھر کو کرنیل جمس اسکنر صاحب بہادر نے کہ بڑے عالی ہمت اور نام اور تھے اپنی ذات کا روپیہ خرچ کر کر بنایا ہے اسکی تعمیر سنہ ۱۸۴۶ عیسوی کو شروع ہوئی تھی اور دس برس کے عرصہ مین بنکر تیار ہوا ہے اور نوے ہزار روپیہ سواے قیمت سنگ مرمر کے کہ وہ کرنیل صاحب کے پاس موجود تھا خرچ ہوئے ہین اسی گرجا گھر کے صحن مین جانب غرب قبر ہے ولیم فریزر صاحب بہادر کی جو صاحب کمشنر تھے اس شہر کرامت بہر کے اور بعضے کوتاہ اندیشون نے اونکو بضرب قرابین ہلاک کیا تھا یہہ صاحب ہندوستانی رئیسون کی بہت قدر کرتے تھے اور اسی سبب سے اونکے مارے جانے کا بہت ہندوستانیونکو نہایت افسوس اور رنج ہوا تھا فریزر صاحب کی قبر بھی بہت تحفہ سنگ مرمر کی منبت کاری ہوئی ہے اور اوسکے گرد آہنی کٹہرہ لگا ہوا ہے غرضکہ اسمقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہین کہ اسکی خوبی اور خوشنمائی اوس سے ظاہر ہے

حویلی نواب عبد الاحد خان

اسی نواح مین یہہ حویلی تھی نواب عبد الاحد خان کی کہ نہر اور حوض اور فوارہ اور باغ سے آراستہ تھی اب حویلی کے بعض

نقشہ گرجا گھر

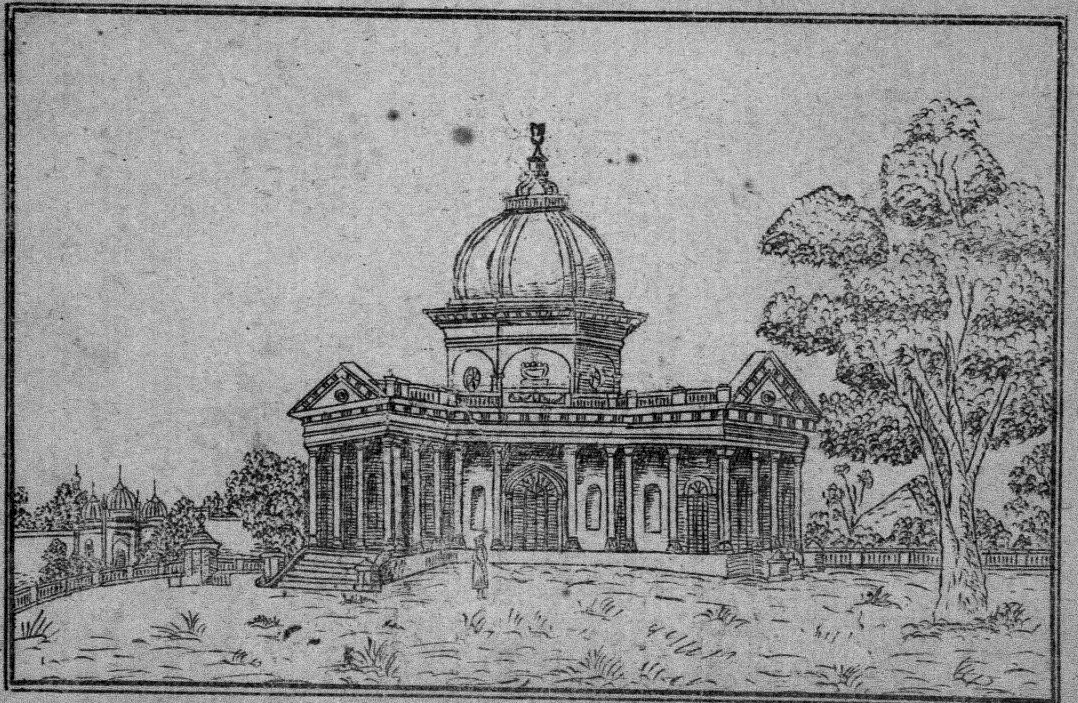

نقشہ نمبر ۱۵ متعلقہ صفحہ ۲۸ باب سوم

نقشہ نمبر ۶ متعلقہ صفحہ ۲۹ باب ۳

نقشہ مختصر جامع مسجد

مکانون مین مدرسہ سرکاری ہے اور بعض مین کچہریان عدالت دیوانی کے مقرر ہین ×

حویلی منصور علی خان

اسی حویلی کے پاس منصور علیخان کی حویلی ہے بہت عمدہ اور نہایت بڑی آراستہ نہر جاری اور فوارہ اور اوس حویلی کے پاس ایک حمام ہے بہت خوب یہہ حمام ابتک آراستہ ہے اور ہر سال جاڑے مین گرم ہوتا ہے

میگھہ زین سرکاری

انہین حویلیونکے نزدیک ایک میگھہ زین سرکاری ہے اور سب طرحکا اسباب حرب و پیکار اسمین موجود ہے اور ہر روز ترقی پر ہے

پن چکیان

اسی کے قریب نہر جاری ہے اور یہہ وہ ہے جو قلعہ مین گئی ہے اور قلعہ کے تمام مکانات مین جاری اسی نہر مین پنچکیان بنی ہوئی ہین اور ہر روز صدہا من آٹا پانی کی زور سے پستا ہے اب یہان سے عقب جامع مسجد کا حال لکھا جاتا ہے

عقب مسجد جامع

جامع مسجد کی پست بھی بہت بہار کی ہے اور اوسکا نقشہ عقب سے بھی بہت کیفیت دکھاتا ہے اور جامع مسجد کی دیوار اور برجونکی نمود اور مینارون کا دکھاو اور برجیون کی قطار عجب عالم دکھاتی چنانچہ اب ہم اسمقام پر اوسکا نقشہ لکھتے ہین

چاوڑی

جامع مسجد کے پیچھے کا جو بازار ہے وہ چاوڑی کرکے مشہور ہے اور یہہ بازار بہت وسیع اور دلچسپ اور سیرگاہ عالی ہے سب طرح کے سودے والے یہان بیٹھتے ہین مگر دل والے اور کپڑے والے اور کاغذی اور کسیرونکی بہت سی دکانین ہین

شاہ بولا کا بڑ

چاوڑی سے آگے یہہ بڑ نہایت نامی ہے اور شاہ بولا ایک فقیر یہان رہا کرتا تھا کہ اب اوس مقام پر اوسکی قبر ہے اگرچہ وہ درخت اب نہین اوسکی جگہہ اور درخت ہے مگر نام چلا جاتا ہے

قاضی کا حوض

اس بڑ سے آگے ایک کھاری کنوان تھا کہ اب وہ بند ہوگیا ہے اور اوسکے آگے قاضی کا حوض ہے نہایت مشہور اگرچہ وہ حوض اب آراستہ نہین لیکن ٹوٹا پھوٹا نشان باقی ہے اوسمقام پر چوراہہ ہے ایک تو یہی رستہ ہے اور ایک رستہ اجمیری دروازہ کو جاتا ہے اور ایک سیتارام کے بازار مین اور ایک لعل کنوین کیطرف

لال کنوان

یہہ بازار بھی بہت بڑا وسیع ہے اور اسمین بدل بیگ خان اور حافظ عبدالرحمان کی حویلی ہے اور مسجدین چھوٹی چھوٹی

واقع ہیں اور یہ کنواں بھی اب تک موجود ہے نر اسنگ سرخکا اور اسی سبب سے لال کنواں مشہور ہوگیا ہے

کھاری باولی

اس سے آگے بڑھ کر کھاری باولی ہے اگرچہ وہ باولی اب آسانی سے نہیں رہی دکانوں میں دب گئی ہے لیکن اوسکا پتہ اور نشان بلکہ باولی کی صورت بھی معلوم ہوتی ہے یہ باولی بہت قدیم اور شاہجہان آباد کی آبادی سے بہت پہلے کی ہے یعنی ۹۳۵ ہجری عہد شیر شاہ میں باولی بنی شروع ہوئی اور ۹۴۵ میں تمام ہوئی چنانچہ اس باولی پر یہ عبارت کندہ ہے بعضے لفظ جو پڑھے نہیں گئے وہ بعینہ نقل کر دیئے ہیں ؎

کتبہ دروازہ

یا اللہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ یا اللہ

کتبہ اندرونی پیشانی کوٹھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین رب یسر وتمم بخیر شد این باوری وچاہ در ماہ رمضان سنہ نہصد وپنجاہ وہشت ہجری بتوفیح محمد مصطفےٰ رسول در زمان حضرت الہ در زمان عادل اسلام شاہ بن شیر شاہ بنا کردہ کار کنان ایں حملہ پیشی خواجہ عماد الملک عرف عبد اللہ لاذر قریشی بندہ کان کہ باو سزاے امیدوار عنایت وحمتست کردہ باین سے بایستک

کتبہ دیوار شمالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم در عہد وزمان شاہ سلطان السلاطین والمظفر اسلام شاہ بن شیر شاہ سلطان خلد اللہ ملکہ وسلطانہ بنا کردہ ایں چاہ بتوفیق اللہ وبن وحم رسول اللہ ملک عماد الملک عرف خواجہ عبد اللہ لاذر قریشی بدار الملک حضرت دہلی فی سنۃ اثنی وخمسین وتسعمائت

بازار اجمیری دروازہ

یہ بازار بھی بہت وسیع ہے اور بہت عمدہ مکانات اور چھوٹی چھوٹی مسجدیں اسکے دو جانب کوٹھی ہیں اور اس دروازہ کے باہر یہ سرائے نازالدینخان کی ہے اب ہم اوسکا ذکر لکھتے ہیں

نقشہ نمبر ۱۷ متعلقہ صفحہ ۳۱ باب ۳

نقشہ مدرسہ نواب نظام الدین خان

مدرسہ غازی الدینخان

اجمیری دروازہ کے باہر مدرسہ نواب غازی الدینخان نہایت نفیس و لطیف بنا ہوا ہے یہہ مدرسہ سب سنگ سرخ سے تعمیر کیا ہوا ہے اسکے تین دروازے بہت کلان اور نہایت خوبصورت ہین مرتبہ اول ہی مین جب کوئی اون دروازون سے مدرسہ مین قدم رکھتا ہے اوس عمارت کی خوبی و خوبصورتی دروازون سے دلنشین ہوجاتی ہے اندر جاکر ایک صحن نہایت وسیع اور اوسکی جنوب و شمال کیطرف حجرے متعدد بہت وسیع اور نہایت مرتفع واسطے آرام طلبہ کے بنے ہوئے ہین اور ان حجرون کے سقف پر بھی حجرے متعدد ہین اور ان دونو جانبون کے وسط حقیقی مین ایک ایک ایکدرہ نہایت وسیع اور مرتفع ہے اور ان ایکدرون کی چھت پر دالان سنگ سرخ کا ہے اور یہہ ایکدرے مابین حجرون کے اسطرح پر ہین کہ چند حجرے اوسکی ایک جانب مین اور چند حجرے باقی اوسکی دوسری جانب مین واقع ہوئے ہین اور جانب شرقی مین بھی جسطرف وہ تینون دروازے ہین دروازون کی دونو جانب مین چند حجرے ہین اونھین حجرون کیطرح کے اور غرب کیطرف ایک مسجد ہے بہت بڑی اور نہایت خوبصورت سنگ سرخ کی اور فرش مسجد کا بھی سنگ سرخ کا ہے اور مسجد کے دونو پہلو مین کچھہ صحن چھوڑکر دو دالان بہت بڑے سنگ سرخ کے ہین جنوبی دالان کے پاس متصل مسجد کے ایک حجرہ جالی دار سنگ بانسی کا اور اوس حجرہ مین ایک حجرہ اور سنگ مرمر کا جالیدار وہ جالیان ایسی خوبصورت ہین اور اونمین ایسی نازک کاری ہے کہ بیان نہین ہوسکتا اس حجرہ مین تین قبرین ہین کہ تعویذ اوسکا سنگ مرمر کا اور سامنے حجرے کے دالان در دالان بہت خوش وضع ہے اور صحن مدرسہ مین ایک حوض بہت وسیع اور عمیق تھا یہہ مدرسہ احمد شاہ بادشاہ اور عالمگیر ثانی کے عہد مین تیار ہوا تھا غازی الدینخان نے جو ان سلاطین کے عمدہ ارکین سلطنت سے تھا اوسکو تیار کیا تھا ایک مدت ہوئی کہ انگریزون نے چاہا تھا کہ اسکو منہدم کردین تاکہ انہدام اسکا شروع ہوگیا تھا ازبسکہ بنا اسکی نہایت مستحکم ہے جب تک کہ ایک گز بھر دیوار ٹوٹی کئی ایک کدالین ٹوٹ گئین جو کہ اسکے انہدام مین بھی بہت روپیہ کا صرف پڑتا تھا اور عمارت بھی بسبب خوبی کے یادگار سلف تھی اوسکا انہدام موقوف کرکر ایک خندق اوسکے گرد کھدوا کر اوسکو شہر مین لیلیا اور سرکار انگریزی نے اسکو طالب علمون کی تعلیم کے واسطے پسند کیا چند مدرس عربی اور فارسی اور سائنسی کے اسمین مقرر کردیے چند مدت کے بعد نواب فیض علیخان اعتماد الدولہ وزیر شاہ اودھ نے بھی اس مدرسہ کے خرچ کے واسطے ایک لاکھہ ستر ہزار روپیہ دیے سرکار کیطرف سے ایک عبارت اسی مضمون کی ایک پتھر پر کندہ ہوکر پتھر چپکے دروازہ پر اندر کیطرف لگوا دیا عبارت یہہ

کتبہ

نہ بر لوح نقشی بماند ولیک	جزای عمل ماند و نام نیک

بیاد حسنات نواب اعتماد الدولہ ضیاء الملک سید فضل علیخان بہادر سہراب جنگ کہ یک لاکھ ہفتاد ہزار روپیہ برای ترقی علوم در مدرسہ ہذا واقع دہلی خاص مولد و موطن خویش بصاحبان کمپنی انگریز بہادر تفویض نمودند منقوش گردیدہ در ۱۸۲۹ع

کتبہ سید امیر رضوی

ہرچند اس مین مدرسہ حوض سے بہت کیفیت نہایت منفعت تھی لیکن انگریزون نے اس لحاظ سے کہ اسمین پانی بند رہتا ہے اور اس سبب سے متعفن ہوکر ہوا کو فاسد کرتا ہے اور فساد ہوا موجب بیماری کا ہوتا ہے حوض کو بند کروا دیا اور اوسپر ایک چمن لگوا دیا تھا اور بیچ کے دروازہ کو دو چوکھٹین لگوا کر بشکل ایک کمرہ کے بنوا دیا اور اوسکو امتحان گاہ طلبہ مقرر کیا اب دو تین برس کے عرصہ سے مدرسہ فارسی و عربی اور جاے مقرر ہوا اور اس مکان کو دار الشفاے مرضا ٹھہرا دیا چنانچہ اکثر بیمار وہان رہتے ہین اور سرکار سے اونکے کھانے پینے اور دوا کی اعانت ہوتی ہے



OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD-7

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

کتاب حذاقت انتساب متضمن حالات تعمیرات و قلعه و باشندگان شهر دهلی مسمی به

آثار الصنادید

تصنیف جواد الدوله سید احمد خان صاحب بهادر عارف جنگ سابق منصف دار الخلافه شاهجهان آباد

مطبع نامی منشی نولکشور بطبع مزین مطبوع و ماهی

بسم الله الرحمن الرحیم

باب چوتھا

دلی اور دلی کے لوگون کے بیان مین

صفت حضرت دہلی کہ سواد اعظم + ہست منشور وی از حرسہا اللہ نشان

حضرت دہلی کنف عدل و داد — جنت عدنست کہ آباد باد
ہست چو ذات ارم اندر صفات — حرسہا اللہ عن الحادثات

دورش ازان کاہ کہ پرکار شد — دایرۂ چرخ ز پرکار شد
تا کہ بنا یافت نگنجید بیش — در ہمہ عالم ز بزرگی خویش

از دو حصارش دو جہان یک مقام — وز دو جہان یک نفسش صد سلام
حصن برونش ز عالم برون — عالم بیرونش بحصن اندرون

حصن درونش تو گوئی مگر — چرخ بزیر است حصارش زبر
گفت حصار نو او را سپہر — کای فلک نو مکہن دار مہر

ہر دم ازان قلعۂ مینو سرشت — قلعۂ فیروز شدہ خشت خشت
چون فلک ثابتہ ثابت صفات — نی چو فلک ہای دگر بی ثبات

برج فلک منقلب آمد سہ چار — برج حصارش ہمہ ثابت شمار
درج بہ برجش درجات سپہر — گشت بگرد سر او ماہ و مہر

کنگر او گشت زبان جملہ تن — وامدہ با ماہ سما در سخن +
چرخ ندارد در دیوار کس — تکیہ بدیوار درش کردہ بس

ملک ز دروازۂ او فتح باب — سیزدہ دروازۂ او فتحیاب
نام بلندش رہ بالا گرفت — تا بختن شد رہ یغما گرفت

گر شنود قصۂ این بوستان — مکہ شود طایفہ ہندوستان
شہر نبی را بسر او قسم — شہر خدا گشت ز صیتش اصم

در حقش از چرخ چو دیدم عطا — گفتم رومست نگفتم خطا +
قبۂ اسلام شدہ در جہان — پشتۂ او قبۂ ہفت آسمان

سالک او جملہ بزرگان ملک — گوشہ بگوشہ ہمہ ارکان ملک
تختگہ تاجوران بلند + — گشت باقبال شہان بہرہ مند

گوشۂ ہر خانہ بہشتی شگرف — گشت بصنعت زر بی صرفہ صرف
بر سر ہر کور بزرگان صفی + — در رف ہر خانہ نہان رفرفی

مردم یکخانہ و صد خرمی + — خانۂ یک مردم و صد مردمی

اگر مین یہ ارادہ کرون کہ ابتدا سے دلی کا حال لکھون اور ہندون کی تاریخ کے موافق اسکا بیان کرون اوسکو تو ایک دفتر چاہیے اور اس مختصر مین کہان گنجایش کہ وہ سب آسکے اسواسطے تھوڑا تھوڑا اسکا حال لکھدیتا ہون کہ دلی کو تیسری اقلیم مین گنتے ہین طول اسکا بجزائر خالدات سے ایک سو تیرہ درجہ اور پینتیس دقیقہ اور عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجہ اور اونچاس دقیقہ ہے اور ساعات اوسکی ہ ہین

اندر پرست

پہلا نام اس دلی کا اندر پرست ہے - اندر نام ہے اکاس کے راجہ کا جو ہندون کے مذہب مین ایک مقرری راجہ ہے اور پرست کہتے ہین دونون ہاتھہ بھرکر دان کرنے کو ہندون کے اعتقاد مین یہ بات ہو کہ یہان راجہ اندر نے کسی اگلے زمانہ مین دونون ہاتھہ بھرکر موتیون کا دان کیا تھا جب سے یہ جگہہ اندر پرست مشہور ہو گئی - مگر کثرت استعمال سے پرست کا پت رہگیا اور لوگ اندر پت کہنے لگے چنانچہ ابتک پرانے قلعہ کے پاس موضع اندرپت موجود ہے لیکن اوسکی آبادی جہان پہلی تھی وہان سے ویران ہوگئی ہے اور وہان کے زمیندار خاص پرانے قلعہ مین بستے ہین

دلی

اس بات مین بڑا اختلاف ہے کہ اندرپت کو دلی کب سے کہنے لگے - اور اسمین تین روایتین ہین ایک یہ کہ یہ لفظ ڈہلی ہے ہندی ڈال سے - اور ڈہلی ہندی مین نرم زمین کو کہتے ہین کہ جہان پنج نگر سکے یہان کی زمین بھی بہت نرم تھی اور پنج نگر سکتی تھی اسواسطے اسکو بھی دہلی کہنے لگے - دوسری روایت یہ ہے کہ دہلو ایک زمیندار تھا اوسنے اپنے نام پر ایک گانون آباد کیا جب سے اسکو دلی کہنے لگے تیسری روایت یہ ہے کہ راجہ دلیپ نے اپنے نام پر شہر آباد کیا جب سے دلی کہنے لگے اور اب لوگون کی زبان پر دلی بغیر ہے کے جاری ہے اور اگلی کتابون مین دہلی ہے سو لکھا ہے قول فیصل اسمین یہ ہے کہ راجہ دلیپ سے پہلے دہلی ہی کے ساتھہ مشہور ہوگا اور پھر دلی بغیر ہے کے کہنے لگے ہونگے اس سبب سے دونون نام لکھنے بولنے مین آتے ہین

پرانا قلعہ

پہلے پہل دلی مین راجہ انکپال تنور نے قلعہ بنایا ہے چنانچہ وہ قلعہ ابتک شاہجہان آباد سے دو ڈھائی کوس جنوب کیطرف موجود ہے - اس قلعہ کے سال بنا مین بھی تھوڑا سا اختلاف ہے - بعضے کہتے ہین کہ

کہ سمت چار سے اونتیس مین بنا ہے - اور بعضی کہتے ہین کہ سمت چار سے چالیس مین - غرضکہ اس سے
پہلی کوئی نامی عمارت نہین ہے

قلعہ راے پتھورا

بعد اسکے جب کہ تنورون کی قوم سی حکومت جاتی رہی اور چوہانو پاس پہونچی اور رای پتھورا جسکا اصلی نام
رای پرتھی راج ہے بادشاہ ہوا اوسوقت اوسنے سمت ۱۲۰۰ ایکہزار دوسو مین ایک قلعہ بنایا چنانچہ اس
قلعہ کا ابتک قطب صاحب کے پاس لاٹھہ کی قریب نشان موجود ہے

قصر سفید

رای پتھورا ہی کے قلعہ مین سلطان قطب الدین ایبک نے ایک محل بنایا تھا اور اوسکا قصر سفید نام
رکھا تھا مگر اب اس قصر کا نام و نشان نہین رہا - اور جو کہ سلطان قطب الدین سنہ ۶۰۲ ہجری مین بادشاہ ہوا
اسواسطے کہا جا سکتا ہے کہ اوس سنہ کے بعد یہ قصر بھی بنا ہوگا

قصر ہزار ستون

اور اسی قلعہ مین یا اسی قلعہ کی پاس کہ اب اوسکا نشان نہین ملتا سلطان ناصر الدین محمود غازی نے
ایک محل بنایا تھا اور اوسکا قصر ہزار ستون نام رکھا تھا - اگرچہ سال بنا اسکی بھی معلوم نہین لیکن سلطان
ناصر الدین سنہ ۶۴۴ چھہ سی چوالیس ہجری مین بادشاہ ہوا ہے اسی سال پر اوسکی بنا کو بھی خیال کر لینا چاہئے
لیکن وہ عمارت سلطان ناصر الدین کے سامنے پوری نہونے پائی کہ اوسکی عمر پوری ہوگئی اور
سلطان غیاث الدین بلبن نی اوس ادھوری عمارت کو پورا کیا

سرزغن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ ہوا اوسنے سنہ ۶۶۶ چھہ سی چھاسٹھہ ہجری مین ایک قلعہ
بنایا اور سرزغن اوسکا نام رکھا - اس قلعہ کا بھی نشان نہین معلوم ہوتا - مگر لوگ کہتی ہین کہ جہان
حضرت نظام الدین کا مزار ہی وہان تھا بلکہ اوسیکی آبادی کا موضع غیاث پور نام ہے

کیلوکھڑی

جب کہ سلطان معز الدین کیقباد بادشاہ ہوا اوسنے سنہ ۶۸۶ چھہ سے چھیاسی ہجری مین ایک قلعہ بنایا اور کیلوکھڑی
اوسکا نام رکھا - اگرچہ اوس قلعہ کا اب نشان نہین لیکن اوسی جگہ ہمایون کے مقبرہ کے پاس

موضع کیلوکھڑی موجود ہے اور دس پانچ جھونپڑے پڑے ہین اور حضرت امیر خسرو نے قران السعدین مین اسکی تعریف لکھی ہے وہ شعر یہ ہین

صفت قصر نو و شہر نو اندر لب آب + کہ بود عرصہ رفرف دورف این ایوان

قصر نگویم کہ بہشتی فراخ / روضۂ طوبی در او را بشاخ
بام سفیدش بفلک سودہ سر / کردہ بخورشید سپیدی اثر
پای چو مہتاب بپاش نہاد / گشت ز دوران بزمین اوفتاد
رفت درون در او آفتاب / وقف زمین کرد رخ چرخ ناب
رہ بسوی روزن او جست ماہ / ہیچ نداد بسوی خویش راہ
رفت صبا زان در و دیوار خس / گفت ندانم در و دیوار کس
بانگ کشاد در او دمبدم / رفت بدر بند بدروازہ ہم
مادر بارش دو جہان بست او / قلعہ نہ در شدہ در بست او
از شرف پایۂ او نردبان / پایہ بپایہ شدہ بر آسمان
کالبد چرخ بجنبش کمیست / خشت زمین کالبد بیش نیست
آئینہ گشتہ ز کج صاف خشت / دید درو صورت خود را بہشت
ہر کہ دران آئینہ بیند جوان / پیر دران خشت نہ بیند ہمان
ہر چہ کہ نقاش بہ یکسو کشید / عکس بدیوار دگر شد پدید
نیست درو حاجت نقش از صفا / بسکہ شد از عکس کسان رونما
نقش بلندش بہوا خامہ راند / تختہ سقفش بسما تار خواند
دیدہ بدخواہ ازان جای خوش / نیز بسی خورد زہر نیز کس
قطرہ دران بام نیفتاد تیز / ابر گریزندہ ز باران گریز
شکل ستونش بمقام ایستاد / قصر ارم را شدہ ذات العماد
گشت چو جاروب صفا کروب / کرد ز بخشش ہمہ کس سرمہ چوب
طرفہ عروسی کہ شد آراستہ / آئینہ از آب روان ساختہ +
ہمچو دو آئینہ مقابل ز تاب / آب درو عکس نما او در آب
چونکہ گذر کرد خیال عیان / قصر نمود از تہ آب روان
عکس ہمش مثل نیارد دگر / گرچہ کہ سر زیر کند پایہ زبر
طاق بلندش بفلک گشت جفت / قابل او شد فلک اندر نہفت
کنگر طاقش بزبان دراز / پیش فلک گفت سخنہای راز
سنگ سپیدش کہ شدہ بر سپہر / آمدہ از مہر شدہ ہم بہ مہر
یک طرفش آب دگر سوی باغ / باغی و آبی زو و سویش بلاغ
آبی ازان باغ برو ماندہ زرد / باغی ازان آب بجان گشتہ سرد
شاخ بہر بارگہی کرد راہ / جایگہ بار شدہ بارگاہ

کوشک لعل

بعد اسکے سلطان جلال الدین خلجی نے سنہ ۶۸۹ ہجری مین ایک محل بنایا اور کوشک لعل اوسکا نام رکھا۔ اب اس محل کا بھی نشان نہین ملتا کہ کہان تھا اور کیا ہوا۔ اور بعضے لوگ کہتے ہین کہ یہ محل حضرت سلطان جی کی درگاہ کے پاس تھا۔ اور ایک عمارت جو لعل محل کرکے مشہور ہے اور ہمنے اوسکا نقشہ بھی کھینچا ہے منجملہ اوسی عمارت کی بیان کرتی ہین الغیب عند اللہ

قلعہ علاول

جبکہ سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہوا اوسنے اپنے عہد مین کہ سنہ ۶۹۵ ہجری سی شروع ہوا تھا ایک اور قلعہ بنایا اور اوس قلعہ کا سری نام رکھا چنانچہ اب بھی قطب صاحب کو جاتے ہوئے بائین ہاتھہ کو اوس قلعہ کا کچھہ کچھہ نشان پایا جاتا ہے اور ہمنے اوسکے محل پر اوسکا ذکر بھی کیا ہے

تغلق آباد

جب کہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تغلق شاہ تک پہونچی اوسنے سنہ ۷۲۵ ہجری مین اپنا قلعہ جدا بنایا اور طرح طرح کی عمارت سے آراستہ کیا چنانچہ یہ قلعہ ابتک موجود ہی اور ہمنے سب سی پہلی اسکا حال لکھا ہی

عادل آباد

بعد اسکے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ مرا اور اوسکا بیٹا سلطان محمد تغلق عادل شاہ عرف سلطان خونی بادشاہ ہوا۔ اوسنے تغلق آباد ہی کے پاس اپنی ڈیڑہ اینٹ کی مسجد سنہ ۷۲۸ ہجری مین جدا بنائی اور عادل آباد اوسکا نام رکھا اور اوسکو عمارت ہزار ستون بھی کہا کرتے تھی چنانچہ اسکا حال بھی ہم لکھہ چکے ہین

فیروز آباد

جبکہ یہ بادشاہت ایک کے ہاتھہ سے دوسرے کے ہاتھہ اور دوسری کے ہاتھہ سی تیسرے کے ہاتھہ ہوتے ہوتے سلطان فیروز شاہ تک پہونچی۔ اوسنے اپنی عہد سلطنت مین یعنے سنہ ۷۵۵ ہجری مین ایک اور قلعہ بنایا اور ایک نیا شہر آباد کیا اور فیروز آباد اوسکا نام رکھا۔ لیکن اب اوس قلعہ کا بھی حال نہین معلوم ہوتا کہ کہان تھا اور کچھہ نشان بھی نہین معلوم ہوتا۔ بعضی کہتے ہین کہ یہ قلعہ اوس مقام پر تھا جہان اب فیروز آباد گانون بستا ہے

کوٹلہ فیروز شاہ

اسی بادشاہ نے اوسی سنہ مین یعنی سنہ ۷۵۵ ہجری مین ایک اور عمارت بنائی اور اوسپر ایک پتھر کی لاٹھہ لگائی۔ چنانچہ یہ عمارت ابتک موجود ہے اور ہم اوسکا نقشہ بھی لکھہ چکے ہین۔ سرکار دولت مدار انگریزی نے اس کوٹلہ کے لوٹنے کا حکم دیا ہے اور جہان کہین پتھر کی خواہش ہوتی ہے یہان سی ٹوٹ کر جاتا ہے عنقریب یہ بھی نیست و نابود ہوجاویگا اور اور قلعون کی طرح اسکو بھی کوئی نہین جاننے کا کہ کہا تھا اور کیا ہوا مگر البتہ اس کتاب مین تو اسکا نقشہ رہجاویگا ؎ غرض نقشی است کز ما یاد ماند ٭ کہ ہستی را

نمی بینم بقائی ٭ مگر صاحبدلی روزے برحمت ٭ کند بر حال این مسکین دعاے

خضر آباد

جس زمانہ مین کہ امیر تیمور صاحبقران دلی مین آیا - اور دلی کو لوٹ کر کوچ کیا - اوسکے بعد خضر خان بادشاہ ہوا اوسنے ۸۲۱ھ ہجری مین دریا کے کنارہ یہ قلعہ بنایا تھا - اگرچہ اس زمانہ مین اس قلعہ کا بھی نشان نہین ملتا لیکن لوگ بیان کرتے ہین کہ خضر کی گمٹی کے پاس یہ قلعہ تھا - ہمنے خضر کی گمٹی کے حال مین یہ بات لکھی ہے کہ ہم نہین تبلا سکتے کہ خضر کی گمٹی کسکا مقبرہ ہے اور اس تحریر سے اب یہ ثابت ہوتا ہی کہ شاید یہ خضر کی گمٹی اسی بادشاہ کی قبر ہو

مبارک آباد

جب کہ سلطان مبارک شاہ خضر خان کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے ۸۲۸ھ ہجری مین ایک اور قلعہ بنایا اور مبارک آباد اوسکا نام رکہا یہ قلعہ صفدر جنگ کے مقبرہ کے سامنے تھا چنانچہ اب بھی اوس جگہ ایک گانو بستا ہے اور مبارک پور کوٹلہ کہلاتا ہے

دین پناہ

یہ وہی قلعہ ہے جسکو راجہ اینک پال تنور نے بنایا تھا اور اب پرانا قلعہ کر کے مشہور ہے لیکن یہ قلعہ بالکل منہدم ہو گیا تھا - جبکہ نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے دلی کو فتح کیا اوسنے ۹۳۸ھ ہجری مین اس قلعہ کو از سر نو تعمیر کیا - اور اب جو کچھہ عمارت اس قلعہ کی دکھلائی دیتی ہے وہ اسی بادشاہ دین پناہ کی بنائی ہوئی ہی چنانچہ ہم اسکا نقشہ لکھہ چکے ہین

شیر منڈل

جبکہ شیر شاہ ہمایون بادشاہ پر غالب ہوا اور دلی اوسکے ہاتھہ لگی اوسنے اسی قلعہ مین کچھہ کچھہ مکان بنائے اور ایک مکان بطور جہان نما کے بنا کر اوسکا شیر منڈل نام رکھا تھا - چنانچہ یہ مکان پرانے قلعہ کی مسجد کے پاس موجود ہے اور اوسکا بھی نقشہ ہم لکھہ چکے ہین - اور جب کہ ہمایون بادشاہ دوسری بار آیا ہے تو اوسنے اسمین کتب خانہ کیا تھا لیکن اس عمارت بنانے کے بعد ۹۴۳ھ ہجری مین شیر شاہ کو قلعہ بنانے کی ہوس بھی ہوئی اور اسی قلعہ کے پاس اوسنے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا اور اوسکا بھی شیر منڈل نام رکھا - لیکن اب اوسکا کچھہ نشان نہین معلوم ہوتا بالکل ٹوٹ کی برابر ہو گیا

سلیم گڈہ

اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ نے ۹۵۳ھ ہجری مین چار لاکھ روپیہ خرچ کر کے بنایا ہے چنانچہ یہ قلعہ دریا کے کنارہ لعل قلعہ کے سامنے موجود ہے - بلکہ گویا لعل قلعہ مین ملگیا ہی اس زمانہ مین بادشاہی لوگون نے اس قلعہ کا نام بدل دیا ہی اور سلیم گڈہ کی بدلہ نور گڈہ کہتی ہین

شاہجہان آباد

یہ سب عمارتین تو اگلے زمانہ کی بنی ہوئی تھین اور ایک کو ایک سی سوا رونق تھی - لیکن شاہجہان بادشاہ نے ۱۰۴۸ھ ہجری مین مطابق سنہ ۱۲ جلوس کے ایک نیا قلعہ بنایا اور ایک اور شہر آباد کیا کہ وہ ابتک موجود ہی اور حضور والا ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ اسی قلعہ مین تشریف رکھتے ہین اور اب بھی شہر آباد ہی اللہ اسکو آباد رکھے - چنانچہ ہمنے اسکا مفصل حال باب علیحدہ مین لکھا ہی - ہر کہ آمد عمارت نو ساخت + رفت و منزل بدیگری پرداخت + اب یہان کی آب و ہوا کا حال سنو

آب و ہوا کا بیان

اگلے زمانہ کی آب و ہوا کی بہت تعریف سنی جاتی ہے - لیکن اس زمانہ مین میری نزدیک خاص شہر کی آب و ہوا اچھی نہین - شہر مین عموماً سب کنوئین کھاری ہین لیکن جو جو کوئین نہر کی کنارہ پر ہین اونکا پانی میٹھا ہی دریا کے پانی کی بیان کرنے کی کچھ حاجت نہین کہ جیسا دریا کا پانی ہوتا ہے ویسا ہی ہے بلکہ اس سبب سے کہ اب دریا مین پانی بہت کم رہگیا ہے اور جابجا نہرون مین کٹ گیا ہے دریا کا پانی بھی اچھا نہین رہا - کوونکا پانی گرمیون مین بہت سرد ہوتا ہے اور برف اور شورہ کی پانیلو بھی ہات کرتا ہی اور ہلکا بھی ہوتا ہی لیکن جیسا چاہیے ویسا ہاضم نہین - اور مین یہ بھی نہین کہتا کہ وہ پانی کچھ مضر ہی مگر اسمین کچھ شک نہین کہ تعریف کے قابل نہین - ہوا یہان کی نہایت مرطوب ہوگئی ہی اور بہت آدمی بلکہ تمام شہر کے لوگ امراض ضعف معدہ اور نزلہ مین گرفتار رہتی ہین - باعث ان خرابیون کا بجز اسکے اور کچھ نہین معلوم ہوتا کہ آبادی شہر کی بہت کثرت سی ہے اور ہر حرفہ کے لوگ رہتے ہین اور اگلے زمانہ کی نسبت گلیان بازار بھی بہت تنگ ہوگئی ہین اور شہر کی صفائی بھی جیسی چاہیے ویسی نہین رہی - اس سبب سی آب و ہوا کے مزاج مین اختلاف ہوگیا ہی - گرمیون مین گرمی اگرچہ بہت شدت کی نہین ہوتی لیکن امراض وبائی اکثر شہر مین پھیلجاتی ہین شہر کے باہر کی آب و ہوا بہت اچھی ہے پانی بھی ہاضم اور ہوا بھی بہت خوب بیماری بھی

بہت کم - خصوصاً قطب صاحب کی آب وہوا بہت اچھی مشہور ہے اگرچہ اب وہ بھی اس سبب سے کہ بادشاہ وہان بہت جاکر رہتے ہین اور ازدحام خلقت کا ہوجاتا ہی اور کوڑا کرکٹ پھیلتا ہی جیسی پہلے تھی ویسی نہین رہی لیکن پھر بھی غنیمت ہے باوصف ان سب باتون کے یہان کی آب وہوا اور شہرون سے ہزار درجہ بہتر ہے - کوئی مرض مخصوص یہان کی آب وہوا کا نہین - خدا کے فضل سے سب لوگ اچھے اچھے گورے چٹے خوبصورت ہوتے ہین اور اپنی اپنی جوانی مین عجب عجب جوبن دکھاتے ہین نظم

ہرکہ درین ملک دمی آب خورد	گشت دل از آب خراسانش سرد	لبکہ خنک دید خراسان سپہر	گشت ہمہ سال از صرد و مہر
ورچہ درین ملک ہواہست گرم	از خنکی ہای خراسان چہ شرم	مہر فلک گرم شد اندر مناش	گرم ازان گشت جانزا ہواش
گل ہمہ سال ازچمن خوش نسیم	خاک زگلہا شدہ پرزر و سیم	تری صد برگ بعہد برگ تر	کوزۂ ہر خاک بر آب دگر
خط تر سبزہ بعہد او کشت	لشکر گرفتہ ز سواد بہشت	سیوہ زہندوز خراسان لبی	وانچہ نخوردہ بخراسان کسی

زبان کا بیان

یہان جواب زبان مروج ہی اور جسمین سب لوگ بولتے چالتے ہین اوسکا نام اردو ہے اور تحقیق اسکی یون ہے کہ اردو فارسی لفظ ہی اور اسکے معنے بازار کے ہین اور اردو سے مراد اردوی شاہجہان ہے - اگرچہ دلی بہت قدیم شہر ہے اور ہندون کے تمام راجہ پرجاؤن کا ہمیشہ سے دارالسلطنت رہا ہے لیکن سب اپنی اپنی بھاکھا بولتے تھے ایک کی دوسری سے زبان نہین ملتی تھی - جب کہ ہندوستان مین مسلمانون کی عملداری ہوئی اور مسلمان لوگ ان شہرون مین آئے اور بھی مشکل پڑی اور اس نئی زبان کے لوگون کے آنے سے سودا سلف لینے دینے بھچنے بھجانے مین دقت پڑنے لگی - اول اول تو مسلمانون کی عملداری مین اختلاف رہا کبھی کسیکی بادشاہت رہی اور کبھی کسیکی کبھی غوری آئے اور کبھی لودھی اور کبھی مغل اور کبھی پٹھان اس سبب سے زبان کا بدستور اختلاف چلا گیا اور کوئی شخص اسکی اصلاح کے پیچھے نہ پڑا - جبکہ اکبر بادشاہ ہوا ایک گونہ سلطنت کو قیام ہوا اور سب لوگ اپنے اپنے ٹھکانے بیٹھے اور علم عمارتون کا چرچا ہوا - لیکن اوس زمانہ مین فارسی زبان کی ایسی قدر تھی کہ لوگ اور کسی طرف متوجہ بھی نہین ہوتے تھے جب کہ شہاب الدین شاہجہان بادشاہ ہوا اور اوسنے انتظام سلطنت کا کیا اور سب ملکون کے اوکلا کے حاضر رہنے کا حکم دیا اور دلی شہر کو نئے سرے سے آباد کیا اور قلعہ بنایا اور شاہجہان آباد اوسکا نام رکھا - اوسوقت اس شہر مین تمام ملکون کے لوگون کا مجمع ہوا ہر ایک کی گفتار رفتار جدا جدا تھی ہر ایک کا رنگ و ڈھنگ نرالا تھا - جب آپسمین معاملہ کرتے لاچار ایک لفظ اپنی زبان کا دو لفظ اوسکی زبان کے تین لفظ

دوسرے کی زبان کے ملا کر بولتے اور سودا سلف لیتے۔ رفتہ رفتہ اس زبان نے ایسی ترکیب پائی کہ یہ خود ایک نئی زبان ہوگئی اور جو کہ یہ زبان خاص بادشاہی بازاروں مین مروج تھی اسواسطے اوسکو زبان اردو کہا کرتے تھے اور بادشاہی امیر امرا اسیکو بولا کرتے تھے گویا کہ ہندوستان کے سلاطین کی یہی زبان تھی ہوتے ہوتے خود اس زبان ہی کا اردو نام ہوگیا۔ اوسوقت سے اس زبان نے ایک رونق حاصل کی اور دن بدن ترقی فراوانی مین ہوتی گئی یہانتک کہ جس زمانہ مین میر اور سودا نے آوازہ اپنی خوش زبانی کا بلند کیا تھا اور یہ آوازہ ہر ایک کے کان مین پہنچایا تھا اوسوقت یہ زبان بہت درست ہوگئی تھی اور عجب رنگ ڈھنگ نکال لائی تھی۔ اونکے بعد کچھ کچھ اس زبان مین اور تغیر و تبدیل ہوئی اور اب ایسی مجھ گئی ہے کہ قیامت تک اس سے بہتر ہونی ممکن نہین اور اس زبان کو شاہجہان آباد سے ایسی نسبت ہے جیسے فارسی کو شیراز سے یعنے یہان کے لوگون کی زبان تمام اردو بولنے والون کو سند ہے۔ نہین تو بقول میر اس کے اپنی دستار رفتار گفتار کو کوئی بُرا نہین جانتا اگر ایک گنوار سے پوچھیے تو شہر والے کو نام رکھتا ہے اور اپنے تئین سب سے بہتر سمجھتا ہے خیر عاقلان خود میدانند۔ اگرچہ اس زبان مین اکثر فارسی اور عربی اور سنسکرت کے الفاظ مستعمل ہین اور بعضے بعضون مین کچھ تغیر و تبدیل کر لی ہے لیکن اس زمانہ مین اور شہر کے لوگون نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اردو زبانین یا تو فارسی کی لغت بہت ملا دیتے ہین اور یا فارسی کی ترکیب پر لکھنے لگتے ہین۔ یہ دونون باتین اچھی نہین اونسے اردو پن نہین رہتا۔ اور ظاہر ہے کہ اس بات کے لیے کہ کسقدر فارسی کی ترکیب دیجاوے اور کون کون سی لغت اور زبانون کی نہ بولی جاوین کوئی قاعدہ نہین مقرر ہوسکتا یہ بات صرف اہل زبانون کی صحبت پر منحصر ہے

شاہجہان آباد کے لوگون کا بیان

اگرچہ لوگ یہ خیال کرین گے کہ مینے جو اس شہر کے لوگون کا حال لکھا ہے وہ بنظر حسب الوطنی ہوگا لیکن جن لوگون کے مزاج مین انصاف ہے وہ میری اس ساری کتاب کو دیکھکر جان لین گے کہ مینے جو حال لکھا ہے وہ افراط اور تفریط سے خالی ہے حقیقت مین یہان کے لوگ ایسے ہین کہ شاید اور کسی اقلیم کے نہونگے ہر ایک شخص ہزار ہزار خوبی کا مجموعہ اور لاکھ لاکھ ہنرون کا گلدستہ ہے ہر ایک علم و ہنر سے شوق اور دن رات لکھنے پڑھنے ہی سے ذوق ہے۔ ہر ایک کی جبلت مین اخلاق ایسا سمایا ہے کہ اگر ایک ایک بات اونکی لکھی جاوے تو ہزار ہزار اخلاق کی کتاب بنجاوے اور سیر علم دلیا ہی ہے مروت ویسی ہی ہے دوست پرستی کا کچھ بیان نہین بعض

اور حسد کا کچھ نشان نہین ؎ کفر است در طریقت ما کینہ داشتن + آئینہ است سینہ چو آئینہ داشتن + ہزارہا آدمی ہونگے جنھون نے تمام مکروہات ترک کر کر اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کر طریقہ سنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا پس یہ خیال کرو کہ جو خوبی طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے وہی خوبی یہان کی آدمیون مین ہے ؎

مردم و جملہ فرشتہ سرشت +	خوشدل و خوشخوی چو اہل بہشت	ہر ہمہ نزدیک دل و گرم خون	رفتہ چو جان در تن مردم درون
ہر سر مو بر تن ایشان ہنر	دامدہ در موی شگافی بسر	ہر چہ بصنعت بہمہ عالم است	ہست در ایشان و زیادت ہمست
وز قلمی ہر چہ برآرد قلم +	وانچہ نگنجد بزبان قلم	بیشتر از علم و ادب بہرہ مند	ز اہل سخن خود کہ شمارد کہ چند

اگرچہ بعض بعض جوان آزاد مزاج آوارہ طبع بھی ہین اور بقول سعدی علیہ الرحمۃ کی ع در ایام جوانی چنانکہ افتد دانی + آوارہ مزاج اور لہو و لعب مین بھی مصروف ہین اور بجز عشقبازی اور واہیات کی اور کچھ کام نہین رکھتی لیکن اسپر بھی سب باتین ایک حیا کی ساتھ ہین اور ٹٹی کے اوجھل شکار کھیلتے ہین اینہم غنیمت است کہ کچھ تو حیا ہے اور ہزارون جوان سادہ رو نیک خو ایسی ہین کہ باوصف جوانی اور عالم شباب کی مطلق واہیات کی طرف متوجہ نہین اور وہ طریقہ سلامت روی اور نیک طینتی اختیار کیا ہی کہ دیکھنی سی تعلق ہی غزل

ای دہلی وای بتان سادہ	یک بستہ و ریشہ کج نہادہ	خون خوردن شان باشکار است	گرچہ پنہان خورند بادہ +
فرمان نبرند زانکہ ہستند	از غایت ناز خود مرادہ	نزدیک دل آنچنانکہ جان را	برداشتہ گوشہ نہادہ
جای کہ برہ کنند گلگشت	در کوچہ دمد گل پیادہ	آسیب صبا رسید بر دوش	دستار چہ بر زمین فتادہ +
شان در رہ و عاشقان بدنبال	خونابہ ز دیدگان کشادہ	ایشان ہمہ باد حسن در سر	وینہا ہمہ دل بباد دادہ +
خورشید پرست شد مسلمان	زین کج کلہان شوخ سادہ	کردند مرا خراب و سرمست	ہندو بچگان تاک زادہ +
	بر بستہ شان بموی مرغول	خسرو چو سگیست در قلادہ	

اب مین تھوڑا سا بزرگان معاصرین علیہ الرحمۃ کا جنکی فیض خدمت سی مین مشرف ہوا ہون یا اوس زمانہ مین اونکے وجود یا جود سی عالم کو رونق تھی حال لکھتا ہون

ذکر کبار مشائخین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ غلام علی قدس سرہ

میرا کیا مقدور ہی کہ آپکے کمالات ظاہری اور مقامات باطنی کا حال لکھ سکون کیونکہ حالات آپکی اوس سی سوا ہین جو بیان ہو سکین اور مقامات اوس سی بہت ہین جو لکھنی مین آوین سبحان اللہ علم اور عمل اور فضل و کمال اور تجرید اور تجرد اور حلم و کرم اور سخاوت اتم اور ایثار و انکسار آپ کی ذات پر ختم تھے ۔ جو کچھ آیا اور جسقدر ہوا سب نام للہ صرف کیا اور

کبھی کل کا غم نکیا۔ دن رات اللہ اور اللہ کے رسول کے ذکر مین بسر کی اور دنیا اور ما فیہا کی خبر نرکھی۔ مین آپکے کس کس کمال کا ذکر کرون علم ایسا تھا کہ کاہیکو ہوتا ہی زہد اور مجاہدہ ایسا کہ بیان اوسکا نہین ہوسکتا تقوی اور ورع اس درجہ پر کہ سوا اوس سے ممکن نہین اور پھر اوسپر عجز ویسا ہی انکسار ویسا ہی اتباع سنت اوس درجہ پر کہ اچھے اچھے لوگ وہان قدم نرکھ سکین آپکی صحبت سی اسقدر فیض حاصل ہوتا کہ بیٹھکر اوٹھنے کو جی نچاہتا۔ وطن اصلی آپکا موضع وتالہ ہی جو پنجاب کی ملک مین انبر سر کی پاس واقع ہی اور آپ سادات علوی سی ہین۔ والد ماجد آپ کی بھی بڑی زاہد اور عابد تھی اور جنگلون مین جاکر ذکر جہر کیا کرتے تھی اور مہینون بناس پتی پر قناعت فرماتی تھے۔ آپکے پیدا ہونی سی پہلے ایکدفعہ آپ کی والد ماجد نی جناب امیر المومنین علے ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتی ہین کہ تمھاری ہان عنقریب لڑکا پیدا ہونیوالا ہے اوسکو میری ہمنام کرنا۔ اور آپکی والدہ ماجدہ نی کسی بزرگ کو دیکھا کہ اونھون نی عبد القادر آپکا نام رکھا۔ اور آپکے عم بزرگوار نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشارت سراپا بشارت سی عبد اللہ آپکا نام رکھا اور اسی سبب سے آپکا اصلی نام عبد اللہ اور عرف غلام علی تھا۔ ۱۱۵۶ ہجری مین آپ نی اس عالم مین قدم فیض توام رکھا اور اپنی جمال جہان آرا سی عالم کو منور کیا بعضی شعرا نے آپکی ولادت باسعادت کی تاریخین بھی منظوم کین اونمین سی ایک یہ بھی ہی

؎ چون نجم چرخ ہدی حضرت غلام علی + شدہ ظہور فگن در جہان جہان بشگفت + سن ولاد شریفش چو جست رافت دل + مہ سپہر ہدایت شدہ طلوع بگفت + غرض کہ آپنے سولہ برس کی عمر تک تو اوسی نواحی مین بسر کی ۱۱۷۴ ہجری مین آپ کی والد ماجد نے اس ارادہ سی دہلی مین بلوایا کہ اپنی پیر شاہ ناصر الدین قادری سی جنکا مزار نئی عیدگاہ کے پیچھے ہے بیعت کروا دیجاوی۔ آپ کے پہونچنی سی پہلی شاہ ناصر الدین صاحب نی انتقال کیا اور جو کہ اللہ تعالی کو اور ہی کچھ پردہ غیب سی ظاہر کرنا تھا یہ بات نقاب خفا وخیر التوا مین رہی۔ تب آپ کی والد ماجد نی اجازت واختیار دیا کہ جس سی چاہو بیعت کرو۔ ۱۱۷۸ ہجری مین بائیس برس کی عمر مین آپ نی جناب مرزا جانجانان مظہر علیہ الرحمۃ سی بیعت کی اور یہ شعر پڑھا ؎

از برای سجدۂ عشق آستانی یافتم + سر زمینی بود منظور آسمانی یافتم + بعد بیعت کی سالہا سال آپ نی پیر ومرشد اپنی کی خدمت مین اوقات بسر کی اور وہ زہد ومجاہدہ اور ریاضت کی کہ بیان نہین ہوسکتا۔ دن بدن عروج کمال اور مشاہدہ جمال شاہد بی زوال اور مکاشفہ اور ترقیات فائقہ ہوئی یہانتک کہ اپنی وقت کی شیخ الشیوخ اور صاحب ارشاد ہوئے اور تلقین وارشاد سلسلہ روبروی اپنی پیر ومرشد کی جاری فرمایا اگرچہ آپ نی بیعت سلسلہ قادریہ مین کی تھی لیکن ذکر واذکار وشغل واشغال طریقہ علیہ نقشبندیہ مجددیہ مین جاری کیا اور ہر طریقہ کی اجازت حاصل کی۔ اور اپنے پیر ومرشد کی انتقال کی بعد سجادہ نشین ہوئی اور حقیقت مین میری اعتقاد بموجب اپنی پیر پر بھی فوق لیگئی سبحان اللہ

کیا آزادی تھی کہ مطلق دنیا کا لگاو نہ تھا - اللہ اللہ کیا اطاعت سنت تھی کہ سر مو بھی فرق نہ تھا - توکل اس درجہ پر تھا
کہ کبھی کسیطرح کا خیال دل مین نہ آتا امرا اور بادشاہ آرزو رکھتے تھے کہ ہم خانقاہ کی فقرا کی لیے کچھ وظیفہ مقرر کرین ہرگز آپ
منظور نفرماتی - ایک دفعہ نواب امیر الدولہ امیر محمد خان والی ٹونک نے بہت التجا سی درخواست تقرر وظیفہ کی کی اوسکے
جواب مین آپنے صرف یہ شعر لکھ بھیجا ؎ ما آبروی فقر و قناعت نمی بریم + با میر خان بگوی کہ روزی مقرر است +
آپکی ذات فیض آیات سی تمام جہان مین فیض پھیلا اور ملکون ملکون کے لوگون نی آن کی بیعت اختیار کی مینی حضرت کی خانقاہ
مین اپنی آنکھ سی روم اور شام اور بغداد اور مصر اور چین اور حبش کی لوگون کو دیکھا ہی کہ حاضر ہو کر بیعت کی اور خدمت
خانقاہ کو سعادت ابدی سمجھی اور قریب قریب کی شہرون کا مثل ہندوستان اور پنجاب اور افغانستان کا تو کچھ ذکر نہین
کہ ٹڈی دل کی طرح اومنڈتی تھے سچ ہی ؎ چو کعبہ قبلہ حاجت شد از دیار بعید + روند خلق بدیدارش از بسی فرسنگ +
حضرت کی خانقاہ مین پانسی فقیر سے کم نہین رہتا تھا - اور سب کا روٹی کپڑا آپکے ذمہ تھا اور باوجودیکہ کہین سی ایک حبہ
مقرر نہ تھا اللہ تعالی غیب الغیب سی سب کام چلاتا تھا اوسپر فیاضی اور سخاوت اسقدر تھی کہ کبھی سایل کو محروم نہین پھیرا
جو اوسنی مانگا وہ دیا - جو چیز عمدہ اور تحفہ آپکی پاس آتی اوسکو بیچ کر فقرا پر صرف کرتے اور جیسا گزی گاڑھا موٹا جھوٹا
تمام فقیرون کو میسر ہوتا ویسا ہی آپ بھی پہنتے اور جو کھانا سب کو میسر ہوتا وہی آپ کھاتی - بھلا غور کرو کہ بشر کی طاقت ہی
کہ ایسی بات کر سکی اگر کوئی عرض کرتا کہ حضرت آپ اپنی لیے تو یہ کپڑا لیجئی اور یہ آرام کی چیز بنا لیجئے تو آپ یہ قطعہ پڑھا
کرتے قطعہ خاک نشینی است سلیمانیم + ننگ بود افسر سلطانیم + ہست بسی سال کہ می پوشمش + کہنہ نشد جامۂ
عریانیم + اگر کبھی کچھ اسباب اور سامان دنیا کا ذکر آتا تو ارشاد فرماتے ؎ حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب
جہان + ہرچہ ما داریم زان ہم اکثری در کار نیست + آپ کی اوقات شریف نہایت منضبط تھی کلام اللہ آپکو
حفظ تھا اور تحقیق قرات بھی بہت خوب تھی - نماز صبح بہت اول وقت ادا فرما کر دس پارہ کلام اللہ کے
ختم فرماتی اور بعد اوسکے حلقہ مریدین جمع ہوتا اور تا نماز اشراق سلسلہ توجہ اور استغراق جاری رہتا بعد ادا کرنی
نماز اشراق کے تدریس حدیث اور تفسیر کی شروع ہوتی - جو لوگ اوس جلسہ کے بیٹھنی والی ہین اونسی پوچھا چاہیی
کہ اوسمین کیا کیفیت ہوتی تھی اور پڑھنی پڑھانی سننے سنانی والون کا کیا حال ہوتا تھا جہان نام رسول خدا کا
آتا آپ بیتاب ہو جاتی اور اس بیتابی مین حاضرین پر عجب کیفیت طاری ہوتی تھی سبحان اللہ کیا شیخ تھی باقی باللہ اور
عاشق رسول اللہ - علم حدیث اور تفسیر نہایت مستحضر تھا اگر باعتبار علوم نقلی خاتم المحدثین والمفسرین تعبیر کیا جاوی
تو بھی زیبا ہے - اور اگر باعتبار علوم عقلی سرامد فلسفیان متقدمین اور متاخرین لکھا جاوی تو بھی بجا ہے -

اللہ تعالی نے آپکو کیا مجمع علوم پیدا کیا تھا کہ ہر ایک علم ظاہری اور باطنی مین درجہ کمال بہ انتہای کمال حاصل تھا - بعد اس
درس و تدریس کے آپ کچھ تھوڑا سا کھانا کہ عبادت معبود کو کافی ہو تناول فرماکر باتباع سنت نبوی قیلولہ استراحت مین آرام
کرتے تھوڑی دیر بعد اول وقت اظہر نماز ظہر ادا فرماکر پھر درس و تدریس حدیث و تفسیر و فقہ اور کتب تصوف مین مشغول ہوتے
اور بعد نماز عصر تا نماز مغرب حلقہ مریدین جمع ہوتا اور ہر ایک آپ کی توجہ سے علو مدارج حاصل کرتا - ہمیشہ تمام رات آپ شب بیداری
فرماتے تھے شاید کہ گھڑی دو گھڑی بمقتضای بشریت غفلت آجاتی ہو سو وہ بھی جانماز پر برسون آپنے چارپائی پر استراحت نہین
فرمائی اگر نیند کا بہت غلبہ ہوا یونہین اللہ اللہ کرتے پڑ رہے - آپکی خانقاہ مین عجب عالم ہوتا تھا بوریہ کا فرش رہتا تھا اور
اسی کے سرے پر ایک مصلے کبھی بوریہ کا کبھی اور کسی چیز کا پڑا رہتا تھا اور وہین ایک تکیہ چمڑے کا رکھا رہتا آپ دن رات اوسی
مصلے پر بیٹھے رہتے اور عبادت معبود کیا کرتے اور سب طالبین گرداگرد آپکے حلقہ باندھے بیٹھے رہتے اور ہر ایک کو جدا جدا فیض حاصل
ہوتا - اگر کبھی کچھ فرش فروش کا ذکر آتا تو آپ ارشاد فرماتے کہ لنگے زیر و لنگے بالا - نہ غم دزد و نہ غم کالا - گز کی بوریا و پوستکی
دلکی پر ز دزد و دوستکی - اینقدر بس بود جمالی را - عاشق رند لاابالی را - حق یہ ہے کہ ایسا برشتہ جان شیخ دیکھنے مین نہین آیا -
اور مین تو اسبات پر عاشق ہون کہ باوجود اتنی آزادی اور از خود رفتگی کے سر مو احکام شریعت سے تجاوز نہ تھا اور جو کام
تھا وہ باتباع سنت تھا لقمہ شبہہ سے نہایت پرہیز کرتے اور مال شبہہ ہرگز نہ لیتے جو شخص خلاف شرع اور سنت ہوتا اوس سے
نہایت خفا ہوتے اور اپنے پاس اوسکا آنا گوارا نکرتے اور فرماتے قطعہ یا مرو با یار ازرق پیرہن + یا بکش بر خانمان انگشت نیل
یا مکن با پیلبانان دوستی + یا بنا کن خانہ در خورد پیل + میرے تمام خاندان کو اور خصوصاً جناب والد ماجد کو آپ سے
نہایت اعتقاد تھا اور میرے جناب والد ماجد اور میرے بڑے بھائی جناب احتشام الدولہ سید محمد خان بہادر مرحوم کو آپ ہی
سے بیعت تھی - اور آپکی میرے خاندان پر اسقدر شفقت اور محبت تھی کہ میرے والد ماجد کو اپنے فرزند سے کم نہین سمجھتے تھے
میرے والد ماجد بھی آپکی صحبت کی برکت سے آزادہ مزاج اور وارستہ طبع تھے کبھی کبھی بموجب اس مصرع کے ؎
کرمہای تو ما را کرد گستاخ + کوئی بات گستاخانہ عرض کرتے یا کوئی حرکت آپکے خلاف مرضی سرزد ہوتی تو آپ بارہا ارشاد فرماتے
کہ اگرچہ مینے اپنے تئین غم زن و فرزند سے دور رکھا تھا لیکن اللہ تعالی کی مرضی نہوئی کہ اس شخص کی محبت اپنے فرزندون
سے سوا دیدی - جو چاہو سو کہو اور جو چاہو سو کرو - مین ہر روز آپکی خدمت مین حاضر ہوتا تھا اور آپ اپنی شفقت اور
محبت سے مجھکو اپنے پاس مصلے پر بٹھا لیتے اور نہایت شفقت فرماتے لڑکپن مین کچھ تمیز تو ہوتی نہین خصوصاً صغر سن مین
جو چاہتا سو کرتا جو چاہتا سو کرتا اور حرکات بے تمیزانہ مجھسے سرزد ہوتین اور آپ اون سب کو گوارا فرماتے مینے اپنے دادا کو تو نہین دیکھا آپ ہی
کو دادا حضرت کہا کرتا تھا - آپکے کمالات اور خرق عادات اوس سے زاہد ہین کہ بیان مین آسکین اسواسطے

اس مختصر مین اوسکی گنجایش نہین دیکھتا اور میری نزدیک ایسی شخص کی کرامت کا بیان کرنا اوسکے رتبہ سے کم ہی کیونکہ فقیر کا رتبہ اوس سے آگے ہے - غرضکہ سالہای سال تک آپکی ذات فیض آیات سے یہ عالم منور رہا - اور جو کہ ہر ایک کو اس دار الفنا سے دار البقا کو چلنا ہی آپ نے بھی ہفتہ کے دن صفر کی بائیسوین ۲۲ سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین اس جہان سے انتقال کیا اور آپکی خانقاہ مین آپکے پیر کے پہلو مین دفن کیا انا للہ وانا الیہ راجعون - نور اللہ مضجعہ - آپکے انتقال کی تاریخ ہی - آپنے وصیت فرمائی تھی کہ جسطرح خواجہ بزرگ شاہ نقشبند علیہ الرحمہ کی جنازہ پر یہ شعر پڑھ گئے تھے اوسیطرح میری جنازہ پر بھی پڑھی جاوین اور وہ شعر یہ ہین ؎ - فلسا نیم آمدہ در کوی تو ٭ شئی اللہ از جمال روی تو ٭ دست بکشا جانب زنبیل ما ٭ آفرین بر دست و بر بازوی تو ٭ اور آپنے یہ بھی فرمایا تھا کہ یہ دو شعر عربی اور فارسی بھی میری جنازہ پر بالحان خوش پڑہنا شعر عربی وقت الی الکریم بفیرزاد ٭ من الحسنات والقلب السلیم ٭ فان الزاد اقبح من قبیح ٭ اذا کان الوفود الی الکریم ٭ اشعار فارسی بر سر خاک من بیافشہ ز عشق برسرا ٭ کز جذبات عشق تو نعرہ زخاک برزنم ٭ بعد ہزار سال اگر بر گذرم گذر کنی ٭ مشک شود غبار من روح شود ہمہ تنم ٭ جسوقت کہ یہ اشعار پڑھے جاتے تھے ہزارہا آدمی حاضر تھے اور سب لوگ بہای ہای روتے تھے اور عجب لطف اور فیض اور کیفیت تھی - آپکے ملفوظات بھی بہت خوب خوب ہین اونمین سے ایک یہ بھی ہی کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیری مین چار چیزین چاہئین دو توتی دو ثابت ہاتھ پاؤن تو ٹوٹے اور دین یقین ثابت

جناب حضرت مولانا شاہ ابو سعید نور اللہ مضجعہ ٭

آپ حضرت شاہ غلام علی صاحب کے خلیفہ اعظم ہین اور آپکے انتقال کے بعد آپہی سجادہ نشین ہوئے تھے لیکن اس بات کو بھی خیال کرو کہ آپ حضرت مجدد کی اولاد مین ہین جو حضرت شاہ صاحب کے پیران پیر تھے اور واقع مین حضرت شاہ صاحب بھی آپکو ویسا ہی سمجھتے تھے اور نہایت تعظیم و تکریم فرماتے تھے - نسب آپکا حضرت مجدد تک اسطرح سے ہو نچتا ہی کہ شاہ ابو سعید بیٹے حضرت صفی اللہ کے اور حضرت صفی اللہ بیٹے حضرت عزیز القدر کے اور حضرت عزیز القدر بیٹے حضرت محمد عیسیٰ کے اور حضرت محمد عیسیٰ بیٹے حضرت سیف الدین کے اور حضرت سیف الدین بیٹے حضرت خواجہ محمد معصوم کے اور حضرت خواجہ محمد معصوم بیٹے حضرت مجدد الف ثانی کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین - اور حضرت مجدد شیخ فاروقی مین یہ شرافت اور علو مرتبہ تو از روی نسب کے تھا اور علاوہ اسکے صفات ذاتی اور کمالات ظاہری اور باطنی ایسی تھی کہ جنکا کچھ حد و حساب نہین - حافظ کلام اللہ اور عاشق رسول اور علوم دینی آپکو بہت مستحضر تھے اور دن رات اونہین کے درس مین گذرتے تھے علم قرأت مین یکتای روزگار تھے کلام اللہ ایسی خوش آواز اور کمال قرأت سے پڑھتے تھے کہ لوگ دور دور سے سننے آتے - پہلے پہل تو آپ نے

مولانا شاہ درگاہی صاحب علیہ الرحمۃ سی کہ بڑی اولیای وقت سی تھے سلسلہ قادریہ مین بیعت کی تھی اور نسبت باطن بخوبی حاصل کرکی پیری و مریدی کی اجازت لی تھی۔ لیکن اپنی خاندان کی نسبت نی زور کیا اور اسی طریقہ نقشبندیہ کی طرف کھینچا کہ آپنی دوبارہ حضرت شاہ غلام علی صاحب سی سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ مین بیعت کی اور از سر نو تمام مقامات کو حاصل کیا۔ آپ کی شکل و شمایل بہت نورانی تھی بی اختیار آپکی صحبت مین حاضر رہنی کو دل چاہتا۔ اور جب تک بیٹھتی وسوسہ شیطانی ایک نہ آتا۔ اوقات آپکی بعینہ حضرت شاہ صاحب کی اوقات تھی۔ صرف خالصاً للہ مشق خط نسخ کلو خان صاحب سی کی اور کلام اللہ لکھ لکھکر وقف کیی۔ اگرچہ تعلقات ظاہری مثل زن و فرزند آپکی حضرت شاہ صاحب کی نسبت زاید تھی لیکن ویسی ہی بی تعلقی حاصل تھی باہمہ اور بی ہمہ سی بھی کچھ زیادہ قدم رکھا تھا۔ اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ کمال تھا کوئی بات خلاف سنت نکرتی اور ہر دم پیروی سنت ہی کا خیال رکھتی۔ اخلاق محمدی اس وسعت سی تھا کہ ہر شخص ملنی والا بھی جانتا تھا کہ جیسی عنایت اور شفقت آپکو میری حال پر ہی اس سی سوا دوسری پر نہین۔ حقیقت مین تواضع کو بدرجہ کمال پہونچایا تھا اور سخاوت کو حد سی زیادہ اختیار کیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتی تھی کہ مجکو ابوسعید سی فخر ہی مینی اگر فقیری کی تو کیا کہ کسیکا کچھ غم نہین رکھتا ابوسعید کو دیکھو کہ باوصف علائق دنیاوی کی کیا اپنی معبود کی عبادت مین مصروف ہے کہ گویا مطلق کچھ تعلق ہی نہین رکھتا۔ آپکی صحبت سی ہر شخص کو ایک فیض ملتا۔ اور اجماع خاطر اور توجہ الی اللہ حاصل ہوتا۔ واہ واہ طریقہ پیر کو خوب نباہا بلکہ اوس سی بھی ایک آدہ قدم آگی رکھا۔ آپکی ذات سی بھی ہزارہا آدمیون کو فیض ہوا اور طرح طرح کا فیض ہر ایک کو آپ سی ملا۔ بعد انتقال شاہ صاحب کے آپ اونکی جگہ مسند ارشاد پر بیٹھی اور سالہا سال لوگون کو آپ کی فیض صحبت سی علو مراتب اور کمال مدارج حاصل ہوئی کہ اوسی اثنا مین محبت رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نی بہت غلبہ کیا اور آپنی زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کیا اللہ نی وہ ارادہ بھی پورا کیا اور حج اور زیارت مدینہ منورہ نصیب کی۔ بروقت مراجعت کے بمقام ٹونک آپکا انتقال ہوا۔ آپ کی لاشہ مبارک کو دلی مین لاکر خانقاہ مین حضرت شاہ صاحب کی پہلو مین دفن کیا۔ ولادت آپکی ۱۱۹۶ ہجری مین ہوئی ہی اور یہ مصرعہ تاریخ ولادت۔ ہے مصرع حافظ و عالم و ولی بادا + وفات آپکی ۱۲۵۰ ہجری مین عید کی دن ہفتہ کو ہوئی۔ اور نیر اللہ مضجعہ۔ آپکی وفات کی تاریخ ہی اور یہ قطعہ بھی تاریخ وفات مین ہی قطعہ امام و مرشد ما شاہ بوسعید سعید + بعید فطر چو شد واصل جناب خدا + ولی شکستہ و مغموم گفت تاریخش + ستون محکم دین نبی فتادہ زپا

جناب حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب سلمہ اللہ تعالے

آپ شاہ ابوسعید صاحب کے بڑی بیٹی اور جانشین ہین۔ کمالات آپکی اوس سی سوا ہین جو بیان مین آوین اور صفات

آپکی اوس سی بہت ہین جو کہی جاوین - حافظ کلام اللہ ہین اور مطیع سنت رسول اللہ - اپنی پیرون کی طرح سلسلہ ارشاد و تلقین اور توجہ اور استغراق جاری ہی - اور حق پونچھو تو اب انھین کی ذات فیض آیات سی خانقاہ کو رونق ہی - علم حدیث و فقہ و تفسیر بدرجہ کمال حاصل ہی - دنرات مشغلہ درس و تدریس جاری ہی مسایل دینی آپکی فیض سی حل ہوتی ہین اور فتوی شرع شریف آپ کی مہر سی مسجل کیی جاتی ہین قدم بقدم اپنی بزرگون کی طریقہ پر چلتی ہین اور اپنی پیرون کا طریقہ برتتی ہین نسبت باطنی بہت مستحکم ہی سیکڑون آدمی آپکی فیض توجہ سی مقامات مشکلہ سی نکلتی ہین اور مدارج اعلی کو پہونچتی ہین - اللہ تعالی ایسی بزرگ کو سلامت رکھی جس سی خاندان مجددیہ قایم ہی آمین ثم آمین - ولادت آپکی ۱۲۱۷ ہجری مین ہوئی ہی اور - مظہر یزدان - آپ کی ولادت کی تاریخ ہی - اگرچہ عمر شریف چھیالیس مرحلہ سنین طی فرمائی ہین لیکن مدارج کمال کی ہزار در ہزار طی ہوئی ہین - آپنے بھی جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب سی بیعت کی ہے اور اونھین سی خلافت پائی ہی لیکن اپنی جناب والد سی بہت سا فیض حاصل کیا ترقی در ترقی پائی اور انسی بھی خلافت حاصل کی - اب اونکی انتقال کی بعد آپہی سجادہ نشین ہین اور ارشاد و تلقین مین مصروف - اللہم متع المسلمین بطول حیاتہ وضاعف مدارج المومنین بطول بقائہ

جناب حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب سلمہ اللہ تعالے

آپ بھی جناب شاہ ابو سعید صاحب کی فرزند ارجمند ہین اور حقیقت مین فخر خاندان ہین آپکا طور ہی جدا ہی اور رنگ ڈھنگ ہی نرالا ہی - آپ بھی حافظ کلام اللہ ہین اور عالم احادیث رسول اللہ - ولادت آپکی پچیسوین شعبان ۱۲۳۴ ہجری مین ہفتہ کی دن عشا کی وقت ہوئی ہی - خورد سال ہی مین جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب آپکو توجہ دیا کرتی تھے - جب بڑی ہوئی اپنی والد ماجد سی بیعت کی اور طرح طرح کا فیض حاصل کیا بعد اونکی انتقال کی جناب مرزا شاہ غفور بیگ صاحب سی کہ بڑی خلفای حضرت شاہ غلام علی صاحب سی تھے اور قوۃ نسبت بدرجہ کمال رکھتے تھے ہزار در ہزار فیض حاصل کیے - اوقات آپکی ایسی خوب ہی کہ اگلے زمانہ کی اچھی اچھی دیندار لوگون کی بھی شاید ایسی ہوئی ہوگی - مسجد مین بیٹھی رہنا اور طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برتنا دنرات آپکا کام ہی خوشا حال اوس شخص کا کہ جو اپنی نبی کی طریقہ کو برتی اور دنیا و مافیہا سی خبر نرکھی - اسقدر اتباع سنت اختیار کیا ہی کہ اگر آپکو آسمان و زمین کے رہنے والی محی السنتہ و قامع البدعۃ کہکر پکارین تو بجا ہی - اونکی نزدیک سوای انحراف کمتر حکم شریعت کی سخت سی سخت کوئی مصیبت نہین - ارتکاب اوس امر خلاف سنت کا جسکو ہم کم بخت لوگ بال سی کم جانتی ہین اونکی نزدیک امر محال ہی اس تقوی اور ورع کو خیال کرو کہ صرف اس خیال سی کہ ہندوستان مین جو طریق بیع و شرا بعض بعض فواکہ وغیرہ کا جاری ہی وہ از روی شرع شریف کے درست نہین اون چیزون کی مزہ سی واقف نہین - جب کوئی ایسا کری تو معلوم ہو

میری زبان نہین جو مین آپ کی اوصاف سنت کی تعریف کرسکون صرف اتباع سنت کی لیے ہزار نعمت دنیا پر دون پر لات مارتی ہو اور گوشہ نشینی اختیار کی ہو ملاقات اور مکالمات مین ہرگز پیروی سنت کی نہین چھوڑتی اور ادنی سنت کے ترک سو کسی چیز کو برا نہین جانتے فنافی السنت اور محوفی الشریعت اور شہسوار میدان طریقت اگر پوچھو تو آپ کی ذات فیض آیات ہو۔ پس جس شخص کا ادنی ادنی باتون مین یہ حال ہو تو سمجھ خیال کرو کہ بڑی بڑی باتون مین کیا درجہ احتیاط اور کیا درجہ اتقا ہوگا۔ اللھم بارک فی عمرہ وارفع درجتہ فی الدارین آمین یارب العالمین + +

شاہ محمد آفاق طاب ثراہ

آپ کی کمالات اور مجاہدہ اور زہد اور مکاشفہ تمام عالم مین مشہور ہین آپ بھی اس زمانہ کے بڑے ولی اللہ ہون تھے سو تھے۔ نسبت باطنی اسقدر قوی تھی کہ بڑی بڑی صاحب نسبت اوسکا اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتے تھے۔ مقامات فقیری بہت صاف تھے نسبت الی اللہ بہت درست تھی پیروی سنت رسول مقبول نہایت مدنظر رکھتے تھی سکینی اور شکستگی بدرجہ کمال حاصل تھی اپنے تئین بھی مثل اور نقش ونگار دیوار تصور فرمایا کرتے تھے۔ نسب آپکا بھی حضرت مجدد الف ثانی تک پہونچتا ہی اور آپ بھی حضرت مجدد کی اولاد مین ہین۔ حضرت خواجہ ضیاء الدین صاحب سے کہ بڑے زبردست فقیر تھے سلسلہ مجددیہ مین آپنے بیعت کی تھی اور کمال مدارج حاصل کرکے اجازت پیری مریدی کی حاصل کی تھی اور اپنے پیر کے انتقال کے بعد اونکے سجادہ نشین ہوئے اور ان اشعار سے آپکا سلسلہ بخوبی معلوم ہوگا اشعار

اوی آفاق انفس شہ اسحاق نبی	آن ضیاء الدین بحر بیکران مشفق	خواجہ معصوم است راحت خواجہ باقی خواجگی	خواجہ درویش و محمد زاہد احرار ولی
خواجہ عبید بہاء الدین پیر کلال	خواجہ بابا دان گریبر علی راتینی	خواجہ محمود دست عارف خواجہ عبدالخالق است	خواجہ یوسف مجد شیخ فاریدان ابو علی
	بر حسن بصری یزید و جعفر صادق علی	قاسم سلمان ابوبکر و رسول ہاشمی	

اور علاوہ اسکے آپکو سب سلسلون مین اجازت پیری اور مریدی کی حاصل تھی آخر کو یہی مضمون صادق آیا کہ مصرع نفس فنا شما سو فنا ہوگیا + یعنی محرم ۱۲۱۵ ہجری کی ساتوین تاریخ کو بدھ کے دن نماز مغرب کے بعد آپ نے اس جہان فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون جمعرات کے دن آپکو مغل پورہ مین دفن کیا۔ خواجہ بہاء الدین احمد صاحب نے جو بڑے بیٹے خواجہ علاء الدین احمد صاحب کے ہین یہ شعر تاریخ وفات مین نظم کیا شعر

از سر یاس گفت اہل جہان + شاہ آفاق رفت از دنیا

حاجی علاء الدین احمد سلمہ اللہ تعالے

آپ شاہ آفاق صاحب کے خلیفہ اور سجادہ نشین ہین اور حقیقت مین اپنے پیر کی نشانی ہین اس زمانہ مین ایسے لوگون کا

ہونا مستغنات سے ہی ایسے لوگ کاہیکو پیدا ہوتے ہین تمام عمر فقیری مین صرف کی اور دنیا و مافیہا سے بیخبر رہکر سیر ہے۔ کہ السید سند سعد فی بطن امہ۔ بچپن سے آپکو فقیری کا شوق تھا سولہ برس کی عمر مین بیعت کی اور طرح طرح کے زہد اور مجاہدہ کئے اور اپنے پیر کی خدمت مین ہمیشہ سفر اور حضر مین حاضر رہے۔ آپکا نسب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ملتا ہے۔ توکل علی اللہ اور عشق رسول اللہ ہر وقت آپ کے ہر تار و پود مین ہے۔ عالم جوانی مین حج خانہ کعبہ ادا کیا اور زیارت روضہ منورہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل کی اللہ تعالیٰ سب مسلمانون کو نصیب کرے آمین یارب العالمین اب سن شریف آپکا نوے برس کے قریب ہے آنکھون سے سفید ہین اور پاؤن سے اٹھا نہین سکتے طاقت طاق ہے مگر ہر دم مشغول عبادت ہے اور صوم وصلوٰۃ قایم۔ سبحان اللہ کیا لوگ ہین کہ کسی حالت مین اپنے معبود کی یاد سے غافل نہین۔ غور کرو کہ جس شخص نے اپنا لڑکپن اور جوانی اور بڑھاپا صرف اللہ کی یاد مین صرف کیا ہو اوسکو کیا علوم مدارج حاصل ہوئے ہونگے اللہ تعالیٰ ایسے لوگون کو سلامت رکھے

فخر الملت والدین مولانا محمد فخر الدین علیہ الرحمۃ

سلالہ عظام زبدہ کرام سرگروہ مقبولان بارگاہ صمدیت پیشرو تیز قدمان سالک عرفان احدیت قدوہ بتارمان شرع مبین مولانا محمد فخر الملۃ والدین ان حضرت بابرکت کی مقامات اور خوارق اور کرامات لاتعد ولا تحصی ہین خامہ خام رقم طاقت نہین رکھتا کہ اوسکو شمار مین تکلیف مالایطاق کو اپنے اوپر گوارا کرے۔ خلاصہ احوال ہدایت مآل ان سرگروہ اہل کمال اور پیشوای ارباب حال کا یہ ہے کہ آپ کے والد بزرگوار مولانا نظام الحق والملۃ والدین ساکن موضع کمراون ہین کہ مضافات لکھنؤ سے ہے۔ نسب آپکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک پہونچتا ہے۔ اور والدہ ماجدہ آپ کی زبدہ اولاد حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز سے ہین اگرچہ مولد جناب موصوف کا اورنگ آباد ہے لیکن بمین قدوم میمنت لزوم سے خاک دار الخلافت شاہجہان آباد حرسہا اللہ عن الفساد کی حضرت کی نفس واپسین گنگدہ عرش برین پرناز کرتی رہی۔ والد ماجد حضرت مرحوم مغفور کے اوائل حال مین اورنگ آباد سے دہلی مین وارد ہوئے اگرچہ اول مین فقط تحصیل علوم رسمی مدنظر تھی لیکن جو کہ خواستہ تقدیر اور مشیت کردگار قدیر پر تھی کہ اونکا خاندان ارشاد حقائق معارف کے ساتھ موصوف ہو حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین جنکا سلسلہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی تک پہونچتا ہے فایز ہوکر شرف بیعت سے مشرف ہوے ازانجملہ ذات فایض البرکات اونکی جامع کمالات صوری و معنوی تھی۔ تحصیل علوم ظاہری اور باطنی کی انھین کی خدمت مین کر کر منصب خلافت سے سرافراز ہوئے اور آخر الامر سعادت کی اجازت پاکر اورنگ آباد کو تشریف لیگئے اور سالہا

خلق کو فیض باطنی کی طرف ہدایت فرمائی اور سنہ ۱۱۴۳ ہجری مین عالم بقا کو راہی ہوئی۔ حضرت بابرکت جناب جنت مآب مولانا فخر الملۃ قدس سرہ نی اپنے پدر والا اقتدار کی خدمت مین علوم ظاہری اور باطنی کو تحصیل کر کی مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد اوسکی چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ اور ہمت یار خان کی سرکار مین بسر کی اور وہان بھی اونکی انفاس متبرکہ کی برکت سے بہت گم گشتگان بادیہ ضلالت نی راہ ہدایت حاصل کی۔ ازبسکہ قدیم الایام سی تعلق پر ترک غالب تھا وہان سی دل برداشتہ ہو کر اجمیر شریف کی طرف تشریف فرما ہوئی اور چندی مزار مبارک قدوہ واصلان بارگاہ ذوالجلال قطب الاقطاب خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی وسیلہ سی وہانکا قیام اختیار کیا۔ اور بعد اوسکی سنہ احد جلوس احمد شاہی مین کہ مطابق سنہ ۱۱۶۰ھ نبوی کی تھا شاہجہان آباد مین تشریف لائی اونکی ہدایت و ارشاد سی ایک خلق بہرہ مند اور سعادت یاب ہوئی اور یہ عجب کرامت حضرت کی ذات فایض البرکات سی ظاہر ہوئی کہ آپ کی خلفای باصفا اطراف ہندوستان مین باعث نجات سرگشتگان روزگار اور ہادی گمراہان تبہ کار ہوئی۔ چنانچہ اس زمانہ مین نواح پاک پٹن مین حضرت شاہ سلیمان صاحب جنکا شہرہ قاف سی قاف تک پہونچا ہی آپ ہی کے خلفا مین سے ہین کہ اونکی برکت سی ہزارہا خلق کو ہدایت اور فیض باطن نصیب ہوا اور ازبسکہ حضرت ممدوح مقبول خدای لایزال تھی خلق اللہ مین بھی ایسا قبول خاطر بہم پہونچایا کہ گروہا گروہ حصول نجات اور تحصیل ہدایت کی واسطی آپکی خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور آپ کے ارشاد کو مانند حکم وحی کے راست اور درست جانتے۔ جتنی امراے ذوالاقتدار اور سلطان عہد تھے آپکی بیعت سی مشرف ہو کر آپ ہی کی خاک در کو وسیلہ آبرو اور آپ ہی کے غبار آستانکو تاج عزت و اعتبار سمجھتے تھے۔ لیکن سبحان اللہ نشان مقبولیت یہ ہی کہ حضرت باوجود اس ہجوم ارباب دنیا کے ہر ادنے کی ساتھ وہ خلق محمدی خرچ کرتے کہ اوسکا بیان خامہ راقم کی مجال نہین باوجود اس کمالات ظاہری اور باطنی کے کہ ادنی دنیا دارون کی نظر توجہ کی فیض سے ہزار درویش باکمال پر شرف رکھتا تھا۔ آپ سادہ وضعی کے ساتھ رہتے اور لباس درویشانہ وجبہ اور عمامہ فقیرانہ کے چندان مقید نہوتے کیا خوب کہا شیخ شیراز علیہ الرحمۃ والغفران نے ؎

حاجت بکلاہ ترکی داشتنت نیست + درویش صفت باش و کلاہ تتری دار +

کتاب نظام العقاید اور رسالہ مرجیہ اور فخر الحسن حضرت کی تالیفات سی ہے اونکا دیکھنا آپکی ممارست علمی پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے۔ سن شریف تہتر ۷۳ تک پہونچا اور سنہ ۱۱۹۹ ہجری مین عالم بقا کو راہی ہوئے۔ خورشید دوجہانی۔ آپکی رحلت کی تاریخ ہے۔ مزار آپکا متصل دروازہ چار دیواری مرقد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تغمدہ اللہ بغفرانہ کے واقع ہے اور اسکا ذکر باب اول مین ہو چکا۔ ہر چند راقم نے مسلک یہ اختیار کیا تھا کہ جن بزرگون کی خدمت مین خود پہونچا یا اونکے جمال باکمال سی اپنی نگاہ کو مشرف کیا اونکا حال اس تذکرہ مین مندرج کری اور ان حضرت کے زمانہ سی اس عہد تک بہت فاصلہ ہے لیکن جو کہ انکی خاندان کی

احوال سے مزین کرنا اس کتاب کا مدنظر تھا کثرت عقیدت اور ارادت نے نچایا کہ حضرت کے احوال کی لالہ شمال کی سا تخیلات قلم کو گویا کر دے

جناب مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ

حضرت موصوف کے فرزند ارجمند ہین اور حضرت کی وفات کے بعد مسند خلافت پر متمکن رہے۔ آپکی تعریف و توصیف لکھنے کی کچھ حاجت نہین یہی کافی ہے کہ ایسے چمن کے نونہال اور ایسے نونہال کے ثمر تھے شعر اصل و فرع ز کہ بنی حاصل یکباره اند۔ آفتاب و پرتوش از ہم جدا نتوان گرفت۔ سنہ ۱۲۴۲ ہجری مین ماہ محرم الحرام کی ۱۲ تاریخ کو آپ نے عالم فانی سے منہ بقا کی طرف راہی ہوئے اور مزار مبارک خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے جوار مین مدفون ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون

جناب حاجی حضرت غلام نصیر الدین عرف کالیصاحب سلمہ اللہ تعالی

آپ جناب حضرت مولانا قطب الدین صاحب کے فرزند ارجمند ہین۔ سجادہ آپکے غیر تحریر اور حیطہ تقریر سے باہر ہین اخلاق اس وسعت سے ہے کہ جسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا سکینی اس درجہ پر ہے کہ اسکا اظہار نہین کر سکتا۔ اوقات آپ کی بہت خوب اور حرکات آپ کی نہایت محبوب ہر دم و لحظہ وظیفہ سے خالی نہین رہتے بات کرنی بھی آپکو گویا مشکل ہوتی ہے جب کوئی کچھ پوچھے اوسکا جواب لاچار دیا جاتا ہے اگرچہ اوسوقت ظاہر مین زبان تشغل سے باز رہتی ہے لیکن دل اوسی طرح مشغول حق رہتا ہے۔ اس زمانہ مین ایسا نامی گرامی شیخ نہین ہے۔ حضور والا اور تمام سلاطین اور جمیع امراء عظام آپکے نہایت معتقد ہین۔ جس مجلس مین آپ تشریف لاتے ہین ہر شخص بے اختیار دوڑتا ہے اور قدمون پر گرتا ہے اور اپنی سعادت ابدی سمجھتا ہے۔ تھوڑی مدت ہوئی کہ آپ پر شوق الہی غالب ہوا اور اپنے دادا صاحب کے فیض حاصل کرنے کو دل چاہا اگرچہ وہ فیض سینہ بسینہ اپنے جناب والد ماجد مرحوم سے پایا تھا لیکن یہ شوق ایسا ہے اور نعمت وہ ہے کہ طالب اسکا بس نہین کرتا جتنا دیتے جاؤ اوتنا ہی اور مانگتا ہے آپنے سفر اختیار کیا اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور پاک پٹن مین تشریف لیگئے اور شاہ سلیمان کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ کہتے ہین کہ شاہ سلیمان صاحب اس بات کو نہایت غنیمت سمجھے اور انکے قدوم میمنت لزوم سے ہزارہا فخر کیے چند کروہ استقبال کو آئے اور باعزاز و اکرام لیگئے۔ چند مدت آپنے وہان تشریف رکھی اور جو کچھ فیض اور برکات اپنے دادا صاحب کی تھی اونکو سمیٹ بٹور کیا اور رخصت ہو کر شاہجہان آباد مین تشریف لائے کہ اب یہین رونق افروز رہین۔ سن شریف آپکا پچاس سے متجاوز ہے۔ صحبت آپکی غنیمت ہے اللہ تعالی ایسی بزرگان حق پرست کو سلامت رکھے

خواجہ محمد نصیر رحمۃ اللہ علیہ

آپکے صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اوس سے سوا ہین جو لکھنے مین آوین اور اوس سے بہت ہین جو کہے جاوین۔

آپ نواسہ ہین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے جو بڑے نامی مشائخ تھے اور اونکا نام تمام عالم مین مشہور ہے - ولادت آپکی
سنہ ۱۱۸۹ ہجری مین ہوئی اور ابتدا سے طالب خدا ہوئے چھٹپن ہی مین حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی خدمت مین حاضر رہتے
اور توجہ لیتے بلکہ اوسی زمانہ مین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے بیعت کی تھی - جب کہ آپکا سن شریف دس برس کا ہوا خواجہ
میر درد علیہ الرحمۃ نے وفات پائی اور درد جدائی کا آپکے نصیب ہوا آپ ہمیشہ اپنے پیر کی جدائی مین دل شکستہ اور جان خستہ
رہا کرتے تھے سچ ہے ع یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہو + آپکو اکثر علوم مین خصوصاً ریاضیات مین بہت خوب دخل تھا
علم موسیقی بہت خوب جانتے تھے اور تال اور لے سے ایسے واقف تھے کہ بڑے بڑے اوستاد اونکے سامنے کان پکڑتے تھے
اور خاک چاٹگر نام لیتے تھے علم حساب کو اوس سے زاید جانتے تھے اور مسائل حساب مین وہ مہارت بہم پہونچائی تھی کہ مسائل لاینحل
بآسانی حل فرماتے تھے - چنانچہ تال اور حساب مین اونکی تصنیفات سے رسالہ موجود ہین - یہ تو صفات ظاہری تھین اور کمالات باطنی
مین ان سب سے رتبہ بڑا تھا اور وہ مقام ہی اور تھا - کمالات باطنی خواجہ میر اثر صاحب سے کہ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے چھوٹے
بھائی تھے حاصل کیے جبکہ خواجہ میر اثر علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا خواجہ صاحب میر علیہ الرحمۃ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے فرزند ارجمند
سجادہ نشین ہوئے - جبکہ اونکا بھی انتقال ہوا تو آپکی ذات فیض آیات سے اس مسند جانشینی کو رونق تازہ حاصل ہوئی ہر مہینہ دوسری
اور چوبیسوین کو مجلس مین نوازی کی آپ کے روبرو ہوا کرتی - آپکو صبر مین درجہ کمال حاصل تھا اور دنیا سے مطلق لگاؤ نہ تھا
اور آپ بڑے عالی خاندان ہین - نسب خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا نواب ظفر خان جہانگیری تک پہونچتا ہے اونکے پوتے خواجہ محمد ناصر صاحب
منصب داران بادشاہی مین سے تھے کہ یکایک خدا طلبی کا شوق ہوا اور شیخ سعد اللہ المعروف بشاہ گلشن صاحب کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور مدت تک فیض حاصل کیا اور اس دنیای دون کو چھوڑ چھاڑ کر بموجب ہدایت شاہ گلشن صاحب کے خواجہ محمد زبیر
صاحب سے بیعت کی اور بہت جہد اور مجاہدہ کیے اور قطب وقت ہوئے کہ ابتک یہ سلسلہ سلسلہ بسلسلہ چلا آتا ہے - والد ماجد
آپکے میر کلو صاحب اکبرآبادی بہت صحیح النسب سادات سے تھے اور نسبت دامادی کی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے رکھتے تھے اور بیعت
بھی اونھین سے کی تھی - اوصاف حمیدہ آپکی لاتعد و لاتحصی ہین میری طاقت اونکے بیان کی نہین - آخر کو دوسری شوال
سنہ ۱۲۶۱ ہجری کو آپنے وفات پائی اور دو مفارقت مخلصان خاص کو دیا کبھی کبھی آپ شعر بھی کہا کرتے تھے اور رنج تخلص
کیا کرتے چنانچہ یہ چند اشعار آپہی کی طبعزاد سے ہین

اشعار ہندی

خط دیکھکر ادھر تو میرا دم اولٹ گیا
قاصد ادھر بدیدہ پرنم اولٹ گیا
یقین ہو گیا دیکھکر اوسکا قامت +
کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا +
کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر
کوٹھے چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر

یاد دلوا کے جو ہم بستری یا دلاے
یون سنا ہی کہ اوسی بھی خفقان رہتا ہی

تو وہ تصویر نہالی ہے بغل کا دشمن
دیکھی نہین حالت یہ خدائی مین کسیکی

دل یہ جسکے لیے پہلو مین تپان رہتا ہی
ہی طور جدا اپنا جدائی مین کسیکی

مولوی یوسف علی صاحب سلمہ اللہ تعالی

سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد نصیر علیہ الرحمۃ کے ہین انکے اوصاف حمیدہ لاتعد و لاتحصے ہین خامہ راقم کو طاقت نہین کہ انکی محامد اور مناقب کو لکھ سکی حضرت سادات کبار سی ہین اور صاحب اخلاق پسندیدہ اور مرتاض - انکی سجادہ نشینی سی اس خاندان کو زیب و زینت اور ہی ہو گئی ہی - سن شریف آپکا قریب چالیس سال کی ہی راقم نے ان حضرت کی جمال باکمال سی اپنی نگاہ کو گلچین نظارہ اور انکی اوقات کو بچشم مشاہدہ کیا ہی

حضرت شاہ غیاث الدین قدس سرہ

اولاد حضرت خواجہ مودود چشتی علیہ الرحمۃ سی ہین اور عرف خواجہ کمہاری والہ - بسبب حسن اوقات اور کثرت طاعات کی مغتنمات روزگار سی تھے خلق مجسم کہنا چاہیے - انکی اوضاع و اطوار خلق محمدی کی مصداق تھے - رات اور دن مین سے ایسا کم وقت ہوگا کہ عبادت و وظائف سے فارغ رہتی ہون خورد و خواب کو بقدر ضرورت بشری کہ حیات مستعار کی بقا کو کافی ہو کام مین لاتی والا طاعت دادار بیہمال مین مصروف رہتی - مریدان با اخلاص کو آپکی ذات بابرکات سی ارشاد راہ ہدایت اور رہبری سبیل سعادت ایسا ہوا کہ کم کسی سی متصور ہی - مرجع انام اور مارب خاص و عام تھی - عرصہ اونیس برس کا گذرتا ہی کہ جہان فانی سی راہی عالم باقی ہوئی

جناب شاہ صابر بخش صاحب علیہ الرحمۃ

زبدہ مقبولان بارگاہ الہی سید صابر علی معروف بسید صابر بخش چشتی سلالہ سادات عظام اور زبدہ اہالی خاندان چشت تھے والد ماجد آپ کے سید شاہ نصیر الدین ابن شاہ غلام سادات چشتی قدس سرہ بن شیخ عبد الواحد عرف نواب نثار شمخان برادر زادہ حقیقی قطب العارفین حضرت شیخ محمد چشتی قدس سرہ العزیز تھے - ہر چند حضرت مرحوم نے صحبت اکثر مشائخ کبار سے جو آپکے معاصر تھے کسب فیض باطن کیا لیکن کمال طریقت و حقیقت اپنے جد امجد شاہ غلام سادات قدس سرہ کی بیعت کی وسیلہ سی حاصل کر کے مرید با اخلاص اور سجادہ نشین با اختصاص ہوئی - تفصیل سلسلہ خاندان ہدایت نشان حضرت موصوف کی یہ ہی کہ شاہ غلام سادات خلیفہ تھی حضرت شاہ محمد نصیر قدس سرہ کی اور وہ حضرت شیخ محمد چشتی کی اور وہ حضرت شیخ ابراہیم رامپوری کے قدس سرہ العزیز - آپکو حضرت بابرکت شاہ غلام سادات جد امجد اپنے کی خلافت حاصل ہونی کی یہ وجہ ہی کہ شاہ نصیر الدین صاحب یعنی والد ماجد ان حضرت کے بسبب اسکے کہ علم عرفان و ایقان مین

ساری اولاد حضرت مرحوم و مغفور پر سبقت رکھتے تھے اپنے پدر بزرگوار کی حیات مین اونکی عین رضا سے مسند خلافت پر متمکن ہوکر مریدان اخلاص کیش کی ہدایت مین مصروف ہوئے۔ اتفاقات سے اپنے والد ماجد کی عین حیات ہی مین سفر آخرت کو اختیار کیا حضرت شاہ غلام سادات نے منصب خلافت جو اپنے فرزند ارجمند کو عطا کیا تھا اونکی وفات کے بعد اپنے پوتے سید شاہ صابر علی عرف صابر بخش علیہ الرحمۃ پر مسلم رکھا اور باوجود ہونے اور اولاد کے بسبب قابلیت مادہ کے انھین کو شرف بیعت سے مشرف فرماکر اپنی سجادہ نشینی کے وسیلہ سے ارشاد ہدایت کا امر ان کو تفویض کیا اور لنگر کا صرف اور انعقاد مجالس عرس اور خدمت مساکین اور خبرگیری صادر و وارد کی انکی ذات سے متعلق ہوئی۔ فی الحقیقت آپکی سخاوت سے حاتم طائی کا نام صفحہ روزگار سے حک ہوگیا اور طاعت و عبادت کا حال ان بزرگ کا قلم دو زبان کی مجال نہین کہ لکھ سکے۔ ترسٹھ برس کی عمر مین ۱۲۳۷ ہجری مین چودھوین ربیع الاول کو چار گھڑی رات گئے راہی دار البقا ہوکر درمیان خانقاہ کے جو شہر شاہجہان آباد مین متصل دریا گنج واقع ہے اور آپ ہی نے واسطے ورود مساکین کی تعمیر کروائی تھی مدفون ہوئے۔ ان حضرت کے بعد فرزند و خلیفہ رشید آپ کے سید عبد اللہ سلمہ اللہ تعالی مسند خلافت پر متمکن ہوکر اوسیطرح خدمت فقرا مین مصروف ہین

جناب میر محمدی صاحب غفر اللہ لہ

آپکا سلسلہ جناب غفران مآب مولانا مولوی فخر الملۃ والدین قدس سرہ العزیز تک پہونچتا ہے۔ مقبولان بارگاہ کبریائے الہی سے تھے قبول خاطر خاص و عام بھی یہانتک حاصل تھا کہ امرا و سلاطین آپکے دیدار فیض انوار کو نعمت کبرے اور آپکی خدمت مین حاضر رہنے کو ایک موہبت عظمی سمجھتے تھے ازبسکہ جذب باطن کی تاثیر سے ساکنین تمام شہر کے خصوصاً صادقین قلعہ مبارک کے علی الخصوص شاہزادگان جلیل القدر آپ سے بہت رجوع رکھتے تھے عوام کالانعام عمل تسخیر کا گمان کرتے۔ ہرچند اعمال بھی آپکے ایسے سریع الاثر تھے کہ آپکا نفس دم عیسی تھا اور آپکے ہاتھ کی خاک کی چٹکی اکسیر کا حکم رکھتی۔ ایک مدت ہوئی کہ جہان فانی سے عالم باقی کو راہی ہوکر اپنے ہی دیوانخانہ مین جو متصل چتلی قبر کے ہے مدفون ہوئے چند شاہزادہ خصوصاً مرزا خجستہ بخت بہادر آپکی خلافت کا دم بھرتے ہین

جناب میران شاہ نانو علیہ الرحمۃ

اصل وطن آپکا تھانیسر ہے سلسلہ حضرت کا جناب برکت انتساب سرگروہ اہل اللہ شیخ جلال الدین تھانیسری علیہ الرحمۃ تک کئی اور واسطون سے پہونچتا ہے۔ بعد تحصیل کمال اور تحصیل فیوض باطنی کے شہر شاہجہان آباد مین وارد ہوکر حریم مسجد فتح پوری مین ایک حجرہ واسطے سکونت کے اختیار کیا اور رفتہ رفتہ اونکی کرامت اور فیض باطن کا شہرہ ایسا پڑا کہ کہ وہ کہ اعتقاد آپکی خدمت مین بہم پہونچا اکثرون کو آپکے فیض ہدایت سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے اسی برس کی

عمر کے قریب وفات پائی اور اوسی مسجد کے حریم مین مدفون ہوئے عرس آپکا آجتک بدستور ہوتا ہے

جناب شاہ جلال علیہ الرحمۃ

یہ خلیفہ تھے حضرت میران شاہ نانو صاحب مغفور کے - اس اوقات کا آدمی اس جزو زمان مین بہت کمیاب ہے حضرت میران شاہ نانو صاحب کے حجرہ مین مسند خلافت پر بیٹھکر عمر بسر کی اور نفس واپسین تک اہل دنیا کی طرف رجوع نکی - باوجود توکل کے لنگر شام کے وقت مساکین و فقرا کو آپکی طرف سے تقسیم ہوتا تھا یہ حضرت بھی بعد وفات کے اپنے پیر کی قبر کی قریب مدفون ہوئے

جناب مولانا محمد حیات سلمہ اللہ تعالی

وطن اصلی آپکا ملک پنجاب ہے اوسی نواح مین تحصیل علوم رسمی سے فراغ حاصل کرکے چندے اطراف ہندوستان مین لباس طالب علمی بسر کی اور پھر شہر شاہجہان آباد مین وارد ہوکر اوایل حال مین شاہ سید صابر علی معروف بشاہ صابر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ مین فروکش ہوکر درس علوم معقول اور منقول مین مصروف رہے - چونکہ علم و فضل آپکا رشک اقران و امثال تھا - طلبا اطراف و جوانب سے تحصیل علم کے واسطے حاضر خدمت ہوکر آپکی تعلیم کی فیض سے مرتبہ فضیلت کو پہونچتے اور آپکے یہان کا ادنے طالب علم اور جاے کے فضلا سے بہتر گنا جاتا تھا چند تلمیذ آپ کی فیض خدمت سے یکتاے عصر اور یگانہ دہر ہوگئے خصوصاً حافظ عبد الرحمن کہ آپکی تعریف اور توصیف علم و فضل کی حیز مقال اور حیطہ گفتگو سے باہر ہے باوجودیکہ یہ بزرگوار بصارت سے معذور ہین کوئی علم عقلیہ اور نقلیہ سے ایسا نہین کہ اوسکو محققانہ نجانتے ہون اور طرفہ تر یہ ہے کہ ہیئت اور ہندسہ باوجود بینائی نہونے کے اسطرح بے تکلف پڑھاتے ہین کہ اور ماہرین اس فن کے اگر ہزار چشم بمطالعہ شب و روز صرف کتاب کرین تو حیثیت خطوط و دوائر کی ویسی آپ نہ سمجھین اور نہ دلنشین تلمیذ کے کرسکین ازبسکہ حضرت موصوف کے مزاج تقدس امتزاج پر قدیم الایام سے ترک غالب تھا جب ایسے تلامذہ باکمال کو فارغ التحصیل اور لائق درس و تدریس کے پایا اپنے طبیعت کو اسطرف سے اوٹھاکر ذکر و اشغال کی طرف مصروف کیا اور کمل فقرا اور عظماے مشائخ سے فیض باطن کو کسب اور نعماے معنوی کو حاصل کیا اور رنج سفر اپنی ذات موہبت آیات پر گوارا کرکے پاک پٹن مین جاکر حضرت شاہ سلیمان صاحب کی خدمت سے مشرف ہوئے اور انکے فیض صحبت سے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کو بکمال پہونچایا اور رخصت انصراف حاصل کرکے پھر وارد شاہجہان آباد ہوئے اون دنون مین شاہ صابر بخش صاحب جہان فانی سے راہی عالم باقی ہوچکے تھے اونکی خانقاہ کی بود و باش کو ترک فرماکر ایک اور مسجد مین کہ قریب قلعہ مبارک کے واقع ہے سکونت اختیار کی اور آجتک وہین تشریف رکھتے ہین آپکی برکت قدوم سے اوس مسجد کی مرمت ہر سال

ہوتی رہتی ہے اور ایسی آباد ہو گئی ہے کہ اب اوسکو باعتبار کثرت عبادات اور وفور طاعات خیر المساجد اور افضل العوامع کہا چاہیے اب سن شریف آپکا قریب ستر کے پہونچا ہے خدای عزوجل آپکی عمر کی ترقی کرے کہ طالبان صادق کو آپکے فیض باطن سے فوائد کثیرہ اور ہدایت موفورہ حاصل ہوتی ہے

حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ

جناب ہدایت انتساب زبدہ واصلان درگاہ سید احمد صاحب طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ سادات عظام اور مشائخ کرام سے تھے موطن اصلی آپکا بریلی اوایل حال مین شوق طالب علمی مین وطن سے وارد دہنا جہان آباد ہو کر حضرت بابرکت مولانا عبد القادر علیہ الرحمۃ کی خدمت سراسر افادت مین حاضر ہو کر مسجد اکبر آبادی مین فروکش ہوئے اور صرف ونحو مین فی الجملہ سواد حاصل کیا ازبسکہ ذوق درویشی اور سکینی طمینت مین پڑی ہوئی تھی اکثر خدمت مسجد اور اوس مقام کے واردون خصوصًا درویشان پاک طینت کی جودو۔ دراز سے تحصیل علم باطنی کے شوق مین جناب مولانا عبد القادر صاحب مغفور موصوف کی خدمت مین حاضر رہتے خاطرداری اور سرانجام مہام مین ایسے بذل سرگرم ہوتے گویا اس امر کو اہم مہام سمجھے ہوئے تھے اور اوس زمانہ مین بھی اپنی اوقات کو طاعات وعبادات مین ایسا مصروف کیا تھا کہ جو لوگ صرف اسی امر کے واسطے کنج نشین اور گوشہ گزین تھے اونسے بھی اسطرح خاطر مجموع اور حضور قلب سے ظہور مین نہ آتے تھے۔ اکثر مولانای مغفور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس بزرگ کی احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتے ہین اور ارادہ اس سعادت منش کا ترقی مدارج علیا کا قابل نظر آتا ہے اوسی اثنا مین سرگروہ علمای اعلام اسوہ ابلغای عظام جامع کمالات صوری ومعنوی خادم حدیث شریف نبوی مولانا وبالفضل مولانا مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی علیہ الرحمۃ سے بیعت کا ارادہ کیا جب اونکی خدمت مین گئے مولانای ممدوح جو کہ انکے حالات سے واقف تھے فرمایا کہ اگرچہ حق جل وعلی نے اس صاف باطن کو اختیار طریقہ رشد وہدایت کے باب مین واسطے کا محتاج نہین رکھا اور وسیلہ کا نیاز مند نہین کیا لیکن اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے لیے ایک سبب ضرور ہی رفع حجت عوام کے واسطے کچھ سفائلہ نہین پھر آپ نے مولانای موصوف سے بیعت کی بعد چند مدت کے سفر اختیار کیا اور اطراف وجوانب مین خدا شناسان پاک باطن سے فیض حاصل کرنے مین سرگرم رہے ازبسکہ مقامات عالی روز بروز کھلتے جاتی تھے اور مراتب علیا آناً فاناً ترقی مین تھے اس دولت بزوال سے اہل ظاہر کو آگاہی ہو چلی اور ہر طرف سے لوگون نے ہجوم کیا اور کسینے بیعت اور کسینے روای حاجات سے سوال کرنا شروع کیا۔ چونکہ اخفای حال اور ستر احوال منظور تھا خیال مین یہ آیا کہ اگر اہل دنیا کی لباس سے ملبس ہو کر علم باطنی کی تحصیل اور تکمیل کیجاوے تو یہ ہجوم عوام کا جمعیت اوقات مین خلل انداز نہوگا اس خیال سے ٹونک کی طرف

تشریف لیگئے اور نواب امیر خان کی رفاقت مین بسر کی اور از بسکہ شجاعت اور جوانمردی سادات صحیح النسب کا جوہر ہے
اوس اثنا مین ترددات عظیمہ آپ سے ظہور مین آئے اور باینہمہ تلاش اہل باطن کی روز و شب پیش نہاد تھی اور اکثرون کو
ہدایت کی راہ بھی آپ سی حاصل ہوئی جب اس عرصہ مین جمیع مراتب کی تکمیل ہوگئی آپ ترک دنیا کر کر پھر شاہجہان آباد
مین تشریف لائے اور مسجد اکبرآبادی مین وارد ہوئے اس اثنا مین مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوچکا تھا اور
مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ قایم مقام علوم رسمی کی درس و تدریس مین مصروف تھے اور اہل باطن کی طرف چندان
ملتفت نہوتے تھے جب اس دفعہ آپکے تشریف لانے سے مردم شہر مین ایک غلغلہ پڑ گیا تھا اور طالب فیض باطن کے
کثرت سے ہجوم کرنے لگے۔ ایکبار مولوی صاحب موصوف نے باتفاق مولوی عبد الحی رحمۃ اللہ علیہ کے آپکی خدمت مین
جاکر عرض کیا کہ ہمکو نماز حضور قلب سی کبھی میسر نہین ہوئی اگر آپکی ہدایت سی یہ امر حاصل ہوجاوی تو عین مدعا ہی حضرت
نی کشف باطن سی معلوم کیا کہ یہ بطریق امتحان اسطرح سے کہتے ہین تبسم کیا اور فرمایا کہ مولانا آج شب کو اس حجرہ مین تشریف
لاؤ شاید یہ بات ظہور مین آجاوے انکو زیادہ استعجاب ہوا اور شب کو دونون صاحب تشریف لیگئے اور آپنے اپنے ساتھ
انکو نماز مین کھڑا کیا اور جب نماز پڑھ چکے فرمایا کہ اب جدا جدا نیت باندھکر دو دو رکعت علیحدہ پڑھو یہ جب کھڑے ہوئے
تو اسطرحکا استغراق ہوا کہ ان دونون صاحبون کو اونھین دو رکعت مین شب بسر ہوگئی۔ جب یہ فیض باطن مشاہدہ
کیا صبح کو دونون صاحبون نے بیعت کی اور یہانتک آپکی کفش برداری مین حاضر رہی کہ آپکی کفش برداری کو فخر سمجھتے تھے
چند روز کے بعد آپنے فرمایا کہ مولانا مشیت الہی مین یہ ہی کہ تمکو تکمیل اس علم کی اور تتمیم ان مراتب کی سفر مین حاصل ہو
انکو ہمراہ لیکر مکہ معظمہ کا سفر کیا اور راہ مین قریب ہزار آدمی کے اپنی ہمراہ لیکر اور اونکی مایحتاج کی متکفل ہوکر حج ادا کیا اور
وہان سے پھر ہندوستان کی طرف تشریف لائے اور آپ جو ترویج رسوم شرعیہ اور امر بالمعروف بہت کرتے تہیات کا
رواج اونکے قدوم کی برکت سے اکثر اطراف سی اوٹھ گیا۔ طرفہ یہ ہے کہ شہر کلکتہ مین جب تک آپنے تشریف رکھی
شراب مطلق نہ بکنے پائی اور کلال خانہ بند رہا اور اوس نواح مین آپ کے مریدون کی کثرت لکھوک سی گذر گئی اور
آپ کے اکثر خلفا کو قطب اور اوتاد کا مرتبہ حاصل ہوا۔ اور جو کہ از روی کشف باطن کی معلوم ہوگیا تھا کہ آپکو مع اکثر
مومنین پاک اعتقاد کے سعادت شہادت حاصل ہونے والی ہی مولانا اسمعیل اور مولانا عبد الحی کو اجازت ہوئی کہ اطراف
ہندوستان مین وعظ کہو اور بیشتر جہاد اور فضیلت شہادت بیان کرو ہر چند یہ اسکا منشا نجانتے تھے اور پے نہ لیگئے
کہ اس ارشاد کا سبب کیا ہی لیکن جو کہ مرید با اخلاص تھے سر مو تجاوز نہ کیا اور فرمان بجا لائے۔ انکی وعظ سی لکھوک مردم
شاہراہ ہدایت پر آئے اور شوق ما ہو الحق دلمین جم گیا اور جہاد کی افضیلت ذہنونمین بیٹھ گئی اور خود بخود

کہ اگر جان و مال راہ الہی مین صرف ہو تو عین سعادت ہی بعد مدت کے ان بزرگون کو حضرت نے لکھا کہ اب ہمارے پاس چلے آؤ یہ تو جان نثار تھے بمجرد حکم کے مشتاقین وعظ کو نیمجان چھوڑ کر خدمت با برکت مین راہی ہوئے اور حضرت انکو ہمراہ لیکر کوہستان کو چلے گئے اور یہ ہنوز اس کی منشا سے واقف نہین ۔ جب پنجتار مین وارد ہوئے قوم افغان باآنکہ وحوش سے کم نہین حضرت کی ایسے معتقد ہوئے کہ آپکے ہاتھ پر بیعت امامت کی اور عہد کیا کہ اگر حضرت جہاد کرین تو ہم سرفروشی کو حاضر ہین آپنے سکھون کی قوم پر جہاد قایم کیا مردم ہندوستان اس خبر کے سننے سے اطراف و جوانب سے راہی ہوئے اور سوای قوم افاغنہ کے مردم ہندوستانی لاکھ آدمی کے قریب جمع ہوئے اور خطبہ آپکے نام کا پڑھا گیا دور دور امام ہو گیا چند منزل تک عشر جو طریقہ اسلام مین ایک نوع مزاج کی ہی آپکے پاس آنے لگا ۔ پشاور اور بعض اور مکان سکھ کی عملداری سے نکلکر غازیان اسلام کے تصرف مین آگئے سکھون کے باوجود اوس شوکت و شان ظاہری کے آپکا ایسا رعب دلمین بیٹھ گیا کہ کچھ ملک دینے پر راضی ہوئے سچ ہے ع ہیبت حق است این از خلق نیست ۔ لیکن حضرت کو جو کہ ترویج اسلام منظور تھی قبول نہ کیا کئی سال تک یہی سلسلہ یونہین چلا گیا ۔ اور مولانا مولوی عبد الحی علیہ الرحمۃ کی بیماری بدنی سے سفر آخرت اختیار کیا ۔ بعد اوسکے جو کہ قوم افاغنہ بندۂ زر اور نہایت طامع ہین سکھون کے اغوا سے آپ سے منحرف ہو گئے اور عین معرکۂ جنگ مین آپ سے دغا کی از بسکہ مشیت الہی مین دولت شہادت آپکے نصیب مین تھی قریب بالاکوٹ کے حضرت نے مع مولوی محمد اسمعیل اور اکثر مومنین صاف اعتقاد کی شہادت پائی انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت کی شہادت کو چودہ پندرہ برس کا عرصہ گذرتا ہے

رسول شاہیونکا بیان

اس سلسلہ کا بیان کسی کتاب مین مبسوط نہین اسواسطے مجکو مناسب معلوم ہوا کہ تھوڑا تھوڑا اس سلسلہ کا حال رسول شاہ صاحب سے لکھدون اگرچہ رسول شاہ صاحب جنکے نام سے یہ سلسلہ جاری ہے میری زمانہ کے بہت پہلے تھے اور مینے بجز شاہ فدا حسین صاحب کے اور کسیکو نہین دیکھا تھا لیکن اول سے حال لکھنے مین بہت اچھی توضیح ہو جاویگی اور آیندہ کو یادگار رہے گی

رسول شاہ صاحب

آپکا سلسلہ خانوادہ سہروردیہ مین ہی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ تک پہونچتا ہی ۔ آپ پر جذب بہت غالب تھا اور ہمیشہ کوہستان الور مین پھرا کرتے تھے دوسری تیسری دن اگر کوئی ٹکرہ روٹی کا ہاتھ لگ گیا کھا لیا ورنہ کچھ پرواہ نہین اور جسطرح کہ اہل جذب کا دستور ہے اوسیطرح اپنے معبود کی عبادت مین مصروف رہتے اور دنیا اور مافیہا سے خبر نہ رکھتے کثرت جذب اسقدر تھی کہ تکالیف شرعیہ اونپر سے سبکی سب ساقط ہو گئی تھین ۔

لباس کی کچھ قید نہ تھی کوئی چیتھڑا سر کو باندھا باندھا نہ باندھا نہ باندھا اور اسیطرح اگر کچھ ہوا تو اوسکا لنگوٹ کر لیا ورنہ اسکی بھی کچھ پرواہ نہین غرضکہ عالم جذب مین رہتے اور صدہا کرامات اور خرق عادات اوسی عالم مین اور اوسی حال مین اونسے صادر ہوتین - آپ سادات بہادرپور مضافات الور سے ہین اور اصلی نام آپکا سید عبدالرسول ہے وہان کے لوگ نہایت معتقد تھے اور روای حاجات انکے انفاس متبرکہ سے جانتے راجہ الور نشو و نما اپنی ریاست کا آپ ہی کی ذات فیض آیات سے سمجھتا تھا اور نہایت اعتقاد آپکی جناب مین رکھتا تھا - سلسلہ آپکا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی تک اسطرح پہونچتا ہے - کہ رسول شاہ دیکھنے والے نعمت اللہ شاہ کے اور وہ دیکھنے والے شاہ داود مصری کے اور وہ دیکھنے والے سخی حبیب کے اور وہ دیکھنے والے شاہ اسمعیل کے اور وہ دیکھنے والے شاہ مرتضے انند کے اور وہ دیکھنے والے شاہ رزاق پاک کے اور وہ دیکھنے والے شاہ اللہ داد کے اور وہ شاہ پیرن بندگی کے اور وہ شاہ سجن گوشہ نشین کے اور وہ شاہ محمد کے اور وہ شاہ حضرت اسحق کے اور وہ شاہ داود طائی کے اور وہ شاہ راجو قتال کے اور وہ مخدوم جہانیان جہان گشت کے اور وہ حضرت سید جلال بخاری کے اور وہ حضرت سید احمد کبیر کے اور وہ سید شاہ جلال بزرگ کے اور وہ سید مخدوم شاہ بہاؤ الدین کے اور وہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین آپکو ابتدا سے ایک جذب تھا بارہ برس کی عمر مین شاہ نعمت اللہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ایکدم مین جذب الی اللہ حاصل ہوا اور جنگل اور پہاڑون مین نکل گئے اور دن رات اللہ کی یاد مین بسر کی اور بائیسوین جمادی الثانی سنہ ۱۱ ہجری کو انتقال کیا - اور سواد الور مین اوس مقام مین جہان تکیہ رسول شاہیونکا ہے اول اونکو دفن کیا پھر بسبب ایک سانحہ کے کہ اوسکا بیان اس مختصر مین نہین ہوسکتا آپ کے استخوان کو اوکھاڑ کر فیروزپور جھرکہ مین مدفون کیا انا للہ و انا الیہ راجعون + +

مولوی شاہ حنیف صاحب

آپکا اصلی نام مولوی مظفر حسین ہے اور وطن آپکا قصبہ میرٹھ بڑے عالم زبردست اور امرای خاندانی ہین - نسب آپکا نواب خیر اندیش خان اور فرحت اندیش خان تک پہونچتا ہے ہمیشہ درس و تدریس مین مصروف رہتے اور مسجد مین بیٹھے رہتے کہ یکایک رسول شاہ صاحب کا ایک فقیر پہونچا اور آپ سے کہا کہ چلو رسول شاہ بلاتے ہین یہ سنتے ہی آپ سب کچھ چھوڑ چھاڑ ساتھ ہوئے اور اپنے پیر کی خدمت مین حاضر ہو کر وہی عالم ہوگیا اور اوسیطرح عالم جذب مین بسر کی اور صدہا کرامات اور خرق عادات اوسی عالم مین ظاہر ہوئین - آخر سترہوین شعبان سنہ ۱۲ ہجری مین انتقال کیا اور اپنے پیر کی طرح پہلے الور مین اور بعد اوسکے فیروزپور جھرکہ مین مدفون ہوئے کبھی کبھی آپ اوسی عالم جذب مین اشعار بھی فرماتے تھے اور ایک مثنوی گیان چوسر بطریق تصوف اور ایک شرح گلستان آپکی یادگار ہے اور یہ چند اشعار آپکے ہین

اشعار فارسی

دل بی خطرہ مظہر ذات است
تو ببین خود را سر مو یک نفس

بحر بی موج عین مرات است
تا بدانی خالق خود ہر نفس
گر نبودی باغبان در باغ تن

خدا را چہ جوئی تو خود را بجو
گر نبودی خود مقیم اندر بدن
کی شدی رونق بہار این چمن

چو خود را بیابی توئی جملہ او
کی شدی قایم ز خود دیوار تن

شاہ فدا حسین صاحب

آپکا اصلی نام خواجہ نجیب الدین احمد ہی اور آپ اولاد حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ہین - اٹھارہ برس کی عمر سے فقیری اور خاکساری اختیار کی اور اپنے پیر کی خدمت مین فراغت تحصیل علوم سے کی تصوف مین بہت بڑا ملکہ تھا اور فصوص الحکم وغیرہ کتب مشکلہ تصوف کو بہت آسانی سے پڑھاتے تھے دنیا سے مطلق لگاو نہ تھا اخلاق وخاکساری بدرجہ کمال تھی گوشہ نشینی اور زاویہ گزینی حد سے سوا تھی صحبت عوام الناس کی بہت ناپسند فرماتے اور ہمیشہ تنہا بیٹھے رہتے تمام عمر خاک بدن سے ملی اور اینٹ سرہانے رکھی اور زمین پر یا پتھر پر پڑ رہتے اگرچہ آپ کے مزاج مین سلوک جذب پر غالب تھا لیکن کبھی شان جذب بھی ظہور کرتی تھی - بیس برس تک الور مین اپنے پیر کی خدمت مین رہے اور طرح طرح کی ریاضت کی اور اپنے پیر مولوی محمد حنیف صاحب کی وفات کے بعد اونکی جگہ سجادہ نشین ہوئے اور پھر بسبب بعض سوانح کے دلی مین تشریف لائے اور چالیس برس ایک حجرہ مین بیٹھے رہے - بعد اوسکے راجہ بنی سنگہ الور والے نے نہایت تمنا کی کہ پھر اسی تکیہ مین آنکر رہین اگرچہ آپکو اوس زمانہ مین بسبب لحوق امراض متعددہ کے ہوش حواس ظاہری نہ تھی لیکن آپ کے مرید اوسی حالمین آپکو وہان لیگئے اور چند مدت بعد وہان جاکر اٹھارہوین محرم ۱۲۵۹ ہجری مین جمعرات کے دن انتقال کیا اور وہین مدفون ہوئے - آپکی ذات بھی مغتنمات روزگار سے تھی - اور بیسیون خرق عادات آپ سے ظہور مین آئین ہین حقیقت مین خاتم سلسلہ رسول شاہیہ ہوئے اور آپکی ذات فیض آیات سے اس سلسلہ کو رونق تازہ ہوگئی تھی خلفا آپکے بلاد دور دراز مین گئے ہین چنانچہ تبت اور سراندیب اور مشہد وغیرہ بلاد مین آپکے فقیر موجود ہین کبھی کبھی آپ اپنے پیر کی عالم جذب مین شعر بھی فرماتے تھے اور مثنوی بن موسر آپکی طبع زاد سے موجود ہی کہ بعض معتقدین نے جمع کی ہے +

اشعار فارسی

مرا جز دیدن دیدار وجہ اللہ کاری نیست در دنیا
شفاعت را بجز ذات رسول اللہ یاری نیست در عقبی

خویشتن را خود عیان فرمودہ
صورت از جسم و جان بنمودہ
کل نفس واحد فرمودہ
واحد فی کل نفس بود

آنکہ سخاوت دل یک زمانہ بنشینی
درون کعبہ دل صورت خدا بینی
نسبت طاعت بخود عصیان بود
نسبت عصیان بخود عرفان

چون بہر صورت یہ نبی یا رہ را	خود بنجو دو اتف شوی ہر اسرا	خود نیشتن بانیست و ہستن وجود حق جدد	از وجود دش ہست و انش شہود حق بود
ہین ذات تو بود و وحدت وجود	این صفات تو بود و متعدد شہود	غیر وحدہ نیست کثرت را وجود	غیر کثرت نیست وحدت را شہود

شاہ توکل حسین صاحب

آپ کے خلفا مین سے ہین اور آپ کے انتقال کے بعد آپکے جانشین ہوئے آپکو نسب سے راقم کو اطلاع نہین ہوئی مگر اسقدر جانتا ہون کہ فنا فی الشیخ تھے اسپنے پیر کی اطاعت مین ایسے فنا ہوئے کہ بہت مشکل ہے آپ کو اپنے پیر سے بہت فیض حاصل ہوئے آخر کار ۱۱۷۲ ہجری مین انتقال کیا اور اندہی مین مدفون ہوئے اب رنگ علی شاہ کو آپکی جگہ بٹھایا ہے ٭

مجذوبون کا بیان

سید عسکری

یہ حضرت جناب سید حسین رسول نما علیہ الرحمۃ کے نواسون مین ہین ابتدا مین سپاہی پیشہ تھے اور نوکری چاکری کیا کرتے تھے سنتے ہین کہ ایک دفعہ آپکا گذر الور کی طرف ہوا اور مولوی محمد حنیف صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور یہ شعر پڑہا شعر ؎ ستم جان کہن کہ نامم رنجوری ٭ در عرصہ خیال کہ آمد کدام رفت ٭ یہ شعر سنکر آپ نے ایک نگاہ بھر کر دیکھا اور کہا کہ جاو اپنے نانا کی قبر پر جا بیٹھو اوسوقت سے ایک جذب غالب ہوا اور بالکل مست الست ہو گئے ۔ مینے بچشم خود دیکھا ہے کہ آپ حضرت سید حسین رسول نما کے مزار کے پاس زنجیرون سے جکڑے ہوئے بیٹھے رہتے تھے مجال نہ تھی کہ آپکی طرف نگاہ بھر کر دیکھ سکے تھوڑے دن ہوئے کہ اس جہان فانی سے انتقال فرمایا ٭٭

جناب میر قطبی صاحب

سادات کبار سے تھے اوایل حال مین کسی وقت عبادت سے فارغ نہین رہتے تھے اور چونکہ ہمیشہ سے سلوک پر جذب غالب تھا رفتہ رفتہ نوبت بیخودر فتگی کی پہونچی اور ترک لباس کر کر قیود ستر عورت سے بھی فارغ ہو گئے ۔ اکثر اوقات خرق عادات و کرامات جلی آپ سے سرزد ہوتین عرصہ گذرتا ہے کہ جہان نا پائدار سے سفر آخرت کیا

شاہ عبد النبی

کملاے دہر سے تھے اوایل حال مین مکان بسکونت معین نہ رکھتے تھے کبھی کسی گوشہ مین اور کبھی کسی سایہ دیوار مین پڑ رہتے جب تک کہ اعلم العلما افضل الفضلا سراد اہل قال عمدہ اہل حال مولانا بالفضل مولانا مولوی عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ قید حیات مین اور مسجد اکبر آبادی مین ساکن تھے اونکے ما دام الحیات لزوم اس امر کا تھا کہ شب کو کسی گوشہ مین بسر کیا اور صبح سے شام تک مسجد مذکور کے سامنے ایک مقبرہ پر کہ مہر پر واقع ہے بیٹھے رہتے سالہا سال اسیطرح سے کٹے

اور اکثر اہل حاجت اپنی روای حاجات کی واسطے وہین آپکی خدمت مین پہونچتے اور منتظر دعای خیر رہتے مولوی صاحب مرحوم بھی طالبان با اخلاص کی سامنے اکثر آپکی تعریف بیان فرماتے تھے کہ مولوی صاحب بیمار ہوئے اور صاحب فراش ہوئے جب کہ نوبت نفس واپسین کی پہونچی یہ بزرگ اپنا بستر کندھی پر ڈالکر کسی طرف کو روانہ ہوئے اور جو کہ یہ امر خلاف عادت تھا لوگ اس حرکت سی بہت متعجب ہوئے جب آپ کے قریب گئے تو کلمات تاسف آپکی زبان پر جاری تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب قدردان ہمارا دنیا سی چلا گیا ہم یہان رہکر کیا کرین گے اور اسطرح سی چلے گئے کہ کسی نے نجانا کہ کس طرف راہی ہوئے بعد کتنی دیر کے حضرت مولانا جہان گذران سی ملک بقا کی طرف راہی ہوئے جو کہ وہ بزرگ کبھی مسجد کے اندر نہین جاتے تھے اور باہر سر راہ بیٹھتے تھے مولانا کے انتقال پر آگاہ ہو جانا صرف آپکی کشف سے علاقہ رکھتا ہے بعد چند روز کے یکایک پیدا ہو گئے اور مسجد جامع کے ایک حجرہ مین سکونت اختیار کی کرامتین آپکی اکثر مشاہدہ اور معاینہ ہوئین باوجود غلبہ جذب کی نماز کی طرف بھی اکثر مصروف رہتے لیکن پابند اوقات معینہ کی نہ تھی اور اکثر ایک گوشہ مین بیٹھی ہوئی قران مجید بخط نسخ لکھا کرتی اور کسی سی بات نکرتے نفس واپسین تک یہی ایک حالت آپ سی مشاہدہ ہوئی اکثر روسای ذی مقدور آپکی خبرگیری سی غافل نرہتے تھے خصوصاً بخشی بھوانی شنکر کہ ایک امرای شاہجہان آباد سی تھا شب و روز خدمت گزاری مین مصروف رہتا تھا آپکی خوراک دونون وقت دہی اور پیڑی تھے اور تعجب یہ ہی کہ کبھی یہ خوراک آپکو مضرت نہ پہونچاتی تھی اور کبھی بیمار نہ پڑتی تھی باوجود کہ عمر قریب ستر برس کے تھی لیکن رنگ ایسا سرخ و سفید تھا کہ جیسا عالم جوانی مین ہوتا ہی - تمام عمر مین ایک ہی دفعہ بیمار ہوئے جو مرض الموت تھا مدت ہوتی ہی کہ سرزمین نورانی سی عالم باقی کی طرف راہی ہوئے

میر احمد دیوانہ

آپکے اوایل حال سی کچھ واقفیت نہین ہمیشہ از خود رفتگی اور جنون زدگی مین رہتی مگر اسپر بھی اکثر مردم اپنی روای حاجات کی واسطے آپکے پاس آتے اور بہت سی لوگون کو منفعت کلی آپ کی کچھ فرمادینی سی ہوئی - شب و روز چتلی قبر کی نواح مین رہتے جس دکان کو خالی دیکھتے اوسمین شب کو بسر کرتے - باوجود از خود رفتگی کے کسی نے برہنہ آپکو نہین پایا جہان فانی کو چھوڑے ہوئے ایک عرصہ ہوا

دین علی شاہ

شب و روز جذب کی حالت مین رہتے ہین پہلے زمانہ مین موتیا کھان کی طرف پھرا کرتے اور وہین کسی گوشہ مین پڑ رہتے اب چند مدت سے قدم شریف کی نواح مین ایک گنبد مین سکونت اختیار کی ہے بسبب کمال از خود رفتگی کی برہنہ مطلق رہتے ہین اور ہجوم مردم کی وقت کلمات بی صرفہ زبان پر بہت جاری ہوتی ہین لیکن اہل حاجات جب

اون کلمات کی طرف توجہ کرتی ہین تو وہ باتین جو اہل ظاہر کی نزدیک لاطائل اور بی محل ہین بعینہ اون سبب کی مطالب اور حاجات کا جواب ہوتی ہین اور طرفہ یہ ہے کہ سوالات مختلف کا جواب اونھین باتون سی ہر ایک کو حاصل ہو جاتا ہے اکثر اوقات خوارق عادت آپ سے ظاہر ہوئی ہین

خانم صاحب

ایک عورت باخدا تھین باعتبار صفائی باطن کے ہزار مرد سے بہتر بلی مارون کے محلہ کے قریب شیر افگن خان کی حویلی مین رہتی تھین - ہر چند جذب مزاج پر غالب تھا لیکن نہ اسقدر کہ از خود رفتگی تک نوبت پہونچی - بیشتر لوگ خواص و عوام سی آپکی خدمت مین حاضر ہو کر اپنی اداے حاجات کے واسطے سوال کرتے اور بیشتر مشاہدہ ہوا کہ جس امر مین آپکی زبان سی کچھہ نکلا بی کم و کاست وہی ہوا دو چار مہینے کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی کو رخصت کیا

بائی جی

یہ ایک عورت تھین باکمال شہر شاہجہان آباد کے باہر قریب عیدگاہ قدیم کے ایک چھپر مین تمام عمر بسر کر دی معلوم نہین کہ اصلی نام کیا تھا لیکن لوگ بائی جی کے نام سے مشہور کرتے تھے اثناے کلام مین اکثر آیات قرآنی جاری ہوتی تھین خصوصاً انا اعطیناک الکوثر دیکھا گیا کہ جب کوئی اپنے مطلب کے واسطے اونکے پاس گیا تو سترہ کوڑیان اوس مال مین سے جو اونکے پاس لیجاتا علحدہ کر کر سترہ دفعہ زمین پر رکھکے زمین سی اوٹھاتین اور ہر دفعہ آیت انا اعطینا کی پڑھتی جاتین اور بعد جو کچھہ دلمین آتا سائل کو کہدیتین لیکن قدرت الہی کو تماشا کرنا چاہیے کہ جو اوسوقت اونکی زبان سی نکلتا بعینہ وہی امر بی کم و کاست وقوع مین آتا قریب ایک سال کی ہوا کہ جہان فانی سی رحلت کی

حاجی غلام علی نقیب الاولیا

بادشاہی عہد مین نقیب الاولیائی کا بہت معزز عہدہ تھا اور خبر گیری تمام فقیرون اور گوشہ نشینون کی اور تقرر وظیفہ اون لوگون کا اوس سی متعلق تھا اگرچہ اس زمانہ مین وہ بات نہین رہی مگر نام چلا جاتا ہی - غرضکہ خواجہ غلام علی اس زمانہ مین اوس عہدہ پر تھے اور نہایت صاحب کمال آدمی تھے اور واقع مین نقیب الاولیائی کی لایق تھے - نسبت باطن کے بہت درست عشق رسول مقبول مین چور تھے نماز وظیفہ مین بہت مفید فیض صحبت درویشون نے ایسی تاثیر کی تھی کہ ایسا مذاق اونکو حاصل ہوا تھا کہ کاہیکو ہوتا ہے - اوسی شوق مین زیارت حرمین شریفین کی - اور ہمیشہ روضہ منورہ رسول مقبول علیہ الصلواۃ و السلام کی یاد مین رویا کرتے - آپ حضرت خواجہ ناصر الدین عبید اللہ احرار کی اولاد مین سے تھے جنکی تعریف مین مولانا جامی فرماتے ہین شعر چو فقر اندر لباس شاہی آمد + بتدبیر عبید اللہی آمد

آپ کے بزرگ محمد شاہ کے وقت میں ہندوستان میں آئے اور پہلے یہ عمدہ خواجہ رفیع الدین صاحب کو ملا اونکے انتقال کے بعد خواجہ محمد مراد اونکے بھائی اس منصب پر سرفراز ہوئے اونکے انتقال کے بعد یہ بزرگ صاحب اس منصب کے ہوئے غلام علی تاریخ ولادت ہے اور یہ سجعہ مہر نماے علی امام من است دنیم غلام علی ہے آخر کار پندرہوین تاریخ ذیحجہ کی ۱۱۷۵ھ ہجری میں فنا ہوئی اور ترکمان دروازہ کے باہر چشمہ کھنڈ میں مدفون ہوئے

خواجہ احمد علی نقیب الاولیاء

اونکے انتقال کے بعد اونکے بڑے بیٹے خواجہ احمد علی صاحب اس منصب پر سرفراز ہوئے اللہ اونکو سلامت رکھے

ذکر علماے کرام ذوی المجد والاحترام

حکیم احسن اللہ خان

حکمت آپ کمالات اکتساب جامع نفائس علوم بانی مبانی فہوم حاکم ممالک حکم حکیم سیحا دم حکیم محمد احسن اللہ خان النخاطب بخطاب احترام الدولہ عمدۃ الحکما معتمد الملک حاذق الزمان حکیم محمد احسن اللہ خان بہادر ثابت جنگ ۔ یہ سرگروہ ارباب کمال شیخ صدیقی اور ہراتی الاصل ہین ۔ سلسلہ انکے نسب کا حضرت خواجہ زین الدین ہراتی رضی اللہ عنہ تک پہونچتا ہے کہ عرفا سے دہر اور کملاے روزگار سے تھے اور طریقہ پیری مریدی کا انکے خاندان مین جاری تھا اور ہر دم روزگار انکی ذات فیض سمات سے استفادہ فیض باطنی اس کثرت سے تھا کہ لسان صحبت پر غوث اور قطب کا احتمال ہوتا تھا آخر الامر والی ہرات کی سعود اجی سے غرض غریب مصمم ذہن کر کشمیر جنت نظیر مین تشریف لائے اور وہان قیام اختیار کیا اور وہین قضاے ربانی کی تقاضا سے گلگشت حدائق کشمیر سے سیر ہو کر سیر گلستان جہان کے واسطے راہی عالم باقی ہوئے اون حضرت کا مزار برکت آثار چشمہ ڈل سے کنارہ پر واقع ہے اور بنام زمیندار شاہ موسوم ہے ۔ وہان کے رہنے والے اونکی روح مطہر سے سبب کمال اعتقاد کے اسید وار امداد باطنی اور اعانت معنوی کے رہتے ہین ۔ جب یہ معلوم ہو گیا اب سننا چاہیے کہ حکیم صاحب موصوف کے اجداد ہمیشہ روزگار پیشہ رہے اور عائد روزگار کی سرکار مین مناصب عمدہ سے سرافراز والد ماجد انکو حکیم محمد عزیز اللہ خان مرحوم کہ کمالات اونکے خیر تحریر اور حیطہ تقریر سے خارج ہین ۔ اپنی ذات سے تحصیل علم طب کی طرف متوجہ ہوئے اور اس فن شریف کو احکم العلما حاذق الملک حکیم محمد ذکا اللہ خان مرحوم و مغفور سے حاصل کیا اور اطباے نامی شہر شاہجہان آباد سے اس فن مین سبقت لیگئے ۔ انھون نے فنون حکمت و ہندسہ و ہیئت خدمت فضلاے عصر سے حاصل کر کر فن طبابت کو اپنے والد ماجد سے حاصل کیا اور از بسکہ حافظہ پارہ لوح محفوظ تھا اور طبیعت خبرہ تقدیر تھی چند مدت مین مدارج کمال سے کوئی باقی نرہا کہ نے کیا ہو ۔ شفا سے رضا دادالہی ہے جسکی زندگی سے سیحا فی اتمہ دہوئی

انکی نسخے سے جی گیا اسیواسطے ساکنین شہر مل قاطبین دہر سوای اس زبدہ اہل کمال کے اور کسیطرف رجوع نکرتے - جبکہ شہرہ فضل و کمال کا گوش فلک تک پہونچا اوائل حال مین خلاصہ روسای نامدار فخر الدولہ نواب احمد بخش خان مرحوم والی فیروزپور جہرکہ کی ملازمت مین کمال عزت و توقیر کے ساتھہ منصب طبابت پر نامور ہوئی اور اونکی رحلت کے بعد اسد الدولہ نواب فیض محمد خان مرحوم والی جہجر کے پاس اسی منصب عمدہ پر مقرر ہوئی ازبسکہ فراجدانی اس صاحب سن رسا کے حصے مین ہی اوس سردار ذوی الاقتدار کا اعتقاد انکی طرف استوار ہوگیا کہ اپنی زیست انہین کی توجہ سے جانتا تھا اوس رئیس کے انتقال کے بعد ترک روزگار کرکے چندی خانہ نشینی اختیار کی لیکن ازبسکہ ہر حرف انکے نسخے کا ہو الشافی ہے اور انکا نفس نفس عیسی کا خواص رکھتا ہی حضرت معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ عرش آرامگاہ نے نچھوڑا کہ فیض ملازمت سے بہرہ اندوز نہون اور جسطرح سے ہوسکا اپنے پاس بلاکر عطای خلعت اور عنایت خطاب عمدۃ الملک حاذق الزمان سے مشرف فرماکر خاص اپنی معالجی کیواسطے معین کیا اور تادم زیست یہ سمجھے کہ اگر یہ سلالہ کرام ایک دم الگ ہو تو زندگی اوس بادشاہ گردون جاہ کی محال ہے ۔ اور اونکے انتقال کے بعد بندگان گردون توامان حضرت ظل الہی فلک بارگاہی ابو ظفر محمد سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ و افاض علی العالمین برہ و احسانہ نے کمال قدردانی و رتبہ شناسی سے اپنے سنہ جلوس مین طلب کیا اور سعادت نبض گیری مستسعد فرماکر احترام الدولہ اور ثابت جنگ خطاب سابق پر زیادہ کیا ۔ اور ازبسکہ حضور فیض گنجور حضرت ظل اللہ کے مزاج اقدس مین انکے کمالات جاگیر ہوئی روز بروز ترقی مدارج اور ارتفاع مناصب ظہور مین آنے لگا چنانچہ رفتہ رفتہ یہانتک بادشاہ جمجاہ کی طبیعت تصرف ہوا کہ کوئی امر جزوی و کلی سے بی مشورہ و صلاح اس صاحب تدبیر صائب کے وقوع مین نہین آسکتا وہ امر اگرچہ متعلق منصب وزارت ہی ہو ۔ لیکن سبحان اللہ اس حوصلہ و ظرف عالی پر ناز کرنا چاہیے کہ ہرچند ترقی مدارج یہانتک ہی کہ نقیر و قطمیر قلعہ مبارک صرف اسی والا رتبہ کی ذات پر موقوف اور مدار جمیع امور سرکار بادشاہی کا اسی بلند اقتدار پر منحصر ہے خلق کو اس مرتبہ پر وسیع کیا ہی کہ ہر ادنے کی کارروائی مین وسعت سے زیادہ مصروف ہونا اور ہر صاحب غرض کی التماس کو بدل متوجہ ہوکر سماعت کرنا اہالی شہر سے کم ہوگا کہ انکو اپنا محسن نہ سمجھتا ہو

حکیم غلام نجف خان

سلالہ کرام نقاوہ عظام زبدۂ جہانیان حکیم غلام نجف خان ابن حافظ محمد مسیح الدین شیخوپوری ساکن شیخوپور کہ بدایون کے مضافات سے ہے ۔ اصل مین شیخ فاروقی ہین اور بسبب عنایت سرکار شاہی کے خطاب خانی سے سرفراز ہوئے ۔ جد ششمین انکے شیخ فرید المخاطب محتشم خان امرای جلیل الشان عہد جہانگیری شاہجہان سے تھے کہ منصب پنجہزاری ذات و پانچ ہزاری سوار سے سرافراز تھے ۔ بموجب آنکی استدعا کے حضرت جہانگیر بادشاہ سے

چار ہزار بیگھہ اراضی موضع مولیا مین سے آبادی و سکونت کے واسطے مرحمت ہوئی اوس سرزمین مین ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی
اور اوسکا نام جہانگیر کے نام پر شیخوپور رکھا کسواسطے کہ حضرت جہانگیر کا نام ایام شاہزادگی مین مرزا شیخو مشہور تھا ٭
اور والد شیخ فرید کے نواب قطب الدین خان نبیرہ حضرت سلیم چشتی فتحپوری کے اولا حضرت اکبر بادشاہ کے عہد مین
صوبہ داری صوبہ بہار اور حضرت جہانگیر کے عہد مین منصب پنجہزاری ذات و سوار و خلعت خاصہ و شمشیر و اسپ خاصہ
بازین مرصع اور اور عنایات شاہانہ سے سرفراز ہوکر دار الملک بنگالہ اور اوڑیسہ کی صوبہ داری سے کہ پچاس ہزار سوار کی
جاے ہے مامور ہوئے ٭ جب انکے سب اسلاف کا حال معلوم ہوچکا اب انکا حال سنا چاہیے کہ شیخوپور سے ہمراہ اپنے خالوی بزرگوار
میر سید علی صاحب کے حکام عہد یعنی صاحبان انگریز بہادر کی خدمت مین عہدہ جلیلہ تحصیلداری پر مامور رہے اور آخر کو نواب
گورنر بہادر کی خدمت مین عہدہ میر منشی سے سرفراز ہوئے پانچ برس کی عمر مین شاہجہان آباد مین وارد ہوئے جب
سن تمیز کو پہونچے یہین کی سکونت اختیار کی ٭ اور ازبسکہ فن طب اشرف فنون اور اعز علوم ہے اس فن کیطرف متوجہ ہوکر
کتب درسیہ اس فن کی حکیم صادق علیخان ولد احکم الحکما حکیم شریف خان سے تحصیل کی اور مشق نسخہ نویسی اور معالجہ مرضا کی
حاذق الملک حکیم احسن اللہ خان کی خدمت مین بہم پہونچائی جو کہ انکو حاذق الملک موصوف سے قرابت قریبہ بھی تھی انکی تعلیم مین
کمال کوشش و سعی کو کار فرمایا یہانتک کہ یہ حضرت شہر شاہجہان آباد کے مشاہیر اطبا سے ہوئے اور حضور بادشاہ ظل اللہ
سراج الدین بہادر شاہ سے خطاب عضد الدولہ حکیم غلام نجف خان بہادر پایا اور اب سرکار کمپنی بہادر سے عہدہ طبابت پر
واسطے معالجہ مرضا کے مامور ہین ٭ راقم اونکو بسبب کمال شفقت اور مخلص نوازی کے اپنے مہین برادر سے زیادہ تصور
کرتا ہے اور اکثر اوقات بل جمیع حالات مین اپنی نسبت وہ الطاف و مرحمت مشاہدہ کی ہے کہ اگر اوسکو قلم بند کرون
تو مادہ ایک کتاب کا بہم پہونچے ٭ واقعی مروت جبلی اور لطف طبیعی ایک امر خداداد ہے جسکو دیا دیا اور جسکو عطا کیا کیا
ہر کسی کے بانٹے نہین آیا اونکے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ خیر تحریر سے خارج ہین ٭ قدرت الہی ہے ایسا
دست شفا نہین دیکھا کہ وہ امراض جنکو لا دوا و لا علاج کہتے ہین اندک توجہ اور تھوڑے سے التفات مین اسطرح سے زائل ہوگئے
کہ پھر تمام عمر اوس بیماری کا نام و نشان باقی نہین رہا ٭ مردم روزگار مردہ پسند ہین کہ ایسے طبیب حاذق اور حکیم دانا کے
ہوتے بقراط اور سقراط کا نام لیتے ہین وہ بھی اگر اس زمانہ مین ہوتے تو اس حکیم با فرہنگ کے مجربات کو سرمایہ اپنے
کمال کا ٹھہراتے اور انکے قوانین علاج کو اپنا دستور العمل مقرر کرتے اونے نسخہ نویس انکے مطب کا علوی خان کے نسخے پر
حرف رکھہ سکتا ہے انکے ہاتھ سے خاک کی چٹکی حکم اکسیر کا رکھتی ہے اور انکی زبان سے نفرین خاصیت نفس عیسی کی ٭
ہر چند جی چاہتا ہے کہ انکے محامد و مناقب کو جہانتک زمانہ مساعد ہو بیان کیے جاؤن لیکن قلم شکستہ زبان کو

طاقت نہین کہ اوسکا عشر عشیر بھی لکھ سکے

حکیم صادق علی خان

حکیم حذاقت منش طبیب عیسوی روش سرگروہ کملای زنان حکیم صادق علی خان ولد سرامد حکمای روزگار حکیم شریف خان آج اس کمالات ظاہری و باطنی کا جامع عرصۂ روزگار مین جلوہ گر نہین علم عمل کے ساتھہ اس بزرگ بلند فطرت کی ذات مین جمع ہی انکے والد ماجد اپنے عصر مین سرامد حکما اور سرحلقۂ اطبا تھے آجتک اونکے کمالات کا شہرہ گنبد دوار مین از بس بلند ہی جالینوس وارسطو کا غلغلہ اوسکے سامنے ایسا ہے جیسا طوطی کی آواز نقارخانی مین ٭ اور فی الحقیقت اس روزگار کے اکثر اطبای نامی اونہین کی نسبت شاگردی سے سرمایہ اعتبار کا رکھتے ہین ٭ جو کہ اچھون کے اچھے ہی ہوتے ہین حضرت ممدوح بھی اپنے زمانے مین یکتا اور بے مثل ہین نہ انکے علم کی صفت زبان قلم پر آسکتی ہی اور نہ انکے عمل کی تعریف اندیشہ مین سما سکتی ہی سارے زمانیکے کملا کو جسکی خاندان کی نسبت شاگردی سے فخر ہو اوسکی تعریف اسیقدر کافی ہے ٭

حکیم امام الدین خان

قطع نظر کمالات طبی سی جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول درس ویسا ہی نبض شناسی ویسی ہی اگر بالفرض انقلاب روزگار سے تمام عالم سے نسخ معتبرہ گاو خورد ہو جاوین اور سارے جہان سے کتب سلف دریا برد ہو جاوین اس سرگروہ ارباب فضل کے حافظہ کی مدد سے پھر کتب خانہ روزگار کا معمور ہو سکتا ہی ٭ حرکت نبض موج سی پیچش گرداب معلوم کیا اور رگ ابر نیسان سے استسقای صدف کو دریافت صنوبر علاج خفقان کے واسطے ان سی رجوع لاتا ہی اور گل نرگس چارۂ یرقان ان سی چاہتا ہی ٭ انکی بزرگان والانژاد کو سرکار بادشاہی سے مناصب ارجمند اور مراتب بلند عطا ہوتے رہے ہین اور یہ بھی حضرت جہانبانی کیطرف سی عہدۂ طبابت پر مامور ہین

حکیم غلام حیدر خان

ارشد تلامذہ حکیم شریف خان سے ہین مقامات کتب طب موافق زعم راقم کے جیسے انکی خدمت مین حل ہوتی ہین غالب یون ہے کہ اس جزو زمان مین اور کہین نہوتے ہون خدمت اساتذہ کرام مثل مولانا مخدومنا مولوی عبد العزیز دہلوی اور مولوی رفیع الدین اور مولوی عبد القادر صاحب ارفع اللہ درجاتہم سے سالہا سال استفادہ کیا اور انواع فیوض حاصل کیے ٭ شفای کامل انکی دست حق پرست مین ودیعت ہی راقم کو حضرت موصوف کی خدمت مین نسبت شاگردی حاصل ہے

حکیم نصر اللہ خان

علوم متداولہ مثل منطق اور معانی و فلسفہ و ہیئت و ہندسہ کی حضرات ثلثہ یعنی مولوی عبد العزیز اور مولوی رفیع الدین

اور مولوی عبد القادر صاحب قدس سرہم العزیز کی خدمت سراپا برکت سے حاصل کیے اور علم طب کو احکم الحکما حکیم شریف خان مرحوم و مغفور سے تحصیل کیا ۔ کتاب وافی و مجرب صائب اور مرض شناسی میں بے مثل و مانند ہیں ۔ رسائل متعددہ بحران اور دریافت مزاج نسخہ مرکب وغیرہ میں تصنیف کیے ہیں اون رسائل سے اونکے تبحر کا حال معلوم ہوتا ہے ۔ اوایل حال میں نواب فیض محمد خان رئیس جھجر کی سرکار میں عمدۂ طبابت پر مامور رہے بعد اوسکے اور عمدہ ہای روزگار سرکار میں منسلک رہے ۔ اب پھر بنظر قدامت کے نواب عبد الرحمن خان رئیس جھجر کی خدمت میں جو نواب مغفور کا بیٹا اور جھجر کا مسند نشین ہے اسی عمدہ سے سرفراز ہیں

حکیم فتح اللہ خان

کہین برادر حقیقی حکیم نصر اللہ خان صاحب کے ہیں تحصیل فن طب حکیم صاحب موصوف کی خدمت سے کی ہے اب اس فن میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں مدت مدید سے نواب اکبر علیخان رئیس مؤدی کی سرکار میں عمدہ طبابت پر مامور ہیں

حکیم پیر بخش

صاحب ذہن رسا خدیو فطرت والا حکیم پیر بخش خان حضرت بادشاہ خلد آرامگاہ محمد اکبر شاہ کی پیگاہ عنایت سے بخطاب حکیم دوران مخاطب ہیں سلسلہ نسب کا انکو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تک پہونچتا ہے طرف والد ماجد سی اور حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک طرف والدہ منظمہ سے ۔ اگرچہ وطن آبا و اجداد کا شہر تھا لیکن انکا مولد و مسکن یہی خاک پاک ہے یعنی حضرت شاہجہان آباد حرسہا اللہ عن الفساد ۔ تحصیل علم طب حکیم نصر اللہ خان سے اور مشق نسخہ نگاری اور معالجہ مرضی حکیم احسن اللہ خان کی خدمت میں کی اور اس فن میں دستگاہ کامل بہم پہونچائی ۔ راقم کے ساتھ رابطہ محبت کا برادرانہ منسلک رکھتے ہیں نہ اونکی خلق کی صفت بیان میں آسکتی ہے اور نہ کمال کی توصیف لکھی جاسکتی ہے ایک عرصہ دراز سے نواب بہادر جنگ رئیس بہادر گڈھ کی سرکار میں عمدۂ طبابت پر مامور ہیں اور اوس نواح میں اونکا وجود مغتنم ہے وہان کے لوگ اونکو اونکی ذات سے وہ منافع حاصل ہیں جو نفس عیسوی سے بھی متصور نہوں

حکیم حسن بخش خان

سرگروہ کملای شہر ہیں زبدۂ افاضل و ہر اسوۂ دانشمندان زمان حکیم حسن بخش خان وطن اسنکے آبا و اجداد کا شہر تھا لیکن اور مولد و مسکن انکا شہر شاہجہان آباد جمیع فنون اور علوم میں مثل معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت مہارت تام رکھتے تھے اور کتب طبیہ بسبب کمال حافظہ کے قانونچہ سے قانون شیخ الرئیس تک بلا تشبیہ مثل عبارت قرآن مجید ازبر یاد تھیں علم عقلیہ کی معاونت سو کسیکو معاصرین سے انکے ساتھ بارای مناظرہ نہ تھا ۔ بارہا مشاہدہ ہوا

کہ جس مجلس مین اس زبدۂ ارباب کمال کا ہنگامۂ گفتگو گرم ہوا جمیع حضار مجلس مثل تصویر کے ساکت اور صامت رہگئے
اوائل حال مین نواب فیض محمد خان رئیس جھجر کی سرکار مین منسلک رہے اور اوس رئیس کی وفات کے بعد چندے
خانہ نشین اور بعد اوسکے حضور سراج الدین بہادر شاہ مین صاحب عالم مرزا فخر الدین بہادر کی سرکار مین عہدہ طبابت پر
مامور ہوئے دو تین سال کا عرصہ گذرتا ہی کہ جہان فانی کو وداع کیا

حکیم غلام حسن خان

برادر حقیقی حکیم غلام حیدر خان موصوف بصفات کمال کتب طبیہ مین مہارت تام اور علاج معالجہ مین دستگاہ تمام
رکھتے تھے ٭ تحصیل فن طب حکیم شریف خان کی خدمت سی کی تھی اب عرصہ چند سال کا ہی کہ اس جہان سی عالم باقی کیطرف راہی ہوئے

حکیم محمد یوسف خان

فرزند ارجمند حکیم غلام حسن خان کی کتب درسیہ سے فارغ اور فن طب مین مہارت تمام رکھتے ہین باوجود اس
کمالات کی اخلاق پسندیدہ مین یگانۂ روزگار ہین

حکیم عبد الحکیم معروف بہ ابو خان

برادر حقیقی حکیم یوسف خان کی کتب درسیہ کو نہایت تحقیق و تدقیق سے آخون شیر محمد کی خدمت مین اور کتب طب کو
اپنی والد ماجد سی تحصیل کیا معالجہ انکا اکثر معاصرین پر فائق ہی اور باوجود کمالات ظاہری اور باطنی کی دستگاہ اخلاق کو کسقدر وسیع کیا ہے
کہ اوسکا کچھ بیان نہین ٭ اللہ تعالی نی انکو دست شفا ایسی عنایت کی ہی کہ جن بیمارونکی علاج سی مسیحا بھی عاجز ہو وہ انکی ہاتھ سی شفا پاتی ہین

ذکر علمای دین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب مولانا مولوی شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز

اعلم العلما افضل الفضلا اکمل الکملا اعرف العرفا اشرف الافاضل فخر الاماجد والاماثل رشک سلف داغ خلف افضل
المحدثین اشرف علماء ربانیین مولانا و بالفضل اولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز ذات فیض سمات ان حضرت
بابرکت کی فنون کسبی و وہبی اور مجموعہ فیض ظاہری و باطنی تھی ٭ اگرچہ جمیع علوم مثل منطق و حکمت و ہندسہ و ہیئت کو
خادم علوم دینی کا کرکر تمام ہمت و سراسر سعی کو تحقیق غوامض حدیث نبوی و تفسیر کلام الہی اور اعلای اعلام شریعت مقدسہ
حضرت رسالت پناہی مین مصروف فرماتے تھے ٭ اور سوا اسکے جو کہ جلاے آئینہ باطن صیقل عرفان و ایقان سے
کمال کو پہونچی تھی طالبان صافی نہاد کی ارشاد و تلقین کیطرف توجہ تمام تھی اسپر بھی علوم عقلیہ مین سے کون
علم تھا کہ اوسمین یکتائی اور یک فنی نہ تھی ٭ علم انکے خانوادہ مین بطناً بعد بطن اور صلباً بعد صلب اسطرح سی چلا آتا ہے

بعہد سلطنت سلاطین تیموریہ کے خاندان مین بہ چودہ پندرہ برس کی عمر مین اپنے والد ماجد اشرف الاماجد عمدہ علمای حقیقت آگاہ و شاہد ولی والد قدس سرہ کی خدمت مین تحصیل علوم عقلی و نقلی اور تکمیل کمالات باطنی سے فارغ ہوئے تھے اسکے چند مدت کے بعد حضرت شاہ موصوف نے وفات پائی اور آپکی ذات فائض البرکات سے مسند خلافت زینت دہا اور وسادۂ ارشاد و ہدایت نے رونق بے منتہا حاصل کی کیونکہ مولانا رفیع الدین اور مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہما کہین برادر حقیقی آپ کے جنکا ذکر تفصیل آئیگا والد ماجد کے روبرو سن صغیر رکھتے تھے تمام علوم اور فیوض کو انہین حضرت کی خدمت مین کسب کیا ہے علم حدیث و تفسیر بعد آپکے تمام ہندوستان مین مفقود ہوگیا ہے علمای ہندوستان کی خوشہ چین اسی سرگروہ علما کی خرمن کمال کے ہین اور جسمین کلا اس دیار کے چاشنی گرفتہ اسی زبدۂ ارباب حقیقت کے مائدہ فضل و افضال کے ہے یہ آفت جو اس جزوہ زمان مین تمام دیار ہندوستان خصوصاً شاہجہان آباد حرسہا اللہ عن الشر والفساد مین مثل ہوای وبائی کے عام ہوگئی ہے کہ ہر عامی اپنے تئین عالم و ہر جاہل آپ کو فاضل سمجھتا ہے اور فقط اسی پر کہ چند رسالے مسائل دینی اور ترجمہ قرآن مجید کو اور وہ بھی زبان اردو مین کسی فی استاد سے اور کسی نے اپنی زور طبیعت سے پڑھ لیا ہے اپنے تئین فقیہ و مفسر سمجھکر مسائل و وعظ گوئی مین جرأت کر بیٹھا ہے آپ کے ایام حیات اسکا اثر نہ تھا بلکہ علما متبحر اور فضلای معظم الزام باوجود نظر غایر اور احاطۂ جزئیات مسائل کے جب تک اپنا سمجھا ہوا حضرت کی خدمت عرض نہ کر لیتے تھے اوسکے اظہار مین لب کو وا نکرتے تھے اور اوسکے بیان مین زبان کو جنبش نہ دیتے تھے حافظہ آپ کا نسخہ لوح تقدیر تھا بارہا اتفاق ہوا کہ کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلبا کو لکھوادین اور جب اتفاقاً کتابین دست یاب ہوئین تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوادی تھی اوسمین من اور عن کا فرق نہ تھا باوجود اسکے کہ سنین عمر شریف قریب انتہی کے پہونچ گئے تھے اور کثرت امراض جسمانی سے طاقت بدن مبارک مین کچھ باقی نہ رہی تھی خصوصاً قلت غذا سے لیکن برکات فیض باطنی اور حدت قوای روحانی سے حسب تفصیل مسائل دینی اور تبیین دقائق یقینی پر مستعد ہوتے تو ایک دریاے ذخار موج زن ہوتا تھا اور فرط افادات سے حضار کو حالت استغراق بہم پہونچتی تھی اوائل حال مین فرقہ اثنا عشریہ نے فر سر شورش کو بلند کیا اور باعث تفرقہ خاطر جہال اہل تسنن کے ہوئے حضرت نے بسبب التماس طالبین کمال کے کتاب تحفۂ اثنا عشریہ کہ غایت شہرت محتاج بیان نہین بدل تو فیق بصرف اوقات و جیز سے باین کثرت ضخامت تصنیف کی کہ ہر طالب علم بے مایہ بھی علماے شیعہ کے ساتھ مباحثہ و مناظرہ مین کافی ہوگیا ہے ثقات بیان کرتے ہین کہ آپ تصنیف کے وقت عبارت اوس کتاب کی اسطرح سے زبانی ارشاد کرتے جاتے تھے کہ گویا ازبر یاد ہے اور حوالہ کتب شیعہ کے جنکو علماے فرقہ مذکور نے شاید بجہ نام کے

سنا نہ ہوگا باعتماد حافظہ بیان ہوتے جاتے تھے اور اسپر مشتمل عبارت اور لطائف وظرائف جسمیں ناظرین پر
ہویدا ہے جو امور آپکو ضرور میں آتے تھے بمجال بشر سے باہر جن سے ہفتہ میں دو بار مجلس وعظ منعقد ہوتی تھی
اور شائقین صادق العقیدت وصافی نہاد خواص وعوام سے مورو ملخ سے زیادہ جمع ہوتے تھے اور طریقہ رشد وہدایت کا
استفاضہ کرتے سنہ بارہ سو اٹھاسی ہجری میں اس جہان فانی سے سفر آخرت کو اختیار کیا بعض موزون طبیعتان نو
دو تین قطعہ تاریخ وفات میں موزون کیے ہیں انمیں سے ایک قطعہ لکھتا ہوں قطعہ حجت اللہ ناطق وگویا پیشوا
عبد العزیز مخزن ہدیٰ روز شنبہ وہفتم شوال در میان بہشت ساخت وطن بہر نصف النہار در عرفان بمثل پدر شیر
در ہمہ فن ہ از سر لطف وحلم بارخیش ہو رضی اللہ عنہ گفت حسن ہ زبان عربی میں نظم ونثر نہایت وفصاحت وبلاغت
کی ساتھ رکھتے کاک عدن سلک ان حضرت سے بہت یادگار ہیں اگرچہ وہ شعر عربی جسکو آپ نے دل لگا کے لکھا ہو
راقم کو دستیاب نہیں ہوئی مگر دو چار رقعہ جو آپ نے قلم برداشتہ نہایت سرسری طور پر لکھ دیئے تھے ہاتھ لگے انمیں سے
ایک رقعہ تبینا لکھدیتا ہوں اور اگرچہ نظم آپکی دفتر دفتر وغیرہ وغیرہ ہے لیکن احتراز اعن الاطناب دو قطعوں پر کہ
حضرت شاہجہان آباد کی تعریف میں اور شیخ احمد عرب کی مناقب حیدریہ کی تقریظ میں لکھے تھے اونہیں پر قناعت کرتا ہوں

رقعہ عربی

سلام علیکم قد قرأت کتابکم	بقرة عینی فاق فضل خطابکم	اردت صلات النظم لکن لقصیدہ	ولکن اعتذری وعارلبابکم
فقلت بقلب خاشع متضرع	بضاعف ربانی لیکم ویابکم	ویعطیک فی الدارین خیر عطیة	ویصرف عنک السوء بابا بکم
ویفتح ابواب الکمال جمیعا	فقیها یکون ذابکم ومابکم	ویجعلک الرحمن مثل ولیه	بجاه الدین والدنیا وحسن بابکم
	وقد لاح بالبشری من بشارة	بزاک اللہ منی قریب شابکم	

وبعد فقد وصل الینا کتابکم مرة بعد اخری وکرة بعد الاولی وکان فیه عدم استقاء الکلی بقرة عینی فلانه وبذا اهتماشوش خواطری نرجو اللہ
سبحانه ان یشفیها عاجلا کما سلم ان اخواتکم کلهم فیهم مادة سوء الیقینه سلمت بتعلیم فی ایام الصبا فاطمأ کبروا زالت عنهم وباعرضت لاحد
منهم الاوقد اوصیت ان یشتری بین اثنین ویعادی بین الرجلین لتحلل المادة المتربة ونزول الالتباط للوریدة وبذالتدبیر کثیرا مایقع مفیدة فائدة
بینة عاجلة ینبغی ان یراعی بذالامر حیثما امکن وانبأتصور واللہ هو الشافی ویقرء عنی السلام اخوانکم کلهم ووالدتکم الماجدة وخواجه محمد امین
ویقرء الشیخ محمد امیر بعد السلام ان فی قدوم والدتکم تشبث شوکة توقعت بها القدم وتقیمت حتی حاجت الی تشن شقت ولم تبرء بعد فنظر لقدمها کان اکثر الوقت

سبعة ابیات فی تقریظ المناقب المحمدیة شیخ احمد ابن محمد انصاری الیمنی المشرب والدنی

رایت ورقات ندل تخبرنا	علی غصن تحریره الیسند	وممدوحه فی ذاک اطرس حیدر	سمی امیر المؤمنین المؤید

ولا غرو ان فاه الکرام بمدحه	اذا الفضل محمود ونشیه احمد	له قدم فی النشر عال وان ابوا	علیه براهین الراعة تشهد
وفی نظمه لطف وحسن سلاسة	یذل لدیه کل نظم ویجد	قدام علی مر الدهور علاوه	یزید علی الاکیاس طراه یزید

عدة ابیات فی وصف الدهلی

یا من یسائل علی دهلی ورفعتها	علی البلاد وما حازته من شرف	ان البلاد اتاه وهی سیدة	وانها درة والکل کالصدف
فاقت بلاد الوری عزا ومنقبة	غیر الحجاز وغیر القدس والنجف	سکانها جبال الارض قاطبة	خلقا وخلقا بلا محب ولا صلف
بها مدارس لو طاف البصیر بها	لم تنفتح عینه الا علی المصحف	کم مسجد زخرفت فیها منارته	لو قابلته شموس الضحی تنکسف
ولا غرو ان زینت الدنیا بزینتها	کم من اب قد علا بابن ذری شرف	وماء جون جری من تحتها فحکی	انهار خلد جرت فی اسفل الغرف

جناب مولانا مولوی محمد صدر الدین خان بہادر سلمہ اللہ تعالے

ہزار بار بشویم دہن ز مشک وگلاب ۔ ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست ۔ رسم ہے کہ جب مداحان ادب سرشت کو اثنای سخن مین احتیاج ہوتی ہے کہ اپنے ممدوح کیطرف اشارت کرین سخن کو اسطرح پر ادا کرتے ہین کہ ادا ضمان معنی رس اونکی مطلب پر پی لیجاتے ہین اور اگر اس سے زیادہ توضیح کے نیازمند ہوتے ہین ایسے چند اوصاف حمیدہ اور محامد گزیدہ یاد کرتے ہین کہ سامع کا ذہن اوس برگزیدہ انفس وآفاق کیطرف منتقل ہوجاوے اور غرض اس سے یہ ہے کہ جو جاہ بلند اور مرتبہ ارجمند ممدوح کا ارفع ہے اس امر سے کہ اوسکے نام والا مقام کو زبان پر لاوین چاہتے ہین کہ حتی الوسع ترک تصریح کرین اور چونکہ بعض محل کا اقتضا یہی ہوتا ہے کہ اوسکے نام نامی واسم گرامی کو مذکور کرنا چاہیے بمقتضای الاسماء تنزل من السماء کے ایسے اکابر عظام اور ایسے عمایدوالا مقام کو نام بھی موافق علو شان کے مرحمت ہوتا ہے پس جیسا اونکی رفعت جاہ اور والای دستگاہ اور بلندی قدر ومقدار اور بزرگی شان واقتدار پر یہ نام دلالت کریگا ان صفات سے ایسی کون سی صفت ہے کہ اوسکے قائم مقام ہوسکے اسیواسطے حق جل وعلی بھی کبھی اپنے نام پاک کو مصرح یاد فرماتا ہے ذرہ بیمقدار اول ازراہ ادب کے طریقہ صفات مین رہگرا ہوتا ہے اور چونکہ اس سرتاسر اخلاق پسندیدہ کے اوصاف حمیدہ حد تحریر اور اندازہ تقریر سے متجاوز ہین عنان ادب کو ہاتھ سے دیکر دست توسل کو ذیل اسم سامی مین متشبث کرتا ہے کہ ایسے نام کا لینا گویا صفات غیر متناہیہ کا حصر اور دریا کو کوزی مین بند کرنا ہے ۔ چہ نامی کہ مولاے نامے توام

آغاز مدح

اکمل کملای روزگار افضل فضلای ہر دیار حاکم محاکم جاہ وجلال متکی رایک اقبال کلید دروازہ علم لوح طلسم حلم عالم محقق تجرید مدقق سرجملہ علمای متالہین رافع مناقشات حکما ومتکلمین مجبول بفضل خصومات اعدل بفیصل مقدمات

مجلی آینہ تدبیر ناظر صور تقدیر نخلبند حدائق فضل و افضال مظہر صفات جلال و جمال جامع محاسن صوری و معنوی مستجمع
کمالات ظاہری و باطنی کاشف دقائق معقول و منقول واقف حقائق فروع و اصول تونگر صورت درویش سیرت انسان پیکر
ملک سریرت مرجع مآرب جہان و جہانیان مولانا مخدومنا مفتی محمد صدر الدین خان بہادر قلم کو کیا طاقت کہ انکو اوصاف حمیدہ سے
ایک حرف لکھے اور زبان کو کیا یارا کہ انکے محامد پسندیدہ سے ایک لفظ کہے قطع نظر اس سے کہ اس زبدۂ جہان و جہانیان کی
صفات کا احصار محالات سے اور کمالات کا حصر مرتبہ متعسرات سے ہے جسوقت قلم چاہتا ہے کہ کوئی صفت صفات مین سے لکھے
یا زبان ارادہ کرتی ہے کہ کوئی مدح مدائح مین سے کہے جو کہ ہر صفت قابلیت اول لکھنے کی اور ہر مدح لیاقت پہلے بیان کرنے کی
رکھتی ہے مدت تک یہی عقدہ بند زبان تحریر اور گرہ لسان تقریر رہتا ہے کہ کون سے صفت سے آغاز اور کون سی مدح سے
ابتدا کرے شعر مجلس تمام گشت و بپایان رسید عمر ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم بے شائبہ تکلف و بے آمیزش مبالغہ
ایسا فاضل اور ایسا کامل کہ جامع فنون شتی اور مستجمع علوم بے منتہا ہو اب سوا اس سرگروہ علمای روزگار کے بساط عالم پر
جلوہ گر نہین ان حضرات کی طبع رسا شکل رابع سے پہلے اوس سے نتیجہ حاصل کرتی ہے کہ بدیہی الانتاج سے ارباب فہم و ذکا
اور ناخن فکر عقدۂ لاینحل کو پہلے اوس سے وا کرتا ہے کہ گرہ حباب کو انگشت موج دریا معنی فہمی اس درجہ کہ راست و درست
سمجھ لیا کہ زبان سوسن نے کیا کہا اور رمز شناسی اس مرتبہ کہ واقعی معلوم ہو گیا کہ نگاہ نرگس نے کیا اشارہ کیا اگر انکا حدس
صائب مصحف گل پر تفسیر نہ لکھتا بلبل امی محض رہتی اور اگر انکا فکر رسا سطر شمشاد کے معنی نہ بیان کرتا قمری سجع خوان نہوتی
انکی وقت طبع اور حدت فہم کے سامنے لالہ کو داغ دل اور سنبل کی پریشانی اور ارغوان کے جگر خونی کی وجہ مضمون پیش پا
افتادہ ہے اگر انکی رای روشن معجز نما ہو فقط موہوم کو اشارہ انگشت سے تقسیم کرے اور جزو لایتجزی کو دو نیم قلب المومن عرش اللہ
گویا انہین کے دل کی شان مین ہے کہ حامل وحی انکے انفاس فیض اقتباس کے واسطے گوش بر آواز رہتا ہے اور لی مع اللہ
ان پر علی الدوام صادق ہے کیونکہ کوئی وقت ایسا نہین ہے کہ جبرئیل بارگاہ قرب الہی پر دیر تک اجازت بار کا منتظر نرہے
راہ حق مین تیز رو اور مسلک دنیا مین کاہل کوش لیکن تونگری ظاہری درویشی معنوی کی پردہ پوش ہے کسانیکہ راہ خدا داشتند
چنین خرقہ زیر قبا داشتند اگر مولوی جامی زندہ ہوتے یہ بیت بیت چو فقر اندر لباس شاہی آمد بہ تدبیر عبید الہی آمد
سوا اس برگزیدہ انفس و آفاق کے اور کسی کی شان مین نہ کہتے جو کہ ارباب معنی پر یہ بات ظاہر ہے کہ لباس فقر مین مصروف
طاعت ہونا اور گوشہ خلوت کو واسطے فراغ عبادت کے اختیار کرنا موجب شہرت ہے اور صیت بلند بسبب کثرت اہل دنیا کے
اس شغل اہم سے باز رکھتی ہے لباس اہل ظاہر کو اختیار کیا اور از بسکہ احقاق حق اور فریاد رسی عباد اور عدل و انصاف
افضل عبادات ہے منصب صدارت کو اپنے ذمہ پر لیا سبحان اللہ کیا طریقہ دلو ہے اور کیا سررشتۂ انصاف ہے کہ نوشیروان

انکی دیوان عدالت مین عہدہ پیشکاری کے لائق بھی نہین سمجھا جاتا باقی رہا عدل عمر یہان بسبب ادب کی کچھہ نہین کہا جاتا شوکت ظاہری سی انکے دربار مین دارا کو گذار نہین اور جلالت باطنی سے انکی خلوت مین فرشتے کو بار نہین باوجود ان مراتب بلند اور اس منصب ارجمند کی خلق محمدی اختیار کیا ہے کہ افادۂ علوم اور افاضت مسائل دین کی وقت ہر ادنی کو اجازت سخن ہی بفحوای اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے موزونی سخن کی طرف بھی متوجہ ہو کر نظم و نثر مین اوقات شریف کو مصروف فرماتے ہین زہی امت خاتم المرسلین اس جگہہ بقدر گنجائش کاغذ کچھہ نظم اور کچھہ نثر آپ کا درج کتاب کرتا ہون تاکہ معلوم ہو کہ فصاحت و بلاغت کو کیا رتبہ عطا کیا ہے

دیباچہ رسالہ لا تشد الرحال

الحمد للہ الذی جعل البیت امنا ومثابۃ للناس اجمعین وجعلہ ہدی ومبارکا للعالمین ✤ وفضل المدینۃ علی سائر البلاد وشرفہا بحلول خیر العباد وجمع لہا بین طریف الفضل والتلید وہی تنفی الناس کما ینفی الکیر خبث الحدید فیہا روضۃ من ریاض الجنۃ والنزول فیہا من المآثم جنۃ ✤ وشرف بیت المقدس وبارک حولہ واشہر بین الناس مجدہ وطولہ وجعلہ مہبط الوحی ومتعبد الانبیاء ومستقر عبادۃ الملکین والصلحاء وفضل المساجد الثلثۃ علی سائر العالم وعظمہا وکرم فضایلہا تجل ان تحد تحدا وتعد بعدا او تحصر بکلام او تحصی بنظام تشد الرحال الیہا من کل بلدۃ وقریۃ وفلاۃ ✤ والصلواۃ فیہا بمائۃ الف او الف او خمسمائۃ صلواۃ ✤ والصلوۃ علی سیدنا محمد ن الذی ہو افضل من کل راکع وساجد وعلی آلہ واصحابہ الطاہرین الغر الاماجد ما ذکر المسجود لہ فی المساجد ورضوان اللہ علی المتقین باثارہم الذین بذلوا جہدہم فی استنباط الاحکام وتحقیق عقائد الاسلام واقبلوا علی تمہید اصولہا وقوانینہا وتلخیص حججہا وبراہینہا وابرموا قواعد الدین ومہدوہا ورفعوا مبانیہا وشیدوہا وارشدوا المسترشدین بایضاح المحجۃ والزموا المعاندین باقامۃ الحجۃ وحفظوا قواعد الشریعۃ الحنیفۃ السمحۃ البیضا من ان تزلزلہا شبہ اہل البدع والاہواء شکر اللہ سعیہم واعاد الینا نفعہم ✤ اما بعد فیقول العبد المستکین محمد صدر الدین وفقہ اللہ للعمل فی یومہ لغدۃ قبل ان یخرج الامر من یدہ ان العلم فی ہذا الزمان قد اندرس آثارہ وسقط عن القلوب محلہ ومقدارہ ونضبت انہارہ وقلعت اشجارہ وغار ماءہ وتکدر ہواءہ واظلم فضاءہ وتغیرت خضرتہ وتبدلت نضرتہ وذہبت طراوتہ ویبست نداوتہ وغربت شموسہ واقمارہ وولت اصحابہ وانصارہ واغلت ثوابتہ وسیارہ ورحلت اخبارہ واخیارہ حتی صار الیوم عیبا فاضحا ونقصا واضحا فاضحی العلم مغلوبا والجہل مطلوبا والنقص کمالا والحمق جمالا والکمال وبالا والحکمۃ ضلالا والعقل فضولا والہزل مقبولا والبدعۃ سنۃ والضلالۃ حکمۃ وانصرفت الہمم عن تحصیل الحق بالتحقیق وزلت الاقدام عن سواء الطریق بحیث لا یوجد راغب فی العلم ولا خاطب للفضیلۃ وصارت الطباع کانہا مجبولۃ علی الجہل والرذیلۃ وما بقی من العلم

الا اسم ولا من الدین الا الرسم واما الذین یقبوہم المجہلۃ بالعلماء وہم فی غیر ہذہ البلدۃ فاکثرہم کما ترمی ما علی قلوبہم کانہ قلایکادون یفقہون حدیثا او یکیدون الناس علی ما انتہم اللہ من فضلہ فاذا جاءہم ما عرفوا من الحق کفروا بہ وجاروا وتالمت منہم طائفۃ منہم یضیعون الاعمار ولا یستفیضون بالانوار ویحسبون انہم یحسنون صنعا وتشتہی ما یرتفع الیہ نظرہم ہو النقل عن الکافی وما کفایۃ من غیر التفات الی درایۃ واستبصار فی روایۃ والتواشر اشرہم علی تصفح الروایات من الفتاوی غیر التتبع والنقل من شخص معین او مجہول من غیر ان یخطر ببالہم تعیین فن الادلۃ والاصول لم یعلموا ان الذاہل عنہ کبان علی غیر اساس اذا سیل عمی ہو علیہ لم یقدر علی ایراد حجۃ او قیاس فیا حسرۃ علی ابناء الزمان انہم قد اتخذوہ ظہریا وصار ملیہ عند ہوا لا ار شیئا فریا واتخذ عند جماعۃ منہم الاخذ بالقول المرجوع الذی لا تغنی من جوع ولا تنفع من یوجع ومنہم من یمسک بروایۃ فتعجبہ نادرہ فذہ زعما منہم ان لکل جدید اندۃ کل ایضا غلطہم الطعن فی الائمۃ المجتہدین وجل حسنا عہم القدح فی الاولیاء المتقربین الصراط المستقیم والمحلی ما اخذہم واساسہم واین یتیہ عرم رسم واسم لا یہتدون الی طریق الحق بل تراہم یترددون فی تیہہ بلاہا ودلا دلیل وہم ضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل وفتنتہم یقلدون آباءہم فہم علی آثارہم مقتدون ولو کان آباءہم لا یعقلون شیئا ولا یہتدون وبعضہم یستنبطون الاحکام عن الاحادیث والقرآن ولا یعلمون شیئا من العلوم حتی علوم اللسان وہم اذا دعوا الی معضل عیا وخبطوا فیما خبط عشوا وارد الذین معہم عما ینون عن الاتباع والتقلید ویقولون ان ہذا لیس بسبیل واذا رجعوا الی اشہدارہم یتفلون قولہم بلا حجۃ ولا دلیل ونقدم ان اللہ سبحانہ علی ہذہ الامۃ لوجود العلماء فی کل عصر الذین عضوا فی العلم نواجذہم ورموا عرض الاصابۃ بنواخذہم وصرفوا نی تحصیل العلوم اعمارہم واحیوا الکتب الفضائل بعلمہم ونہارہم فانفعوا وافادوا وصنفوا واجادوا واقطوبی لمن یاجع الیہم وترتل برباعہم داری الحق حقا ورزق ابناءہم وبحقا تقوم الذین لا تیردون الیہم ولا یرجعون ما تلیت علیہم قل ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون وکفی لنا مستندا علی غوایۃ کبراءہم انہم حرموا السفر ان زیارۃ قبور الانبیاء والاولیاء تمسکین بحدیث لا تشد الرحال فیا لیت علیہم فی شرحہ یا یتیہم عن الضلال مع تفرق الیال وقشت الال فضلت اعناقہم خاضعین وقالوا منا جاءنا من الحق المبین واللہ سبحانہ ہو المسول ان یوفقنا للصدق والصواب ویصون عقولنا عن الزیغ والارتیاب ویہدینا ممن شرح بالحق صدرہ وشرح فی فتح باب الاشکال فرفع قدرہ ہو علی ما یشاء قدیر وبالاجابۃ جدیر

اشعار عربی

ولکن کغضبی بانیۃ قد تالفا	علی دوحۃ حتی استطالا دانیا	فغیضہا حدح الحمام مرجعا	ولیغیضہا کالس السحاب سترعا
بسلیمین من خطب الزمان وانشطا	خلیلین من قول المہذب اذا سعا	فقاسمنی من غبوب عجیبۃ	والقی تعلی حرقت وتوجعا

عفا الله عنه ما جناه فانثنی حفظت له العهد القدیم وضیعا

نثر فارسی

رهین منت بخت بیدارم که من بیهیچ در حساب را که چون حرف باطل اغلاط هم بر زبان گوهر فشان نمیگذشت از روستائی بی اعتباری برآورده روشناس شهرستان صحبت خطاب گردانیده و از نشیب گاه فراموشی بالا داده و بر فراز والا پایگی یا و آوری رسانیده یاوری طالع را گذری بسر وقت بیدلان افتاد که دور گردان بزم دلفروز را که چون غبار شکست در کنار ان راه نتوانستندی یافت از ره سپری داوری بی ارامشی رهانیده از نزدیکی بساط حضور گزیده سامانی فراهم داد کاروان نسیم مصر و بیت الحزن با اقامت برکشاد ساربان زمام ناقه لیلی را بکف اختیار قیس شکسته پا داد قطره ام را بهم کیمیا خزانم گوهر خارا حکم گل تر شامم روکش روز بامداد م رشک نوروز دوم دوحه اکردم تو تیا خوشه ام خرمنی سبزه ام سنبل یاسم امید خزانم بهار جاوید گردید سیستم را بلندی طالع ام را رارجمندی شبم را سحر نفسیم را اثر سنه انگشتدیم را سر افرازی شکسته خاطرم را دلنوازی پدید آمد جانا همایون فال طائر سایه اقبال بگستر د که خطاب سلیمان با مورچه ناتوان رسانید و زبان حال را بر دوان پرور کرد یه انی الفتی انی کتاب کریم گویا ساخت سراپای دل را شگرف کشائیش رو آورد و شگاه سینه ابو العجب انشراحی فزود گرفت ناظر پریشان را پیرایه فزونی جمعیت و مایه خرسندی آرامش حاصل شد نسیم الطاف قدیم بنا بیگی و دیده و گلشن عاطفت از سر نو شگفت چون از دور افتادگان از یاد رفته و فراموشان از طاق دل افتاده پرس و جوئی لسانا ان بود خاطر حسرت اندوز بگونا گون کامرانیها برآمود و بدیع انبساطی روزی روزگار را اخلاص سرشت گردید بیت نیافت صبحدم آغوش دوست از بر دوست ✽ تمنی که دل از ذکر این پیام گرفت ✽ ازان بازکه با فصل خصومات را بر گردن گرفته انفاس گرامی را بنا بایست داده ام نفوش سخن گذاری و نکته سرائی از ساحت ضمیر م یک قلم سترده و تار عنکبوت نسیان بر زوایای سر ادقات آن یکسر تنیده آمد و رأس المال متمیلات آن که در خزانه خیال درشت بتاراج اختلاط مشی از پشت مشتان سست فطرت که حفظ ضوابط معموله عدالت را عرش المعرفه بالغ فردی و سدة المنتهای دانش پژوهی شمرده اند داده و افزونی متعلق و فراوانی شغلهای دیگر ضمیمه آنست و دست مایه آسودگی چندانی بدست نیارستم آورد که فحتی آئین سخن طرازی و نکته سنجی را بکار برم مگر چون آهنگ این صناعت را با گوهر هم سرشته اند گاه گاه پیمانه آن تا پر و تسبیح این علائق را از هم میگسلاند و بهرگاه بهین هدیه نوازندگان طبع از اهیای نورانی بر فراز اعتبار منزل میگیرد و چو بلبلی که بدستان سرائی بلبل دیگر در چمن بخور دشش آید و آهنگ ناله سازد بدلی اختیار بنوای جان خراش از خاطر بهریان بر میزند و بسر جوش شوق بخودی جوش بی هنگام نازد از جا میرود و هر چند از آشوب درونی و هر زنی پیرایه بیرونی

و سخن را بآئینکه باید گذارده ام و گزین کاری بسزا بر نساخته ام اما فرو هیده فرهنگان انصاف گوهر سخن سرایان دیده وران را مرسلة الصدر روح و روان توانم فهمید اکنون از حال عم بزرگوار می نویسم شفای ایشان از نادره حکمت دادار جان آفرین و مایه حیرت دران دوریات بکارساز حقیقی روی نیاز آوردند جلائل نعم الهی را دریافتند شرح آن بکالبد گفتار در نگنجد فی الجمله بسر نوشت آسمانی طیلسان صحت بر دوش گرفته رو بحصار آورده اند و در حصار حراست علی الاطلاق منزل گرفته والسلام حرره

محمد صدر الدین ختم الله بالحسنی

غزلیات فارسی

آتش عشق فلک در دل و در جانم سوخت
آخر این شعله به پیدایم و پنهانم سوخت
روز هجران تو میسوخت مرا حسرت وصل
شکر ایزد که ز آه شرر افشانم سوخت
شرر دوزخ جانتاب بسی بود بلند
جنت از حسن تو و دوزخ از افغانم سوخت
بزم افروز شبستان نشدم آن شمعم
آنکه یک عمر باو ساخته ام آنم سوخت
گو نسیمی که ز بس برب وزد و سبز کند

زانکه از داغ دگر دید که نتوانم سوخت
پنبه مرهم او مهر قیامت باشد
در شب وصل تو اندیشه هجرانم سوخت
رحمت از بهر عذابم مکش ای نار جحیم
چون مقابل شده با سینه سوزانم سوخت
باز آن بستر خارست و همان بالش سنگ
بخت خوابیده سر خاک شهیدانم سوخت
هر نگه کان بت ترسابچه در کارم کرد
خاست از هند سومی که گلستانم سوخت
لیکن آزرده از و جان حسودانم سوخت

دل ز خونتاب جگر سوخت و مژگانم سوخت
عشق آن داغ که در سینه سوزانم سوخت
هیچ گه چرخ جفا پیشه نمیساخت بمن
که سراپای مرا خجلت عصیانم سوخت
برگ و جمعیت دیوان جزا بر هم خورد
سر شود دیده من زانوی یارانم سوخت
دل پر درد و بخونتاب جگر سوخت مرا
آتشی بود کز و خرمن ایمانم سوخت
گر ز آتش سخنی هیچ کمالم نفزود

وله

حسن کی راه زن کافر و دیندار نبود
پرده دیده مرا مانع دیدار نبود
این شر و شور نه در صحبت رندان بوده
در میان واسطه ثابت و سیار نبود
مست در گوشه میخانه وحدت بودیم
همچو خود زمی وعده دیدار نبود

آفت سبحه بلای بت و زنار نبود
هر دری بر رخم از روضه رضوان وا بود
جمله بدمست و می حوصله بردار نبود
رب ارنی ز لب مستی من سر میزد
کار ما باده کشی بود و دگر کار نبود
بود سر رشته کارم بسر زلف سیاه

یاد روزیکه جز او هیچ پدیدار نبود
خواهش بوی گل از رخنه دیوار نبود
بود از گردش چشم تو گلستان دل ما
لن ترانی ادب آموز طلبگار نبود
عشق بی پرده تماشای جمالش میکرد
قصه کشمکش سبحه و زنار نبود

شکر لله چو بطوف حرمم آوردند
سعی خوش بود مگر بخت مددگار نبود
دل خون گشته مدد کرد دگر نه صد بحر
ورنه آئینهٔ ما قابل زنگار نبود
از کساد هنرست اینکه بهیچم نخرند
چون مرا حوصلهٔ ساغر سرشار نبود
از علاج دل بیمار چرا دست کشید
پیش ازین این روش و شیوه و اشعار نبود

روی دل جز بطرف خانهٔ خمار نبود
صحبتی بود عجب دوش میان من و یار
خرج یکروزهٔ این چشم تلف کار نبود
سهل و آسان شده امروز بعهد پیر
جنس تا بود گران ناز خریدار نبود
در دلم آن مژه صد خنجر الماس شکست
گر مسیحا بتمنای تو بیمار نه بود
آه از خجلت آزرد ببازار جزا

دست تا بند نقابش بر ساندم مردم
صد شکایت بلب و رخصت اظهار نبود
گرد غم جز دل ناشاد محلی نگزید
ورنه دشوارتر از ترک وفا کار نبود
لطف ساقی بنگر و در یمن آخر کرد
زهر چشم تو بآن گرچه مددگار نبود
طرز آتش سخنی اطبع من ایجاد نمود
هیچش از جنس گران مرتبه در بار نبود

وله

خواهم دم دعا بدعا ناگریستن
این در در انگشته مداوا گریستن
پیشش بضبط گریه بگوشم ز رشک غیر
نگریستن بحال من و ناگریستن
بی عندلیب خوش نبود ناله در چمن
باز از چه روست از پی طوبی گریستن
ای چشم دجله ریز ادب را نگاه دار
ای ابر با گریستن ما گریستن
از سوز سینه خوف نداریم کار ماست
خوش صرفه برد از لب گویا گریستن
در عیش بیقرارم و در غم به پیچ و تاب
قطعه
بشکافد قدم جگر قلم آسا گریستن
ای دل غمین مباش با لقت که شمع وار
در بزم او حجاب تماشا گریستن

شد بسکه بی اثر بدعا ها گریستن
دل قطره قطره خون شده از چشم پر چکید
بر رحم تا بیاورد او را گریستن
از اشک ریزی مژه خالی نشد دلم
خواهیم در خزان به تمنا گریستن
شوید ز دیده لذت خوابی که دیده بود
اینست در مدینه و بطحا گریستن
ابر آب شد ز گریه ام و برق خنده زن
از کاد کاد آن مژه دریا گریستن
طوفان نوح بود حدیثی شنیده
خندیدنم شبیه بود با گریستن
موج بزن که تر کنم ابر بهار را
با خنده همعنان بود اینجا گریستن
سیراب تا زمین غزل کرد گریه ام

سوز دلم نمود دو بالا گریستن
تا راح وا مشعلهٔ ما گریستن
جز چو تو سنگدل نتواند شد از دگر
خواهم چو زخم از همه اجزا گریستن
واعظ اگر بیاد قدی گریه نارد ست
پیشت از آن گرفت زلیخا گریستن
رسوا شدن چو برق بود یا نم
آهی کجا که جمع کنم با گریستن
آوردمش برحم بطرزی مگر نسیم
چشم ترم نمود ز رسوا گریستن
دل را همیشه خندهٔ من خون کند چو گل
ای دیده تا کجا بمدارا گریستن
یارب نگاه بوالهوسم ده که شد مرا
بینم که میرسد بکجا ها گریستن

ای دل بیا کہ خاک کنم امر بر سرما	از تو بخون تپیدن و از ما گریستن	اشعار تر درین غزل آمدکہ ربط داشت
بدن چشم من قوافی آن باگریستن	آزردہ خیز کامدہ عرفی دعا لبا	از تو قصیدہ خواندن و زما گریستن

غزلیات ریختہ

ناموس عشق ہی میرے کب تہ و بالا جہان نہیں	کب آسمان زمین و زمین آسمان نہیں	محبسا بھی کوئی عشق میں ہی بدگمان نہیں
کیا رشک و کیکہ مجھی رنگ خزان نہیں	جانی ہی دل فلک کا مری شیخ کا نیان	آن نا توانیوں کو یہ پہنچی تو آن نہیں
قاتل کی چشم تر تہو یہ ضبط آہ دیکھہ	جیون شمع سر کٹی پہ لہو ٹھا یہاں وہاں نہیں	آنکھو سنو دیکھہ کر تجھے سب نا نیا پڑا
تہ پہ تھے جو ہمیشہ چنیں ہی چنان نہیں	کہتا ہوں اور سنی ہی کچھہ میں نکلتا ہے منہ سے کچھہ	کہنی کیو نو تہی زبان اور زبان نہیں
ای پلیدان شعلہ دم ایک نالہ اور بھی	گم کردہ راہ باغ ہنوں یاد آشیان نہیں	اوٹھہ کر سحر کو سجدہ کا مستانہ کے سوا
طاقت بقول خاطر پیر مغان نہیں	مہکا ہوا ہے بیت خزن دیکھنا کوئی	ایا نسیم مصر کا ہو کاروان نہیں
اوس بزم میں نہیں کوئی آگاہ درد کب	وہاں خندہ زیر لب اور ہر اشک نہاں نہیں	افسردہ دل نہو در رحمت نہیں ہے بند
کسدن کھلا ہوا در پیر مغان نہیں	لب بند ہو تو رو زن سینہ کو کیا کروں	تھتا تو مجھسے نالہ آتش عیان نہیں
ای دل تمام نفع ہی سودای عشق میں	اک جان کا زیان ہی سو ایسا زیان نہیں	ای خذب شوق رحم کہ عذر نظر ہے یار
جاسا تی دہان تلک نگہ نا توان نہیں	کیا کچھہ نکہ دکھاؤں پر اکدن کی واسطے	تنا بھی ہمکو منصب ہفت آسمان نہیں
نازنگ روش سبھی لاگو ہیں جان کے	ہی کون اوا دہ تیری کہ جو جانستان نہیں	شب اوسکو حال دل نہ جتایا کہ یہ سمجھے
ہیں لب تو کیا نگہ بھی ہوئی ترجمان نہیں	وہ شاخ نخل خشک ہوں نہیں کہ باغ میں	دیکھی ہی بھول کر بھی سبی باغبان نہیں
ملنا ترا بہ غیر سے ہو بہر مصلحت	ہمکو تو سادگی ہی تری بدگمان نہیں	اچھا ہوا کہ غل گئی اہ خریں کی ساتھہ
اک قہر تھی بلا تھی قیامت تھی جان نہیں	ہو وقت آئی دیر میں کیا شور شیں کریں	ہم پیر دیر میکدہ بھی نوجوان نہیں

ازردہ نے پیر ہی غزل اک میکدہ میں کل ۔۔۔ دو صفا ترکہ سینہ پیر مغان نہیں

ولہ

شب جوش گریہ تھا مجھے یاد شراب میں	تھا غرق میں تصور آتش سے آب میں	کیا جانو جو اثر ہے دم شعلہ تاب میں
یہ رہ ہی برق اگ لگادی نقاب میں	قسمت تو دیکھہ کھوئی گرہ کچھہ تو بن گئی	ناخن ہمارے ٹوٹ کے بندہ نقاب میں
یارب وہ خواب حق میں میرے خواب گر میرے خواب میں	آوے وہ مست خواب اگر میرے خواب میں	حال اوس نرگس کا اوسکے بیمار یا میں کیا کہوں
مور ضعیف بھی ہے گئی جا شہد زنا میں	ہر وقت آرزوی عذاب ہجر ہے	ہا تو نسیم ہجر کی ہو ہو نہ کہا کرے

یارب یہ کسنے چہرے سے اولٹا نقاب جو
سو رخنہ اب نکلنے لگے آفتاب مین

ذکر وفا وہ سنتے ہی مجلس سے اوٹھ گئے
کچھ گفتگو ہی ٹھیک نہ تھی ایسی بات کی

خورشید زار ہوئی زمین دی جھٹک ذرا
سو آفتاب ہین تری گرد نقاب مین

کیا عقل محتسب کے ہے لایا ہے کھینچ کر
سودا زدون کو محکمۂ احتساب مین

کہا پوچھتے ہو چارۂ از خویش رفتگان
سو جا سے چاک جامہ ہے سوزن خلاب مین

بی اعتدالیان مری ظرف تنک سے ہین
تھا نقص کچھ نہ جوہر صہبای ناب مین

ہم جان و دل کو دے چکے موہوم امید پر
اب ہو سو ہو ڈبو دی یہ کشتی شراب مین

آواز صور تیری شہیدونکی روز حشر
لکھتی تھی اک بہنک سے کانونکو خواب مین

اوٹھتی مین صبح کی یہ کہان سرگرانیان
زاہد نے می کا جلوہ یہ دیکھا ہے خواب مین

کچھ بھی لگی نہ رکھی ڈبو دی رہی سہی
دل کو نہ ڈالتا تھا سوال و جواب مین

جو دیکھتے ہین اوس سے یہ گذرا کبھو نہین
یعقوب کے خیال و زلیخا کے خواب مین

تحقیق ہو تو جانو کہ مین کیا ہون قیس کیا
لکھا ہوا ہے یون تو سبھی کچھ کتاب مین

الفت مین اونکی اب تو ہی جانونکی پڑ گئی
دل کس شمار مین ہے جگر کس حساب مین

ہر ہر روئین سے خرقہ کی مری ہے می چکان
غوطے تو سو دیے اسی زمزم کے آب مین

می اور ذوق بادہ کشی لیگئی مجھے
یہ کم نگاہیان تری بزم شراب مین

تھی جہان مین روز ازل جای درد کی
آیا پسند دل میرا اس انتخاب مین

اس چشم اشکبار کے کیونکر ہو سامنے
رونیکا مادہ ہی نہین ہے سحاب مین

امداد چشم کیا ہو لگی دلکو آگ جب
جلنے کے بعد خون نہین رہتا کباب مین

ہین دونو مثل شیشہ پہ سامان صد شکست
جیسا ہے میرے دل مین نہین ہے حباب مین

انوار فکر سے نہوا کچھ بھی انکشاف
جتنا پڑھی ہم اور پڑے جا حجاب مین

یہ عمر اور عشق ہے آزردہ جای شرم
حضرت یہ باتین پھبتی ہین عہد شباب مین

ولہ

حسن کے شان سے ہے یہ رہی مستور نہین
ورنہ ہوتا کبھو یون جلوہ سر طور نہین

عذر کرتی ہی بنی اونکو تجھی جب دیکھا
جو کہا کرتی تھی رسوا ترا معذور نہین

ہین تو ہمجنس فراہم نہو سامان طرب
بزم ماتم سہی گو انجمن سور نہین

لاکھ ہنگامۂ منصور دکھا دین دم مین
برہم افشای سرائر مین ہین مامور نہین

خانۂ غیر تجلی کدہ ہو اور نصیب
ہمکو جز روز سیاہ و شب دیجور نہین

مژدہ ای چرخ کہ اب میری طرح سے رکھتا
طاقت اوٹھنے کی ذرا نالہ رنجور نہین

چارہ اب کیا ہو جو ہو نشتر و مرہم یکسان
کون سا داغ ہے سینے مین جو ناسور نہین

دل پر رخنہ ہی کو آگ لگا دی ہمنے
چارہ جز شعلہ پی خانہ زنبور نہین

محتسب کو کیا بیکار تری آنکھون نے
ایک میخانہ بھی اس دور مین معمور نہین

پرزی پرزی نکرو نامہ مرا بن دیکھے
یہ بھی چھاتی سے لپٹنا ہے کہ منظور نہین

ہے نیا قاعدہ یہان ذبح کا قاتل کی طرف
دیکھنا بھر کی کنکھیون سے بھی دستور نہین

دامن اوسکا تو بھلا دور ہے ہان دستے جنون
کیون ہے بیکار گریبان تو مرا دور نہین

نکتہ یہ ہے کہ جہان آیت محکم ہو صاف	معنی دو رنہیں تفکر کیجیو ہرگز نہیں	میں ہوں اور گوشۂ غریب یہ تمنا ہے اب
نہ ہو اس سلطنت قیصر و طغفر نہیں	مدعای پر تو لطف نبوتی کوئی عمل	شمع تنہائی نظلمکدۂ گور نہیں
آستاں ہے ترمی در کاوہ تبلی پر تو	پستو پنجۂ پاشنگ کو جسکی جبل طور نہیں	کون ساوان ہے کہ خورشید جہانتاب سحر
خاک در ہے ترمی در یوزہ گر یوزہ نہیں	پایۂ عرش بڑھانا تھا و گرنہ یہ نام	نوح پر عرش کی ہوتا کبھو مسطر نہیں
ہوں اوا نظم میں کسطرح مناقب تیرے	سلسلہ یہ متناہی ہے وہ مخصر نہیں	ترک روی خوش آزردہ محالات ہے
	یوں خدا کی تو خدائی سے ہے کچھ دور نہیں	

جناب مولوی رشید الدین خان رحمۃ اللہ علیہ

جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول یگانۂ روزگار بیمثل نتیجۂ قرون و ادوار یکتائے زمان قدوۂ دوران مولوی محمد رشید ملقب بہ طاب ثراہ و جعل اللہ الجنۃ مثواہ شاگرد رشید اور مخلص خالص العقیدت جناب جنت مآب زبدۂ اکابر روزگار مولانا نفیع الدین رضوان اللہ علیہ کے تھے اور انکی خدمت میں ایسا اخلاص وافر رکھتے تھے کہ حضرت موصوف آپ کی تربیت میں تا دم حیات ایسے مصروف تھے جیسے کہ باپ فرزند کی تربیت میں اگرچہ کسب و کمال ان حضرت کے دو نو بھائی یعنی مولانا عبد العزیز اور مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہما کی خدمت سے بھی کیا تھا لیکن تکمیل جمیع فنون انہیں کی خدمت میں انصرام کو پہونچائی ہر چند سب علوم متداولہ میں یک مُنی تھے لیکن علم ہیئت او ہندسہ میں علم یکتائی بلند کیا تھا مدت العمر فرقہ امامیہ کے علما سے مباحثہ و مناظرہ کیا اور باہم تحریر رہی اس بحث میں رسالہ ہای متعدده فراہم ہو گئے طریقہ مناظرہ کا یہ دیکھا گیا کہ فقرہ یا تحریر میں خصم کو بجز اعتراف مجر کے چارہ نتھا تقوی اور زہادت اور تشرع اور عبادت کا بیان خامہ بریدہ زبان کی مجال نہیں کہ ایک شمہ اوسکا لکھ سکے ہر چند حکام وقت چاہتے تھے کہ انکو عہدۂ قضا سپرد کریں تاکہ انکی نیک نیتی اور عدل و انصاف سے عباد اللہ کی حق رسانی ہوتی رہی لیکن ازبسکہ اپنی اوقات کو بیشتر تربیت مستفیضان کمال میں مصروف رکھتے تھے قبول نکیا جب تقاضای سوخوراہان مختلفہ میں حکام کیطرف سے وقوع میں آیا اور بجد ہوئی بسبب کمال قناعت ایک امر جزوی پر قانع ہو کر عہدہ مدرسی پر شاہجہان آباد قبول فرمایا ازبسکہ ایثار و کرم جبلی تھا سو روپیہ کی تنخواہ اونکو ہرگز کفایت نکرتی تھی اور خدمت فقرا اور مساکین سے کسی وقت اپنے تئیں معذور نرکھتے تھے بقدمے دورے رسخنے ۔ میرزا بیدل علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے رباعی بیدل دارو طبیع اہل ہمت ۔ آثار سخا جلوہ پسندیں صورت ۔ باہمزوان چندہ بجہاں جان سیم ۔ باخورد ان لطف و بابزرگان خدمت ۔ عمر آپ کی قریب ستر برس کے تھے او آخر عمر میں ارادہ بیت اللہ کا کیا چونکہ ہر ارادہ پر ارادت اللہ غالب ہو مرض صعب میں مبتلا ہوئے اور احرام کعبہ معنوی یعنی دیدار فیض انوار شاہد حقیقی باندہ کر دار آخرت کو راہی ہوئے آپ کی وفات کو تیرہ چودہ برس کا عرصہ گذرتا ہے ۔ بسبب کثرت تو غل علوم دینیہ اور

مباحثات علمی کے انشای نظم کیطرف کبھو متوجہ ہوتے تھے مگر تکلیف خطاب اور بہانہ جواب سے گاہ گاہ نثر عربی کا اتفاق ہوتا تھا از انجملہ یہ رقعہ دستیاب ہوا کہ لکھا جاتا ہے

رقعہ عربی

اسرب القطا ہل من یعیر جناحہ ؛ لعلی الی من قد ہویت اطیر ؛ من حوی اوفدۃ البعد وشجی اکدہ الوجد الی جانب الحبیب الذی تنزہ قدحہ المعلی عن القدح والنسیب الذی استوعب نسبہ صنوف المدح الذی اذا انظم بخیل قلائد القطا واذا اشتر غبط قرائد الفرائد ذو خلق عظیم وطبع کریم وسجیۃ سنیہ وہمۃ عالیۃ یامن علم الاصاب مشکلاتہ ومامن فحول العلماء فی بحار تحقیقاتہ اما الادب فقد رشید ارکانہ واما القضیۃ فقد ابرم بنیادہ واما المقول فمنہا فالیہ ومعول ارباب المناصب الیہ واخر والفضائل فخر الاماثل صدر الافاضل زین المحافل مولانا المعولوی محمد صدر الدین لازال ظل افاضتہ علی روس المستفیدین ممدودا بعد ابدا وہدایا السلام واذا انما سک الاحترام والاعظام فینبغی ورود مشرفہ سنیہ عند فتحا نصائم مضریہ وتجلت کلمات بیض الوجود الانہا دریۃ فقبلتہا مرارا وقابلتہا بالاجلال اکثارا واستشفت منہا رویح یحیق الصندل نظرت الی معانیہا فاذا ہی لائی رطبتہ وما سوا ما من المعانی جندل واما مبانیہا من الالفاظ فہو انقی من ثمرات الاخاط بذا تم ما اصف من الزمان ہذا اصطلیت نیران الہجران فوی الذی جنانا بجنبک وجعلنا من سنوۃ اجتنک انی نذرا لک صائما طیقت مقلتی بالنوم وبالاقت لیلتی عن النوم یسر لنا الصدف تقا کر ویسر لنا الحسنی فی آخرتک ودنیاک والسلام بالوف الاکرام

جناب مولانا شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ والغفران

مولی الکرام مخدوم الانام عالم باعمل فاضل اجل اسوۂ افاضل عرب عجم زبدۂ ارباب ہمم سند الکابر ذخر الاصاغر فخر شہر ویار حامی الشرع والسنہ ماحی ہوی وبدعۃ موسس اساس دین مبین ہادی دنیا مولانا حضرت شاہ رفیع الدین قدس سرہ العزیز یہ حضرت مخلف الصدق حضرت شاہ ولی اللہ مغفر اللہ لہ کے اور چھوٹے بھائی مولانا محمد حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی کے تحصیل علوم عموماً اور سند حدیث نبوی کی خصوصاً اپنے والد ماجد کی خدمت میں علوم وفنون میں مستدایہ ارباب استعداد تھے چونکہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم منفور بسبب کثرت ضعف مزاج وکثرت امراض کے دماغ تعلیم وتدریس طلبا نہ رکھتے تھے سلسلہ تدریس کا حضرت کی ہدایت سے جاری رہا فضلائے نامی ہوئے کہ ارباب کمال سے مشہور یکتائی حاصل کر چکے تھے جب آپ کی خدمت میں پہنچے اپنے تئیں فضل ابجد خوان اور مبتدی محض سمجھ کر ابتدا سے انتہا تک پھر تحصیل علم پر کمر باندھتے اسی واسطے

و یار ہندوستان کے جمیع فضلای نامی انہین حضرت فیض موہبت کی مستفیضون مین سے ہین * ہر فن کے ساتھہ اسطرحکی مناسبت تھی کہ ایک وقت مین فنون متباینہ او علوم مختلفہ درس فرماتے تھے جب ایک کی تعلیم سے دوسریکی تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے حضار خدمت کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی فن مین جامہ یکتائی ان کی قامت استعداد پر قطع ہوا ہی باوجود ان کمالات کی افاضہ فیض باطن کا یہ حال تھا کہ جنید بغدادی اور حسن بصری کہ اگر انکی وقت مین ہوتے تو بیشک وریب اس فن مین اپنی تئین کمترین مستفیدان تصور کرتی * اور سخاوکرم کا یہ حال تھا کہ زر ورد اور گل درمنہ کو گلدستہ مین محبوس مشاہدہ کرنا سخت ناگوار ہوتا تھا * الغرض ملک تھے صورت بشر مین * کوئی زبدہ کملای دہر کے اوصاف مین کہان تک زبان قلم کو فرسودہ کرے کہ اگر بالفرض ایک حرف اوس دفتر سے لکھا جاوے ایک کتب خانہ طیار ہو سکتا ہے * حضرت نظم و نثر زبان عربی مین بہت ہین مگر چند اشعار پر قناعت کرتا ہون **

ہذہ ابیات فی بیان معراج النبی علیہ الصلواۃ والسلام

یا احمد المختار یا زین الوری ۔ یا خاتم الرسل ما اعلاکا
یا کاشف الدرار من مستنجد ۔ یا منجی فی الحشر من والاکا
ہل کان غیرک فی الانام من استوی ۔ فوق البراق وجاوز الافلاکا
واستمک الروح الامین رکابہ ۔ فی سیرہ واستخدم الاملاکا
عرضت لک الدنیا وداعو ملتہ ۔ نسخت بعثک طامعین رداکا
فرددتہم فی خیبۃ عن قصدہم ۔ اللہ صانک عنہم ووقاکا
واخترت من لبن وخمر فطرۃ ۔ الاسلام یا لہدی الیہ ہداکا
قعدت لک الرسل العظام ترقبا ۔ فعلوت مغبوطا لہم مسراکا
واممتہم فی القدس بعد تجاوز ۔ منہم بامر اللہ اذ ولاکا
وبکی الکلیم لما راک علویۃ ۔ ومنہا فسوک بحق فیہم ذاکا
وتزینت حور الجنان بشاشۃ ۔ بک سیدی شوقا الی لقیاکا
وتبشبش العرش المعظم لاثما ۔ جلبیک نال الفضل اذ اواکا
خلفت روح القدس عند السدرۃ ۔ القصوی یخاف من الجلال ہلاکا
اذ ماک ربک فی منازل قربۃ ۔ جلی لک الاکوان ثم حباکا
واتم نعمۃ علیک فلم تسل ۔ ان تؤثر الانفاق والاماکا
القی الیک کنوز اسرار سمت ۔ عن حیطۃ الافہام اذ ناجاکا
وسالت فینا العفو منہ شفاعۃ ۔ فاجاب ربک قد وہبت مناکا
حتی اذا تم الدنو تسترت ۔ منک الہویہ فی سنا مولاکا
فرایتہ جہرا بعینی نورہ ۔ ما کان الا اللہ فی مجلاکا
فکساک نورا من اشعۃ ذاتہ ۔ افناک عنک اذا بہ ابقاکا
فلک الناصب والسیادۃ للوری ۔ وخلافہ الرحمن یا بشراکا
جعلت لک الاقدار والانوار ۔ الجنات والنیران فی مراکا
اعطاک تخفیفا وتیسیرا الی ۔ دین قویم محکم لقراکا
وسواہ من نعم جام مالہا ۔ عدو حسد ینتہی اولاکا
فرجعت مسرورا بہا فی المحبۃ ۔ وجمیع خلق اللہ قد ہناکا
اجریت دین اللہ بعد نضوبہ ۔ ومحوت راس الجہل والاشراکا
فلقد اتیتک سیدی مستجدیا ۔ من سیبک المدرار حسن والاکا
یا لیتنی قد فرت منک بنظرۃ ۔ فی بدر وجہ نور الاملاکا

جناب مولوی مخصوص اللہ سلمہم اللہ تعالی

عالم باعمل مبرا از حرص و امل زبدۂ فقہای زمان اسوہ صلحای جہان معارف دستگاہ مولوی مخصوص اللہ فرزند رشید مولانا رفیع الدین مرحوم مغفور ہین جنکا ذکر سابق ہو چکا ہی ۔ علم و فضل مین گوی سبقت اقران و امثال سی لیگئی ہین ایک مدت دراز تک تدریس و تعلیم طالبان کمال مین مصروف تھے اور علوم دینی اور فنون یقینی کے مشاغل مین شب و روز اوقات گرامی کو خرچ کرتی چونکہ بیس پچیس برس تک مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز کی خدمت مین روز وعظ قرارت کلام الہی و حدیث رسالت پناہی کے کرتے تھے اور تقاریر سراسر افادت مولانای موصوف کو ذخیرہ گوش ہوش فرماتے تھے ۔ حدیث و تفسیر مین ایسا مایہ کمال بہم پہونچایا کہ اس دونو فن کے نکات جو ان حضرت کی سینہ بیکینہ مین ہین اور کہین نہین لیکن از بس طبیعت عبادت دوست اور مزاج زہادت پرست واقع ہوا ہی ایک عرصہ ہوا کہ سررشتۂ تدریس کو ہاتھ سے دیکر گوشہ نشین ہین اور اوقات آپ کی ایسی مجموع ہی کہ شاید سلف مین اولیاء کرام کی اوقات ایسی ہی ہوگی از بسکہ توجہ عبادت اور تقوی شعاری کی طرف مصروف ہی نظم عربی اور انشاے تازی کی طرف میل نہین اسواسطی کچھ کلام آپکا اس کتاب مین مندرج نہین ہوا

جناب جنت مآب مولوی عبد القادر قدس سرہ

حضرت بابرکت کثیر الافادت جناب غفران مآب کامل و اصل زبدۂ علمای متالہین اسوہ کملای ربانین محقق مسائل دین موسس معانی شرع مبین ہادی شریعت پیر طریقت مولانا شاہ عبد القادر صاحب غفر اللہ لہ ۔ آپ خلف الرشید ہین حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی اور کہین برادر مولوی شاہ عبد العزیز اور مولوی شاہ رفیع الدین قدس سرہما کے آپ کے علم و فضل کا بیان کرنا ایسا ہی کہ کوئی آفتاب کی تعریف فروغ اور فلک کی مدح بلندی کی ساتھ کرے زبان کو کیا طاقت کہ ایک حرف حضرت کی صفات سی لکھ سکے اور قلم کی کیا مجال کہ آپکی مدائح سی ایک ذرہ لکھ سکے کسب فیض باطن سوای والد ماجد کے اور بزرگون کی خدمت سی بھی اتفاق ہوا اب اس جزو زمان مین ایسا مکاشف صحیح کم کسی اہل کمال سے اتفاق ہوا ہی ۔ بارہا ثقات کی زبان سی سنا گیا کہ جس امر مین کچھ فرمایا ویسا ہی بی کم و کاست ظہور مین آیا باوجود اسکی کہ بسبب کثرت اخلاق کی کسیکے حق مین کچھ ارشاد نکرتے اور کسیکو نفرماتی کہ ادہر بیٹھ یا ادہر لیکن من جانب اللہ لوگون کے دل مین آپکا ایسا رعب چھایا ہوا تھا کہ روسای شہر جب آپ کی خدمت مین حاضر ہوتے بسبب ادب کی دور دور خاموش بیٹھتی اور بدون آپ کی تحریک کے مجال سخن نپاتی اور ایک دو بات کی سوا یارانہ دیکھتے کہ کچھ اور کلام کرین ۔ کرامت حضرت بحد تواتر پہونچ گئین ہین اگر اونکا بیان کیا جاوی کتاب مین گنجایش نہین

بیت مردان خدا خدا نباشند ؛ لیکن ز خدا جدا نباشند ؛ از بسکہ ترک حضرت کی مزاج مین بہت تھا تمام عمر اکبرآبادی مسجد کے ایک حجرے مین بسر کی ؛ آپ کا کچھ کلام نظم و نثر سے راقم کو دستیاب نہین ہوا غالب یہ ہے کہ جو آپکی اوقات منزہ تھی اس سے کہ اپنی طبع اقدس کو ان امور کیطرف متوجہ فرماتے اور ہر ملتفت نہین ہوئے ہونگے ؛ تیس پینتیس برس سے زیادہ گذرتے ہین کہ حضرت نے جہان فانی سے رخت سفر عالم نورانی جاودانی کی طرف باندھکر جوار رحمت الہی مین آسایش کی

جناب مولانا عبد الحی غفر اللہ لہ

افضل الفضلا اکمل الکملا قامع بنیان بدع و اہوا بانی و مبانی زہد و تقوی فضائل دستگاہ فواضل پناہ جامع صفات جلال و جمال قامع اساس کفر و ضلال مولانا عبد الحی صاحب غفر اللہ لہ ؛ مولانا عبد العزیز قدس سرہ کی خدمت مین نسبت دامادی اور شاگردی کی رکھتے تھے ؛ ہر فن کے ساتھ نسبت خداداد تھی کہ جس فن مین جسنے آپ سے بحث و مناظرہ چاہا اوسی فن جانا کہ شاید دوسرا انکا نظیر نہین پیدا ہوا ایک مدت درس و تدریس علوم مین صرف ہمت کی اواخر مین زبدۂ سادات کرام اسوۂ اولیای عظام سید احمد مغفور مبرور کی خدمت مین جنکا ذکر اس سے پہلے ذیل اولیا و صلحا مین ہو چکا ہی پہونچ کر بیعت کی اور تا دم زیست اونکے سایۂ عاطفت سے کبھی علحدہ نہوئی سفر و حضر مین مثل سایہ کے اونکی تبعیت مین حاضر رہتے اونہین کی خدمت مین سفر بیت اللہ کو اختیار فرماکر فرض حج ادا کیا اور وہان سے مراجعت فرماکر چندی بموجب ارشاد پیر طریقت کے وعظ گوئی مین اوقات شریف کو بسر کیا اور لوگونکو نہایت ہدایت حاصل ہوئی اور باتفاق مولوی محمد اسمعیل صاحب کی جنکا ذکر بعد اسکے بہ تفصیل آتا ہی ترغیب جہاد فی سبیل اللہ مین سرگرم رہے جب سید صاحب مغفور اس ارادی پر کوہستان کی طرف تشریف فرما ہوئی اوسی نواح مین چند سال تک رفیق رہی اور پھر مرض بواسیر کی شدت سے سفر ناگزیر اختیار کیا انا للہ و انا الیہ راجعون

محی السنۃ قامع البدعۃ مولانا مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ علیہ

علم برکش ای آفتاب بلند	خرامان شو ای ابر مشکین پرند	بنال ای دل رعد چون کوس شاہ	بخند ای لب برق چون صبحگاہ
ببار ای ہوا قطرۂ ناب را	بگیر ای صدف در کن این آب را	برآ ای در از قعر دریای خویش	بتاج سر شاہ کن جای خویش

یعنی شاہ کشور شریعت گستری ملک الملوک دیار دین پروری قامع بنیان شرک و طغیان حاوی موجبات علم و ایقان موسس اساس کمال مہذب اوضاع حال و قال سالک مسالک ہدایت و ارشاد مجلی آینہ صافی اعتقاد مرکز دائرۂ علوم منطقہ آسمان فہوم مرتقی مدارج درجات عالی پیشوای ادانی و اعالی مرجع مآب فضائل کامروای طبائع افاضل رموز فہم

سرائر تفسیر قرآنی دقیقہ یاب معالم تقدیرات ربانی جامع کمالات صوری و معنوی نکتہ سنج کلام الٰہی و حدیث نبوی قدوہ اہالی
پیشگاہ قبول جلال فوز اہل معقول و منقول بانی مبانی فضل و افضال ممہد قواعد تکمیل و اکمال جاہد حق و یقین مثبت دلائل دین
مولای مخدومی مخدوم الانامی مولوی محمد اسمعیل قدس سرہ آپ کو حضرات ثلثہ یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مولانا شاہ
رفیع الدین اور مولانا شاہ عبدالقادر غفر اللہ لہم کے ساتھ نسبت برادرزادگی کی تھی اور بسبب اسکے کہ جناب جنت مآب
مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بعد انتقال والد ماجد انکے بجائے فرزندون کے پرورش کیا تھا اور حضرت مبرور مغفور کی
نواسی بھی انکے ساتھ منسوب تھیں انکی تربیت اپنے ذمہ پر لیکر روز و شب حضرت کی تکمیل مین ساعی تھے ازبسکہ جوہر
قابل محتاج تربیت اور نیاز مند تعلیم نہین ہوتا آپکو آینہ خاطر نے مصقلہ تائید الٰہی سے ایسی صفا اور جلا حاصل کی تھی کہ
ذہن رسا روز ازل سے بے حجاب آپ پر منکشف تھے اسی واسطے اوائل حال مین مطالعہ کتب کی طرف چندان التفات نفرماتے تھے
اور حال یہ تھا کہ حضرت مبرور کی خدمت مین زانوے سبق خوانی تہ کر کر بیٹھتے ازبسکہ بسبب استغنا کے یہ محفوظ نہ رہتا تھا کہ
سبق کس جا سے شروع ہوگا کبھی اوسکے مابعد کی عبارت سے شروع کر دیتے جب حضرت مغفور وہان سے امتناع فرماتے
تو آپ فرماتے کہ اوس مطلب کو آسان سمجھ کر نہین پڑہا اور فی الواقع اگرچہ مطلب عقدہ لاینحل ہوتا اسطرح اوسکی تقریر
کرتے کہ موجب حیرت آعالی اور اوانی ہوتا اور کبھی اوسکے ماقبل سے آغاز کرتے جب حضرت اوس سے متنبہ فرماتے
تو آپ اسمین کچھ شبہ کر دیتے اور وہ شبہ ایسا ہوتا کہ حضرت اوستاد کو اوسکے دفع مین بہت متوجہ ہونیکی حاجت ہوتی
اس پر مستعد اوخداداد کی اعانت سے پندرہ سولہ برس کی عمر مین تحصیل معقول و منقول سے فراغت حاصل ہوگئی جو کہ
آپ کی ذہانت کی دھوم تمام شہر مین تھی اکثر فضلای کمل کہ دعوی کتاب دانی و دقیقہ شناسی کا رکھتے تھے وہ مقامات
دقیق کہ بیشک صاف کرنے مین روزگار دراز فکر کرنا چاہیے آپ سے سرراہ ملاقی ہوکر باعتبار ظاہر کے بطور مناظرہ کے
اوسکا استفسار کرتے اس لحاظ سے کہ اگر انکو مکان پر جاوینگے تو شاید مطالعہ کتاب یا اعانت شروح اور حواشی سے
اوسکو بیان کرین اور آپ بے تامل اوسکو اسطرح سے تقریر فرماتے کہ اونکو اس جرات سے کمال نجالت حاصل ہوتی
ذکر اس عبدہ ارباب کمال کا داعی ہجر کہ ہزار ہزار مجاہدہ پسندیدہ کو زبان ہیرا کر اندکے آتش شوق کو تسکین دے

بیت گہر نثار کند ہر سر زبان چشمہ مرا چو نام شریف تو ہر زبان آید لیکن کیا کرے کہ نہ زبان کو طاقت تقریر ہے
اور نہ قلم کو یارای تحریر معقولات مین آپکا نتیجہ دہم مثل یقینیات اور منقولات مین آپ کی تنہا نقل مانند متواترات فقہ کا
یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات و حدیث کے ساتھ مستند فرماتے تھے بیشتر کتب علم معقول پر حواشی تحریر کیے اور راز
اسکے طبیعت و قاد و حدت و ذکر کی طرف مائل تھی ایک رسالہ منطق مین لکھا اور اوسمین شکل اول کے بعد الطبائع اوشکل ثانی کی

ابدہ البدیہات ہونے کا دعوا کیا اور اوسکے دلائل اس قوت و استحکام کے ساتھہ مذکور فرمایے کہ اگر معلم اول موجود ہوتا اپنی براہین کو تار عنکبوت سے سست تر سمجھتا اور ایک رسالہ اثبات رفع یدین مین مسمی بقہرۃ العینین فی اثبات رفع الیدین تالیف کیا اور حدیثین اشہر اور نہایت قوی سے اوسکا استدلال کیا ہی اور دلائل فقہاے سابق جو اوسکے مقابل ہین ہین اپنے سوالات سے اسطرح پر اوٹھایا ہے کہ منصف غیر متعصب کو سوا تسلیم کے اور چارہ نظر نہین آتا ہے اور رسائل کثیرہ فنون شتی مین آپ سے یادگار ہین جی چاہتا ہی کہ آپ کی حال ہدایت اشتمال مین سے قدرے ہدیہ ارباب کمال کیا جاوے تاکہ خلق ہونا ایسے فرد کامل کا نمونہ قدرت رب ذوالجلال سمجھا جاوے ۔ اوائل حال ہین ازبسکہ کسب فیض باطن کا بہت خیال تھا جناب غفران مآب زبدۂ اولاد حضرت خیر الانام سمی جد امجد علیہ السلام میر احمد قدس سرہ العزیز کی خدمت مین اعتقاد بہم پہونچایا اور اونسے فیض باطن کو کسب کیا اور پیر کی رفاقت مین سفر حجاز اختیار کر کے مناسک حج کو ادا کیا اور وہانسے ہندوستان کو مراجعت کر کے حضرت کی خدمت مین اطراف و جوانب مین بسر کی اور ہدایت و ارشاد سے عباد اللہ کو راہ راست دکھائی ۔ اس اشنا کی احوال تو اسقدر ہین کہ زبان قلم اوسکی تصور سے شل ہوتی ہی مگر اواخر مین بارشاد سید الطائفہ پیر طریقت کے احوال مردم شاہجہان آباد کی طرف ملتفت ہو کر راہ رشد و ہدایت کو وا کیا اور وعظ و نصایح سے اہل غفلت کی کان کھول دیے جو جو مسائل کہ اوپر موانبلست کرنی ضروریات دین سے تھے اور بسبب سستی اور کاہل کوئی علماے وقت کے عوام روزگار کیا بل خواص کے گوش وہم تک بھی نہ پہونچے تھے آپ کی سعی و جہد سے سب پر کھل گئے اور آوازہ اعلام سنت اور ہدم بنیان شرک و بدعت کا وضیع و شریف کے کان تک پہونچ گیا یا وجودیکہ ارباب تشخیص اور صاحبان تفحص کہ سلسلۂ اعتقاد و سررشتۂ ارادت خاص و عام کا اونکے ساتھہ مستحکم تھا اور کسیکو اونکی ہدایت کا گمان نہوتا تھا اس گمان سے کہ اگر مسائل حقہ گوش مردم روزگار تک پہونچا تو ہمارے حق مین موجب ضعف اعتقاد کا ہوجائیگا علم منازعت اور لواے مخالفت بلند کر کے درپے اذیت و اہانت ہوئے لیکن چونکہ موید تائید الہی تھے اوس ہدایت و ارشاد سے باز نہ آئے اور خلق کو یہانتک توفیق اختیار سنت نبوی اور ترک بدعات و احداث کی ہوئے کہ ایک اور ہی طرح کا نور ہر ایک کی پیشانی احوال سے چمکنے لگا اور اون مفسدان مضل کا بازار کاسد ہوگیا اور لوگون نے جان لیا کہ یہ بزرگ بطمع اخذ وجہ کے امور حق کو آجتک چھپاتے رہے اور بچشم خود یکھا گیا کہ وضیعۂ شریف کو توفیق نماز کی ایسی ہوئی کہ مسجد جامع مین نماز جمعہ کے واسطے ایسی کثرت ہونے لگی جیسے عیدگاہ مین نماز عید کے واسطے ہوا کرتی ہی اور تائید الہی اور اونکی صدق نیت اور خلوص طویت کی برکت سے الی الان وہ ہی حال چلا جاتا ہے اور یہ ثواب انہین حضرت کے جریدہ اعمال مین لکھا گیا اور آجتک اسکا اجر اونکی روح پر فتوح کو

پہونچتا جاتا ہے الحمد للہ علی ذلک فالحمد للہ علی ذلک آپ کی عادت یون تھی کہ روز جمعہ اور روز سہ شنبہ کو مسجد
جامع مین مجلس وعظ کو مرتب فرماتے تھے طرفہ تر یہ ہے کہ سامعین کو کہ ہزارہا سے متجاوز ہوتے تھے اس
چار روز کے عرصے مین بسبب اغوای مغویان ضلالت نہاد کے یا بسبب انحراف نفس امارہ کے اگر شبہ پیدا ہوتے
اور ارادہ کرتے کہ اپنے وعظ مین آپ کی حسن تقریر سے اوسکو دفع کرین گے جب درس کی مجلس مین آنکر حاضر
ہوتے تو حضرت ابتداء وعظ مین کلمات چند بطریق تمہید کے ارشاد کرتے اور انکی تقریر کی جامعیت سے وہ چیزین
مذکور ہوتین کہ ہر شخص اپنی شبہ کا جواب پالیتا اور کچھہ خدشہ باقی نرہتا یہانتک کہ بعد اختتام درس کی کسیکو یہہ
خلجان نرہتا کہ ان شبہات کو پھر اپنی زبان سی بیان کرکر دلیل طلب کرے اور عمدہ مقاصد تردید شرک و بدعت
اور احیای سنت تھا آپ کی حسن تقریر سے وہ مسائل غامضہ کہ طالب علم کو بعد رد و قدح کے ذہن نشین ہو جہلای
عامی کو بمجرد استماع کی سمجھہ مین آجاتے تھے اور اسطرح منقوش خاطر ہوتے تھے کہ مخالفین سے بعضے اہل علم چاہتے
کہ کچھہ دلائل علمی سے اوسکو رد کرکر اوسکے دہن سے نکالین ممکن نہوتا ۔ جب یہ مطالب خوب چھن گئے بموجب
ارشاد سید اصفیا یعنی پیر طریق ہدا کی اسطرح سے تقریر وعظ کی بنا ڈالی کہ مسائل جہاد فی سبیل اللہ بیشتر بیان ہوتے
اور یہان تک آپ کی صیقل تقریر سے مسلمانون کا آئینہ باطن مصفا اور مجلا ہوگیا اور اسطرح سی راہ حق مین سرگرم ہوئے
کہ بے اختیار چاہنے لگے کہ سر اونکا راہ خدا مین فدا ہو اور جان انکی اعلای لوای دین محمدی مین صرف ہو ۔ بعد مدت کے
پیر دستگیر نے طلب کیا اور آپ معتقدین کو تشنہ چھوڑکر اونکی خدمت مین راہی ہوئے اور بالاتفاق حضرت ممدوح نے
جہاد پر کمر باندھی اور کوہستان مین تشریف لیجاکر اطراف ہندوستان مین خطوط طلب بھیجے اس نواح سے جوق جوق
روانہ ہوئے اور حضرت کی خدمت مین سوای مردم کوہستان ہندوستانیون مین سے لاکھہ آدمی سے زیادہ مجتمع ہوگئے
اور کارہای نمایان راہ خدا مین ظہور مین آئے تائید الٰہی سے ان حضرت کا رعب کفار کے دل مین ایسا متمکن ہوا کہ
جس جگہہ گروہ قلیل غزات مسلمین سے متوجہ ہوتا اور اوسکا سرگروہ یہ حضرت ہوتے لشکر کفار اگرچہ مور ملخ سے
زیادہ ہوتا بے سروپا فراری ہوتا اور وہان کی معاملات کی تفصیل حضرت بابرکت زبدۂ اولاد سید المرسلین کے
احوال کے ضمن مین ہوچکی ہی چونکہ مشیت الٰہی مین سلسلہ اس کام کا یہین تک تھا اتفاق تقدیر سے لشکر کفار کو
غلبہ ہوا اور یہ حضرت قلعہ بالاکوٹ کی نواح مین ہمراہ پیر طریقت اور اکثر مسلمین غزاۃ کے جنت اعلی کی طرف راہی
ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اس واقعہ کو چودہ پندرہ برس گذرتے ہین اور چونکہ یہ طریقہ آخر الزمان مین
بنیاد ڈالا ہوا ان حضرات کا ہے ابتک اوس سنت کی پیروی عباد اللہ نے ہاتھہ سے نہین دی اور ہر سال

عجایبدین اور ان مخلصہ سے بہ نیت جہاد اوسی نواح کی طرف راہی ہوا کرتے ہین اور اس امر نیک کا ثواب آپ کی روح مطہر پر ہمیشہ پہونچتا رہتا ہے بہرکیف اگرچہ نظم و نثر عربی بھی آپسے یادگار ہوگا لیکن راقم کو دستیاب نہین ہوا اسواسطے یہ کتاب اس زیور سے خلیع العذار رہی

زبدۃ المحدثین جناب مولانا محمد اسحاق غفر اللہ لہ

مخدومی مخدوم الانامی افضل الکرام اشرف العظام ملک سیرت فرشتہ صورت جامع مواحقیقت وطریقت موظب اوامر شریعت فخر علمای دین مسند المحدثین یگانۂ آفاق مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسحاق آپ نواسہ ہین مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم قدس سرہ کے علم حدیث کو شاہ صاحب مبرور و مغفور کی خدمت مین حاصل کیا اور بیس برس کامل تک یہ فن شریف اور علم منیف اونکے حضور مین بیٹھکر طلبہ جدید الفکر کو پڑھایا امتناع سنت سے کوئی کام آپ سے سرزد نہوتا تھا کہ وہ فعل رسول مختار نہوتا چونکہ حق جل وعلا نے صورت اور سیرت دونو عطا کی تھین آپکی صورت سے آثار صحابت ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا تھا کہ حضرت سید الثقلین صلوات اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت کا فیض جنہون نے پایا ہوگا اونکی یہی صورت وسیرت ہوگی ع زہی امت خاتم المرسلین بعد وفات شاہ صاحب موصوف کے ان کا فرق مبارک دستار خلافت سے مزین اور تمام معتقدین صافی اعتقاد کی رجوع آپکی طرف ہوئی نازاور فخر کرنا چاہیے ایسی خدا جوئی پر کہ سب کچھ چھوڑکر سفر حجاز اختیار کیا اور وہان مع قبائل وعشائر پہونچکر فرض حج ادا کیا اور پھر مشرف لاکر مواعظ ونصائح سے خلق کو راہ ہدایت دکھاتے رہے بعد ایک مدت کہ ازبسکہ شعائر اسلام مین ضعف اور رسوم کفر وبدعات مین قوت آتی جاتی تھی نیت ہجرت کو مصمم کرکر تمام قبائل کو ہمراہ لیکر راہی مکہ معظمہ ہوئے اور باوصفیکہ تمام سکنای شہر اور سلطان وقت بسماجت تمام مانع آئے چونکہ شوق ماہو الحق غالب تھا آپ ممتنع نہوئے اور مکہ معظمہ جاکر توطن اختیار کیا اور بسبب کثرت کرم کے آپ کا گھر ہمیشہ خالی رہتا تھا خصوصاً اون لوگون کی مراعات کی سبب جو ہندوستان سے ادای حج کو وارد مکہ شریفہ ہوتے تھے وہان کے لوگون نے حضرت کے وجود مطہر کو از جملہ مغتنمات سمجھا اور اونکا وہان ہونا موجب برکت جانا شاہجہان آباد سے جدا ہوکر اوس دیار مین چھبیس برس کامل قیام رکھی اور ایک برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ اوسی دیار مین جہان فانی کو وداع کیا اور عالم باقی کی سیاحت اختیار کی چونکہ حضرت بابرکت کو حدیث نبوی کی خدمت سے ایک لمحہ فرصت نہ تھی نظم و نثر کی طرف ہرگز التفات نکرتے تھے اسواسطے آپسے اس قسم کا کلام کچھ یادگار نہین

جناب مولانا مولوی محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالی

صاحب خلق محمدی تابع شریعت احمدی جامع محامد صفات حامدی حمایذ اوقات خالق کے محب اور خلائق کے

محبوب مولوی محمد یعقوب کہین برادر حقیقی مولوی محمد اسحاق مرحوم کے ہین علم و فضل مین اقران روزگار سے
پایہ کم نہین رکھتے الا خلق جمیل اور صفات جزیل اور قناعت اور استغنا مین اپنا نظیر نہین رکھتے اکثر دیکھا گیا کہ
جب کوئی بطریق پیشکش و ہدیہ کے کچھ لایا کبھی قبول نکیا جو سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہین اوسیمین اوقات بسر کرتے ہین
خواہ بہ تنگی اور خواہ بوسعت اور حسب استعداد اپنے مال کے زکوۃ نکالتے رہتے ہین اس کم استعدادی مین توفیق
ایسی امور خیر کی ایسے ہی مردان خدا کام ہے اپنے بھی ہمراہ اپنے برادر مرحوم کے ہندوستان سے ہجرت کی اور مکہ معظمہ مین
توطن اختیار کیا۔ جب تک شاہجہان آباد مین رہے اپنے گوشۂ عزلت مین پابدامن رہتے تھے اور ابنای روزگار کیطرف
کبھی رجوع نرکھتے تھے اور یہی حال ہے اوس بلاد مین بھی کہ کچھ وجہ قلیل مین جو کسی کسب حلال سے بہم پہونچتا ہے اپنی اوقات
گذاری کرتے ہین اور اوقات شبانہ روزی کو عبادت خالق زمین و آسمان مین بسر کرتے ہین حق جل و علا ایسے
زبدۂ اہالی روزگار کو تا دیر سلامت رکھے کہ اپنے خاندان عالیشان کے یادگار ہین آمین رب العالمین

جناب مولانا نواب قطب الدین خان سلمہ اللہ تعالی

تحصیل علم و فضل خصوصاً فقہ و حدیث خدمت بابرکت مولانا اسحاق صاحب مرحوم مغفور مبرور سے کی۔ اتباع شریعت
مین سب پیشروان مسلک دین سے آپکا قدم آگے بڑھا ہوا ہے وضع و لباس مین اپنے اوستاد عالی نہاد سے ایسے مشابہ
ہین کہ جسنے اونکو نہ دیکھا ہو اونکو دیکھے اخلاق و حلم علاوہ فضل و کمال علمی کے ایسا آپکی ذات مین جمع ہے کہ اورونمین
بہت کم پایا گیا ان دونو فنون مین توغل تکمل بہم پہونچایا تقوی اور ورع کا تو حساب نہین آپ کے اجداد و الاتبار
عالی خاندان والا دودمان تھے ہمیشہ پیشگاہ سلطنت سے مناصب جلیلہ رکھتے تھے اب اس جزو زمان مین بھی آپ کو
تقرب حضرت سلطانی سے وہ عزت و جاہ حاصل ہے جو چاہیے۔ چوتھے دن اپنے اوستاد کی پیروی اور خلق کی رہنمائی
کے لیے مجلس وعظ منعقد فرماتے ہین اکثر رسائل زبان ریختہ مین واسطے فوائد عوام کے تحریر کیے اور اوسمین مسائل ضروریہ
ہر طرح کے مندرج فرمائے اور حق یہ ہے کہ اون رسالون سے خلق کو بہت فائدہ ہوا کہ ضروریات دین سے ہر شخص
مطلع اور آگاہ ہو گیا کتب حدیث سے مشکوۃ کا ترجمہ زبان اردو مین بہت صاف و شستہ و فائدہ مند کیا ہے اور اکثر
فوائد کتب متداولہ و غیر متداولہ سے اوسپر بڑھایا۔ جب اوس کتاب کا چھاپہ ہوا باوجود مبسوط ہونے کے
خلق نے ہاتھون ہاتھ خرید لیا اور ہر روز رواج دین اور تقویت شرع مبین مین مصروف رہتے ہین
اللہم زد فزد اب جو شخص راہ ہدایت پر چلے گا ثواب اوس کا انہین کے جریدۂ اعمال مین مرقوم
ہوگا ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین

جناب مولوی عبد الخالق سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ کا شہرہ علم فضل کا اوائل حال سے آجتک شہر شاہجہان آباد مین ایسا بلند ہے کہ اوس سے گوش فلک کر ہے دین دار اور تقوی شعار ترویج ملت مین ساعی ہین اور اعلای دین پر داعی بہت لوگ انکے ارشاد و ہدایت سے راہ راست پر آئے اور بہت شائقان تحصیل کمال کو انکی خدمت مین فوائد علمی سے بہرہ حاصل ہوا وضع بہت متین اور کلام بہت رزین اخلاق ویسا ہی امانت و دیانت ویسی ہی اس جامعیت کے ساتھ کوئی کم نظر سے گذرا ہے

جناب مولوی نذیر حسین سلمہ اللہ تعالیٰ

زبدہ اہل کمال اسوۂ ارباب فضل و افضال مولوی نذیر حسین صاحب بہت صاحب استعداد ہین خصوصاً فقہ مین ایسی استعداد کامل بہم پہونچائی ہے کہ اپنے نظائر و اقران سے گوے سبقت لیگئے ہین روایت کشی مین آج بے نظیر ہین باوجود اس کمال اور اس استعداد کے مزاج مین خاکساری اور حلم گویا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے باعتبار سن کے جوان اور باعتبار طبیعت حلیم اور وضع متین کے پیر

جناب مولوی محبوب علی سلمہ اللہ تعالیٰ

اجلہ سادات کبار سے ہین علم حدیث و فقہ مین اقران و امثال سے بیش جہاندیدہ و سفر کردہ تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ کی جناب مولوی شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز کے خاندان رفیع الارکان سے کی ان فنون مین ایسی مہارت رکھتے ہین کہ مسائل جزئیہ مثل لوح محفوظ کے اونکے تختۂ حافظہ پر منقوش ہین جو کہ راقم کے والد ماجد مرحوم کے ساتھ اتحاد قدیم تھا اوسی نظر سے اس احقر کو بھی نظر الطاف سے منظور فرماکر بزرگانہ عنایت کرتے ہین

جناب مولوی نصیر الدین شافعی مذہب سلمہ اللہ تعالیٰ

شاگردان جناب مولانا محمد اسحاق مغفور مرحوم سے ہین کتب درسیہ خصوصاً دینیات مین بہت اچھی مہارت رکھتے ہین باوصفیکہ بسبب علوم دینی مرجع عوام و خواص ہین خصوصاً تقریب بادشاہی سے سرافراز ہین لیکن امر حق کے اظہار مین کچھ پاس و لحاظ مطلقاً نہین رکھتے بالفرض اگر اوسکے اظہار مین اپنا ہی نقصان ہو پروا نکرکر امر واجبی کو کبھی نہین چھپاتے اس امر مین گویا شمشیر برہنہ کا حکم رکھتے ہین ایسے زمانۂ ناپرسان مین ایسا حق گو پس غنیمت ہے اور پھر قناعت اور استغنا اور متانت وضع اور سلامت روی ایسی ہی کچھ بیان مین نہین آسکتی

جناب مولوی کریم اللہ سلمہ اللہ تعالیٰ

جامع فنون ہین خصوصاً دینیات مین دستگاہ کامل ہے توکل و قناعت مین اپنا نظیر نہین رکھتے باوجود عیال داری اور

تا اہل کے اہل دنیا کیطرف کم رجوع کرتے ہین بیشتر اوقات گرامی کو تدریس طلبہ شائق مین مصروف اور عنان ہمت افادہ طالبین کیطرف معطوف رکھتے ہین

جسر محقق تحریر مدقق مولانا فضل امام طاب ثراہ

اکمل افراد نوع انسی مہبط انوار فیوض قدسی سراب سرچشمہ عین الیقین موسس اساس ملت و دین ماحی آثار جہل ہادم بنای اقتساف محی مراسم علم بانی مبانی انصاف قدوۂ علمای فحول حاوی معقول و منقول سند اکابر روزگار مرجع اعالی و ادانی ہر دیار مزاج دان شخص کمال جامع صفات جلال و جمال مورد فیض ازل و ابد مطرح انظار سعادت سرمد مصداق مفہوم تمام اجزای واسطۃ العقد سلسلہ حکمت اشراقی و مساعی زبدۂ کرام اسوۂ عظام مقتدای انام مولانا مخدومنا مولوی فضل امام ادخلہ اللہ المنعام فی الجنۃ النعیم بلطفہ العمیم + مجال نہین کہ آپ کی اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ تقریر کر سکی اگر ہزار برس مشق سخن کری اور اسی ذکر مین زبان سخن سنجی سے معاف نرکھے یقین ہے کہ ہزار سے ایک نہ ادا ہو سکے علوم عقلیہ اور فنون حکمیہ کو انکی طبع وقاد سے اعتبار تھا اور علوم ادبیہ کو اونکی زبان دانی سے افتخار اگر انکا ذہن رسا دلائل قاطعہ بیان نکرتا فلسفہ کو معقول نہ کہتی اور اگر انکا فکر صائب براہین ساطعہ قائم نکرتا اشکال ہندسی تار عنکبوت سی سست تر نظر مین آتی اس نواح مین ترویج علم حکمت و معقول کی اسی خاندان سے ہوئی گویا اس دودۂ والا تبار سے اس نے علم یکجہتی بہم پہونچائی ہے باوجود اس کمالات کے خلق اور حلم کا کچھ حساب نہ تھا ہمیشہ سرکار حکام وقت مین مناصب بلند سے سرافراز اور ابنای عہد سے ممتاز رہی پایہ ہمت آپ کا بلند تھا اور سلوک آپ کا حق پسند بسبب کثرت ایثار کی بستگی دست خلائق دیکھ نسکتے تھے اور بسبب خلق وسیع کے ہر عاجز و زبون کو عرض و نیاز سے ممتنع نکرتے ۔ اگرچہ وطن اصلی آپ کا خیرآباد ہے لیکن چند در چند اسباب سی حضرت شاہجہان آباد مین اسطرح سی توطن اختیار کیا کہ گویا یہین کی روسا مین سے محسوب ہونے لگے ۔ ایک مدت مدید ہوئی کہ ترک روزگار کر کر بذات خود وطن مالوف کیطرف تشریف لیگئے اگرچہ سب اہل و عیال کی یہان بدستور بود و باش رہی اور جب سی گئے پھر معاودت نفرمائی عرصہ اونیس برس کا ہوتا ہی کہ عالم فانی سی ملک باقی کیطرف سفر ناگزیر اختیار کیا اور یہ واقعہ جانکاہ پانچوین ذیقعدہ ۱۲۴۴ھ مین سانح ہوا اگرچہ نظم و نثر تازی و دری آپکا بہت ہی لیکن ترتیب کتاب کی وقت راقم کی پاس موجود نہ تھا اس واسطے یہ نسخہ اس شرف سے مشرف نہوا

جناب مولانا مخدومنا مولوی فضل حق نور اللہ تعالے مرقدہ

مستجمع کمالات صوری و معنوی جامع فضائل ظاہری و باطنی بنای بنای فضل و افضال بہار آرای چمنستان کمال

متکی ارایک اصابت رای مسند نشین دیوان افکار رسای صاحب خلق محمدی مورد سعادات ازلی و ابدی حاکم محاکم مناظرات
فرمان روای کشور محاکمات عکس آینہ صافی ضمیری ثالث اثنین بدیعی و حریری المعی وقت و لوزعی اوان فرزدق عہد
و بعید دوران مبطل باطل و محق حق مولانا محمد فضل حق یہ حضرت خلف الرشید ہین جناب مستطاب مولانا فضل امام
غفر اللہ لہ المنعام کے اور تحصیل علوم عقلیہ اور نقلیہ کی اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت سے کی ہے زبان قلم نے
انکے کمالات پر نظر کر کر فخر خاندان لکھا ہی اور فکر دقیق نے جب سرکار کو دریافت کیا فخر جہان پایا جمیع علوم و فنون مین
یکتای روزگار ہین اور منطق و حکمت کی تو گویا انہین کے فکر عالی نے بنا ڈالی ہے علمای عصر بل فضلای دہر کو کیا طاقت ہے
کہ اس سرگروہ اہل کمال کے حضور مین بساط مناظرہ آراستہ کر سکین بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ آپ کو یگانہ فن سمجھتے تھے
جب انکی زبان سے ایک حرف سنا دعوای کمال کو فراموش کر کر نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھے با اینہمہ کمالات علم ادب مین
ایسا علم سرافرازی بلند کیا ہے کہ فصاحت کے واسطے انکی عبارت شستہ محضر عروج معارج ہے اور بلاغت کے واسطے انکی طبع رسا
دست آویز بلندی مدارج ہی سحبان کو انکی فصاحت سے سرمایۂ خوش بیانی اور امرء القیس کو انکی افکار بلند سے دستگاہ
عروج معانی الفاظ پاکیزہ انکے رشک گوہر خوش آب اور معانی رنگین انکے غیرت لعل ناب سرو انکی سطور عبارت کے
آگے پابگل اور گل انکی عبارت رنگین کے سامنے خجل نرگس اگر انکی سواد سے نگاہ کو ملا دیتی مصحف گل کے پڑہنے سے
عاجز نرہتی اور سوسن اگر انکی عبارت فصیح سے زبان کو آشنا کرتی صفت گویائی سے عاری نہوتی دل متردد ہے
کہ اگر ان اوصاف نامحصور کا شمار بھی ہو سکا تو ظرف تنگ سخن مین کیونکر گنجایش ہوگی اور بالفرض اگر حوصلہ
سخن مین بھی سمایا قلم فرسودہ زبان اتنا طی لسان اور کاغذ بیچارہ اس قدر وسعت کہان سے لاوی اور علاوہ اسکے
اندیشہ اپنی جان پر لرزان ہے کہ اس سرخیل سرکردگان روزگار کے اوصاف جمیلہ مین مثلاً بلندی شان کے
مدح کے درپے ہو تو بالضرور تلاش معنی بلند مین منتہای عالم بالا کی طرف صعود کرنا چاہیے اگر خدانا خواستہ
ایسے مقام سے پانو رپٹا تو گو کہ جس جگہہ گریگا وہ بھی معنی بلند ہی ہوگا لیکن ازبسکہ اس سے اوس تک
ہزار سالہ راہ بالا ہی اس بیچارگی پاون سر کی خیریت کا ٹھکانا نہین لگتا ناگزیر عنان تفکر کو اس وادی بے منتہا سے
پھیر کر کچھ حال سعادت اشتمال لکھتا ہون مولود میمنت آمود آپ کا سنہ ۱۲۱۱ ہجری مین ہوا ہے سبحان اللہ وہ کیا زمانہ
سعید اور وقت حمید تھا ایسے طالع پر عطارد کو غیرت ہے اور اوسکی سعادت پر مشتری کو حسرت اب سن شریف آپکا
باون تک پہونچا گو پہونچے طبیعت کو ویسی ہی رسائی اور ذہن کو ویسی ترقی ہے اس ترقیات روزافزون کے
ساتھہ یہ آرزو ہے کہ ایسے صاحب کمال کے خزانۂ عمر مین بھی ترقی روز بہ عطا ہو آمین رب العالمین

اگرچہ اپکا کلام لطیف اور سخن پاکیزہ حد تحریر سے افزوں ہے لیکن ناظرین کتاب کیواسطے قدرے اوسمیں سے درج و طلبن کرتا ہوں

نثر عربی

اما بعد فان الدنیا غرور ما لها قرار بل قرار ها مرور و ظلها حرور لا یوازی هموما سرورها و لا یوازن خیورها شرورها
و لا تکافی معافاتها و لا تساوی افراحها و اتراحها و لا تحمد و اثمها و لا تبقی سمومها و لا سمومها
و لا تنکیها ریحانها و لا زخرفها غبارها و لا تریاقیتها بثاباتها و نقصانها کمال عاقبة عائتها و اوصاب و حلوبها و سلوبها
طلائع اوصاب اولها صبور و آخرها تبور و صفابها غبار و بقائها عبور و المرها بور و تصویرها قبور کل من علیها
مرموس و کل ما علیها ملموس و کل من الموری و ان بقری فان مصیره الی ثری سبادیها امال و مبادیها
اجال و ستامنها من صفو عیش الا یکدره نوازل الاحداث و ما علیها من زخارف و نفس الا یشوبه منازل الاحداث
الا ان البقا حال ستحیله فان الدنیا حال ستحیله لا یبقی عن حوالها و تغیر انحوالها حیله قصبا و شباب و شیبه و تباب و
اتراف و اشراب و لهو و اتراب ثم قفر و اتراب ثم تمتعون ثم تموتون و تبعثون ثم تحاسبون و تجزون فکل
ما یفنون به الفهم مفنون و کل ما یطفون نیرسیه الیقین و ریب المنون فانا للمنون ما یمنون و للتراب ما یبنون
و لا شک اموالهم و البنون لا یفی فانا فقا عند فوات نفسه فواق و لا یقیه عن فراقه ابنا و انسه و انفاره جنبه
و اق و لا یجد به عند بلوغ التراق و حضور القابض و الراق اس و لا راق لا یفید المرء عند صمامه حمیم
و لا یزید العمر عند ثمامه یتیم و الناس لاجل الاجل للاجل ناسون و معلل یوآسون حولا بعد قولون اواسون ثم
عند الناس ناسون ثم لا یقاس ما یقاسون ما یلون فنا لمون و لا یعلمون فسوف یعلمون اری الموت
یقتام الکرام و یخص الخاصة بالاختزام فکم اغتال ثبیلا و عد لا یعقب عدیلا و کریما بدیلا لم تخلف بدیلا سنة
الله التی قد خلت من قبل و لن تجد لسنة الله تبدیلا کلا بل الیه طامة عامة و السامة بل لا تذرها تبة
و ما به کل من علیها فان فما لبنات من ثبات و لا لحیوان من دوام حیوان و لا تابید لا و ابد بل لیست الخالدة
بخوالد فما نشی الا بوی و ما افشار بنار الا خوی و ما زهر نجم الا بوا و ما نجم زهر الا ذوی فکل ما تقدم
بساط العناصر علی حال بل لا تزال ستحیل بعضها کالنار هواء او الهواء ماء او الماء رضا فالمرکبات
التی منها تخلق بالبلی و الخلق قد خلق و اسرعها الی البوا و ما اتفق اجتماعه من ما اختلف من المواد و اقربه
الی الفنا ء ما خص بالتوالید و الاغتذاء من الارض و الماء و اسبقه الی الرمس ما اعلی قوة النفس
و اخصه باختزام المنیة من خص بالنفس الدابة المحورة السنیة و البنیة الوابیة المطروة الذنیة فالنفس

متطلعة الی الانسلال والهیئة متسرعة الی الاضمحلال فلا بد له من البدد والاضمحلال وماله بالاحتیال عن الاغتیال
محیص وحید فلن یحمد عنده ما یفید وما یفید ولن یقیه ما تیدی اذ تردی فاذا جاءه الردی لن یتطیع له رد وانما القضاء
حکم حتم لا یحول وحرم فانما سمی الموت یقیناً لانه حق جزم فلیس امره بشبه مقدوراً وانما هو امر الصمد وکان امر الله
قدراً مقدوراً بل ما من صفو اوتکدیر اوقدر او نقدیر الا وهو بتقدیر غیر تقدیره لا بتبدیر بتقدیره واذا القضاء لا یرد فالرضاء به
اروح والانسان کما قال غرس قائل خلق بلوعاً اذ هلع الشر جزوعاً واذا مسه الخیر منوعاً لکنه سبحانه خص خواص
عباده بالاستثناء وکرمهم بذکرهم فی اثناء آیات کلامه بالاثناء واعد حسن الجزاء بازاء حسن العزاء ووعد الاجر
الجزیل من اضاء الصبر الجمیل واصاب من اثاب الیه وناب عند حطب ثاب فما اصاب من جزع بما اصاب
فمن یتجب بنجابة یقضی بنجاة ومن یدع بخیاً ومن یجل بالاعتباط یحل عند الاعتیاط وتاسی بالاعتبار فقد تاسی
بکبار الاخیار فی حسن الاختیار والجزع یقلب مجزاً وزر مجاوالصبر یستوجب فرجاً ویعلی درجاً ومن تاسی وبالا
وسیلاً لم یجد سوی التعلة سبیلاً ومن لم یستطع جلداً عند ما کابد کمداً لم یفلح ابداً فاصبر صبر اجمیلاً وانکان
زرعوا اصابک جلیلاً فان الوالد اذا ترک مولوده لا یترک له مجلوداً واذا تالم ازل ندائبت بنعاة اتلهف علی
نعاة وندبنی خبر وفاة الی ان اندبه بصفاة فیا لهای خیر ذهب به الوفاة وای خیر وهب وفات وای
یار بار وای سار سار وای ضار ضار فقد کان من الثقات الاثبات والهداة المهداة لیابل بالصدمات
ویجابل بالموسات ویتعدی عن التعدی والمعادات متعوداً باحسن العادات متردداً بالالتفات والسعادات
موانعاً علی العبادات والمبانیات المصالحات فلو اباح الشارع التوجع والتفجع لکنا کان الندب الی ندب
مثل ذلک النجیب المندوب مندوباً لکن الحمد لله علی انه خلف خلفاً علی سنة زفاه واسنی سنة شرفاه ان الله یتفضل
نفسهم علیه اسفاً کیف یکون حال المولی الدایته فما اصابه من الدابة فالبشر علی السلع مفطور ولو انه رزین صبور
لکن الحیوة الدنیا عند اهل الغرور زور وانت تعلم یا مولای ان الصابر یاجر وان الجازع
مازور فعلم الاله القادر المقدور واجبه علی باحسابک ان ذلک لمن عزم الامور خلف الله علیک وخلف
علیک بخیر وابقاک وقاک کل ضر وضیر والسلام

قصیدہ

لا تشبع بهوی ابیض المالید + فاحمر الموت فی اجفانها الهود — فی غمر الحمائها فتاک الاسود ان — حاکین زیم الظبا بالطرف والجید
قد خاب من غائل الغزلان یاملها + وباء من رام انس الریم فی الجید — وع الرشف واستبه بمن قنفی — تلک العذاب عذاب غیر مردود

لا تستطر نکرۃ من احور برج ... ولا ترتح سوی الخجل من الجود
فلا یرد قتک لین فی سعاطفہا ... ان القلوب لمن قسی المجلامید
بشرہ یعشر مذیر یا لعذاب فلا ... تغرک غرۃ غر من مہانا غید
ان الحقا کل معقلن المعقول الا ... یقتلن بہ قتولہن المہلک الرسوی
فیمن تمثل اتصابی ذل متہتل ... وبعد صید المعنی غرۃ الصید
تجد بعضا وفی تاویل یرمی بلا ظفار ... ویلاہ من عامد فی قتل معمود
والطیف فی الکیف مضاء الظبا ماض ... تمضی القوم عضب الا عند تجرید
حسنا رضعت شتاب الحسن اجمعہ ... فبدوت مثل عقلی ای تبدید
وزر الجمالات یحیر المتلی سعقا ... حزر رسوی فوق الطوا ذو دی
ہندیۃ ہند تنی ثم تنتقب الا ... سیاف ظلما لقتلی ای تہتید
لم انسہا وانت بی یہیج وجی ... کانہا یدر تیم فوق المود
عادت قلی ثم عادت وہی عایدۃ ... فعاد عید سقامی موسم العید
شفت سقامی من جمر الشفاہ ومن ... عذب الرضاب بعذاب تقدید
ثم اشتہیا فلا ندری اذلک من ... خمر الراشف ام من خمر راقود
ثلثۃ ہی طیب العیش لعبت ... الا الما سعید الجد محمود
ا طیب العیش ہولا ان مرجعہ ... عما قریب الی قبر و ملحود
فلا بلا دسوی خیر الوری جمعا ... فی الخلق و الخلق والاحسان الجود
صبوا و نقد لمن یاتیہ مقتضیا ... فکم ہنالک من قود لمنقود
احی العصنادید ما وی الناس منعہم ... اذ یفرغون لاہوال العصنادید
ان زاد آدم قدرا عند مولدہ ... فکم اب یبتلی قدرا یمولود
لا سیما قد تنبی الرسل لو شہرا ... منا علی ما روی اہل المسانید
فلا یدانیہ موسی فی العروج ولا ... فی العین عیسی وفی الملک ابن داود
جبر المحاسن بل بحر و عترۃ ... سفینۃ مستوا ہا الجود لا الجود

کم فی ہوی الحور من حور و کم ہیوی ... نو انس الطرف من ہم و تسہید
یبکی المشوق بعبرات مورد ۃ ... ما فی میاسمہا من حسن تورید
الظلم ظلم کما عدل العوام فکم ... جیب بجفوۃ عدل العقد مقدود
اشتار من شفار بل احد قلبا ... ومرسل الصمدم اجبول التقلید
لا ضوغط المفتون یصت بہ ... ما فی عیون النشاوی من عرابید
مود فمود بمعبود بہ تقتضب ... من صارم لاحظ فی الاجفان مصقود
لا یقضب السیف الا و ہی ریش وما ... تقاضب لاحظ من ہتن و تجدید
قسیۃ القلب والاعطاف لینۃ ... جسم کما رلہ قلب کجلمود
سبت فوادی بفود یہا فلیس لہ ... فاد وان کان ایفدی کل مصفود
نالت علی بقد عادل وجفت ... وقرت بفتور الطرف مجلود
عنت فعنت فعنت فوادی فاشتفت ... عنت فعنت فعنت یا نجار الموا عید
ماست تجر نشوی ولہا مرحا ... فقد دت جیب صبری ای تقدید
رشفت وارشفت حمر الرضاب کما ... سقیتہا و سقتنی مار عنقود
وطبت رو حا بریا ہا و ناظرۃ ... بحسنہا و سما عا بالا ناشید
وصل انوانی وکاس البابلی ... درنات الاغانی بضرب بلوزہ العود
صرفت ریعان عمری فی ہوی و دد ... وما لذلک من عذر و تہتید
لذیا بحمید بفنا ہ الرحیب تفز ... فکم بفناہ من جود و منجود
ما ضی الحدود و مرا عیہا یجود علی ... المحدود عفوا بعفو بحبیب محمود
ہو الشہید علیہم و الشفیع لہم ... فی یوم ہول شدید الہم مشہود
اختارہ اللہ محمد با و ارسلہ ... لرحمۃ والا رشاد و تسدید
خاتم النبیین خیر الکمال و فی ... الجمال والعزم والاجمال والسود
ولا ابن یعقوب محسنا و الخلیل فتی ... ونوح غرا لدی الصبح و تہتید
اصحابہ بذلوا نے نصرتہ ... از و جاہدوا فی المغازی کل مجہود

أفيك يا خير مولود ومحتسبا | قد طرزته المعاصي في تطريد | حبر اذا الشمس مدنو في القيامة ان | لظله تحت ظل منك ممدود
وان مبتواه تحت الماء اعدا | يا ذا الوداد بعز النصر معقود | انشد تك فاقبل مدحتي كرما | حتى افوز بانشادي بمشهود
أبدي اليك مديحا كله غرر | وفيل نولك بالتقصيد مقصود | لاشك انك غوث الخلق اجمعهم | ولا تبالي اباطيل المناكيد

صليك ازكى صلوات المدا ما صدحت | في مورق البان ورقاء بتغريد

قصيده

فوادي هائم والدمع هامي | وسهدي دائم والجفن وامي | تقلب ما فتى بجوى وكلوع | وكوع في اضطراب واضطرام
ودمع جل دوم صرف جري مز | ليا علمي سا جاي السجام | وطرف ارمد يوذيه غمض | ويميل سدساجي الظلام
طويل لا يقاس بزمان | قساعته كشهر بل كعام | كان كوكب الجوزاء اوقفت | باجفاني ودامي بالدوام
رحامي حاضر والوجد باد | وجسمي ذابل والشوق نامي | فطلا انحى جهلوا امقامي | وسال على معدلة القدام
اذواب الشوق انشائي واوري | فطي في اضلعي وبلا عظامي | يراني الحب حتى لن تراني | مصيب ليس يخطي في المرامي
سري في الغرام فصار غرما | وذاك الغرم من اوهى الغرام | ما تضمنتي هوى كشم مضيم | فلا يلتام بابي من كلام
تكلمت منصب لحظه ما لجرحي | فباه من التحام والتيام | مراعي نظرة من ذات لحظ | وما شبا اللحاظ من انتلام
جروح السيف قد تلتام لكن | فطبا الالحاظ غير طبا الحام | فهل سفينة مضاربة بسيم | ولكن الشفاء شفت سقامي
جراحات الجوارح غير جرح | مجددة طلوب قبل هام | فكم سيف له ثلم ونبو | ملي لفيته عن برد هامي
فليشة ناظري اثل ثبال | وغمر الريق ترياق السمام | مرضت لاجل الحاظ المراض | گرانته
تحاماني لحالاتي حماتي | كما تدم الندام على ندامي | شفائي عين هم الهم صمي | حميي وابتغي صحي حمامي
يشفني العداة وبير دريني | اوداجي وشيمت بي خصامي | وصد عني بطيب وتعد عني | ومن لاحي ماني باتهام
وما يسند هم اياي الا | عمادا او صحي او للسقام | فمن قاريري اتى خليع | الا من يخبه تحتي عدولي
وان جوى الهوى في القلب نار | وقد حاك فيه نفخ في اضرام | بان ملامه يرجى بيا بي | وانى قد اخذت العشق دينا
وانى قد تبعت قبيلا اودى | عن امام الهوى هزلا مجدا | وانك انت اول من ملاحي | ولكنت الجنة من رماي
فكم جاف كشك فكن جلد | فضا غوالي مواعظ نقوها | وانى لست اول مستهام | يتبين الحلال عن الحرام
ولو عدلوا الملامة لو واعفوا | ولو عنت لهم عذرا عنيت | يتبين الحلال عن الحرام | حوادي من مغاوير اكتئام
تكشف في الهوى لعذري عذري | بهم كشف البراقع والملثام | ولو طلعت من الاعذار سيلا | طلوع الشمس من سبحت الظلام

ما ازرتا بوتا بوا عن قفاهم | وخرّدا للهو و السلام
بغى الباغون نحوى عن هواها | وهل اصغى الى يوم القيام
رفيق عاتق عذب سبتى | زكى العنصر سكى الختام
جمال زاهر كالروض غض | نمير بالاقاح لدى ابتسام
تقمص اصلبى وجها فوافى | فعافى ما تقمص بالتزام
وبات يدلقنى برد او برد | شفى نوعى وليس لى سقام
وبات يدى لكشيها وشاحا | وبتنا فى التزام و اضطمام
نبتنا ثم صلينا وكدنا | بجاه محمد خير الانام
ملاذ الناس اذ لاذوا وخلال | لفادهم ولاجان وحام
وموسى و المسيح و من سواهم | اولوا العزم اذ اهوال عظام
ابر الناس اندهم يمينا | واوفاهم جميعا بالذمام
شاع الفضل منقسم العطايا | و للافضل فيه من الاقسام
محى و حمى ابا ليلا و حقا | فما اعلاه من تاج و جام
تقدم آدما خلقا و موسى | بمعراج و نوح باعتزام
وداود او وارثه بملك | وحكم بين ارباب الخصام
محى الاديان طرا اذ اتانا | بدين كامل قيم مدام
وبحر لجه ابهى اياش طام | فكم على الكواكب بانطلام
يلوذ به العصاة عذا فتنجى | شفاعته الاثيم من الاثام
بشير منذر نور بشير | جباه آله اسمى الاسامى
شواهد صدقه حج رواها | مسلسلة امام عن امام
رمى ابطال كفار غزاهم | بحصبا فولوا بانهزام
بمولده وهى ايوان كسرى | واشرف ساباه على اضطرام
بدا نورا فبشر نور بصرى | لامين قاطنى البلد الحرام

واضفتهم بقربى حاجبيها | فكيف الصبر عن حمل سكور
يرينى فرعها فوق الثريا | بنفسى من تلافى طول هجر
شفى من كان قد اشفى الغرام | تمالمنى وقد علقت يداها
بدينا باعتناق و التصاق | تشفيع الخلق احمد هم جميعا
وخيرهم ابوهم ثم نوح | نجا و الاندرين به فادى
هما من فى السما و الارض فخرا | فليس له عديل فى اعتدال
حمى وسما فما حام وسام | و ابراهيم اكرانا و يعسى
واقدام على الجلى وجد | وجد فى المغازى باتمام
اشمس اشرقت ضوءا فضل | اكوا كب فى انطماس و انعدام
هما يستغاث لكل هستم | فيكشف كل هم باهتمام
الى هدى صراط مستقيما | عصمنى و احيارى فى هوا مى
رحيم رحمة برّ رؤف | هدى هاد صفوح ذو انتقام
كلام بهائم و حنين جذع | و نطق حصى و تسبيح الطعام
و افحم كل منطيق بذكره | حكيم لا يعارض فى النظام
فعاد بكعبة كسرى كسيرا | و الصق انف كسرى بالرغام
لا ايا عاصمى من كل هول | و يا من حبل رافته عصاتى

بازشتاق بلارشش السهام
كمان رضا به صفوا لمدام
وجى يميل على بدر التمام
خوافى باختيال و اهتشام
الا اسى و اسى كلامى بالكلام
يد بمفلاى و كيد بجام
وكان صبوخناخر احتشام
حميد الخلق محمود المقام
وابراهيم عن نيل المرام
ونجاهم من الداء العقام
خليس له سمى او مساوى
وعدل او قسم فى اقسام
يليه فى بنى حام وسام
بيمنه و يوسف بالوسام
وجد فى المغازى باتمام
اكوا كب فى انطماس و انعدام
هما يستغاث لكل هستم
فيكشف كل هم باهتمام
عصمنى و احيارى فى هوا مى
هدى هاد صفوح ذو انتقام
و نطق حصى و تسبيح الطعام
حكيم لا يعارض فى النظام
و الصق انف كسرى بالرغام
و يا من حبل رافته عصاتى

تصرم عن عمری فی الملا ہے	فما لہوای بعد سن الحرام	فدا فقصت عرای وروم علی	وما لغرای ہوای سن انفصام
فانی غیر لطفک سن ملاذ ۔	یکون بہ اعتضادی وہو عضای	فتل ربی لیوم دینی شہیدا	بطیبۃ عند غریک الکرام ۔
ویوزعنی بیج واعتمار	فارغب فی العظیم عن العظام	وید خلنی لزورک فی حیاتی ۔	فزارک مستکینا باستلام
ولکن لی فی شری قبری انیسا	ولکن لی شافعا یوم القیام ۔	انا السا وی فتا دلنی شہرا یا	ظہورا سا ئغا یردی اوامی
الام احرم عطشانا ہیوا ۔	وہجرذک عرالج طامے	علیک صلوات ربک انغنت	علی ورق القضا ورق الحمام

جناب مولانا مولوی محمد نور الحسن سلمہ اللہ تعالے

فضائل پناہ کمالات دستگاہ رنگ چہرۂ فضیلت آب دی شریعت دقائق آگاہ حقائق وسعارف پناہ خازن گنجینۂ اسرار ازل جامع شرائف علم وعمل ارسطو فطرت فارابی فطنت بانی مبانی فضل وافضال موسس اساس تکمیل واکمال قطب سمائے ہدایت وارشاد ومنطقۂ فلک راستی وسداد عضادۂ اصطراب دانش وحکم بہ نکتہ سنجی ہا معروف وبہ قیقہ فہمی علم موشگاف دقائق علم وفن مولوی محمد نور الحسن سلمہ اللہ تعالے ۔ شاگرد رشید مولانا محمد فضل حق زادت فضیلتہ کمالات علم اور فضائل خلق وحلم مین یگانہ روزگار حدت ذہن اور رسائی فہم مین کیاے قرون وادوار فاضل اجل سرگروہ فضلاے کمل خلق جلی سے ہین فرد وافراد است محمدی اور سعادات ذاتی سے سرگروہ نزدیکان بارگاہ صمدی اس خبر دینے مین معقول ومنقول مین ایسی مہارت تامہ رکھتے ہین کہ اگر موجود کی سعد دوم اوجائز کے ناجائز ہونے کا دعوے کرین تو خصم کو بدلیل عقلی ونقلی دنشین کر سکتے ہین ۔ وجود ایسے فرد کامل کا ایسے روزگار پایان مین دلیل قدرت پروردگار ہے کمالات ظاہری تو انکی ذات بابرکات مین جسطرح متمتع ہین وہ تو نہایت ظہور اور نہایت وضوح سے احتیاج بیان کی نہین رکھتے جلائل باطنی اور شرائف معنی جسقدر انکی ظرف استعداد مین فراہم ہین اگر خامہ دوزبان اونکے بیان مین سرگرم ہو تو ایک قرن تک چاہیے کہ سوا اس ذکر کے اور کسی حرف کو زبان پر نہ لاوے تو شاید اوسکے ایک حرف کے بیان سے عہدہ برا ہوسکے سبحان اللہ خلق مجسم حلم مصور وقار متشکل خلق الہا کہ بندگان الہی کی دلشکنی آپکے اعتقاد مین خانہ خدا کی بنیاد کی گرانی سے کم جرم نہین رکھتی ۔ اور حلم الہا کہ اگر اوسکو ایک جگہ فراہم لاکر فرق فلک نہم پر رکھدین قولیب گرانی بار کو طبقات کرات کو اسطرح توڑتا ہوا پستی کو مائل ہو اور محیط کے دوسری طرف سے گذر جاے کہ اوج سے حضیض تک نگاہ کو ایک جادہ مستقیم محسوس ہو اور وقار اس درجہ مین کہ فلک وار کی ہزار گردشین انکی تمکین کی ایک نشست مین سرمو تفاوت پیدا نہین کر سکتین اور ان کمالات پر فریہ ہے تقوی وفاری وزہد شعاری نقل کسی صحابی کی کہ وہ کہتے تھے اگر یہ ال تمام عالم کا سمجھکو دیدیا جاہین کہ ایک اذان نہ سنون سمجھ نہو سکیگا بے کہ وکاست جدا غراق جامعہ

انکی حق مین صادق آتی ہی بمقتضای اسکی کہ سے بدان را بنیکان ببخشد کریم + راقم آثم کے حال پر ان حضرات کی نگاہ توجہ کو اب مصروف کردیا ہی کہ بدرجہ غایت نظر تربیت اوستادانہ سی منظور فرماوین تاکہ شاید یہی نظر عنایت بارگاہ کریم مین اس لعقر کی نجات کا سبب ہوجاوی کوتاہ شب و فسانہ بسیار زبان قلم قاصر ہی کہانتک کہی اگر زمانہ مساعد ہوگا تو ایک دفتر علیحدہ ان سرگروہ کملای دہر کی محامد مین لکھون گا

مولوی کرامت علی سلمہ اللہ تعالے

خلف الرشید ہین مولوی حیات علی خوشنویس علیہ الرحمہ کے اور شاگرد رشید ہین مولانا فضل امام صاحب کے — فضل و کمال انکا حد تقریر اور حیطۂ تحریر سے زیادہ ہے استحضار مسائل اس مرتبہ کو پہونچا ہی کہ حصولی اونکے ذہن مین حکم حضوری کا رکھتا ہی عرصہ چند سال کا ہوا کہ شہر شاہجہان آباد کو تلاش معاش کی تقریب سی چھوڑا اور حیدرآباد کی طرف راہی ہوئے چونکہ السفر وسیلۃ الظفر حدیث مشہور ہی گردش فلک نے وہان اونسے موافقت کی اور بالفعل ہزار روپیہ ماہیانہ کے منصب سے سرفراز ہین اوس نواح مین معہ قبائل اور عشائر کی بسر کرتے ہین نظم و نثر انکا کچھ راقم کو بہم نہین پہونچا

جناب مولوی مملوک العلی سلمہ اللہ تعالے

شاگرد رشید مولوی رشید الدین خان صاحب علم معقول و منقول مین استعداد کامل اور کتب درسیہ کا ایسا استحضار ہی کہ اگر فرض کرو کہ ان کتابون سے گنجینہ عالم خانی ہوجاوے تو انکی لوح حافظہ سی پھر نقل اونکی ممکن ہے ان سب کمال اور فضیلت پر خلق و حلم احاطہ تقریر سی افزون ہی اگرچہ زی و بنا دارون کی ہی لیکن سیرت اور سریرت مین درویشانہ اگرچہ چودہ پندرہ برس سی مدرسہ شاہجہان آباد مین عہدہ مدرسی رکھتی تھی لیکن اب کئی سال سی سرگروہ مدرسین ہین کہ مدرسی اول اوس سے عبارت ہی انشاء نظم و نثر کیطرف کم توجہ ہی اگر ایسا فاضل اسطرف بھی متوجہ ہوتا تو یقین ہی کہ اس فن مین اپنی اقران و امثال سی ممتاز ہوتا +

جناب مفتی سید رحمت علی خان عرف میر لال سلمہ اللہ تعالے

جامع صفات پسندیدہ مجمع اوصاف حمیدہ زبدۂ ارباب فضل و افضال حامی ہنر و کمال سید رحمت علی خان عرف میر لال کہ حضور سلطانی سی بخطاب سراج العلماء ضیاء الفقہاء سید رحمت علیخان بہادر کے ممتاز ہین کمالات ظاہری و باطنی آپکی حد تقریر اور احاطہ تحریر سے متجاوز ہین علاوہ کمال توغل مشاغل علمی کی شائستگی اوضاع و پسندیدگی اطوار حسن خلق اور کمال بردباری و حلم اس مرتبہ پر ہی کہ بیان اوسکا مجال خامہ و حوصلہ نامہ نہین قدیم الایام سی عہدہ استفتا کا سلاطین سلف کی طرف سی انھین کے خاندان عالیشان مین مستمر ہی اب یہ عہدہ آپکی ذات برکت سمات سے مشرف و مفتخر ہے اباواجداد راقم کو انکی خاندان بلند مکان کی ساتھہ رابطہ اتحاد قدیمی چلا آتا ہی اور یہی سبب ہی کہ نظر توجہ ان حضرت کی راقم آثم کے حال پر بکمال مبذول ہی بسبب کثرت شرائف مشاغل یعنے توغل علمی کے نظم و نثر کی طرف مطلق توجہ نہین + + +

جناب آخون شیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

عالم باعمل وارستہ از زوال مہبط فیض ازل وابد آخون شیر محمد طاب ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ - مولد آپکا افغانستان تھا لیکن ایک مدت دراز سے بارادہ تحصیل علم وفضل کے وارد ہندوستان ہوکر اطراف وجوانب مین علماے کرام کی خدمت سے فیض علم وادب حاصل کیا اور جب شاہجہان آباد مین وارد ہوے مولانا شاہ عبد القادر قدس سرہ کی خدمت سراپا افادت مین علم حدیث کو تحصیل کیا اور مولانا وبالفضل ولانا مولوی محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کے ہم سبق رہے جو کہ قناعت اور توکل ایک جامہ تھا کہ خیاط قضاے الٰہی نے انھین قامت استعداد پر سیا تھا حکیم غلام حسن خان مرحوم کے مکان پر سکونت اختیار کی اور مدت العمر ہر گز اخوان زمان اور ابناے روزگار کی طرف روے التفات نہ لائے اور شب وروز شغل ظاہری تدریس علوم عقلی ونقلی رہے اور شغلہ باطن توجہ الی اللہ زبان خلق کے ساتھ گفتگو مین رہے اور دل خلق کے ساتھ مشغول یہ دو کام آن واحد مین قوال پر استدلال حکیم فلسفی کو واسطی سبطل مین سچ ہے - بای ہمہ للاعیان چو بین بود + بای چو بین سخت کمین بود + سواے علوم ظاہری کے کسب فیض باطن خدمت حضرت بایرکت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے کیا اور مرتبہ خلافت کا پایا اگرچہ سلسلہ پیری مریدی کا آپنے جاری نہین کیا لیکن استحقاق اس امر کا ہزار در ہزار مرتبہ مین کمتر نہین - اور آخر مین سکونت ہندوستان سے دل برداشتہ ہوکر بارادہ ہجرت اور راہ ای حج کے بیت اللہ کیطرف روانہ ہوے اثناے راہ مین اوتسیرین ماہ صفر ۱۲۷۲ ہجری مین نقد حیات کو تقاضاے اجل کو سپرد کیا اس واقعہ کو بیقیہ بربسکاوعہ ہونا ہے

جناب مولوی امان علی سلمہ اللہ تعالیٰ

عامل اکمل فاضل اجل صاحب بطاہر صدق وصفا زبدہ کملا داسوہ اتقیا مولوی امان علی - سادات صحیح النسب سے ہین اور تحصیل علم حدیث فیض حواہبت مولانا شاہ عبد القادر قدس سرہ کی سے کی ہے بسبب قناعت واستغنا کے کبھی اہل روزگار کی طرف رجوع نہین کی اور جینہ بر بالہ بہ کرتے ہین او جو کہ رزاق الانس والجان کی خزانہ تقدیر سے وظیفہ روز وشب ہے اوسی پر قانع ہوکر اغراض دنیوی کو وسیلہ تملق وخوشامد اخوان زمان نہین کیا جو کہ علم وعمل وطب مین مہارت تامہ رکھتے ہین اس بنا پر لطف رب جلیل وشفاے سقام لکھنا نافع علامہ کی زبانی مع بعد سے لکھی ہے اور اس حیلہ سے نقود انفاس خود کی گنجینہ عالمین نودہ قودہ ہم ہونے جاتی ہین راقم کو انکی خدمت مین نیاز واعتقاد بہ کمال حاصل ہے اور انکی طرف سے راقم پر بھی بمرتب الطاف اندازہ سے زاید وقوع مین آتی ہین غرض انکی صفات حمیدہ جو حیطہ اندیشہ مین نہین بیان مین نہین کرسکتا لکھنا اور بیان کرنا کونسا کمال ہے

جناب مولوی عمدہ جان غفر اللہ لہ

کتب تحصیلی کو بچپنے ہی مین پڑھا تھا اور مسائل علمی نہایت مستحضر تھے فاضل اجل متبحر اور عالم اکمل طبیعت نظم ونثر فارسی کیطرف بہت مائل تھی شعر نہین نظم بگین او نسیاد گارین اور اس کمال پر اخلاق ایسا کہ کسی مین اوسکا نمونہ نہین دیکھا گیا اور نہایت متواضع اور پاس نشین اور لحاظ ایسا تھا کہ کسی امر مین اوسکا عشر عشیر شاید نہین ہوا مدت تک سرکار انگریزی مین عمدہ سررشتہ داری فوجداری پر مامور رہے اور امور مرجوعہ کو نہایت ہوشیاری اور دیانت

کی ساتھ سر انجام پاچکنے سال کا عرصہ ہوا ہی کہ اس جہان فانی کو رخصت کیا راقم سے بسبب قرابت کے محبت مفرط رکھتے تھے اگرچہ نظم و نثر اونکی طبع زاد تھی طبع نہین ہوا لیکن اختصار کے ساتھ کسی قدر یہان لکھا جاتا ہی کہ اونکی خوبی معلوم ہو

ورد عشق ہیونائی کی مدد تمارت کند	آنہمہ آسود گیہا جملہ بشوارت کند + بینیم از خویش مرحالم خمروارت کند	گر حریفی تانگاہ تیز در کارت کند
	انتقام سن کشد جایی گر قبارت کند	
ای بیقیانہ واری ہر زمان گفتار مشق	وانمنت بیتاب طاقت دشتہ آزارمش + تا کجا آخر صبوری باید اندر کار مشق	سیری از حد شفای پیش بار نظار مشق
	ترسم این بیطاقتی ہا عاقبت خوارت کند	

مولوی نوازش علی سلمہ اللہ تعالی

شاہجہان آباد کی علما کی خدمت مین کتب معقولی کو حاصل کیا اور حدیث بنوی کو حضرت بابرکت مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی غفر اللہ لہ سے پڑھا استعداد کامل رکھتے ہین ازبسکہ بطبیعت ہدایت و ارشاد کیطرف مائل ہی اکثر اوقات مجلس وعظ بھی انکی ان منعقد ہوتی ہی اور ساکنین شہر شاہجہان آباد اکثر مشوق استماع وعظ و استرشاد رہتے ہین کہ واسطے اپنے اپنے گھر مین اونکو تکلیف دیوین ہین خلق و حلم مین یگانہ روزگار اور قناعت و توکل مین شہرہ آفاق ہین

مولوی محمد رستم علیخان سلمہ اللہ تعالے

تحصیل سے فارغ اور کتب ہیئت و ہندسہ کو راقم کے نانا صاحب مرحوم نواب مبر الدولہ امین الملک خلیفہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ سے بھی طرح پڑھا اور حدیث و فقہ جناب مولوی اسحق علیہ الرحمہ سے اور طب مین مہارت معقول رکھتے ہین اور بعض انکے علاج سے شفا پاچکے ہین اور کتب قدیمہ کو بھی بہت تحقیق کی ساتھ پڑھا ہی ہین عرصہ سے مالا مستعد اور فاضل اجل ہین باضافہ خدمت قلمدانگاری بر حضرت بادشاہ جمجاہ سراج الدین محمد بہادر شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطانہ کی سرکار مین مامور ہین اور خطاب صلح الدولہ حکیم محمد رستم علیخان بہادر سے ممتاز راقم سے بھی رابطہ محبت بکمال رکھتے ہین انشای نظم و نثر کیطرف کم متوجہ ہوتے ہین مگر اظہار سلطانی ہر ہفتہ انکی نثر طبع زاد کا نمونہ ہے

حاجی محمد سلمہ ربہ

ساکن مین نواح جونپور کے اور بعد ادای حج بیت اللہ کے شہر شاہجہان آباد مین وارد ہوے اور مولانا محمد اسحاق صاحب سے کتب حدیث کو تحصیل کیا اگرچہ فضون سے بھی آگاہ ہین لیکن فن حدیث کو بھی طرح سے جانتے ہین ورع و تقوی مین مستثنی ہین ماتم پنجاب مطاب مولانا خدا بخش صاحب سلطانی محمد صدر الدین خان بہادر کی خدمت مین لکھا نہ ہوتی دیکھا اور انکو جو ہر سے مطلع ہوا اسواسطے کہ حاجی صاحب موصوف مولانا ممدوح کی طرف سے مدرسہ دار البقا مین مدرس ہین

ملا سرفراز سلمہ

یہ بھی بڑے مستعد شخص ہین کتب معقول و منقول و حکمت و ہندسہ و ہیئت بہت تحقیق سے پڑھاتے ہین حدیث و تفسیر جناب مولانا مولوی صدر الدین خان بہادر سے پڑھی ہی اور اب جناب ممدوح کی طرف سے مدرسہ دار البقا مین مدرس ہین

ذکر قراء و حفاظ شکر اللہ سعیہم

اگرچہ اس شہر کرامت بہر مین فضل الہی سے حافظ اس کثرت سے ہین کہ رمضان شریف مین باوصف کثرت مساجد کے کہ حد شمار سے باہر ہین کوئی مسجد ایسی نہین ہوتی کہ اوسمین دو دو تین تین شخص کلام اللہ تراویح مین ختم نکرتے ہون اور مسجد جامع مین تو شمار سے باہر کلام اللہ تراویح مین ختم ہوتے ہین لیکن تیمناً چند اشخاص نامی کا ذکر لکھتا ہون

قاری قادر بخش سلمہ اللہ تعالی

حروف کو مخارج سے ادا کرنا جیسا کہ حق ہے اور پھر الحان داؤدی سے حق اسی حق رسیدہ خداشناس کا ہے اور دروع و تقوی کا حال تو جیسا ہے اوسکے بیان مین زبان قاصر ہے کمال قناعت سے وجہ قلیل پر اکتفا کر کر گوشہ مسکنت مین بسر کرتے ہین عمر شریف آپ کی قریب ستر برس کے پہونچی ہے

حافظ احمد سلمہ اللہ تعالی

کہین برادر حقیقی قاری صاحب موصوف کے اگرچہ قرارت مین وہ مرتبہ کمال کا نہین لیکن کلام اللہ کو اس صحت کے ساتھہ پڑہتے ہین کہ مافوق اوسکے متصور نہین اور اوراد و وظائف مین اوقات شبانروزی صرف ہوتی اور صورت سے للہیت ظاہر ہوتی ہے

قاری محمد بیگ غفر اللہ لہ

علم قرارت مین اقران و امثال سے کوے سبقت لیگئے تھے اور مخارج حروف کو اس خوبی سے ادا کرتے تھے کہ حروف کو خود اس امر پر ناز تھا غرضکہ جامع علم و عمل تھے اور ازبسکہ قناعت و توکل سے ان حضرت کا خمیر تھا تمام عمر اغنیا کے دروازہ کا نام نہین لیا دو تین برس کا عرصہ گذرتا ہے کہ دنیای فانی سے رحلت کی انا للہ و انا الیہ راجعون

قاری احمد سلمہ اللہ تعالی

ایسے عامل علم قرارت ہین کہ جسکا بیان نہین ہوسکتا اور زبان اوسکی اوصاف سے قاصر ہے دینداری اور اتباع شریعت اور اکل حلال اور اکتساب خیرات اور اجتناب از نواہی سب ایک ذات ستودہ صفات مین جمع ہین اس جامعیت کے ساتھہ افراد بشر سے کم نفر مین گذرا ہے

حافظ عبد الرحیم سلمہ اللہ تعالی

اگرچہ علم قرارت حاصل نہین اور تجوید حروف جسقدر چاہیے اور اوسکا نام قرارت رکھا جاوے اوسکے پڑہنے مین محسوس نہین ہوتی لیکن فضل واہب العطیات سے آواز خوش اور طیب لہجہ اسطرح عطا ہوا ہے

کہ طیور کو طیران اور پانی کو جریان سے باز رکھتا ہے اوسکا ایک ادنے وصف ہے جس مجلس مین اس مرد خدا نے قدم رکھا اور بارادہ قرارت قران لب ہلایا اہل مجلس سراپا گوش اور گوش سراپا نیوش ہوکر متوجہ ہوجاتے ہین بلکہ جسوقت خاص و عام کے گوش زد یہ ہوتا ہے کہ آج فلان مجلس مین اس صاحب کمال کا گذر ہوگا اجتماع خلایق سے وہ مجلس حکم میلہ کا بہم پہونچاتی ہے اور اونکے قران کے پڑہنے مین وہ اثر ہے کہ وقت استماع کے سامعین کو دنیا و مافیہا فراموش ہوجاتے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء —

ذکر بلبل نوایان سواد جنت آباد حضرت شاہجہان آباد

بہر کجا کہ روم وصف دوستان گویم	برای یار فروشی دکان نمی یابد

جناب مرزا اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی

ہماے اوج مفاخر و معالی جاگزین سدرۃ المنتہی مراتب بلند و مدارج عالی موسس اساس شیوا بیانی بانی بناے الفاظ و معانی عندلیب بہارستان سخن گستری طوطی شکرستان معنی پروری اوج سماے برتری و دالا تباری مہر سپہر بلند اختری و گردون اقتداری شاگرد رحمن استاد سحبان المعی زمان لوذعی بیان فرزدق دہر دلبید اوان سمی وصی رسول اللہ جناب مستطاب مرزا اسد اللہ غالب تخلص دیوان حافظ انکی لسان الغیبی کے عہد مین دلون سے فراموش زبان خلاق المعانی انکے معنی ایجاد کے زمانہ مین خاموش چراغ انوری انہین کی شعلہ فکر سے روشن اور سینہ آذری انہین کی آتش حسرت سے گلخن عنصری انکے رشک افکار سے ایسا جل گیا کہ گویا اوسکا پیکر فقط عنصر آتش سے متکون ہوا تھا اور سحبانی اونکی حسرت کمال سے ایسا رویا کہ مگر اوسکی بینائی چشم فقط عنصر آب سے بنی تھی زلالی انکے چشمہ ہنر کا تشنہ لب اور ابو اسحاق اطعمہ انکے خوان استعداد سے نعمت طلب خاقانی اس خسرو معنی کی کمتر رعیت اور خسرو اس بادشاہ سخن کے آگے سرگرم خدمت ملاحت کلام سعدی انکے خوان فیض کی نمک خوار اور شیرینی زبان حافظ انکی نعمت مقال سے روزینہ وار رنگینی معنی سے صفحہ کو گلرنگ اور طراحی فکر سے کاغذ کو ارژنگ کرنا خاصہ اسی چمن طراز سخن وری اور نقاش صحیفہ ہنر پروری کا ہے اگر الفاظ ثقیل سے گرانی اوٹھاے تو کوہ کاہ کا حکم پیدا کرے اور اگر سخن مین متانت صرف کرے تو ورق بیاض صدمہ صرصر سے جگہ سے نہ ہلے قلم انکا معنی روشن کی تراوش سے فوارہ نور اور عبارت پاکیزہ انکی لطف کیفیت سے شراب انگور اگر اس سخن طراز کے کمال استعداد کو جو طرف حصر و شمار سے افزون ہے خامہ دو زبان بیان کرے اول چاہیے کہ بلکہ عقل فعال سے عاریت مانگے اور زبان قلم تقدیر سے مستعار لے ۔ مین ارادہ کرتا ہون

کہ اس حضرت کے اوصاف حمیدہ اور محامد پسندیدہ کو دفتر کتاب مین درج کرون اور عقل فریاد کرتی ہے کہ ہرگاہ
مینے اس نقد سس جوہر اور امداد میدان فیاض کے ساتھہ جب اس امر کا قصد کیا کارکنان بارگاہ بلال سے کمی استعداد کا
طعنہ سنا اور سوی ادب کی سرزنش حاصل کی تو بالا ہمہ نقصان عقل و ہوش کس شمار مین ہے فی الحقیقت مگر لنگ لنگان
اپنے تئین جادہ مقصود مین ڈالدیا تو ہوس حق السعی یعنی شاباش کی متوقع ہوئی اور حال یہہ ہے کہ دشوار پسندان بلند
فکر بلکہ دقیقہ یابان انصاف طینت کے آگے حصول صلہ آفرین تو کیا خجلت نارسائی اور طعنہ ناعاقبت بینی سے سر اوٹھانیکو
جگہہ نہ ہیگی ظہوری نے سچ کہا ہے ٭ کسی کہ عہدہ ثنائے کسے بیرون نیاید چرا اول بعجز اعتراف نہ نماید ٭ بہتر یہ ہے کہ فکر
کو اس اندیشہ محال سے باز رکھے اور اپنی نارسائی کا پردہ فاش نکرے بیت بامی است بصد بلند و پستی ٭ ہان پای
نہ لغزوت نرستی ٭ نام نامی اور اسم سامی انکے ولد ماجد کا عبد اللہ بیگ خان تھا آپ اتراک سے ہین اور سلسلہ آپکے
کا افراسیاب و پشتک تک پہونچتا ہے آپ کی بزرگ سلجوقیون کے عہد مین بسبب اسکے کہ اونکے ہمجنس و ہمگہر تھے فرمان روائی
رکھتے تھے ٭ جب سلجوقیون کی عہد سلطنت کا دور اتمام ہوا انکے اباو اجداد نے سمرقند مین توطن اختیار کیا اس حضرت
کے جد امجد اپنے پدر مشفق سے ایک امر سہل پر قدری شکر رنج بہم پہونچا کر ہند مین تشریف لائے اور لاہور مین معین
الملک کے رفیق ہوئے اور اوسکے تباہ ہونے کے بعد وارد دہلی ہوکر سلطان عہد کی سرکار مین سررشتہ ملازمت کو ہاتھہ
مین لاکر سلسلہ چاکری کو استحکام دیا حضرت ممدوح کے والد ماجد دہلی مین متولد ہوئے اور یہین نشو و نما حاصل کی پھر کسی
سبب سے بود و باش اکبرآباد مین اختیار کی اور حضرت ممدوح کو والدہ مشفقہ کے کنار شفقت اور آغوش عاطفت مین
پانچ برس کا چھوڑکر جناب نعیم کے گلگشت کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے چچا حقیقی نصر اللہ بیگ خان کہ اوس عہد مین
میرٹھ کی طرف سے اکبرآباد کے صوبہ دار تھے آپکی پرورش اور تربیت مین مصروف ہوئے جب ہندوستان مین تصرف
حکام انگریزیکا ہوا نصر اللہ بیگخان لارڈ لیک بہادر کے رفیق ہوکر چار سو سوار کے رسالہ سے اعادی بادپیما کے ساتھہ
سرگرم جنگ رہے جرنیل لیک صاحب نے اس کارنمایان کے صلہ مین دو پرگنہ مضافات اکبرآباد سے اونکی حین حیات
تک جاگیر مین عطا کیے پھر اونکے سانچہ ناگزیر کے بعد جو ۱۸۰۶ء مین پیش آیا اور جاگیر موافق قرارداد کے ضبط ہوئی اور
جاگیر کے عوض مین اس حضرت کی واسطے نقدی مقرر ہوگئی پھر وہان سے بسبب انس طبیعت اور میل خاطر کے شاہجہان آباد
مین تشریف لائے اور اوس معاش پر قناعت کرکے گوشہ نشینی اختیار کی ہے اور بہترین شغل آپ کا اس عالم
تنہائی مین سخن سنجی اور معنی پروری ہے حق یہہ ہے کہ جان سخن پرست اور سر معنی پر بار احسان رکھتے ہین ہر دایرہ انفاس
دہن شکر اور ہر حرف زبان سپاس ہے انکی نعمت تربیت کا راقم آثم کو جو اعتقاد انکی خدمت مین ہے اوسکا بیان

نہ قدرت تقریر مین ہے اور نہ احاطہ تحریر مین آسکتا ہے اور چونکہ ✤ دلہا را بدلہا راہ باشد ✤ آن حضرت کو بھی وہ شفقت
راقم کے حال پر ہے کہ شاید اپنے بزرگون کی طرف سے کوئی مرتبہ اوسکا مشاہدہ کیا ہوگا مین اپنے اعتقاد مین انکے
ایک حرف کو بہتر ایک کتاب سے اور انکی ایک گل کو بہتر ایک گلزار سے جانتا ہون اور اگر دیکھا جائی تو حق بھی یہی ہے خوشا
از حال ان لوگون کا جو آپ کی خدمت بابرکت سے مستفید ہوتے ہین اور جواہر گرانمایہ کہ آپ سی حاصل کرتے ہین اوسکو
مغتنم جانکر بھی خرد دان حافظ مین محفوظ اور بھی صندوق بیاض مین امانت رکھتے ہین اسطرحکے مضامین عطای پر مستفید کے
پاس خردار خروار فراہم آگئے ہین اور چونکہ مثل مبدا فیاض کے آپ کی طبیعت فیض موہبت نسبت بخل سے مبرا ہے آپکو
اون جواہر بے بہا کے اعطا مین کچھ دریغ نہین آرے ✤ نطقش کہ بدوست جان توانا ✤ چون بادہ خرد فزای دانا ✤
آپ کا جواہر خانہ نفائس سخن حد شمار سے افزون اور ظرف حصر سے بیرون ہے ایک دیوان قصائد و غزلیات کا تیس جزو سے
زیادہ مرتب اور منطبع ہوا ہے اور اسی طرح سے نثر اور ایک کتاب پنج آہنگ نام نہایت فوائد جلیلہ پر مشتمل قریب چودہ
پندرہ جزو کے آپ کے نتائج فکر سے ہے کہ منتہیان معنی رس کے واسطے مغتنمات عظمی اسی ہے اور ایک مثنوی مشتمل اوپر غزوات
حضرت رسالت دستگاہی ختمی پناہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اگرچہ ہنوز ناتمام ہے لیکن پھر بھی قریب پندرہ سولہ جزو
کے ہو چکی ہے انشاء اللہ تعالی جسوقت اتمام کو پہونچے گی گلدستہ بزم احباب ہوگی ✤ راقم تیمنا و تبرکا کچھ نظم اور کچھ نثر
اس کتاب مین لکھکر ہدیہ نظر ارباب شوق کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ نظم کس رتبہ کا ہے اور نثر کس شان کے ساتھ

آرایش گفتار در ظہور ہور و نمودار ی صبح

دلیلہ سرہنگ سیاستگاہ روزگار بہ بازخواست خاتم سلیمانی گلوی اہرمن شب در ہم افشرد و آن رخشندہ گوہر یزدانی
را بدان روشنی کہ تو پنداری آفتاب ہست از دہانش بدر آورد گلزار زندگی را کہ بشکنجہ خزان خواب برگ و بار فرو ریختہ بود
ہنگام کشایش نوبہار فراز آمد و قدح و شیشہ میخانہ را آب رفتہ بجوی و خمار آلودگان شبانہ را رنگ پریدہ بروی
باز آمد تو بتو پردہ ہاے ظلمت کہ بر روے آفاق فرو ہشتہ بود از میان برداشتند و شادروانی از نور بدان درازی
کہ پہنای گیتی را فرو گیرد در جہان برافراشتند ✤ سحر ز نور رقیبانہ برکشاد بساط ✤ شب از نہیب غریبانہ در نوشت گلیم
خسرو زرین افسر زمردین اورنگ ✤ چون خواست کہ لوای جہانکشا بہ تسخیر ہفت کشور افراز د نخست لشکریان را بچشم داشت
ہمواری راہ بتاراج گنج گوہر پروین صلا زد بخونگرمی اوباش گرسنہ چشم لوامع سحری آتش فتنہ بدانسان در گرفت کہ
کالای ناروای تنگمایگان شبنم نیز دران دستبرد بیغما رفت بسپاس فیروزی و شکرانہ بہروزی خمستان نور را در کشادند
و ذرہ ذرہ را باندازہ گنجائی وقت از ان بادہ روشن در دادند خاک زبر درختان کہ آبروی صافی آشامی و طالع روشناسی

شہر یارش نبود ہم بدان درد سنایہ کہ بجنب تقسیم دران صلای عام بوی رسید مستی آغاز نمود سایہ با اینہمہ کہ در تقسیم از روشنی دور است ہم از اسباب شوکت جہانگیری حضرت نور است حقا کہ اگر اینمایہ تیرگی باقی نمیگذاشتند پروانہ مغز لی ظلمت شب یکدام مدادنے نگاشتند ؛ مثنوی ؎ با مدادان کہ شب روان سپہر ✣

نقد جان باختند در رہ صبح	دہشت وز دا زمیان برخاست	از سر کوچہ پاسبان برخاست ✣
بستگی روی نافت از در	رفت بیوند بالش از سر	کرد از راہ کاروانہا جست ✣ ✣
کونہ کون مرغ زاشیانہا جست	در نہانخانہای سوز و گداز	دل زاندوہ رست و شمع از کار ✣
مہر انمایۂ فروغ و فراغ	خونہای ہزار شمع و چراغ	کشت شمع و چراغ ہر خانہ ✣ ✣
وزہ سر کرد رقص پروانہ	نوعروسان خویشتن آرای	کوہرین یارۂ نگارین پاے ✣
پیش ازان دم کہ دست در دشتند	رست و پا از خمار فرو شستند	شاہد باغ را بجلوہ گری ✣ ✣
تازہ گردید رسم پردہ دری	تا دمان ہمدم بگوشہ باغ	نقد چشم نمیاز بدوانج ✣
بر لب آب جوہر آئینہ	دید روئے خود اندر آئینہ	چرخ نیرنگ ساز شعبدہ زای ✣
کردہ از زاغ آشکارہای	تیرگی از میان کنار گرفت	کار بہ روشنی قرار گرفت ✣ ✣

صبح صادق برات نور آورد ✣ روشنی مژدۂ سرور آورد ✣

سخن در ہجوم ظلمت شب

ہنگامی کہ روشنی روز کہ جان جہانی زندہ یاد ست از ہنگامہ روی برتافت و تاریکی شب کہ نمودار ہی انجم رخشندہ باد ست بر آفاق دست یافت آفتاب جہانتاب را روزگار یکتاتازی سر آمد اخیل خیل خفاش از ہر گوشہ و کنارہ بپرواز اندر آمد شبباز سپہر پس از آنکہ دران سیاہی پردۂ برافراخت ✣ بازی چند از پس آن پردہ نمودار ساخت شام آمد و رفت سر بپابوس خیال ✣ بر تخت شبی نشست کاوس خیال ✣ از گردش گونہ گونہ اشکال نجوم ✣ گردید دماغ و ہر فانوس خیال ✣ بدل گشتن خرام تذرو سایہ ✣ بباں افشانی پروانہ پر سوختہ و پر توشمع افروختہ بینوایان روشناسان باغ در آشیانہ و بچراغ رسیدن گنہای چند از دد دمان پردانہ پیرامن افتادن خسرو روز در ستیزہ و خندۂ دندان نمای زنگی شب برین آویزہ و چیرہ و دستی سپاہ زنگبار بر لشکر روم و فتوحی ہلیل بمشاہدۂ غوغای یوم ہمچشمی شاہ درخفتن بہ نجت و زوان گرفتار و بطرحی و زد و در بیداری لطایع شاہان کامکار از پس پردہ سر بر آوردن دوشیزگان شوی نادیدہ آسمانی و فرو خفتن کشادہ رویان سواد سیہ چمن بیاکدلانی

بدرجستن ماہی و خرچنگ و برہ و گاو از ہر کرانہ و دمدمہ لابہ کنان خرامیدن شیر اندرانیسانہ و شکستہ شدن طلسم روز
برہنمای لوح ماہ ✤ درخ نمودن صد ہزار پریزاد از یک پرند سیاہ ✤ بدان بوالعجبی باز در کار و میان نہاد
کہ چرخ پیر از کمکشان انگشت حیرت بدہان نہاد **مثنوی** ✤ شام گو جادوی مشکین لباس

ہم بہ ہنر ہم بہ اثر روشناس	تازگی کسوت عباسیان ✤	تیرگی خاطر شماسیان ✤
غالیہ سای نفس مقبلان	پردہ کشای ہوس بیدلان	ہمسبق پردہ کشایان راز ✤
ہمنفس پردہ نشینان ناز	نکتہ وران را بہ سخن جانفزای	راہ روان را دم راحت کشای ✤
رہبر دردان بہ نہانخانہا	قاسم مہتاب بہ ویرانہا	سرمہ اواز خرابستان ✤
شہپر پروانہ مناجاتیان	رام کن شوخ عروسان بشوی	غازہ نہ شمع شبستان بروی ✤
بربط آوازہ شبگیرہا	رشتہ شیرازہ زنجیرہا	خجستگی آئین شب را نازم کہ اگرچہ

تیرہ و ظلمانی ہست لیکن جمعیت بہ روزگار کشش بدان فراوانیست کہ ہر خفتہ دیدہ وران بجست و جو شتافتند
جز طرۂ مہوشان و خواب عاشقان کہ ازین ہا ایمن پریشان ہست و ازین بہ بستر و مہ جا باز پراگندگی نشان نیافتند زیرا کہ

شب جمعیت سویدای دل اہل کمال ✤ سر ہا بہ وہ حسن بزلف و خط و خال ✤ معراج نبی بشب ازان بود کہ نیست ✤
دستی شایستہ تر ز شب بہر وصال

عبارت در صنعت مقطع الحروف

ردان را داد و داور روزرشش بر از	در او ردواز روان دل را در آواز	روان در دل روشش زان راز دارد
درون دل روشن او از دارد	روان آوار ہا دادی در روشن	رہ آور دہ دل روی زر و شن
دواع روح دار دل دران راہ	ز روح آوخ زدل در دو ز راہ آہ	راز دار ترب دود و دوازدہ واژ

ان در دری درج در رود او رود **وزن** ذات او را و زارت دادار ✤ در او در ردان دل زدار ✤
دی روز از زراہ ارادت روی دل زارزی داور روزی دہ آور دم در اے دل دران راہ آواز در ای دری
در دادو داور دردان درای آرا سار آور دان روزی دہ آدم دود دام ✤ در دشن دل زار را دل آرام
در روز از دل آدم را دل داد در دان داد داد ادراک را در روزن دل ✤ رود داد آدم زاد از زای زر درای زر
آور دو دل رود دل ز دو داع از زدو داد آب رز در دو در دآور دو آز زر روی ز دان داد از دل در دہ دہ دان
ادراک از دان زدہ دہ ز در ز در در دون دل آرہ دون دل ازان آرہ ذرہ ذرہ از در دل آب در دو دع و آرام

دل مرا زار زار در دغ دل داوہ از دار وارہ روم تا زدر دور رہ آوارہ رہ را از ذوق آزادی در آرام در روی دل دادم روم
وارہی در رہ دل از درد دوری دام و درم مرآ زار زاری در دی در راہ آری از درد زدورہ زن در آزاری
سہ و نرخ آن از درد و داغ آوازہ اش ✤ ارزد آزو آزرد دروازہ اش ✤ راہ رہ دل آزراغ و ذوق راغ ✤ راہ رہ از رہ و
از آواز راغ ✤ وہ وہ ای آدم زاد از درد ای از داد و از آزرم و درای زر در رہ دار از دوری ز زر در روی رہ داری دل آزاد
را در دام آر زدی و رم در آور در رہ ان و ران را از زاری دل آزردن و اور را از ذوق دان و داغ آزار دل نخ دای و دل را از زاری دور دار

انتخاب غزلیات

اشیا یانہ کشد خار رہت دامن ما
بنود امید شرش جان در تن با با تن ما
تار و د شکوہ تیغ ستم آسان از دل
خود ز رشک است اگر دل برد از دشمن ما
دعوی عشق ز ما کیست کہ باور نکند
نشود گرد خیابان ز رہم نوسن ما
ما بنود یم بدین مرتبہ راضی مخالب
بر دوست راہ ذوق نظر بستہ ایم ما
فرمان ور دنا چہ روائی گرفتہ ہست
متاعم را بغارت دادہ اند از نازروائی ما
سوز د زبسکہ تاب جمالش نقاب را
پس از عمری بیادم و در ہم و لولہ پیکان را
بنخود بوقت ذبح تپیدن گناہ من
چندانکہ ابر نیسان در گوہر تفرنی است
ہر چہ بنلک نخواستہ بگذرد از فلک نخواست
ہم محک تو زر ندیدہ ہم زر من محک نخواست
ہند ہزار شیوہ راطاعت حق گزار نخود

گوئی این بود از زین پیش ہمہ پیراہن ما
سایہ و چشمہ بصحرا دم عیسے دارد
بخیہ بر زخم پریشان فتد از سوزن ما
می پرد مور مگر جان سلامت ببرد
می جہد خون دل ما ز رگ گردن ما
طوطیان را بنود ہر زہ جگر گون منقار
شعر خود خواہش آن کرد کہ گردد فن ما
با بندہ خود این ہمہ سختی نمیکند
صد جا چو فی نبالہ کمر بستہ ایم ما
گد دمی چون زمی یا یم خیان بر خشین مالم
دانم کہ در میان نہ پسند د حجاب را
نمرہ در ہم و پیراہن چاکش نگرید
دانستہ دشنہ تیز نکردن گناہ کیست
گمان زیست بود ہ بر منت ز بیدی
ظرف نقتہ می نجست با مہ ما نزک نخواست
خرقہ خوش است در بہا چہ چنین خشن خوش است
یک صنم بسجدہ در نامدہ نشتر نخواست

بی تو چون باد کہ در شیشہ ہم از شیشہ جدا
اگر اندیشہ مترس نشود در ہنر ما ✤
دوست با کینہ ما مہر نہان مے ورزد
تا چہ برق ہست کہ شد نامزد خرمن ما ✤
سخن از لطافت نپزیرد تحریر
خورد خون جگر از رشک سخن گفتن ما ✤
نقشی خود بہ را نگر بستہ ایم ما ✤
خود را بز در بر تو نگر بستہ ایم ما ✤
نیز نم التفات در دور ہنر بے بنازی مبین
کہ بندارم سر آمد روزگار بی نوائی ہا ✤
رسید نہای منقار ہما بر استخوان غالب
اگر از ناز بخود ہم نگرا یدچہ عجب ✤
نازم بہ زود یا بی نازد بگوش دگران
بداست مرگ دلی بد تر از گرانی نیست
جان در علم بخیر علم ز جاہ بے نیاز ✤
عشق بہ خار خار غم پیر ہنم تنگ نخواست
سہل شمر د سر سری تا تو ز عجز نشمری

غالب اگر بداوری داد خود از فلک بخواہ
تا ہمچو من ستمکشی دیگر نیافرید

در کشاکش صعف گسلد روان از تن
ہر چند کز تحمل ما بر جفای خویش

گر تیغ در کمان بہ نشاط کشند نیست
اینکہ من نمی میرم ہم زنا توانی ماست

دوشینہ بستی کہ یکید ست لبش را
لذت عشقم ز فیض بیتوانی حاصل ست

زہی شگفتگی دل کہ از جبین پیداست
کام روز بہ پیمانہ می در شکراب ست

چشم بد دور چہ خوش می گذرم امشب و دوش
در دروغن بچراغ و کدر می بہ ایاغ

کہ بندہ خوبی او خوبی خداوند ست
نفس سوختہ در سینہ پریشان شدہ ست

در ازی شب و بیداری من نیمہ نیست
شد فگار از نازکی چندان کہ رفتار نماند

عمس بخانہ و شہ در حرم سراخفت ست
زنجت من خبر آرید تا کجا جفت ست

نہ بدر جستہ شرار نہ بجا ماندہ رماد
حاجت آفتابہ و روزنم ز ریزہ ہای بچراغ

بیچارہ باز داد دمی مشکبو گرفت
سوختم لیک ندانم بہ چہ عنوانم سوخت

بردی صبد لوازدوق استخوان تقشی
خود آدمین قدح می بنوش و ساقی شو

خاکم ار کادی ہنوزم ریشہ در تخم ست
ہمازنیزہی پر دواز بسمل افتاد ست

میان غالب و اخفہ تراع شد سانے
نشاط جم طلب از آسمان نہ توکت جم

گر نیست خوان نوال من چین چہ جبت
بیا بہ لابہ کہ ہیجان قوت غضبی ست

حق آن گرمی ہنگامہ کہ دارم نشناس
اہ از شرم تو ناکامی مازد باشں

ہمچنان در شمارہ قرع ست
ای کہ در بزم تو نامم بہ چراغ دم صبح

فغان من دل خلق آب کرد و در نہ ہنوز
کفیل ہوش خودم وقت می نریم طیب

دادہ زیادی بر دل کز یاد میدہد
نگفتہ ام کہ مرا کار با فلان افتاد

ای آنکہ از غیر در بہ ہیچم نمی خری
نازم بامتیاز کہ بگزشتن از گناہ

بنوعی گفت می ایم کہ میدانم نمی آید
زان پایہ باز گوی کہ پیش از نظہور بود

در بغل و شہ نہان ساختہ غالب امروز
لبستن ہیچم داند وہ گر رشک گردم

دستی کز باشست بخون کہ فرو برد
یک گریہ پس از ضبط دو صد گریہ بصاد

نان شکوہ کہ خالم دلدار نازک ست
از دوست میل قرب بگشتن غنیمت ست

آنچنان تنگ ست دست من کہ پنداری دل
رسید تیغ تو ام بر سر و ز سینہ گذشت

تا خود از شب چہ بجا ماند کہ مہمان شدہ ست
اگر نہ بہر من از بہر خود غریزم دارد

نازنین بالش بکوی غیر بوسیدن نداشت
عمت بشہر شبخون زنان بہ بنگہ خلق

دل بہ بیرونقی مہر و رخشانم سوخت
رضوان چو شہد و شیر بہ غالب حوالہ کرد

کہ آخر از طرف تست گر جوابی ہست
کہنہ نخلی تازہ از صرصر زیا افتادہ ام

قدح مپاش بہ یاقوت بادہ گر عنبی ست
جیحون و نیل منت دست ست از خدا بترس

در تلافی پایہ مہر و وفاے ما مسنج
فا صد من براہ مردہ دمن

بشرط انکہ ز نیک تلزم فزون ندہد
مست عطای خود کند ساقی بانہ مستے

بادیگران ز عفو و با از غرور بود
چہ عیش از روعدہ چون باور ز عنوانم نمی آید

بہرم از غیر دلی را کہ خزین تو شود
مارا نبود ہمتی و اور انبود صبر

تا نمی ان ز بہر تو انم رکلو بر د

بوصل لطف باندازه تحمل کن ✤
کز تپیدن دل افگار بمرهم نرسد ✤
بر خویشتن ببخشای گفتم دگر تو دانی
دعا کنید که نوعی ز امتحان نبود ✤
نازم فریب صلح که غالب ز کوی تو
تنم از لاغری صد خرده بر موی کمر گیرد
بدین قدر که لبی ترکنی و من بمکم
می یکدو قدح بود فریبم به سبو داد
بی دوست ز بس خاک فشاندیم بسر
عیشی بخیال اندر و داغی بجگر بر ✤
مطرب به غزلخوانی و غالب بسماع است
وان سینه سودن از تپش بر خاک نمناکش نگر
رقیب یافته تقریب رخ بپا سودن
گیرم که خود از قست دری را چکند کس
مفت یاران وطن کز سادگیهای منست
در سور نوحه خوان و به بزم عزا برقص
همدم نمک به زخم دلم مشت مشت ریز
از بذله سنجان چند کس در یک نشیمن گشته جمع
گیرم امروز دهی کام دل آن حسن کجا
ز پاره جگرم در دهن نهاد عقیق ✤
گیرم ز تو شرمنده آزرم نباشم
هم اسد اللهم و هم اسد اللهیم
از او بیم نخواهی و ترسم کزین نشاط

که مرگ تشنه بود آب چون ز سر گذرد
می به زهاد مکن عرض که این جوهر ناب
دارم دلی که دیگر تاب جفا ندارد
پی عتاب همانا بهانه می طلبد
ناکام رفت و خاطر امیدوار برد
دلم در کعبه از تنگی گرفت آواره خواهم
ترا ز باده نوشین چه مایه کم گردد ✤
ز بیتابی رقم سویش دود چون نامه بنویسم
صد چشمه دانست بدان راهگذر بر
بالد بخود آنمایه که در باغ نگنجد ✤
ساقی من و آلات می از حلقه بدر بر
برقی که جانها سوختی دل از جفا سر فرش بین
ترا که گفت که از بزم سرگران برخیز
پیچد بخود ز وحشت من پیش بین من
در غریبی مردن و از جور باز آوردنش
پاداش هر وفا بجفای دگر کند
آخر نه پرسشی بسزا بوده است شرط
زین دود و زین شراره که در سینه من است
اجر ناکامی سی ساله ما گشت تلف
منمای رخ بما که بدعوی نشسته ایم
تا رفتن مهر تو ز دل چون رود از دل
بخشش خداوندی گر فراخور ظرف است
بالم بخود چنان که نگنجم به بند تو ✤

دوری درد ز درمان نشناسی هش دار
پیش این قوم به شور ابه زمزم نرسد
به التفات نگارم چه جای تهنیت است
شکایتی که ز ما نیست هم به ما دارد ✤
سرت گردم اگر پای نزاکت در میان نبود
که با من وسعت بتخانهای هند و چین گوید
ساقی دگرم برو به میخانه ز مسجد ✤
بعنوانی که دانی دود بر میخیزد از کاغذ
از خلد و سقر تا چه دهد دوست که دارم
سروی که کشندش بتمنای تو در بر
در گریه از پس نازکی رخ ماند و بر خاکش نگر
شوخی که خونها ریختی دست از چنان پاکش نگر
تا یافته بارم به زاندن چه شکیبم
تشبیه من هنوز به مجنون نکرده کس
فرسوده رسمهای عزیزان فرو گذار
غالب ببین که دوست چسان میدهد عوض
هر چه خوش باشد به وی آتش به پیش و مرغ و می
سازم سپهر گر نه بسامان خورم دریغ
حدیث تشنگی لب به پیر ره گفتم ✤
در خلوتی که ذوق تماشا شود هلاک
غالب نام آورم نام نشانم مپرس
هم بهوش پیشی ده هم بمی تو نگر کن ✤
خجلت نگر که در چشمانم نیافتند ✤

جز روزہ درست بصہبا کشودہ
با ہیچ کافرین ہمہ سختی نمیرود
ای شب بمرگ من کہ تو فردای کیستی

رباعی

ای دادہ بباد عمر در لہو و خسوس
زنہار مشو ز رحمت حق مایوس
ہش دار کز آتش جہنم حق را
تہذیب غرض بود نہ تعذیب نفوس
چون درد تہ پیالہ باقی است ہنوز
شادم کہ بہار لالہ باقی است ہنوز

در کیش توکل غم فردا کفر است
یکروزہ می دو سالہ باقی است ہنوز

اشعار ریختہ

کاوکاو سخت جاتی ہای تنہای نپوچہہ
صبح کرنا شام کا لانا ہی جوی شیر کا
تہی نو آموز فنا ہمت دشوار پسند
سخت مشکل ہی کہ یہہ کام بہی آسان نکلا
تہا زندگی مین مرگ کا کہٹکا لگا ہوا
اوڑنی سے پیشتر بہی میرا رنگ زرد تہا
کی میرے قتل کے بعد اوسنی جفا سی توبہ
ہای اوس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
دوست غمخواری مین میری سعی فرماوینگی کیا
زخم کی بہرتی تلک ناخن نہ بڑہجاوینگی کیا
وای گر میرا ترا انصاف محشر مین نہو
اب تلک تو یہہ توقع ہی کہ وہان ہو جائیگا
دریای معاصی تنک آبی سی ہوا خشک
میرا سر دامن بہی ابہی تر نہوا تہا
سر پہوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا
یاد آگیا مجہے تری دیوار دیکہہ کر
جان ہی بہای بوسہ ولی کیون کہی ابہی
غالب کو جانتا ہی کہ وہ نیمجان نہین
قاصد کے آتے آتے خط ایک اور لکہہ رکہون
مین جانتا ہون جو وہ لکہینگے جواب مین
مین اور حظ وصل خدا ساز بات ہے
جان نذر دینی بہول گیا اضطراب مین
بلا سے گر مژہ یار تشنہ خون ہے
رکہون کچہہ اپنی بہی مژگان خونفشان کی لئے
گدا سمجہہ کے وہ چپ تہا میری جو شامت آئے
اوٹہا اور اوٹہہ کی قدم مینی پاسبان کی لئے
ظالم مری گمان سی مجہو منفعل نچاہ
ہی ہی خدا نکردہ تجہے بیوفا کہون
مند گئین کہولتے ہی کہولتی آنکہین غالب
یار لائی مری بالین پہ اوسی پر کس وقت
شب کو کسو کی خواب مین آیا نہو کہین
دکہتے ہین آج اوس بت نازک بدن کی پانو
کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینے کی بہی امید نہین
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید
نا امیدی اوسکی دیکہا چاہیئے
زندگی اپنی جب اس شکل سی گزری غالب
ہم بہی کیا یاد کرینگی کہ خدا رکہتے تہے
نقش کو اوسکی مصور پر بہی کیا کیا ناز ہے
کہینچتا ہی جسقدر اوتنا ہی کہینچتا جای ہے
گرچہ ہی طرز تغافل پردہ دار راز عشق
پر ہم ایسے کہوی جاتے ہین کہ وہ پا جای ہے

یہانتلک میری گرفتاری سی وہ خوش ہی کہ بس
زلف گرین جاؤن تو شانہ مین اولجہا دی مجہے

نواب محمد ضیاء الدین احمد خان بہادر نیر رخشان تخلص سلمہ اللہ تعالی

بہار افروز دولت و اقبال بانی مبانی جاہ و جلال مہر سپہر فلک پایگی و آسمان اقتداری محور چرخ والا ہمتی

گردون مداری زبدہ بلند پایگان آفاق نوبہار گلشن اخلاق نخل بند حدیقہ حشمت بلند چمن پیرائے مراتب ارجمند
مسند نشین دولت خداداد عظمت نہاد اقبال نژاد یگانہ عابد روزگار وحید اراکین شہر و دیار مرجع امال
عالم و مآب مارب جہان نواب محمد ضیاء الدینخان بہادر نیر رخشان تخلص دام اجلالہ انکی رفعت شان کے سامنے بلندی
آسمان کی کمتر ہے پستی زمین سے اور انکی حشمت و اقبال کے آگے جاہ سکندر اور دستگاہ دارا ادنی ہے مرتبہ بندہ
کہین سے ذرے انکے آستان کے بسبب بلندی کے دور سے فروزان ہین عوام کی نظر مین کواکب آسمان ہین فلک
نے داغ غلامی انکا اپنی پیشانی پر جلایا اوسنے عالم مین آفتاب نام پایا ابر نیسان انکی گہرباری سے عرق آلود انفعال
اور دریا انکی جود سے مالامال اگر انکے بحر کف سے سمن کو آب دیوین مانند گل کے زردار ہو جاوے اور اگر انکی
سحاب عشرت سے لالہ کو سیراب کرین مانند یاسمن کے بیداغ نظر آوے انکی سخاوت نے صدف کو مٹھی بھینچ کے
جرم سے دریا مین غرق کر دیا اور انکی جود نے بغل و جواہر چھپانے کے گناہ سے کوہ بدخشان کو سنگسار کیا ذرہ اگر انکی
راے سے استعانت کرے ریگ زمین چشمہ خورشید سے موج زن ہو صرصر اگر انکے خلق سے مدد چاہے موسم خزان
رشک گلشن ہو دولت انکی بدولت بلند پایہ اور اقبال انکے اقبال سے رفعت سرمایہ انکی کثرت جود سے قارون اپنی تہیدستی
سے حیران اور انکی افراط بخشش سے ابر نیسان اپنی بے مایگی پر گریان انکی سخاوت کے دور مین حاتم کو سخی کہنا سخن
استہزا ہے اور انکی شجاعت کے سامنے رستم کو شجاع ٹھہرانا کلام ظرافت انتما صبح انکے خندہ لطف سے نمایان اور
آفتاب انکے ضمیر سے درخشان سخاوت اور انکی طبیعت جیسے موج اور دریا لطف اور انکا مزاج جیسے خضر اور
آب بقا انکے صیت کرم نے حاتم کو سرگرم دریوزہ کیا اور انکے انعام عام نے جعفر کو سرمایہ جود و کرم دیا انکے
گرمی عزم کے آگے سرعت آسمان خاک سے افسردہ تر اور انکے اخلاق کے سامنے بہار خزان سے پژمردہ تر انکی شمشیر سے
مصاف اعدا ارغوان کار اور انکے لطف سے بزم احباب زعفران زار سبحان اللہ انکی رفعت مرتبہ آسمان سے
ہم پہلو اور انکی رسائی تدبیر تقدیر کے ساتھ ہم باز و لطف سخن سے نفس انکا رشتہ گوہر اور صفائی عبارت
سے کلام انکا موج کوثر سخن کو اس صاحب قدرت کی زبان سے وہ رتبہ حاصل ہوا ہے کہ اگر ہر حرف کو دعوی
دو حرف کن کا ہو تو لائق ہے اور کلام کو اس والا فطرت کی طبیعت سے وہ پایہ بہم پہونچا کہ ہر نکتہ اوسکا
الہام سے اور ہر دقیقہ اوسکا کشف سے فائق ہے مضامین غزل کی شوخی بعینہ خرام آہو اور عبارت کی
متانت بلند و قارون کی اوضاع سے مشابہ ہے موبمو بہار طبیعت کی گلفشان اور نسیم نفس کی نہال نشان
فکر انکا مثل ملایک کے آسمان پیما اور اندیشہ انکا مانند دعاے مستجاب کے تا عرش رسا سبحان اللہ

بے پایانی محیط فنا کی اس دریا میں کنارا فکر سا ہزار بیرس شنا کرے کنارہ پیدا نہو اور صحرای حیرت کی بے ابتدا سی کی اس دشت
کہ اگر اندیشہ بلند تمام عمر سیاحت کرے منزل مقصود آشکارا نہو اور ہوس نارسا اور طمع خام یہہ چاہتی ہے کہ افغان
خیز ہن اسی دریا میں دست و پا مارے اور اسی صحرا میں قدم رکھے ✦ مراست سیل روان لیک نام تست بلند ✦ چگونہ
آب رود از نشیب سوی فراز بہتر یہہ ہے کہ اس وادی ناپیدا کنار میں قدم نہ رکھے اور کچھ احوال دولت اشتمال کو
بہ سبیل اجمال لکھے آپ خلف الرشید ہین نواب جہانبان باب گردون جناب القاب مخزن الدولہ نواب احمد بخش خان
بہادر مرحوم والی فیروزپور جھرکہ کے ✦ اور علاوہ قرابت قریبہ کے نسبت تلمذ کی مرزا اسد اللہ خان غالب تخلص کی
خدمت مین رکھتے ہین کمال توجہ اور استاذ و کلام فکار سخن قدما کی ہم پایہ ہوا در نہایت علو شان سخن فکر ارفعت سرمایہ کمالات مستعد
اور بہرہ وسعت مشرب کامیدہ حال ہی کہ اگر اوسکو خلق محمدی سے تعبیر کرین تو بجا ہی راقم کو اس کرکرہ ارکین پروردگار کی نعمت عین خلاص اور کمال
اختصاص ہے اور وہ بھی اتحاد پرستاران اور اس قدوہ اہل کمال کی طرف سے بھی کمتر ین عباد پر مراسم الطاف اور
مدارج اعطاف اسطرح سے مبذول ہین کہ زبان تقریر کو نہ طاقت سخن ہی اور نہ بارا ہی بیان احقر اس کتاب مین کچھ بہ نظم
اور کچھ بنثر انشا مندرج کرتا ہے تا کہ معلوم ہو کہ سخن کو انکی طبع والا سے کسقدر رعنایی ہے اور کمال کو اسکے فکر بلند سے کتنا اعتبار

تقریظ بر دیوان ریختہ مرزا اسد اللہ خان غالب

بنامیزدی کہ بالا نامور کہ ایست از قدسی خانوادہ فکر سر برزدہ گرم جلوہ گری ✦ لایانی خرام محجوبہ ایست مقنعہ از رخ
برداشتہ وہمین کہ بر برزدہ در انداز پردہ دری ✦ یوسفستانیست حور انثر اداں معانی در وی دوشش دوش
✦ عبہر زاریست جلوہ گاہ حیرانان باختہ ہوش ✦ پیشادر پرندایست مانند سپہر ثوابت گوہر آگین ✦ خورشید رخشان
شاہ سامیست بارنامہ شکن صد نگار خانہ چین ✦ فروغانی چراغیست پری پروانہ ✦ سماوی ہیکلی ہست حرز
بازوی فرزانہ ✦ گوئی میکائیل نوال ہو کلی فراخ سماطی نہادہ ہست ✦ وگر سنہ پیشمان سخن را صلاے عام در
دادہ ✦ بیت ✦ مدد تقدس مبدا ایست کہ کلید رشش بدست فہم درست دادہ اند ✦ و در رشش بر احرام بندان فروافتہ
دل کشادہ ✦ و ساحتیست یک صفتان زنار بندان خیال وردی جبین سائی ✦ ارتنگی ہست بہ نمایش نقشہای بدیع
پشت دست مانی دار ژنگ بہزادین سای ✦ صفحہ ازین اوراق برہمنی ہست بید خوان ✦ ہر ورق ازین کتاب مبدی
ہست استادان ✦ آئینہ خانہ ایست گیتی نما ✦ صفو تکدہ ایست مصفا ✦ پردگیانند جلوہ نشین سراوق مریم کرداری ✦
شوخ چشمانند پردہ در تراز شاہدان بازاری ✦ تہیدستانند تو نگر دل ✦ آزادگانند با دو گل ✦ عشاق طینتانند بجوشش
مایل ✦ سادہ پیکرانند نگارین دل ✦ ہاروت پیشگانند زہرہ فن ✦ برہنی گوہرانند بابل مسکن ✦ سمندر اندند قلزم کش ✦

نشکفد سینه پر آتش ✤ برشتگانند نچنه مغز ✤ هم بمتر نچنه دمسم پوست نغز ✤ باده آشنا مانند سیه مست
از خود نرفتگانند با شکیبائی همدست ✤ هندی صفتان پارسی گرد ✤ دهلی نژادان اند صفاهان پرورد ✤ هان و هان
ترسم که آنچه سرودم زسخته باشی ✤ همانا منتخب دیوان اردو زبانست ریخته کلک مسیحی فرتاب خدام فسطاس
والشر اسطرلاب بینش ✤ جوهر آئینه آفرینش ✤ معیار نقد گران مایگی ✤ معمار سلم بلند پایگی ✤ قهرمان
قلم و معنی پروری ✤ فرمان فرمای گیهان سخنوری ✤ گیتی خدایگان نوآئین نگاری ✤ جهان سالار تازه
گفتاری ✤ ردان بخش کالید سخن گستری ✤ بینائی فزای چشم دیده وری ✤ فرازنده لوای شوکت خامه
فروزنده چراغ دودهٔ آمه ✤ آیهٔ ناسخ شهرت همداستانان ✤ سرخیل انجمن نکته دانان ✤ سخن را از خیالش در خور

معانی را زفکرش سر بلندها	سر پر خامه اش لبس دلپسندها	بهشتی عندلیبان را صفیر است
مبین فرزند نه آیای علوی	بهین شاگرد روح القدس عالی	جهان را بید ریغ آموزگار است
کزین یعنی شناس روزگار است	سر و سر دفتر شیوا بیانان	درین فن افتخار همزبانان
بجولانگاه معنی یکه تازی	فلاطون فطرتی حکمت طرازی	بکلکش ریزش گنج معانی
چرا به آوری در رفشانی	زصهبای سخن سرشار گشته	ورق از فکر او گلزار گشته

موجد آئین صافی منش ستوده خوی فرد سپیده کنش بزرگ نهاد پاکیزه گوهر فرشته سرشت آزرم گستر
کیین گزار مهر پرور خورشید فروغ کیوان فرنگوهش فرنکوه ستایش ستائے کشور معنی راوه خدائی سزا
وفا دانش ستوده نادل چیا دمروت درک مصور روح مجسم عالم جان و جان عالم والاحسب عالی النسب
سمی وصی پسین وخشور اداش حضرت چارمین دستور اعنی استادی مرشدی مولائی اخی مرزا اسدالله غالب
بهادر غالب اللهم کمل الکلام بدیمومة بقائه وحصل المرام بحیوتة لقائه پورش آئین نیازگستر محمد ضیاء الدین
نیراز دیر باز والائی اندیشهٔ پست دران اندیشیدے وگرانی قدر سبک اندران سنجیدی که این گرامی نژاد
زاده نامدار که یگان یگان خلف الصدق دودمان صنبر بل ابوالآبائی مضامین دلپذیر پراست به تعلیم نوآموزان
تکموازید نشناس برانگیزد واین ارزنده جواهر پارینه که هریک ازان سیمین ساعد شخص خرد را یاره و نازنین
پیکر هوش را کوشواره هست برشمه پیش طاق شناسای برآویزد باری کارساز ایزد بزرگ راهنمای ازان
سپاس گزد درین زمان که سنه مقدسه هجریه نبویه علی صاحبها افضل التحیات واکمل الصلوة بپکنزار و دو بست
و پنجه و چار رسیده آن دبیرین پسیچ و دلنشین آرزد بمساعدت روزگار است هنوار و قلاوزی بخت

بیدار خوشتر از آن که میخواستم روای گرفت شادکامی در دل جا گزید و اندوه نزد و گرد آوری بدر رفت
چون باحصای افراد این همایون صحیفه شتافتم همگی اشعار شعری شعار غزل و قصیده و قطعه و رباعی یک هزار
و هفتاد و اند یافتم الا با توانا هوشان هوشی و شنوا گوشان گوشی بر شاهراه شناخت فراوانی نیکو معانی
باید رفت نه در سنبوله بیغاره زنی خرده بر قلت ابیات گرفت چنانکه خود آن والا آموزگار در گزارش این
هنجار به پارسی نامه خویشتن در پرده سازان گفتار خود می سراید آری راست میفرماید شعر نگویم
تا نباشد نغز غالب ❊ چه غم گر هست اشعار من اندک ❊ از من یادگاری و برای دیگران تذکاری باد

اشعار فارسی

بس است طول خدایا شبان تار مرا
بیاض صبح مده چشم انتظار مرا
مکن هلاک که شادم به ناروای خویش

بروی من بگشا چشم اعتبار مرا
نمود تیره چو شب روی روشنان سپهر
بخاک سای سر نخوت غبار مرا

دلش بسوخت چو بر کارهای بیمردم
وفا نتیجه به از مزد داد کار مرا
کنی نه گر قدم رنجه خنجری بفرست

مخواه در شب هجران تهی کنار مرا
بوجه زر روی رویم شمرد از عشاق
رواج داد زر کامل العیار مرا

نموده سعی به بی برگی من و خجلم
بکیسه نیست چو پا مزد روزگار مرا
فرشته خوش نبود عیب جوی شرم آید

ز رسم و راه نوای کاتب بسیار مرا
ز تیره روزی و آشفتگی و رنجوری
بسنج خال رخ و زلف و چشم یار مرا

کشود گر خم زلفی دلی در آن بستم
که داده اند درین جبر اختیار مرا
اگر نیامدن دوست ماتمی دارد

سفید بهر چه شد چشم انتظار مرا
سری و شور و نشور دلی و نفخه صور
فلک ز پهلوی تیر نگاهدار مرا ❊

وعده فرمود بآبادی ویرانه ما
چشم ما حلقه زنجیر در خانه ما
وعده روز بما عیش شبانگاه بغیر

آه از تیرگی ناله روزانه ما
اشک زد موج بود زاده دریا گوهر
طرفه کابستن دریا شده دردانه ما

نیر امشب بفروغ مه خورشید لقا
خاورستان شده هر ذره کاشانه ما
خوش می برد بخواب عدم قصه مختصر

افسانه درازی شبهای تار ما
اسرار غنچه دل مضطر برون فتاد
افتاد جام می ز کف رعشه دار ما

پیمانه در کفی و دل شاه در کفی
بهر خدای لغزش پا ای ایاس چیست
جام شراب بر کف و نوشین لبی ببر

دیگر ز حق بگو که ترا التماس چیست
نیر نقاب گر نفکند از رخش نسیم
وجه بباد دادن هوش و حواس چیست

می نرسی ز راه نیمشبی
ای فلک تیر در کمان منست
دیده اشکریز دریا بار ❊

بر سرم ابر درفشان منست
در شبستان سینه از تب غم
شمع روشن هر استخوان منست

گر ستم در کرشمه افزون باد — هر چه بر من ز دلستان نرسد — نشاند نه ز سوز جگرم دودش بر خود
خواهم که بخجلت بشکافم جگر خود — پیچیده غبارم سبوادر گزرد دست — آن به که ز نم آب هم از چشم تر خود
چون آمده ایم از عدم آسان بدر آئیم — پیمودن راهی که بود بی سر و خود — خواهم که بر سم نام تو در نزع بدشک
دریاب بیک بوسه گلبرگ تر خود — رد خشم مکن هر زه چه بندی پی قشقم — بر دیده دران عرض کن ای دل گهر خود
دل میشکنی کجهلمان ارشکن بای — طرف کلهٔ کج بسر خود بر خود — نیر گر راز رشک دبیر نامه دشمن
تا دوست بر نیوجه نرانند ز در خود — که دانمود خم و پیچ جعد مشکین را — که بوی نافهٔ مشک تتار مے آید
شکسته طرف کلاه و کشوده بند قبا — چه بیخودانه بت میگسار مے آید — نگر بروی گل امر دز تیز دیده کسے
که بوی خون ز فغان هزار مے آید — گاهی از رخصت خوابی بکمانم دادند — بالشی از پر سیمرغ نشانم دادند
بعد دعوی درع بادهٔ ناب آوردند — تا سبک قدر شدم رطل گرانم دادند — کنش آنگونه نکرد و سود تو ان بر دنبود
دانش آنمایه که در باغ توانم دادند — تا شکستم قفس تن بجناح ارواح — در فضای ملکوتی طیرانم دادند
دجله دحله گهر اشک ز چشمم بستند — تا در افشانی نیسان بزبانم دادند — دست در غارت کالای خودم بگشودند
بهر این گرمی بازار دکانم دادند — رشک بر دامن من تا بزد صفحهٔ هر — خامه همچون مژه خونابه چکانم دادند
شیر اندر شب تاریک بجسم عریان — ماه از دشنه دز سینه کشانم دادند — رفت دوری که پیاپی زدمی جام صبوح
مهلت از دهر سیه کله نه انتظار بود — بر عرق ریزی بیمانهٔ نجیه گران — همچنان زخم جگر خنده زنانست که بود
گور سیدم بجرم لبک سپاس اصنام — همچنان شکر خدا در دز زبانست که بود — روشن دهر یک گونه نباشد هنر
نه چنین بود که هست و نه چنانست که بود — تا نقاب از روی چون خورشید دبر داشتم — دیدم آندولت که چشم از خیره در آن داشتم
رستن نگسستن اطراف فرارم بعد ازو — آگهی می بخشد از چشمی که بر در داشتم — این سر شوریده بر خشت فدا خواهد آمد
شد فرو در دسری کز بالشن برداشتم — بعد ازین بر خود شدم مفتون صفای سیدیم — نادمی دارا بد لبر در برابر داشته
گرد خاکستر سراپای مرا سوز درون — شد غلط چشمی که من از دیده تر داشتم — اندم که بخش چشم دد مان کرد روزگار
خندیدن از تو بوده دازنا گریستن — در نظم کریه جایزهٔ کرنک دهی بچشم — زین بعد ما دازهمه اعضا گریستن
تا خوانده ترسم آنگندای اشک باز مان — تر کرد نامه رادم اف گریستن — من ماندم محرومی دی دگریه کرده کم
او ماندم محرومی من از نا گریستن — هان ابر چشم قیس شخارج از حیاست — بر مرقد مطهر لیلے گریستن
زین پس بضبط کوشم و سوزم بسینه دل — فرسوده شیوه الیست بما نا گریستن — وه نگاران و خوش آنچه بما جان غم

نوشش دارد وی حیاتست بکام نیم شان | وادا ز پرسش خوبان دم تو دلیع حیاتست | که نک باش چراحات بود مرهم شان
فرخا باده کشانی که ز صاحب نظرانند | ساقیا مین می ناب آمده جام جم شان | گوش کن نالهٔ عشاق پریشان آنرا
که سپهر آمده در رقص ز بر بردم شان | تا زنم آتشی بچرخ آه مرا شرار کو | تا و هم اینجان باب دیده اشکبا
راه روگشته دم خفته بدشت نیستان | مرد فراغ جوی را کاوش خار خار کو | تا تو ستیزه ارزی من به تحریر
جور ترا کران کجا شوق مرا کنار کو | بر طلعم نبرد کس شمع و چراغ بعد مگ | سوخت تنم ز سوز عشق سوخته انوا
شیوه شرم بر نیافت کشمکش نیاز و ناز | شوق زیاده جوی را حسن ستیزه کار کو | از همه دشت روزگار داشته
پای بر آبله کجا سر بر پا فگار کو | نیستر خسته پای را از عرفات سوی دیر | تا ببرد بدوش خویش هر جگلت
پای در قطع ره شوق ز سر بالیستی | بگذر از پای ز سر قطع نظر بالیستی | پینه از زخم جگر پیش که بردا
جگر دیدن این زخم جگر بالیستی | دادا زان رشک که بر پرسش داور دارم | رخت هر خون که بیداد مدر بالیست
دیده چون مرده نباچاری من گریه آورد | صورت زندگی از مرگ ستر بالیستی | هست آو یخته لعنت کسی می
از دل زارم ازین بیش خبر بالیستی | پرده دل گر کشود می چه عجبتی | لاف ستانی مزد می چه

راه غلط کردم و بکعبه فتادم | گر بدرت جبهه سود می چه عجبتی

رباعی

از کوری خود بروز انور عقرب | نیشی زده بپای نیر عقرب | بر مه رسد از تو چشم زخمی نه بهر
من نیز عطارد نه اصغر عقرب | نیر امشب طلوع بدرین بود | شمع کاشانه روی

از مقدم سرد و بخشم در یک شب | فرخندگی شبان قدرین بود

استعارت بخیت

ممنون نهین ہے برق و سموم شرار کا | رکتا ہے حکم جلنی مین عاشق خیار کا | جب اپنے شغل سے دماغ فارغ
پھر کیا گناہ دیدہ حیران باز کا | آنکھون مین یوالوس کی کھٹکتا ہے خار | احسان ہے یہ مجھ پہ
جھاڑی ارض جلکو یہ منعف توان نہین | کل اوسکی گھر گئی ہے قدم کا نشان نہین | جب چاہو اور دلین کہ
یہان خوف شوخ و خطر پاسبان نہین | گرانتا نہین ستم و جور یار کو | شوق زیادہ جو کو میری
حیرت مین ہون کہ ذوق مژہ پر نشان نہین | کہتی ہین گر جگر مین تو کیون نیچکان نہین | ہو دوست صدق دشمن
کیا رشک صلح جدین معنا در میان نہین | پاس ہے رجعت ایام گذشتہ نہین | گردش ہے ہر ہمہ گردش

نکلی آنکھون سے وہین جذب ہو دامن مین
چھیڑ نشتر کی چلی جاے جو مضراب نہین
دار القضا کہان رہی میخانہ بن گیا
لطف ارتکاب مین ہے نہ اجر اجتناب مین
آتی ہی بوتراب لحد سے عبیر کی ✤
ساقیا لیجیو سنبھال ہمین
تیری غصہ نے ایک دم مین کیا
کسی صورت نہین زوال ہمین
کیا پہونچے تو فرشتہ کا جس جا گذر نہو
گر باز پرس کا اوسی خوف و خطر نہو
رخشان جو آتی آتی ابھی رک گئی ہین اشک
خون رلوا چکی کیا خون کا دعوا کیجی
چاک یکسر مرا گریبان ہے
مختصر تر مرا گریبان ہے ✤
سینہ کا چاک کرنا سکھلایا
جتنا ہو اپنی کو ہر غم سے گھلایا کیجی
تلخکامی سی مذاق اپنی مین یکسان ہی تو پھر

بجز اشکون کے کوئی گوہر نایاب نہین
کعبہ کو دیر سے چلیے نشہ شراب مین
ہین مست جمع محکمہ احتساب مین
لے سادہ نامہ دوسرے سی کاتب بسیار
رخشان ہوئی جو خاک غم تو بوتراب مین
شب نہ آئی جو اپنے وعدہ پر
مردہ صد ہزار سال ہمین
طالع بد سے نیر رخشان ✤
بیت الصنم ہی شیخ خدا کا یہ گھر نہو
آنسو اگرچہ رکتے نہین لیکن آہ گرم
آنکھون مین آگیا کوئی لخت جگر نہو
بعد ایک عمر جو آئی تو خجل ہون کیونکر
دل کا محضر مرا گریبان ہے ✤
رات سینہ سی سینہ کسکا ملا
میرا رہبر مرا گریبان ہے
نقش بر سنگ ہی عیان اپنا تمھاری دل پر
عوض زہر نہ کیون قند ہی کھایا کیجے
لیکے کل قبر پہ رخشان کی نہ آیا کیجے

جتنے ہو نغمہ سرا اوتنی خونریز بھی ہو
مستون کو کیا تمیز خطا و صواب مین
پیری و مفلسی مین نہ لو نام می کہ اب
پاتا نہین بیاض گر اپنی کتاب مین
مے کی گرنیکا ہے خیال ہمین ✤
گذرے کیا کیا نہ احتمال ہمین
دلمین مضمر ہین معنی باقی ✤
اپنی ہی گھر مین ہے وبال ہمین
چلکر خرام ناز سے برپا کری وہ حشر
ہی تجھسے چشمداشت کہ یہ نامہ بر نہو
کرکے نومید ہمین قتل سی پہلی یکسر
آنکھین پتھرائی ہوئین اونکی نہ پا کیجی
لاغری مین بریدہ ناخن سے
کہ معطر مرا گریبان ہے
ہی تصور میرا اوس خاطر نازک پہ گران
خوش ہون سنی کا نہین لاکھ مٹایا کیجی
بوالہوس اور بھی مرنیکی کرینگی خواہش

نواب زین العابدین خان بہادر عارف تخلص

نہال حدیقہ دولت بانی مبانی حشمت بلبل چمنستان سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مہر سپہر کمال روشنگر آئینہ اقبال سخن سنج معنی پناہ ہنر پرور کمال دستگاہ بلند پایہ رفعت سرمایہ رکن بنای جاہ و ثروت معراج عروج ابہت و زبدۂ اراکین روزگار قدوہ ارباب دولت ملک و دیار مقبل جہان مقبول جہانیان نواب زین العابدین خان بہادر عارف تخلص خلف رشید نواب غلام حسین خان بہادر ابن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ

خان بہادر سہراب جنگ مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت مین مشق سخن بہم پہونچائی ہے اور تحقیق دقائق علمی اور تفتیش محاورات پارسی اونہین کی خدمت فیض منقبت مین کی ہے باوجود ناز و نعم ثروت کے اس فنمین محنت و مشقت کو اس درجہ تک پہونچایا کہ عرق سعی سے دامن گرداب ہو گیا اور آستین محیط اور فی الحقیقت اس فنمین وہ کمال حاصل کیا کہ شعراے زمانہ قدیم یعنی میر و سودا و قائم و کلیم اگر اس زمانہ مین ہوتے بیشک اس زبدہ اہل کمال کے سامنے زانوی شاگردی تہ کرنے غزل وہ کہ ناز و انداز معشوقونکا ہر نکتہ پر جان فدا کرتا ہے اور قصائد وہ کہ جاہ و جلال سلاطین کا ہر لفظ پر نثار ہوتا ہے جب مضامین عاشقانہ غزل مین خرچ ہوتے ہین ہر دائرہ کے دہن سے آہ و نالہ آسمان تک پہونچتا ہے اور جب وصف معشوق اوسمین ادا ہوتا ہے تو مدات حروف سے اشارۂ ابرو اور چشم صاد سے غمزہ دلجو ٹپکتا ہے مضمون سوز غم سے کشش ہر حرف کی شعلۂ جوالہ اور معنی رنگین سے ہر لفظ رشک گل و لالہ بہار زمین مین سخن سبز و اوراق بیاض رنگین اور زمزمہ مین زبان قلم ستان اور خط ژوبین اگر بزم کا حال لکھا ہر دائرہ زمزمہ سنج ہوا اور اگر غم کا ذکر کیا ہر شکن کاغذ کا شانہ درد و رنج بن گیا بیت کز خار نوشت در دل خصم خلید ٭ در گل بنگاشت بر رخ دوست شگفت ٭ فی الحقیقت کمال کی علامت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ شاگرد پر اوستاد کو ناز ہے اور کیون نہو کہ انکی وضع جدید نے اسلاف کی کہنہ طرزون کو آب عرق سے رہو دیا اور مضامین بیگانہ نے اطبیعت اہل علم کو اون طرزون سے مطلقاً ناآشنا کر دیا اب وہ روزگار ہے کہ ہر سمت مین علم کمال و ہنر اس صاحب سخن کا بلند ہے بلبل اگر چمن مین کچھ بولتی ہے یا غزلہاے عاشقانہ اس زبدہ کمال کی پڑہ کر چاہتی ہے کہ اوسکے اثر کے وسیلہ سے گل کو مہربان کرے یا زمزمہ اسی قدوۂ ارباب معنی کی ثنا کا وقف زبان رکھتی ہے قمری کو زمزمہ کوکو سے اسی سخن سنج کی تلاش مطلوب ہے اور نرگس کو چشم باز رکھنے سے اسی صاحب کمال کا انتظار طبیعت کے مرغوب ہے نغمہ منقبت بے نہایت ہے اب انہین دو کلمہ پر اکتفا کر کر چند شعر لکھتا ہون تاکہ حقیقت انکے کمال و ہنر کی اہل ہنر پر واضح ہو جاوے ۔

این نامہ صد جلال بکشا ٭ دیباچہ صد خیال بکشا ٭

اشعار ریختہ

سخت شرمای مین اتنا نہ سمجھتا تھا اونہین
کیا یہہ نیام ہے تری تیغ نگاہ کا
نہ آئے سامنے میری اگر نہین آتا

چھیڑتا تھا تو کوئی شکوۂ بیجا کرتا
ہمنی اس تدبیر سی اوسکو کیا شب بیحجاب
مجھی تو اوسکے سامنے کچھ نظر نہین آتا

دلمین اوتر گئی پہ نہین دلکو کچھ گزند ٭
کچھ کہا ایسا کہ وہ جامہ سے باہر ہو گیا
لکھین وہ ہمین نامہ سمجھ مین نہین آتا

کیا اور ہمارا کوئی ہمنام نہو گا
دیوانگی مین غیر کو دون خاک گالیان
مقبول ہو تو کیا ہو ہماری دعای صبح
اسی انداز پہ ٹھہری جو قیامت آنی
زر جان سے زیادہ ہی وہان بھی مگر عزیز
بند ہو جاتے ہین شیرینی سے لب قاصد کے
کوئی ستم اوٹھائے تمھارے کہان تلک
جسکے طالع مین ہو جو کچھ وہی ملتا ہی اوسے
سانس لینے کی جو فرقت مین مجھے تاب نہین
تا ایک وضع پر رہون دائم عذاب مین
کیا لطف ہمنی شب کو اوٹھائی عتاب مین
نازک ہی بسکہ عہد اوسی مشکل ہی توڑنا
صبر اب دلمین کہان ہی میری جو اوسپر پڑے

گر ازل مین مجھکو دیتی مانگنے کا اختیار
اب مانتا ہے کون برا میری بات کا
دفور شوق سی جاتا ہون آگی آگے مین
ہے خدا کو بھی کہین کیا تری رفتار پسند
انکو آنے کی جنازہ پہ توقع کسکو
بھیجنا کیجیے پیغام زبانی موقوف
جان ٹھہرایا ہے تمکو ہای کیا کہتی ہین لوگ
عقل حیران ہی میسر مجھو کیون خواب نہین
کنج لحد مین رکھتے ہو راحت کی تم امید
ضد سی میری زمانہ نہین انقلاب مین
شوخی ہی اونکا شیوہ تو کھلتا نہین ہی راز
ہون شاد دل لگا کی بت نازنین کی ساتھ
نہ تو روزن کوئی سینہ مین نہ پہلو مین شگاف

خضر کی عمر اور میخانہ کی خدمت مانگتا
عارف شراب بہر صبوحی نہین نصیب
مجھو سمجھو نہ ای پیر رہنما گستاخ
دی ہمکو جان اور کیا ہمسے زر عزیز
وہم کرتے ہین جو آتے ہوئی بیمار کے پاس
ہوئین جو چرخ کی بھی برابر تحسین
ہم مری جاتے ہین تمکو بیوفا کہتی ہین لوگ
خوف ہی حبس نفس سی کہین بڑھ جای نہ عمر
عارف مگر زمین کے تلے آسمان نہین
غصہ مین اونکو کچھ نہ رہا تن بدن کا ہوش
گو وہ کسیکے واسطے ہون اضطراب مین
مین ہون بیتاب و توان کیونکر نہ وہ بیتاب ہو
دل سے ارمان مری نکلی تو کیونکر نکلے

نہ قتل کر مجھی جبتک کرون نہ غیر کو قتل
کہ شرع مین تجھے دینا نہ خون بہا پہونچے

نواب غلام حسن خان بہادر متخلص بہ محو سلمہ اللہ تعالی

محی مراسم سخنوری بانی بناے ہنر پروری نخلبند حدیقہ معنی پیرای صور تگر لفظ طرازی و عبارت آراے بلبل خوش لہجہ گلزار کمال طوطی خوش سخن نیشکر زار جلال زبدہ ارباب دولت و اہالی حشمت قدوۂ اصحاب ثروت و خداوندان مکنت یگانہ جہان و فرید اوان نواب غلام حسن خان بہادر متخلص بہ محو خلف رشید نواب غلام حسین خان بہادر بن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیگ خان سہراب جنگ طبع معنی آفرین اور فکر دشوار گزین رکھتے ہین اونکے اشعار گوہر نثار سے فکر بلند اور اندیشہ عالی پر پے لیجا سکتے ہین الفاظ قریب اور نکتہاے باریک اور تشبیہات لطیف اور استعارات غریب اور تلمیحات دور آہنگ اس انداز سے انکے کلام پاکیزہ و عبارات شستہ مین دیکھی گئین کہ اگر سامع بی اختیار وجد کرے تو کچھ بعید نہین طبع انکی خوی دلبران سے نازکتر اور فکر انکا بالای خوش قدان سے بلند تر اس کمالات ظاہری و معنوی

پر خلق و حلم کا مرتبہ ایسا بلند ہے کہ اوسکا کچھ بیان نہین ہو سکتا اس یکتای روزگار کی ذات اقبال آیات کو جامع ضدین کیا چاہیے کہ باعتبار سال کے جوان اور باعتبار کمال کے پیر ہے سبحان اللہ زبان کو یارا اور قلم کو تاب نہین کہ دفتر اوصاف حمیدہ سے ایک حرف لکھہ سکے چند شعر انکی نتایج طبع سے درج کتاب ہوتے ہین تاکہ بلندی افکار پر دلیل ہون

اشعار ریختہ

قید ہستی سے رہائی غیر ممکن تھی ہمین
مسکرا کر دیکھتے ہین صورت بہزاد ہم
موجود ہون مین سامنے تیغ و کفن لیے
بت پرستی کرتے کرتے ہین بھی پتھر ہو گیا

آج دم دیکر اجل کو ہو گئے آزاد ہم
گھر سے نکالنا ہے اگر ہان نکالیے
جو جو تمھارے دل مین ہے ارمان نکالیے
گھبرای ہوئے پھرتے ہین اب بام پہ وہ ہے

بیٹھتا ہی کھینچتے جب محو وہ تصویر یار
ناحق کی حجتین نہ میری جان نکالیے
سخت جان صحبت سے تیری آئے ستمگر ہو گیا
اتنا تو ہوا ہے مرے نالون کے اثر سے

نواب ذوالفقار علی خان متخلص بآذر

سخنور شیرین زبان نواب ذوالفقار علیخان متخلص بآذر بیٹے نواب حیات علیخان کے پوتے معتمد الدولہ نواب احمد علیخان کے پروتے نواب یعقوب علیخان کے جو بھائی تھے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ کے اور بادشاہ دہلی کی جانب سے منصب قلعہ داری شاہجہان آباد سے سرافراز تھے چونکہ بسبب گرمی فکر و تیزی طبع کے آتش زبان واقع ہوئے ہین اور تخلص بہت مناسب پڑا ہے الحق اسم بامسمی ہین حضرت اسد اللہ خان غالب کے ارشد تلامذہ سے ہین اور فکر رسا رکھتے ہین یہہ چند شعر اونکی عالی فکری پر دال ہین

اشعار ریختہ

میری ستانی نے کام اوس سے ایک جہان کے لیے
شکوہ کرنے کی کیا مجال ہمین

جو مین نہون تو نہو گردش آسمان کے لیے
ہوئی ناخوش تپان دیکھا جو مجھکو

شکر یہ وہان زبان کٹتی ہے
خدنگ غمزہ نے گویا خطا کی

جناب مولوی عبد اللہ خان متخلص بہ علوی غفر اللہ لہ

زنگ زدای آئینہ معنی نمای سخن رنگ افروز معانی تازہ و الفاظ کہن جلوہ دہ عرائس افکار بلند آرایش گرا بکار معانی ارجمند ہم آغوش شاہد مضامین و در ہمکنار نگار لطائف حضور ساقی خمکدہ اسرار ابد و ازل واقف سرائر علم و عمل نظر باز حسن صافی نہادی جلوہ طراز محفل پاک نژادی آئینہ دار کمالات صوری و معنوی مولوی عبد اللہ خان متخلص بعلوی ✤ سن شریف آپکا چالیس سے اور کمال ظاہری و باطنی ہزار سے متجاوز تھا ✤ اگرچہ اصل وطن مولد شمس آباد تھا لیکن چونکہ ایام طفلی سے بود و باش حضرت شاہجہان آباد مین رہی تھی گویا یہہ ہی وطن ہو گیا تھا

تھا بسبب استعداد خداداد کے ہر فن مین ید طولی رکھتے تھے خصوصاً نظم و نثر تازی و دری مین اور چونکہ فن فارسی مین خواہ باعتبار انشا نظم و نثر کے خواہ
اعتبار درس و تدریس کے مزاولت بکمال اور مشغولی اوقات بہت رہی تھی اسی فن کی نسبت سے شہرت پائی تھی اگر اعتساف دلی سے
دور اور حسد و رشک سے خالی ہو کر اس زبدہ ارباب کمال کا حال دیکھا جاوے اور رتبہ سخن پر نظر کیجاوے تو معلوم ہو کہ ذات
تقدس آیات اس صاحب استعداد خداداد کی کیا جوہر قدسی تھی کہ پرکار دور فلکی بعد ہزار گردش کے بھی ایسا
نقش پیدا نہین کر سکتی اگر نظم ہے رنگین تر از گل ہے اور اگر نثر ہے مطبوع تر از مل ہے کاغذ انکی بیاض کا بسبب شگفتگی معانی
کے گل سے خندان تر اور قلم بسبب رفتار دلکش کے سرو سے خرامان تر سطور تازگی مضامین سے موج سبزہ سیراب
اور نقاط بسبب کیفیت معنی کے قطرات شراب زبان قلم ترانہ ہاے شیرین سے بلبل اور اوراق سفینہ مضامین
رنگین سے برگ گل بلبل اگر ان سے تعلیم نہ پاتی شیوا بیان نہوتی اور قمری اگر ان سے فیض نہ لیتی سجع خوان نہوتی
انکے معنی نازک سے خوی دلبران خجل اور انکے مضامین پاکیزہ سے مزاج لطیف طبعان منفعل زبان جس کمال کو بیان
کرے چاہیے کہ دفتر دفتر کہے اور فکر جس من مین تامل کرے غالب ہے کہ ایک عمر تک اوسمین اولجھا رہے اور حال یہ ہے
کہ حیلہ سازی سے زمانہ بخیل مزاج روا نہین رکھتا کہ ایک دم بھی ایسے کار شریف مین مصروف ہو کر تدارک مافات کرے
ایک مدت گذرتی ہے کہ شاہجہان آباد سے بامید تلاش معاش دل برداشتہ ہو کر پورب کیطرف تشریف لیگئے اور
وہان کسی انگریز جلیل القدر نے کمال قدردانی سے انکی صحبت فیض موہبت کو مغتنمات عظمی سے جانکر التزام کیا کہ
چندی اوقات کو اس صحبت مین صرف کرے اتفاقاً کئی مہینے کے بعد انکو اوس سے مفارقت کا اتفاق پڑا اور
چونکہ فن طبابت مین معجزہ مسیحا اور ید بیضا رکھتے تھے اوس نواح مین اکثر آدمیون نے اونکے علاج کی برکت سے امراض
صعب سے نجات پائی اور وہان کے باشندون نے انکی بود و باش کو غنیمت سمجھا اور چاہا کہ کسیطرح یہہ نعمت غیر مترقبہ ہاتھ
سے نجاوے اوسیطرف کے ایک رئیس نے انکی خدمت مین رجوع کی اور بعد امتحان کے جب دیکھا کہ بہانہ جوئی لطف
شافی حقیقی یہہ چاہتی ہے کہ مرضاے جان بلب انھین کے انفاس فیض اقتباس کی برکت سے جان تازہ پاوین اصرار
کیا کہ نظر بمروت ذاتی اگر اور جگہہ نان توقع روغن مین پڑے یہانکی نان جوین پر فضل نہ دیا جاوے چونکہ خلق طبعی اور
کرم جبلی انکی طبیعت فیض موہبت مین مستقر تھا اوس رئیس کی رفاقت اختیار کی اور غربا مساکین کو انکی ذات
کمالات سمات سے ایسا فیض ہوا کہ نفس عیسوی کو اگر اوسپر رشک ہو تو کچھہ عجب نہین جو کہ فلک دوار نہین چاہتا کہ
ایسے افراد کامل صفحہ روزگار پر چندے موجود رہکر موجب استفادہ خاص و عام رہین سنہ ۱۲۶۲ ہجری مین عالم باقی کیطرف
راہی ہوئے اور انکی تاریخ وفات بعضے اذکیا نے یہہ پائی تاریخ علوی کہ چو او نداد کس داد سخن + چون

او تر سیدہ کس بفریاد من ✤ نا گہ ز جہان رخت اقامت بربست ✤ ہاتف گفتا مباد بنیاد سخن ✤ نظم و نثر ان کے صفحۂ عالم پر بہت یادگار ہے تقرکاً للناظرین کچھ نثر عربی اور کچھ نثر فارسی اس کتاب میں مندرج کرتا ہوں تاکہ ارباب انصاف کو معلوم ہو کہ نظم عبارت اسی نظم سے ہے اور نثر اشارت اسی نثر سے

الرقعہ عربی

یا اہل نجد اعفوا لقصتی	نشرت فضائل حتی النعائم ✤	عذلت نفسی فی ما تضیعت
نقد الحیوٰۃ بکسب الذمائم	فادلتہا بطواف الکعبۃ ✤	ارجو بذلک عفو الجرائم ✤
ہی ام رحم و داع عکوفہا	بلغت لہم بہ حمتہ من کرائم ✤	بیت عتیق و صادی نخیلہا ✤
احسی بسیع من ذکر صبائم	قالت صدقت ولکن طالما ✤	عاد الحب بفتح الغرائم
و الدکیف اجاز ولوا جد ✤	ان یترک الحب من لوم لائم	کلب الحبیب حبیب لعاشق
	انم بمنی بیت وصوت الحائم ✤	

قصر فضلی و براعتی و کلت سان براعتی لیلاً حضارت المیز اس و اخذت الفرطاس لاشرح ہیمانی و انمق توفانی الی البارع الکامل البدر الملاحل و امار العلو سماء السمو عقوب احرار الرجال یعقوب کنعان الجمال یوسف میدان الکمال باسط الیدین عطاءً غامض العینین حیاءً ابی النفس رضی الشمائل شدید الباس سدید النہمائل ذا الفضل العلات بالاحسان و السماحۃ اکفل العادیات فی ریان الشوافۃ له سابقۃ فی الکیاسۃ و حاذقۃ فی الریاسۃ بہر الانراب نکرا و دانی الافاق ذکرا دشنا

قطعہ

لازال عذبہ سطوۃ متعرکا ✤	یوم العطاء و یوم حرب التقضب	و لہ ستان للحظ دون کماتہ ✤
لو القیت لتری الحسود مقرعب	قام البرایا حولہ متدانیا ✤	لجنوبہم کالاصابعین لمشرب
وسعی الکباش الغوم حین رکوبہ	ملقی الالا وی فی موخر قیقب	قدور الواصفین لربان ✤
قد فقت معنایا بجواد المشرب	والقائلین بانہ لامری ✤	فالشمس لاتمیز عن کوکب ✤

شیع البیاع من مائدۃ نوالہ و سمع الناس من معین عونہ و نبایع افضالہ علی الجد فی الاعصار و فی الجد فی الآثار احد سنانا و لسانا و اکد مؤنقا و ضمانا وجود و مثلہ فی الجود اخر من خفقۃ افوق و اما الحاتم فما ہو الا فخار بوائک النوق نجیب الظہر سعید الکونین حاجی الحرمین الشریفین صاحب السعادۃ و الصولۃ و الخیر نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر رفع اللہ کعبہ

وصل صعبہ اذ ہیب نیخہ فرخ جشنہ نفر نشیمہ دار غدعیشہ راوام علا کوس السما من بیوح الصبح وغبوق السار واوصل الکلام
الی ان ایہا الامیر المنعام حیاک السلام بالسلام و نفرک علی سبیل الالزام انک قد تحرمت زیارت الحرام ورمت الی البیت
المحترم وترا کضت خیول الارادۃ واتحفضت الیہا بالخیر والسعادۃ حتی الغراق علی المنیۃ واجبیت البلاک بالامنیۃ فانت لبدتہ
بابہا والقیت اسحات الدنیا علی وجوہ اصحابہا فانت وسیر البیاق الراقلات فی البطحی کان فی محاملہا الیلیلی وانا فی
صقع ہذہ الصحرا کالغریب الفصال فی الظلماء تجافی اجفنی عن الہجوع وبلت عینی من الدموع ولا یزید من ہذہ الوصب الا
راحۃ من تلک النصب وذرۃ سنام ما جری من الالام خسران منفقی بما سا قنی المقدور ومن محاریب
الاطاوہ لبعدی عن مجالس الابرار فانی بعد توضیح الخدام الاحجاد مکثت مدۃ ایام فی شاہ جہان آباد ثم لما اصبانی من
الدہر کلبۃ وکرتہ بفنت سنام النخبۃ وترکت رباع الدہلی ودیارہا وبخوبت الارض انجادہا واغوارہا حین یبکی
السما علی عالی وتضحک البرق علی ابلیہا الی فجرت مراکل الجود والمنضوت مراکب الاجتہاد حتی ترکت فرخ اباد
تقشر وہی اہل ہذا البلاد وجانی کل قارہ بارشہ آبت الی اصابتہا وحفت علی تالیہا ومجیشہا واکرموا مثواہی حتی
نزعت حفی والقیت عصای فلبثت بلبثا وجست کلانا علیا وبعد زمان یسیر تقربت الی الامیر الکبیر الطالب للخیر و
الثواب الراغب الی الحق والصواب المعروف بالدیانۃ والشہامۃ الموصوف بالصولۃ والصراحۃ حسن الظہار والبطان
رفیع المحل والمکان الفائہ مسک یحق اخلاقہ عرعیق صعد علی ذری العلا مسند استنزل من مجرۃ الفاخر
السمار والغبرا بفوائح مافی جبینہ وکمہ قد خلق علی فترۃ من الابرار فکان راسا علی العبید والاحرار الزہرۃ المنقرۃ
فی الریاض المرتضوی السید الامجد محمد علیخان الصفوی الموسوی الازاری دوحتہ فضلہ مثمرۃ عالیا بالاجلال ومنیتہ جود
ہنیا سائغا فی مذاق اہل الکمال فاستبقت البدی علی خبابہ وکنت الی ہذہ الایام عاکفا علی سدۃ بابہ
ہی مخزنۃ النعم ولکن لا احظ منہا الا بالاسم وہو لی النفع لان المشیف النفع ازاح عنی معاناۃ الزمان الامعونۃ
ہجران الاحباب والاقارب والاقران فانہا تزیدنی یوما بعد یوم وتشغلنی عن الاکل والنوم وملاک ذلک الصاحب
راس کل کمال والغائب بعدی عن عتبتک الشریفۃ التی ہی مبیقات اہل الفضل والنباہۃ مسعدا واصحاب المجد و
الوجاہۃ فشوقہ قبلی تتذکرہا وعہد عینی تصورہا واغوناہ ثم واغوناہ طالت مقالتی ولم تنقد للانی الان ابین ملا یدور
حولہ شوائب التکلف وغوائل التصلف لان الناس عبد العین والاغراق تحمل الکذب والمین وہو انی عبد
نفتقر مقرورا وروت نفتیہ عودک من سفر فشاورت العلب وتقصت الامکان والطاقۃ قال سبیک ہذہ الطاقۃ
فقط اجمل السفیر حتی الحلیج اللسان فی التقریر وتحیر القلم فی التحریر فالعفو مسئول من مشلک الخیر الخیر فقط

وانار برجون فضلک العیم ان تسلم منی علی الولی المفضال السید المتعال الباسع الباهر الحاذق الماهر صدر علی امدارج العلوم صعود اسعاد النجوم ونزل فی فقار الحکم نزول المطر من الغیم بدر الملة صدر الشریعة بحر البر در الامتنان نهر الفضل ومنبوع الاحسان مفتی محمد صدر الدین خان حررهی العشرین من الجمادی الاولی

نثر فارسی از صبحت نامه

در روز غسلش همای چرخ بفرق ختن گریبانه صبح دمید و آفتابچی دوران آفتابه زرین خورشید بامیلانچی دایره افق در پیش کشید پیشکاران عرق غالیه گلشن دست به تهیه اسباب غسل بردند ارغوان عنبول شبنم در پیاله گرفت و گل پیاله سرخاب بدست برداشت شمشاد شانه در آب کرد و چنار به دلاک دست برآورد و پنجه لاله کیسه از دست کشید و بهار آفتابی بر بدوش رسید تجلی باصلاح خط عارضش سوسی طلبید و موسی به شوق نوزده مالیدن دست از بغل بر کشید خبک ازین شادی که بادای خدمت آب کشی آب خود را روشن ساخته آب بپوست انداخته غنچه آب از رایحه بدنش بپوسید و سنگ بالشش پا بوسش لعل یاسم سنگ خویش ندید پا خزامان و دامن کشان بکاشانه خانه در آمد این باغی از زبان بلهم غیب آمد

رباعی

ای جود تو ملعبت ده عربانی یاس	رفتن آوردن کن از بر خویش لباس	از مهر تو آتش بدل جام است ♦
	در شوق تو آب گشته در دیده طاس	

از آنجا که گرد بیابانی سمی خامتان گلزار دوید و خیاط نامیه قبای محربات را بر قامت سرو آزاد برید نسیم بهاری بفرق دوزی المغال چین سوزن بنفشه از بقچه زمین برآورد و ابر آذری شبستان باماهای چرک تاب نور سیدگان گلشن از گل کوزه صد کلیزه پر آب کرد از اده دلان قید تقطیع و فارغبالان تغییر لباس از همه بریده بر خلاف باران لباسی از ته دل لباسان فاخته اندام خنده و مرغان خوش الحان و سهر گوشه غلغل نوروزی بلند ساخت عندلیب راه جامه دران برنگی سر نکرده که گل جامه بر تن دریده سراپای خود را گوش نساز د و قمری با صول فاخته نیندی بلند نساخته که صنوبر با نداز ثمارش صد لخت دل از سینه بیرون نه انداز د سار با لحنی غمگسار نقرات این نغمه سیر رنگ را با آهنگ راست گفتن چنین ایان دایکه عشرت انداخت

غزل

باز بر آتش گل باد صبا زد دامن	باز بر خاک چمن ریخت هوا در حدت	نامیه کرد دگر جامهٔ خور شید بر تو ♦
دوخت مه بر تن اشجار دگر پیرهن	آب بکشاد چو از خدمت گلزار کمر	باد بشتاد دقت رخنه که پرستار شمن

سبحه بر قاست که گلهای چمن خنداند	ابر بنشست که بار دبسوای گلشن	صبح آن قابا گاه گشت زند برلب گل
ابر آن دانه که تبر اودش از مهر بهن	وقت آن شد که کنون نادیه چمن رنگ زرن	که نهم بر سر کار اور دگاهی رودین
گرنه از فرط طرب تن نفراید برخویش	ورنه از فیض هوا روح بیالد در تن	چیست آخر که بآن لاغری در بخوری
بید گردید چنین فربه و نرگس بهکن	ای حریفان چمن وعهد شباب است بکر	بوسه از ساد لب از جام زر طرب تن تن
از پی تهنیت عیش فرمان دونان	بلبله سوره سبو رفت وسبو جانب تن	شیشه بندی کند شش سافی شیرین حرکات
بگذر دگر بچین زاهد شیشه گردون	بلبلان زنگ صدا بکه بود تشنه نگار	غنچه دیگر بچین آمده انگشتک تن
خوش خوش آن آتش سیال کز او قیر	خشک دامن شده رندی و ورع تر دامن	بخ بخ آن و لبر قاص کز افشاندن دست

پشت دستی بزند بر رخ اندوه و محن وخامه طاوس رفتار طوطی منقار

بصریر دلپذیر این ترانه تازه را آویزه گوش عرب و عجم ساخت

اشعار فارسی

نخواست فارت دست زمانه باغ مرا	درون سینه نهان داشت عشق داغ مرا	وفا بدست سرکاکل توام نگذارد
که بوی مشک پریشان کند دماغ مرا	فلک زاختر پروین سپند برد و نسوخت	شبی که آتش هجران فروخت داغ مرا
ولی دگردش چشمش خدا نگهدارد	که گرد باد بود آستین چراغ مرا	اسیر عهد غم ای خزان عیش برد
که نیست رنگ شکستن بهار باغ مرا	دلم زکلکی های او پراست نگر	خمار چشم تو خالی کند ایاغ مرا
امیر قافله دشت وحشتم علوی	مئون زرنگ رحم میکند سراغ مرا	اسیر تلمی نزعت جان بسمل ما
که زهر چشم تبان می تراود از دل ما	هزار فلزم خون میکشیم و تشنه نیم	زآب تیغ تو گویا سرشته شد گل ما
گذشت عمر و آمد شد وجود و عدم	قضا به گردش چشم که بست محمل ما	نصیب حاصل ما نیست گر همین خیزبرق
نصیب برق شود کاش جمله حاصل ما	به فتنه گری ننگامه طرب داریم	فروز دار نفس صبح شمع محفل ما
دلم شکست بسمتهای زلف او یارب	شکسته تر شود آنکس که شکند دل ما	نم سرشک قرارم دهد چو ریگ روان
بروی آب مگر ساخت عشق منزل ما	ستم ظریفی و علوی مزاج دان تبود	وگرنه ننگ بپیدن نخواست بسمل ما
اشکم رود از دیده و مقدار ندانند	این تو قدم اندازه رفتار ندانند	گر جیب نماند است بزنجیر درآویز
آن کن که کسی بیند و بیکار ندانند	دامن زدل ساده که خوش کرده بخوبان	ارباب تماشا ز خریدار ندانند
یا نقطه زنجیر بگو یا سخن زلف	واحفظ دل من سبحه و زنار ندانند	گه بر سر خ و گه بر مژه خوب تو افتد

دیوانہ نگاہم کہ گل از خار نداند
بی ہمرہی غیر نیاید بگلستان
این سادہ لوگوئی رہ گلزار نداند

غیر آید و صد راز بپرسد ز نگاہت
پس با منت این حیلہ کہ گفتار نداند
جان میطلبد در بذل نیم نگاہے

نقصان خود و سود خریدار نداند
دشوار کہ آئی تو بہ نعش وی و علوی
مردن بسر کوی تو دشوار نداند

جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی تخلص سلمہ اللہ تعالے

رنگ زداے آئینہ سخنوری مصقل مرات معنی پروری نخلبند حدیقہ کمالات صوری پردہ کشاے حسن جلائل معنوی معجز طراز طرز تازہ بزم افروز حمائد بے اندازہ ساقی خمکدۂ سخن سرائی مولوی امام بخش متخلص بصہبائی نسب آپکا والد ماجد کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک اور والدہ مشفقہ کی جانب سے حضرت غوث الثقلین سید عبد القادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ تک پہونچتا ہے کمالات ظاہری اور جلائل باطنی اور حسن خلق اور حمائد اطوار مین پسندیدہ خالق و مقبول خلائق ہین خلق نوش آپکا آئینہ بہار اور اوضاع حمیدہ آپ کے محمود روزگار اس خبر و زمان مین ایسی جامعیت کے ساتھہ کم کوئی نظر سے گذرا ہے اور طرفہ یہہ ہے کہ فنون متعارفہ سخنوری مثل تحقیق لغت و اصطلاحات زبان دری اور تدقیق مقامات کتابی اور تکمیل عروض و قافیہ و استکمال فن معما وغیرہا مین ایسا کمال بہم پہونچایا ہے کہ ہر فن مین یک فنی کہنا چاہیے۔ **بیت** پذیرفتہ از ہر فنے روشنی * جداگانہ در ہر فنی یک فنی شروح کتب اور رسائل قواعد زبان فارسی اور رسائل علم عروض و قافیہ اور معما جو جو آپ کے ریختہ قلم نزاکت رقم ہین ایسے نفائس مقاصد اور جلائل مطالب پر مشتمل ہین کہ متتبعان فنون مذکور کو اون فوائد جلیلہ کا حصول بعد ایک عمر دراز کے بہی متعسر ہے خصوصاً رسالہ گنجینہ رموز کہ صنعت معما مین آپ کے خامہ معنی طراز سے جلوہ پرداز ہوا ہے ہر چند رسایل متعددہ اس فن مین اساتذہ سلف سے یادگار ہین لیکن جو کہ ع ہر کار رہین روزگاری است حسن اس کمال کا ابتک گنجینہ تقدیر مین سر بمہر امانت تھا اور اون پیشوایان فن دقیقہ یابی کو اس طرز و انداز سے سواے ارایش سہل کے نصیب نہین ہوا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہے کہ وہ رسالہ مشتمل ہے ایک معما کی شرح پر کہ شرح و متن دونو آپ ہی کی نتائج طبع فیاض سے ہین وہ بیت باعتبار ظاہر کے سواے چند کلمات معدود جو ظرف بحور متعارف مین گنجایش پذیر ہو سکتی ہین اور کیا رکھتی ہے لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جاوے وہ بیت ایک عالم ہے کہ جلوہ ہاے ہزار در ہزار سے دیدہ فریب اہل کمال ہے ارباب دانش و اہل خرد پر ظاہر ہے کہ فن معما اگرچہ اصول شانزدہ گانہ سے زائد نہین رکھتا لیکن فروع متکثرہ اور شعب متوافرہ اوس سے اسقدر متفرع اور منشعب ہین کہ ظرف حصر و شمار اوسکی گنجایش سے عاجز و زبون ہے اس بیت نے باوجود ایسی تنگ ظرفی کے اوس دریای

وتحار کو لبھی آغوش مین چھپایا ہے یعنی ذیل بیان اعمال مین یہہ ہی ایک بیت مثال ہے اور اس سے تیس ساتھہ
مختلف اسامی مستخرج ہوتے ہین اور طرفہ تر یہہ ہے کہ استخراج اوسکا نہایت سہولت و بے تکلفی کے ساتھہ ہے
اگر انصاف باران سخن منہم کی طبیعت سے گوشہ گیر نہو تو ارشاد کرین کہ اس کیفیت کے ساتھہ کوئی رسالہ عہد آدم سے
اس دم تک کس صاحب استعداد کی پردہ فکر سے جلوہ گر ہوا ہے اور ایک رسالہ جواہر منظوم نام مشتمل بر باعیات پر
ہر رباعی سے ایک نام نامہاے باری عزشانہ کا مستخرج ہوتا ہے باوجود لطافت اعمال معمای کے معنی شعری اس
لطف کے ساتھہ ہی کہ ناز و انداز خوبان ملیح و نوشاد اوسکے آگے طبائع عشاق ہی ہزار کوس پرے رہتا ہے سواے
اس کمال کے نثر و نظم زبان دری سے خبر و گیر ہاے متعدد مملو مین نثر ایسی کہ شر ثریا اوسپر نثار ہے اور نظم ایسا کہ نظم
جواہر اوسپر فدا ایک نثر چار پانچ خمرو کی مسمی بہ بیزہ جواہر سلطان عہد والی عصر محمد سراج الدین بہادر شاہ خلد اللہ
ملکہٗ و سلطانہٗ کی مدح مین اس آب و تاب کی ساتھہ ریختہ قلم نزاکت رقم کی ہے کہ اگر رشک و حسد ہم عہدی چشم پوشی نہو
تو اوسکے جلوہ گاہ مین سہ نثر ملا نور الدین ظہوری کو ہرگز پردہ خفا سے جلوہ گر نکرین اور ظہوری کو اوسکی عہد مین حیا
باوین اور ایک انشاے مکاتیب نہایت متانت عبارت اور لطافت معانی کے ساتھہ ہے کہ اکثر اوسکا بطرز نثر مرزا
بیدل علیہ الرحمہ ہے اور نظم مین غزلیات کثیرہ اور قصائد متعددہ بعضے بطرز متقدمین اور بعض بطرز متاخرین نہایت لطف
عبارت و کمال حسن معانی کے ساتھہ موجود ہین الغرض حالہ آپکے محاسن و محامد کا اندازہ تقریر اور احاطہ تحریر سے
افزون ہے انکے نظم و نثر کے الفاظ لآلی شاہوار اور معانی یاقوت آبدار کی برابری کرتے ہین قلم کو اونھین کی عبارت
استنساخ سے تعلیق گونہ یسر اور صفحہ اونہین کے معنی رنگین کے فیض سے بساط کل کا ہمسر ہر دائرہ طراوت معانی
رنگین سے ساغر مل اور ہر سطر رنگینی مضامین سے شاخ گل ان کمالات پر حلم ایسا ہی خلق ویسا ہی زبان انکی ورق
نسخہ اخلاق اور سینہ انکا صندوق خزائن وفاق ہر چند اس سرکردہ ارباب وفاق اور اس سر حلقہ نیکوکاران آفاق
اور راقم مین سر رشتہ محبت و اخلاص ایسا مستحکم ہے کہ گویا دو قالب مین ایک جان جاری و ساری ہے اور یہہ
امر دال ہے اس بات پر کہ ذکر اوصاف حمیدہ اس یگانہ روزگار کا شاید نتیجہ افراط محبت کا ہو لیکن راقم نے مراتب
دوستی و مدارج اتحاد کو اس امر مین کچھہ مدخل نہین دیا اور جو کچھہ بیان واقعی تھا اوسی کو لکھا دگر نہ محبت کا اقتضا یہہ
تھا کہ جسوقت اونکی محامد و اوصاف مین زبان کھولتا اور تحریر مناقب مین قلم کو ہاتھہ مین لیتا شاید سوالات محشر کے
جواب کی تقریب ہی ایک دو لمحہ کے واسطے زبان کو اس ذکر سے باز رکھتی اور صدمہ زلزلہ قیامت قلم کو ایک دو
دفعہ ہاتھہ سے گرا دیتا جو کہ اوصاف نفس الامری بھی غیر متناہی ہین اور اونکا حصر ظرف اعداد و امتناہی ہے

بی محال ہے بالفرض اگر ہمت اونکے بیان سے عاجز ہو زبان نکتہ چین کا در ماندہ اور قلم چوبین کا فرسودہ ہو ناممکن ہے ناگزیر
انمین ایک دو کلمہ پر قناعت کر کر قدر دی اونکے کلام بلاغت نظام سے بطریق یادگار کے درج کتاب کرتا ہون۔

تراز رنیرۂ جواہر

توضع را با نخاد شش چون موج و دریا ہم آغوشی و بزرگی را با سرشش چون رفعت و آسمان گرم جوشی فیض و طبیعتش چون ریزشش در سحاب و صفا در ضمیرش چون پرتو در آفتاب احوام قضا را با مشاہیت امرش اندیشہ با بر تر تنقیاد ان و اندازۂ قدر را در مقابلہ تحمینش سر رشتہ حساب از دست داون رفعت از سر بلندیش با فلک ہمدوشی و فروغ از فروغ ضمیرش با آفتاب ہم آغوشی مہابت را از پرتو شیانی جلالش حرارت شیرافگنی و سیاست را از دستیاری قہرش اقدام در گردون زنی جا در پیشانیش چون صفا در آئینہ و مروت در دریش چون می در آبگینہ دریا را اگر مش گوہر در گنجینہ دمعادن را از جودش ندرہ در خزینہ از ریزشش بے فاصلہ اش موج دریا دست و را کردہ در فراہم آوردن گوہر نا مبوبیت داز انعامش متوانرش محیط فراخ دامن در تنگی حوصلہ آرزو مجبور صبح از خورشید آتش در دل افروختہ غیرت ضمیر انوار و فینہ ام و شام از شفق خون در جگر انداختہ رشک راز دار ہیاے سینہ اسرار گنجینہ اش گل با شگفتگی غلامش جگر خوار از راز بلبل و گلشن با رنگینی طبعش افسردہ تر از جسم بے دل ظفر با دازۂ موکب سعادت کوکبش دو سہ منزل پیشتر در انداز استقبال و نصرت توجہ رایات شرف آیاتش مہیاے پیشکشی تحائف اقبال مجملات خوبی گل را در مصحف رخسارۂ شاہدان مفصل تفسیر نمودہ و مبہمات موزونی سرو را در مصرع قامت خوبان مصرح تقریر فرمودہ وقت فکرش در یافتہ کہ گوری چشم نرگس از یاس عصمت ابکار چمن جائز داشتہ اند دگر فتگی زبان سوزن بلحاظ بیدماغیہاے بلبل نا توان و جب پنداشتہ بی قلم در کفش فوارہ معنیہاے رنگین و سادگی کاغذ در پیش چشش صبغ دوربین با لطف کلامش سجع بلبل نالہ زاغ و با خوبی رقمش خط خوبان پاے کلاغ نظم انصاف را حرف تمشیرش مقطع و قصیدۂ عدل را سخن تدبیرش مطلع تیر ارش در برابر خدنگش چون سہم نگاہ اعمی از ترکش بر نیاید و کمان رستم در جنب کبادہ اش چون حلقہ قامت ضعیفان زور بن تاید تیغ ابر در ا پیش تمشیرش در نیام بیکار بہانہ نگار خوردہ و سلسلہ زلف را در عمد کمندش از بیقدری با دبردہ جنگ ازمائی کہ تہمتن تواعد زرم را از کمترین پاکرش یاد کردہ و بختیاری کہ سکندر کوس فتح را چرم از لعلینش بردہ شبستانش از ساغر طرب غیرت گلشن دایوانش از زمینای عشرت رشک چمن اہل وفاق را چہرہ از زعفران زار عمدش ارغوانی و ارباب نفاق را رنگ از ارغوان کارتیغش نعفرانی نامہ تیزش پرنیان اعدا برق و نالۂ رعد با لطنطنہ کوسش زرق در ہواے عرصہ جنگش اندرنگ پریدہ دشمنان صد شہاب

ثاقب جلوه گر و در فضای زرمش از جان رمیده اسد عالم ارواح در نظر از صدمهٔ گرزش گاو آسمان را اندیشه جستن شیر مضطرب میگرداند و از احاطهٔ کمندش ماهی نو بین را بیم گذاشتن شست بر خود می جنباند خدنگش آنسوی فلک گذر آن تیر از تیر آه و کمندش پیچان تر از زند نگاه بلندی مراتبش قفهٔ منار جلال و رفعت مدارجش سلم بام کمال فلک را از مرتبه بخشش معراج بلند پایگی و محیط را از دستگاه جودش اعتبار گران مایگی وصف عموم فیضش ذکر طوبی و سخن سربلندیش حرف سدرة المنتهی از رفعت سده بارگاهش فرق کمترین چاکر فلک سا و از بلندی پایه آستانش پای ادنی خادم عرش پیما بصلای غریب نوازیش معنیهای نادر اهل سخن در تردد جاده نفس بیتاب و از آوازه تعمیم سخایش مضامین بیگانه شعرا در کافرنیهای شارع قلم سراپا اضطراب توانائی را از نسبت سرپنجه اش در بردن نام شیر رود در هم کشیدن و خجستگی را از انتساب ذاتش در تصور بال هما بر خود پیچیدن

شهنشاهی که از بس ارجمندی — گذارد پای بر فرق بلندی
فلک جاهی که از والائی قدر — نگاور رانده بر پیشانی بدر
ملک قدری که از وی دوش شاهی — طرازش جسته از فضل الهی
نهیبش گر زند بر سنگ خاره — رگش در جنبش آید چون شراره
شرر را قهر او گر بر فروزد — چو کاغذ سنگ خارا را بسوزد
چو شیر ارضیست عزمش رفته از هوش — گریز آورد در سوراخ خرگوش
فلک گفتی سپر خود را عدویش — هلال از نعل توسن زد بر دیش
بسطر تیغ بهر زینت حرف — ز خون دشمنانش رنگ شنجرف
ز تیرش زخم اعدا نادم صور — برنگ چشم عاشق گشته ناسور

هنوزش تیغ بر کف نارسیده — بفرق دشمنش عمرا رسیده

اشعار فارسی

یارب آن کن بجنون دل دیوانهٔ ما — که شود بال پری نالهٔ مستانهٔ ما
حسن بر خود غلط و عشق نظر باز غیور — شمع داغ است ز خود داری پروانهٔ ما
هستی اهل فنا وقف شتاب دگر است — رفتن رنگ بود شمع بکاشانهٔ ما
طرفه کان بت برخ کعبه روان هم خندد — دست در گردن غیر است ز جانانهٔ ما
کن آشنائی لب دو سه حرف عتاب را — از بهر ما دو آتشه ساز این شراب را
رنگ رخم چو گل پر پرواز میزند — دارم خزان رسیده بهار شباب را
دارد اثر ز چین جبین موج خنده ات — یک رنگ کرده ناز تو لطف و عتاب را
امروز تا کرشمهٔ لطفش چه میکند — رحمت فگنده است بفردا حساب را
چون شمع آرمیدن عمر است اضطراب — دارد سر و رنگ بهارم شباب را
وحدت هزار جلوه فتاده است دیده ام — در دیر و کعبه رنگ عذاب و ثواب را
صهبائیا بوسعت رحمت نگاه کن

کیسو نبه شمار گناه و ثواب را — آرام ز طبع جهان شد زورد ما — خیزد خزان عالمی از رنگ زرد ما
مشق جنون نکرده بوادی قدم زدن — ای گرد باد با دل صحرا نورد ما — صبح صعف ما سکرد از اثر تبرس
آتش نهفته زیر بغل آه سرد ما — چون صبح بار خاطر عالم نبوده ایم — آهین نداشت جز نفسی رنگ کرد ما
صبائی از حنای فلک دم نمی زنیم — ای کاش بر خدنگ شدی از آه سرد ما — چه گل که در کف پا نشکفد خار مرا
جنون بفصل خزان میکند بهار مرا — چنانکه باده در آنگور و نیست باده بنام — بهر کجا که توئی منت اعتبار مرا
بزنگ لاله در آغوش نو بهار هشت — ز دست داغ دل آسوده روزگار مرا — قبول خاطر کونین را نمی ارزم
ز یکسی لحد آه و دو رکنار مرا — هر آنکه دید مرا دید خویش را در من — بجز تم که بدل نیست غیر یار مرا
فلک بماتم یاران رفته صبائی — سپرد داغ دل و چشم اشکبار مرا — شد دلم جلوه گه حسن قدر جانم خوشت
آتش از خانهٔ من سر زده سامانم سوخت — آتشی بود که جز کعبه نباشد سنگش — برق آن کفر که در خرمن ایمانم سوخت
بوی پیراهن اگر چاره گر آید وقت است — دل به بیتابی خود دیده کنانم سوخت — همچو شبنم خویش را فارغ ز عالم ساختم
محرم خورشید گشتم با خسان کم ساختم — مردم دود چشم مردم عالمی تاریک شد — من نگر شمع چو رفتم بزم برهم ساختم
عیش عالم نیست باب من و درمانم زدم — در خورم نبود نشاط دهر با غم ساختم — رنج در راحت هر دو بی درد سر نیست نبود
فی فلک بردم نزه فی دنی بهم ساختم — کفر در کیشم سپاس نعمت دیدار دوست — جلوه در هر رنگ دیدم گردنی خم ساختم
نیست صبائی چو جام جم نصیم گو مباد — می ز خون دل کشیدم خویش را جم ساختم — دارم دلی دیوانه کمد داغ چون لاله بغل
چشمی و چندین نسخه خواب پریشان دیدنم — نازم به کار کیشی زلف سیه کارش گراد — هم راه ایمان میزنند هم کرده قرآن بغل
در سینه آتش مشتعل در دیده دریا موج زن — هر شعله دوزخ آفرین هر موج طوفان بغل — بجز تم که چو از من بمرگ راضی نیست
بزندگانی دشمن چه گونه خرسند ست — بگفر من منگر عذر اضطرارم نه — که شوق و طالب بت بدوست مانند ست
یاد آن روز که کس محرم اسرار نبود — حسن را جلوه گه و جوش خریدار نبود — به ده به داشت که از یوسف و گاهی زر خرند
عشق آن خانه خراب ست که بیکار نبود — عشق و حسن اند غیور انیقدر افزود نزاع — ورنه رنج من و او آن همه بسیار نبود

غفلت از جلوه مطلوب نساز د محرم — دیده آینه یوسف شد و بیدار نبود

معمیات از جواهر منظوم عزیز

خورشید بخویش داشت زین بیش گمان — کاین چیز خ نباورده بطرش بجهان
چون قصهٔ آفتاب رویش گفتم — خوربا نفت سرخ چو خویش را تمام دانشان

خور عبارت از شع است و خویش کنایه از آفتاب که در نمیقام مراد از ان زر است و مثل آن زر یعنی انگور و رخ آن راهی مهمله و چون راء مهمله را نام یا بندری شود و نشان یا بندری بزای معجمه گردد و زای معجمه که در زر ربود باقی است پس زر سه باغ خویش گردد

ایضاً

بیگانه زمن نگار جادو فن من ✤ از خیله خصم دوست شد دشمن من ✤ چون دیده غیر اشک بر دامن ریخت ✤ دامن بگریز و از پی کشتن من

دیده ع مهمله است و چون دیده ع معجمه چون غ معجمه غیر اشک یعنی نقطه و دامن که راء مهمله باشد بر بزن و زای معجمه گیر دو غ معجمه عین مهمله شود و چون اکنون دامن زای معجمه باشد دامن دیگر عبارت از زاء معجمه دیگر خواهد بود و چون زای معجمه دیگر در اول یای تحتانی در آید عزیز صورت نماید و اول یاء تحتانی در آمدن زاء معجمه از بهر آنست که دامان زون عبارت است از پیچیدن دامن بر کمر

خاقانی

حسنش که بر نگ ماه انور بینی ✤ چون خور بینی اگر نکر بینی ✤ آخر زان شوخ بین تمام اندازش ✤ زانگونه که هر مشرفی دانی بینی

آخر از شوخ حرف خ است و ان تمام بود خاگرد و ازان گونه یعنی مثل ان ح مهمله است و او از ان عدد آنست که هشت است و نهد سه آن ۹ چون آنرا هر دم فزون تر بتبدیل اول آنرا هشتاد و نهند که حرف ف باشد و دیگر بار آن را هشتصد و نهد پس فض شود با اول خاگرد

رافع

چون رفت ز خلوتم سحرگه آن یار ✤ نمود خور از منظر مشرق دیدار ✤ دیدم ز شوق نا بدل گردد وار ✤ گردید چو اژدر آفتاب آخر کار

اژدر را او و جز د است و د بمثل از ا است و چون بگرد و را شود و د بمعلی نی ست را فی شد و آفتاب که عین مکتوبی باشد اخواست یعنی یای آن بدل با ع ست را فع شد

عفور

یارب گنهم ز بسکه از حد افزود ✤ گفتی لا تقنطوا دیا سم نزدود ✤ آری ناجی شد آنکسی کش ترسم ✤ با عفو تو راز دیده خبر اشک نبود

راز تحلیل یافته و حرف زدی یعنی از حاصل شده یعنی بالفظ عفو حرف را است عفود شد از آن دیده که عین عفور ست اشک شود و عفور گردد

مجیب

آن لعل اگر چه جان فزا دد بلوست ✤ اما ز نفس سیه دل فا فی خوست ✤ گر زلف و هد و هن نهان میبیش ✤ گیرم ز لب آن همه که ان لف براوست

زلف جیم است و دهن اندران میم و لب ان حرف جیم است چون میم سر جا بدو بمی بهم رسید و واز لفظ لب انچه زلف بر اوست حرف ب است چه لام که تشبیه بزلف وارد بر حرف ب است آن گرفته شود مجیب ظاهر گردد

حق

عالم چو بعشق آن تنگ آشفت ✤ او خواست که جنبش از وگیرد دفعت ✤ چون دید خصم آن تمام عیاری ✤ در ناز میان نمود و آغاز نبفت
دید خصم صاد هست و مثل آن ضاد هست یعنی یکنقطی و تمام آن ضاد هست ملفوظی و در نامهای آن باعتبار سه آن که هشتصد هست
و واست بدینصورت ۸۰۰ و این نقطه عا از میان ضاد که الف هست که دو پس هر گاه دو نقطه بر الف آید صد گردد که قاف هست
و هشتصد هشت ماند و آن حرف حق هست و آخر که دال هست هفت اسم حق منبعث ملهوریست

باطن

گر در شب ماه آن شه حسن و جمال ✤ از پرده نماید رخ خورشید مثال ✤ از آنکه زنو دمی شود از شرمش ✤ از بام رباطه نماید چو هلال
از بام رباطه نماید چو هلال گفته و تبدیل حرف را که در اول رباط هست نون خواسته و از عبارت نماید چو هلال مراد آنست که
آن نون در آخر رباط باشد چه هر گاه از بام به بیند هلال در مغرب نماید پس لفظ باطن صورت بندد

مالک الملک

آنرا که ز داغ عشق نقدی اندوخت ✤ در مکتب عقل نسخه ها باید سوخت ✤ شد باهر لاد لم دل اندر صدمت ✤ آخر ز کتاب عشق حرفی آموخت
با قلب شد اب گردید مراد از ان ما هست و هر یعنی کل قلب شد لک گشت و لا قلب شد ال گردید و لم قلب شد مل گردید و آخر
این همه حروف حرفی از کتاب که کاف باشد از مجموع مالک الملک صورت بست

ذو الجلال والاکرام

آن دل که چو خورشید مصفا دیدی ✤ از روشنی باده وصبا دیدی ✤ برگیر کدو نه دل جلا گیر دگر ✤ در دورهٔ ما نه کار دل را دیدی
برگیر کدو یعنی مثل ودکه ذ داست و نه که لا هست دل پس ال باشد ذوال شد و لفظ جلا گر را کیر و یعنی نور او ذو الجلال شد و در نامهای
هست و آن نه یعنی لا و کار که دل ان حرف راست که کرا باشد پس الاکرام شده

امام بخش اسم مصنف

در دورهٔ حسنت ای هلال غیب غیب ✤ خورشید دگر شوده در دعوی لب ✤ بر بام نویر مجاوره کن وقت سحر ✤ یا ان رخ خود نما میان دل شب
با آن تیشه یا هست و از ان تکرار ام مراد هست پس امام شود و در میان مقلوب شب که بخش هست حرف خای معجمه که رخ لفظ خود را مستعار از بخش گردد

صهبائی تخلص مصنف

داغ دل تست لاله گون صهبائی ✤ چاک جگرت گل جنون صهبائی ✤ دل به دریده تا بهاری نشکفد ✤ آخر کوی دل هست خون صهبائی
چون به تلب شود هب گردد و آن در دیده یعنی صهبا گردد و آخر را که دال مهمله است ی بگوای بی بدل کن که صهبائی شود

مولوی محمد حسین ہجر

بلبل شاخسار سخنوری طوطی شکرستان معنی پروری مولوی محمد حسین ہجر شاگرد رشید مولوی امام بخش صہبائی تمام کتب منثور و منظوم فارسی انہین کی خدمت مین تحصیل کین اور مشق سخنوری بھی انہین کے التفات سے بہم پہونچائی تحقیق مقامات اور تدقیق رموز مکتومہ کتب متداولہ خوب طرح سے کی ہے لغت و اصطلاح فارسی پر نظر اور زبان دری کا تتبع بکمال ہے انشاے نظم و نثر مین دستگاہ کامل رکھتے ہین یہہ چند شعر بطریق یادگار لکھکر ہدیہ ارباب شوق کرتا ہون

اشعار

در جواب شکوہ ہای کم نگاہیہای ناز
سرمہ گویا میکند چشم ترا نازم حیا
ندارد تاب نیش دیدہ حسن بیحجابش را

کہ باشد حیرت چشمم نقابی آفتابش را
ز شوقش صد تپش فرسودہ دل اندر بغل دارم
رم آہو عنان در کف سپارد اضطرابش را

بروی ماہ تابان زنگ در پرواز می آید
نمیدانم کہ از رخ برکشید امشب نقابش را
نگہ دزدیدہ نرگس میدمد از خاک تا محشر

شہید ناز چشم سحر ساز نیمخوابش را
کنم گر عرض حال این دل صد پارہ در پیشش
بخاموشی سپارد ہجر آن بدخو جوابش را

چنان ضعیف شد از غم تن نزار مرا
کہ بار خاطر من میکند غبار مرا
تو نیز چارۂ حرمان نمیتوانی کرد

بجلوہ آئی حیرت بروزگار مرا
بیاد روی او خلوت در انجمن دارم
من و خیال تو با دیگری چہ کار مرا

چنان ز خویش نفورم کہ خاکم از پس مرگ
دہی بباد نیاید بدل غبار مرا

میر نثار علی نثار

این مولوی عبد اللہ یہہ بڑے خاندانی اور آبا و اجداد انکے ہمیشہ صاحب اعتبار رہے چنانچہ مولوی رحمت اللہ کہ انکے جد اعلی تھے اوستاد تھے محمد شاہ بادشاہ کے اور انکے پرنانا مولوی اشرف صاحب اوستاد عالمگیر کے تھے انہون نے تحصیل کتب فارسی اور مشق سخن مولوی امام بخش صہبائی سے کی ہے فکر خوش اور سلیقہ کتب دانی کا اچھا رکھتے ہین علاوہ اسکے خط نستعلیق ایسا خوب لکھتے ہین کہ اونکی کشش مدات سے ابروی شاہدان چین و چگل پر اشارت اور اونکی سرعین سے نرگس شمشاد قدون پر کتابت ہے الف کی راستی کے آگے سرو کا قد خمیدہ اور بے کی خوبی کے سامنے لب خوبان دندان حسرت سے گزیدہ چشمہ ہے کا اب حیات سے لبریز صفحہ تحریر کا رنگینی رقم سے گل خیز دندان سمن رویان دندانہ سین سے شرمندہ اور کاکل سنبل مویان دنبالہ میم کا بندہ یہہ کمال انکا مقتضی تھا اس امر کا کہ انکو خوشنویسون کے ذیل مین لکھتا لیکن سخنوری کی مناسبت سے شعرا کی ذیل مین انسب معلوم ہوا یہہ چند شعر انکی خوش فکری پر گواہ عادل ہین

اشعار

مانع گریہ شود حوصلہ عشق ار نہ
کہ سد راہ نتواند شدن خس جوش طوفان را
بزلفش گفتم آخر بند وا کن سخت پیچیدہ
ہست در دیدۂ من مایۂ طوفانی چند
دران وادی کہ رفتم کس نشان من نمیداند
چہ دشوار است کان ہندو زبان من نمیداند
خون دل از چشم میریزم بہار کیستم
چسان بندم بمژگان تند سیل چشم گریان را
صبا خود کیست عنقا آشیان من نمیداند
داغہا بر سینہ دارم لالہ زار کیستم

جناب محمد مومن خان مومن سلمہ اللہ تعالے

زنگ زدائے آئینہ سخندانی مصقل مرآت نکتہ رانی محی مراسم کمال ماحی کساد فضل و افضال جلوہ دہ عرائس مضامین تازہ زیب وسادۂ کمالات بے اندازہ سرمست نشۂ سخنوری نظر باز شاہد معنی پروری غواص محیط تدقیق آشنائے بحر تحقیق پیرایہ پیرائے محامد پسندیدہ حلیہ طراز اطوار گزیدہ غازہ پرداز چہرۂ خلق محمدی مظہر آثار سعادت ازلی و ابدی یگانۂ جہان محمد مومن خان مومن تخلص انکی کمالات کا اندازہ ظرف شمار سے افزون اور حیطۂ تعداد سے بیرون ہے معنی تازہ سے قالب الفاظ مین جان ڈالنے اور انفاس عیسوی سے معنی پژمردہ کو تازہ تر از گل اور سیراب تر از مل کرنا ایک شیوہ ہے خاصہ اسی سخن سنج معانی پناہ کا انکی فروغ ضمیر سے الفاظ دری کوکب دری اور انکی متانت طبع سے سخن ریختہ ایوان ریختہ اگر یہہ کہا جاوے کہ شیرینی زبان حافظ اور نمک سخن سعدی اور متانت تراکیب انوری اور نشست الفاظ خاقانی اور آبانی عبارات ابو الفضل ہندی اور نازکی معانی کمال الدین اصفہانی اور سوا اسکے جو خوبی صنف شعرا سے کسیکے ساتھ مختص ہے سب انکی کلام معجز نظام مین صرف ہے حق شناسی اور مرتبہ دانی سے بہت بعید اور نہایت دور از کار ہے حق یہہ ہے کہ اقسام ازل نے سبکو انہین کے خوان استعداد سے منصب ریزہ چینی اور انہین کے دیگ کمال سے وظیفہ چاشنی گیری عطا کیا ہے زبان ریختہ مین وہ کمال مبدا فیاض سے حاصل ہوا ہے کہ سودا کو انکے سخن کے رشک سے جنون اور میر انکے کلام کی خجلت سے مرقد مین سرنگون سخن گوئی کو بحد اعجاز پہونچایا اور شعر نے انسے مرتبہ حکمت کا پایا نکات سخن اور دقائق فن انکے قلم سے اسطرح گرتے ہین جیسے ابر سے باران لطافت انکی طبیعت اور فروغ انکے ضمیر مین ایسی ہے جیسے آئینہ مین صفا اور مشرق مین خورشید رخشان ابیات انکی مثل بیت ابر و سراپا انتخاب اور اشعار انکے مانند مصرع زلف مجموعہ آب و تاب سخن انکا باوصف پرگوئی کے رکاکت سے خالی اور فکر انکا باوجود غور کے عالی دیوان ریختہ کا مشتمل ہے اصناف سخن اور شعب فن پر غزلیات سے لیکر تا مخمسات و مسدسات اور فرد سے لیکر تا رباعیات و قطعات جسپر نظر پڑے اگر وہ عاشقانہ ہے ہر حرف اوسکا گرد تصویر آہ ہے اور اگر انداز معشوقانہ کا بیان ہے تو ہر دایرہ اوسکا ایک چشم سرمہ سا ہے مستعد نگاہ الحاصل کلام بلاغت نظام انکا حصر و شمار سے افزون ہے چہ مثنوی اور قصائد متعدد اور انشائے نثر با عبارات متین و با مضامین رنگین اگر سب کو بتفصیل لکھا جاوے ایک دفتر ہو جاوے اسیقدر

بر کفایت کرد کچھ فتور کچھ نظم لکھتا ہوں تاکہ ارباب شوق کو اس سے استفادہ ہو۔

رقعہ فارسی بخدمت حکیم

ای مرگ بدو رچارہ ات در آزار	خبر ہشتم تبان کسی ندیدم بیمار
دانم کہ شفاخانہ شود گورستان	گر رنجہ کنی قدم بہ استغفار

حال بیمار و تمار رشنیدہ و لعل و اسیار بے سیدہ لبی بہ پرسش نکشادن این عقد کشادگامی بطریق عیادت نہادن رو براہ تفہیم نہاد و چون راز پنہان پنہان نماند و با سر نکتوم منسراے کتمان ناگزیر آمد بیمار انہ سر کنم زبان یوم ست و اگر چنین وصایا بر لب آرم نفس واپسین صواب انجام و رنہ مداوی مریض عشق بنسخہ مجرب السیر منقول نیست و دعوی بیمار و رد مند محبت از لقمان بقبول نہ گیرم کہ راے اصابت قرین بجان واردی وصال پے بردجانانہ عاشق کش را بہ خانہ کراند اور دو درین حال ہم شرح احوال و تفصیل ملال بیمار قہ نخواہد بود شغل دوم شماری مفت منیست بود مرگ ہم ناگاہیدن دوست غمگساری توان نمود فی الجملہ گردن کشی اخلاط اربعہ سرگروب این دو از زیم جانست و پریشانی حواس خمسہ اختلال ستہ ضروریہ راضمان قارورۂ تبنی و رنگ کاہی دلیل گذارش تن بعذاب عجز حبس است و نبض علی از یاد آمدن حکایت سلیمان و بلقیس افسانہ فصد لیلی باعث خلیان دم ست و حکایت جوی شیر شیرین سبب ہیجان رطوبت و بلغم شعلہ زدن آتش شوق راحمی لفقہ نام بردہ ام و جگر سوزی حرارت عشق را بتشخیص نبض محرقہ غلط کردہ ام مصدع در اندیشہ سر گرانی ست و شقیقہ تفکر و گردانی عصا بہ آنکہ سر از اطاعت بخت نگون نتوان برداشت و فراغت از آنکہ روز گاری فارغ از خویش و پیش غمخواران باید گذاشت نسیان از ثمرات خاے طبیبان ست و آفۃ التخیل خیال تقرب رقیبان و دار ہمہ دم پیم گردش سپہر تا ہنجار ست و سدہ بر مان خسرن روز سیاہ و شب تار را زیاران میگریزم تقرب بہین باشد کہ تصور بطالع دون نخندم دار الکلب چنین بود بسہ خواب بر عاشق حرام ست سبات ہمان بخودی مدام خیال طول امل ابلیسیا باشد و بجوش آمدن خون مورث البو بلقیسیا کابوس رنجو دسا غیرت بلبوس یاس و رستی رسیدن عسل منہ چشم بلوہ گاہ و فرست سکتہ بتوت رسیدہ و گردن از فرمان الیاسیچین ثبت تشنج و کزاز گردیدہ بقوہ بزبان کم از زخم زلف سخن گفتن مذر روح خساس و از صحبت اعضا بر آشفتن رعشہ بے اختیار بہاے اشتیاق خیالات بحسرت نگریستن صحبت نبان و عشاق گان بر قان از رنگ زرد بر داطراف از ضبط دم سرد سبل از نظارہ و غیر پردہ بر چشم گذاشتن شعر المنقلب المصور برگشتہ فرگان نگذاشتن بلغمہ عجل ناخن نگاریستہ یار سلاق تراوش پارہ ہاے دل از دیدہ خونبار نزول الماء بہیم گریستن متبق النفس بین ولی بار یستن بلعنین از بکالت با تصور نا بیدہ سر اثبیت جوش عیاد

از سرگرمی یاد شمع لقای زکام به تهیه گلگشت بهشت آفرین گوئی خرس لب گزیدن از دست ترش ابروی بثور الشفته
از گرمی تقریر شقاق اللسان از ناله های الماس تاثیر بطلان الذوق از غم و غصه خوردن خناق راز دل بر زبان نیاوردن
سوال بهانه جواب نصیحت گر نفث الدم فغانهای دشنه اثر عسر البلع در فرو بردن جرعه تبرید و قروح المری از ناگواری
لقمه های سرید علامت شوصه بر هستی نمیتوان خفت جفاف اللسان باین تر زبانیهای هیچ نتوان گفت خار خار دشت
گردیها باعث خفقان تشنه کامیهای وصال با عطش مفرط توامان عشی از ضعف دل است و ضعف دل از کشمکش
شوق تاب گسل سوء الهضم از کباب جگر بجوع کاذب خوردن و جشاء حامض گله ترش روی بر لب آوردن تهوع و
غثیان از بی مزگی رشک اعداست و اختلاج معده در خواهش نیم خورده دلربا لذع زهراب هجران است و دفع
آن از کثرت حسرت خوردن می ترسم که تنگ ظرفی ما سار بقا بر ذات کیموس نکشد و از تخالف مذهب اندیشناکم که سر
ثناعشری با یلاوس نه انجامد قولنج است که در هوای دل پهلو بپهلو می طپم استسقاست که بصد سیوای آب همان تشنه لبم از شکایت کدورت
نفس بر نیاورده ام ریگ در مثانه فراهم گردیده و بامتلای جنون اگر سنگ طفلان نخورده ام حصباة کلیتین از کجا بهم
رسیده سرکشی فرسیوس بضرر حکة الرحم یار است و بر خود بالیدن فتق با اراده کون در بدن اغیار وجع المفاصل از جریان
ملاقات و عرق النسا پا بر پا زدن از التفات نوبت اوام متعاین تا بدست و پا کشیده با فرار سلامت اعضاء رئیسه رئیس
الحمقا پندارم حرارت غریبی قلب تا مغز استخوان رسیده انکار وق آخرین درجه جهل مرکب انکارم ماده بحران هر روز رنج
جلوه های بی هنگام است و علت غائی هذیان آهنگ خواب اداهای بیمحل و بمقام در چنین وقت که ملک الموت نشتر برگ جان
سپرده و مسیحا فریاد ان تعذبهم فانهم عبادک از عرش برین بالاتر برد اغسال کافور بگلاب آلوده و بخار تخت و تابوت در دود
خیاط گریبان کفن درید چاره فرما به های های نالید گور آغوش بمنا باز کرد و نوحه گر زبان واویلا در از صلوة جنازه
از جواب غفلت دلکش تر است و دعای مغفرت از صفیر نوم جانفزا تر حاشا ثم حاشا زینهار زینهار میاد لب به تلقین
و استغفار بگشا غفر الله لمن قال ؛ ز تاب رشک ملائک بدوزخ اندازند ؛ تو بر جنازه مومن اگر نماز کنی ؛ والسلام

اشعار فارسی

چسان بر ناله ام گوشی نهد بیدرد میداند
از سر نیا نهید جهان خراب را
هم تاب وصل نیست من بی نصیب را
کرده آئینه خراب اینهمه کاشانه ما

محبت های پنهان را شکایت های پیدا را
امشب عسس ز کوی توام چون برد که دوش
خود دشمن خودم نشناسم رقیب را
از کف دشمن گرفتم جام را

خوش نیست دوره چرخ و مه و آفتاب را
فریاد من ز دیده شد و هر دو خواب را
گریه بر حال خودم آمد و طوفان آورد
می شناسم گردش ایام را

سر بخشش اگر ای داور محشر داری — من نمی من ز گبر و مسلمان در یغ
وصل هست اگر شمع کشم چهره منیور — از سایه خود نیز حذر میکنم امشب — دشمن فغان نکرده و آهم اثر نداشت — این رنگ گون لباس فلک داغ دار کیست
با کفر و آستان کلیسا ترا چه کار — مومن بدین بهانه نشستن برای کیست — دمی شب که گوش در پس دیوار داشتم
گفتی حکایتی و شنیدم در این چه بحث — خواهم شب وصال تو خندید بدین آنقدر — کاندر زمانه خنده نماند برای صبح
غریب لطف نهانی نخورده کس چو من — ز بزم رانده نشستم بر آستان گناه — مومن آهنگ حرم کرد ز بیداد بتان
بس بجان آمده شاید دو سه منزل دور — با ناتوانی که کف از دست رفته بود — چاکی زدم بجیب که از کس نپوشد
کو دست که یکبار زنم بر دل دشمن — آن دشنه که صد بار زدم بر جگر خود — یا مال ندامت شدم از لعنه بلبل
دیگر نه فنی گل بسر خود بسر خود — فرمود ز زلف کشد خط سبز تو دلرا — بدیده میش خلد سبز که تو خیر است
سالها باز بکفار دستم می ورزد — دل من شاد اگر یکدو ز بانی داند — صد پرده بردی دوست بستند
ز انجمله یکی جمال باشد ✤ — شیوه ناز تو انباز نمیداشت روا — لاجرم از ستم دیرا نامم دادند
خوش اندم کز هجوم شکوه ملکی ز آسمان گردان — تو بر خیزی ز ناز و حسرتی در دامن آویزد — چه لوی خیر بر بشکنم جای که نیست
چشم آنم که نگاه غلط انداز کند — جای رحم است بران بسمل سکین که تپد — نیم جانی به تپش باشد و قاتل برود
بیقراری اگر امنیت چه قاصد چندیم — آسمان از پی آوردن محمل برود — بستان تو هوسناک فرستد پیغام
بگمند تو سلام از دل آزاد رسد — خاکم بسر که عاشق کار افتاده ام — دانم که بار قیب نجلوت چیاره رود
بیاد طاعت مقبول را بتعجیل ✤ — خلل بکار دعاهای مستجاب انداز ✤ — شب فراق بمهتاب و گل ستیزه کنم
بر دز دعوه یاران و باد این دام — جواب لطمه حرمان و طنز ناکامی ✤ — همین بس است که معشوقه نازنین دارم
فی بجودم را قبول و فی سلام اجوب — رایگان بود اینکه عمری جابر این روا شتم — ظلمت شب بر قمار روز بیع باید انبوه
حسرتی بیجا سر از خواب عدم بر آشتم — مرا بخشید و گاهی خبر بدی بنگی ندیدم من — سپیدا نم کرد این جرم ایزد بر گز نبخشد
سخن بی ربط گوئی حسرتی لیکن نمیگویم — همین رود اد من هم بود چون دارم پسند من — ای که تلخ از سخن تلخ تو شد عیش مرا
بتوانی که تلافی کنی بشکر خند کنی — حسرتی مرد اگر فایده ات چیست خبر از من — که دل غیر باین واقعه خورسند کنی

کو نین رو فنائی بجالت نمی شود — مارا چه داد و گاه خبر دار میکنند

اشعار ریخته

ای هر مژه آگهی ز هر جای آورد — نگاه ای او سفنه سوگ عدو کی وفات گاه — ای او دس بر تن جهان سوز بر آماد گاه

سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا ✤ شکل مانند پری اور پہ افسون ہونا ✤ آدمی کا نہیں مقدور بجانا دل کا ✤
نقش تسخیر غم کو اوسنے ✤ خون لیا تو میرے کبوتر کا ✤ میری ناکامی سے فلک کو حصول
کام ہے جیہہ اوسی سنگدل کا ✤ خوبی بخت کہ یہ پیمان عدو ✤ اوسکو ہنگام قسم یاد آیا ✤
اوس سے ہیں شکوہ کی جا شکر کیا ✤ کیا کروں تم ہمیں دل سے جو ہو جان آیا ✤ آپ مرتے تو ہیں پر جیتے ہی بن آئیگی
شیفتہ صید پر جو اپنی وہ ستمگر آیا ✤ کوئی پہچان جہان ہیں نہ تیرا تیر نکلا ✤ تیری مجبور کو جیتے ہوئے پہچان دیکھا
اسطرف کو بھی نگہ ناز فرمگان آئی ✤ بارے کچھ کچھ اثر گریہ پنہان دیکھا ✤ نہ لکھتا تھا تمنا نامے عشق
جواب نامہ بے مدعا کیا ✤ کب طالع خفتہ کو دیا خواب آئی ✤ وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہیں سکتا

گو ہیں یاد قدیم یار نے سونے نہ دیا ✤ فتنہ محشر کو رہتا ہے وہ ہوش نہ دیا

جناب نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر حسرتی و شیفتہ سلمہ اللہ تعالے

مسند ارائے جاہ و جلال زیب و سادہ مکنت و اقبال عمدہ ارکین دولت اسوۂ اساطین حشمت بانی ایوان رفیع البنیان ایوان خانی موسس اساس بلند پایہ والا مکانے چمن آرائے طالع بلند صدیقہ طرازان ارجمند شاداب زلال ہر چشمہ بلند اقبالی خدیو درجہ دلالا و صاحب مرتبہ عالی محیط انوار سعادت ازلی مورد انظار مراحم لم یزلی منبع شناس شخص سخن فہمی و سخن دانی فخر سخن دانان پردہ نکتہ سنجی و نکتہ رانی حاتم کرم عطارد رقم رستم توان نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر ریختہ میں شیفتہ اور فارسی میں حسرتی مخلص کرتے ہیں اگر انکی جاہ و جلال و حشمت و اقبال کی مدح لکھوں کہ پاس بارگاہ کے اندیشہ کو مانع ہے اور اگر انکی شجاعت ذاتی اور جرات جبلی کے اوصاف دگرگوں اس تہتین توان کی ہیبت شیری سے فکر لرزہ دہشت بین بے ثبات اور اگر بالفرض ان سب چیزوں سے قائمہ اوٹھا کر چاہوں کہ مناسبت مقام سے ذکر سخن وری و معنی پروری کا کروں تاکہ بسبب فی الجملہ ممارست کے خامہ قاصر البیان کچھ بھی لسان کر سکو جب اس جگہہ قدم رکھا بہ مضمون لپست کو اوس درجہ بلند پر دیکھا کہ کنگرہ عرش باین ہمہ سربلندی اوس ذروہ سے ہزار پایہ نیچے تھا اور طائر بلند پرواز سدرہ سو برس کے پرواز کے بعد وہانتک پہونچ نہ سکتا تھا اندیشہ وتاہ اس بلند پروازی سے عاجز اور اس ہالدوی سے زبون ہو کر ایک سیدھے رستہ پر پڑ لیا یعنی کچھ احوال سعادت اشتمال اس حضرت کا لکھ کر چاہتا ہے کہ اپنے تئیں روشناس اہل سخن کرے یہہ زبدہ ارکین روزگار خلف الرشید ہین اعظم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مظفر جنگ مرحوم کے اور باعتبار کمالات ظاہری اور حلالات باطنی کے مخزن خاندان اور شرف دودمان ہین خاک انکی دروازہ کی سعدن زر اور سنگ اونکے آستان کا کان گوہر اگر اپنے تئیں انکو اونکے بحر کف سے ایک نم حاصل ہوتی

گوہر بار نہوتا اور اگر آفتاب کو اونکے چہرہ شگفتہ کا فیض نہ ملتا عالم اوسکے اثر سے گلزار نہوتا بہار اونکے خلق سے نکہت آمیز اور موج گوہر انکے بحر عطا سے طوفان خیز ہے شجاعت کہ اگر مصور طراحی کے وقت انکا نام لے تصویر رستم ہین لرزہ پڑجاوے اور عجب عدالت کہ اگر انکی سیرت کے وقت نوشیروان کے نام لینے کا ارادہ کرین زبان کو اس حرف سے ننگ آوے بلند پایگی حشمت وجاہ کا وہ عالم کہ عمائد روزگار انکے خاک استان کو بہ از تاج دار جانتے ہین اور ہزار سلام بیجواب کو بہتر خلعت دارائی سے سمجھتے ہین اور خلق وحلم کا وہ حال کہ ہر خاکسار جب تک نظر شفقت سے نگذرے نسیم مراحم کو نانام اور دفتر لطائف کو ابتر تصور کرتے ہین سبحان اللہ انگ تعلی خلق عظیم کا مظہر اس سے زیادہ ہونا محال ہے وتحاق باخلاق اللہ اس سے بڑکر ہونا وہم وخیال باوجود ناز ولنم ثروت کے شوق سخن کو اس مرتبہ پہونچایا ہے کہ فیلم تردد سے سخن آسودہ ہوتا اور فکر تلاش سے بلبل کی سجع خوانی اور قمری کی فصیح بیانی انہین کی تستعلیق گوئی سے مستفاد ہے الحق پایہ فصاحت کا اور یہہ سرمایہ بلاغت کا خداداد ہے اگر رنگینی مضامین کے گل کو رنگ اور عبارت کی لطافت گوہر کو آب ندے بلبل کا عشق کامل اور تاج سلاطین کی زیب نام ہو مصرع غزل شعلہ آہ عشاق اور بیت مثنوی ابروی خوبان آفاق انتخاب اونکے کلام بلاغت نظام کا اسمقام پر سرمایہ فرحت ارباب نظر ہے اور شعلہ

رقعہ بنام جناب مرزا اسد اللہ خان غالب

ای از نفس خامہ شکین رقم تو ✽ نسرین کف دست رجیب نغل با دصبا را مجبور رود والا نامہ والا آمود با شہر شرہ شمار اشعار شعری شعار اندازہ اعتبار خویش برگرفتم صد مرتبہ نظم ونثر دانستم آن سینہ را بیک ایمن نور اپنا شت واین دل را بیک سمر فروغ شید اگین ساخت ان ہمچو دشوق نمود واین کستی دانش افزود بران سرم کہ پارہ از وصف ہمایون نظم و نجستہ تر رقم کنم کہ عرصہ سخن فراخ است وطبع من چالاک یکدوستہ جولان شوخ را وقت است ودلے ترسم کہ کمیش اغراق گوید ودیگر اش غلو خواند ونداند کہ اگر مہر را مہر ماہ را ماہ گفتہ شود چہ غلو وکدام اغراق تواند بود دل راز رنگینی دلجوئی ہست دل را شوے ووذوقی اگر انچہ در دانست بر لب آید چرا شگفت نماید بالجملہ از نظر شاعرانہ میگذرم کہ چنین سیرنگی اتحاما یا اوست سخن سادہ ونیرنگ میگزارم کہ دربار نامہ دستان ندنخستین بنام او توشیح یافتہ دان ودبان طرفہ اج دجاجے دربارگاہ مبدء فیاض نصیب بخت بلند حضرت است کہ نہ ہمین کیرکہ صدرہ دیدہ ام تشریف نان دیگر ہست وتشریف دیگران دیگر عرفی مطالب را درین زمین نظمی ہست وہم شمار انظمی این دیگر ہست وان دیگر سیرابی معنی در سخن عرفی مسلم است ولی لفظ شگفتہ کوشادابی الفاظ در گفتار طالب بجاست اما معانی تازہ کجا ہمانچنین نغز گوئی ونادرہ سنجی درخش صاحب افتادہ ست ولبس خوش گفتہ آنکہ گفتہ ✽ کم افتد چنین نکتہ بردار کہ ✽ کہ نازد بلفظ و معنی ہم ✽ نازد

گیرا و نفس با اثر که افسرده طبع مرا گرم گفتار ساخت تا این خورش انگیز سخن از دیده بدل رفت دل چنان لعل در آتش گشت که تا
دیده هنگامه گریستن بلند آوازه نکرد و مژه راه و رسم ابر بهاری تازه نکرد از بیقراری نه نشست و از بیتابی بر نخاست بیخبران چشمک
میزنید میدانم در مجلس اعجاز دم از افسون باطل زدن نه رواست اما چه کنم چکیده دل است و تراویده جگر نهفتنش نیز نوعی
از جفاست لاجرم عنان ادب رها میکنم و لب به تکلم آشنا میکنم

رقعه دیگر

خورشید پایه صاحبا شبی اندیشه جهان پیمان فراز فلک خرامید تا نظری بر خوب و زشت گیتی تواند افگند از ذره تا مهر و از
خار تا گل همه را سر بسر در نگریست نه نگریستنی بی حضور بلکه بدیهی را در لباس نظری جلوه گر ساختند نظارگی آمد
هر چند اگر بر عکس رفتنی هم به نیروی حدس خدا داد بیراهه نشتافتی و بیجا و حرام نیفتادی اما پاس زبان بندی کوته نگاهان
و بجا آورد فرمان حزم باینطریق چالش فرمود خشکیده ورق درختی نماند که برنگ سبزه خرم مطرح صد نظر نشد و در ته
دریا نهفته خزفی نبود که گوهر یکدانه نمط هوای دیدنش بدل دوربین نه پیچید چون امیر خسایس این پایه دریافتی که دیو دژم
هیکل بکرشمه شاهد نازنین و آتشیزه بلمعه اسپندار بود چه پرسی از شرائف و جلائل که هر یکی از آن هنگامه غنج و دلال یوسفی
داشت و هر کدام بنظر فریبی و دل آرای حوری بود از فردوس فرود آمده یا بری نقاب از رخ برگرفته ولی از نیمانه
متاعی که با دوستی هم ارزش و کالای که با محبت هم بها باشد مشهود نشد گوهری باین تابانی و اختری باین رخشانی
منظور نگشت خورشید پیش فره نور شب تیره شناس و از ماه کمتر برس محیط در جنب جزر و مد طغیانش شبنم گیر و از عمان کمتر
گوئی گر اگر پرتوی از فروغش دریابد هر شعله آذرگمان دود جیم برد و بلبل اگر لمعه از آن تجلی کسب کند آتش گل را هم جلوه انگشت
شناسد تا از این ناقه شمیمی مشکین نه بالست اگر همه مجنونستی خود را در چشم لیلی نوفل شمارد تا از آن شکرستان ذوقی بکام
تو نیست گو همه پرویزستی شیرین را از آن حریف پندار فذلکه سخن چون نگاه بخود افگند دریافت پیش از آن که روزنه از
سیدستان آگهی گشاده گردد مهبط این نور و مورد این تجلی بود بسجده افتاد و بسپاس رفت و ترانه شادمانی برکرد
و زمزمه نشاط بلند آوازه گردانید و افزونی ورزش این فرخ شیوه از خدای درخواست و پیش آورد ضوابط
و رسوم آنرا بحدی تمامتر خواهنده آمد روشنی پذیرفت که علاوه علاقه معنوی مراسم صوری را در افزایش مدارج
اتحاد و دستگاهی دیگر است لاجرم بنگارشنامه گستاخ گشت میداند که مراتب عطوفت را سرمایه والاست حضرت
مخدوم باینگونه زلت خواهد بخشود دل آزردگی طبع حریص است که لختی گله از درد دوری سر دهد و دلی خالی کند
اما بسی بی نسبت است چه آنجا که مجرد رقم سنجی در بیم و امید دارد این مایه جرات را نبرد از کجا خیزد بیت

حسرتی تو نامہ آرائی دمن تا ہم طلب + زود بر بال کبوتر بند مکتوب مرا

والسلام

اشعار فارسی

خندہ چہ خوش شیوہ ایست از لبِ شیرینِ شما	لذت دیگر بود زخمِ نمک سود را	کار ہمت نہ باندازہ طاقت باشد
مرغِ بسمل شدہ را ہم سرِ پرواز نیست	دم جان پرور تو ہر چہ کہ دارد دانیم	از ادب گرچہ نگویم کہ اعجازی ہست
خواجہ را شوقِ نظر بازیِ دمن می تا ہم	کہ درین جمع حریفی قدر اندازی ہست	سخن آمد و آورد تفاوت دارد ✤
سوز را گر می ہنگامہ افغانم سوخت	بر طرۂ پرشکن چہ نازے ✤	آخر زدلم شکستہ تر نیست ✤
آغازِ محبت است ای چشم ✤	ہنگام ترا وشِ جگر نیست ✤	واغلطا نگویم صنم را نگذارد مومن
یا تجلدم برد یا بجہان حور بیار	جانم بلب رسیدہ و چشم براہ تست	دارم ز عمر رفتہ امید وفا ہنوز
آہ از تیغ و رشک و تپیدنہای او	آرزوے بریدہ ام کہ بپرسد	تو خوش کہ دل بہ دنیی من نمی نہی کہ از دو زانی
جان دشمن در خانہ بود از خانہ بیرون کن	یا فلک آدم نداند غیر را	یا حدیثے مردم اماری غلط ✤
از خدا خواہی دشمن خواہم ✤	واندازِ حسرت شد او چہ حظ ✤	اگر بہ پیش تو نالم ز جور مندورم
نگنجدم بدل آشفتہ شعار تزع ✤	مشتری کو مایۂ سودا کو ✤	سر فروشم بر سر بازار عشق
عمر کوتاہ دادہ اند مرا ✤	گوشِ شب نم بود دراز چہ باک ✤	بپاے آن صنم آخر چہ کردہ ام تو ز
کہ پیش کعبہ ام از طوف از نماز مخجل	مردم دشکلت آسان کردم	رحم بر بازوی جانان کردم
عصمتم طعنہ تقدیس ملائک میزد	تمنائے قبولت ہمہ تقصیر شدم	فردا حذر ز نالۂ محشر گدا ز کن ✤
امروز فکر کار من ای کارساز کن	گر پاے نازنین تو رنجد بیا میا	از دور بر خبانۂ مومن نماز کن
خندہ بہ شوق انقدم یار مرا تبر بتم	میکشد و بنجاتم جان زپی نثار کو ✤	جوشش رحمت کار بر ما تنگ کرد
توبہ بر لب رفت باران آمدہ ✤	ای چشم چہ دیدی از نگاہش	بی وعدہ و بر انتظار چوتے ✤

اشعار ریختہ

خو ہو گئی ہجر انین تڑپنے کی شب وصل	گو چین ہو دلکو مجھے آرام نہو گا	منقوش دل خلق ہو بہ نیرنگی خوبی
کتنا ہی کرے ظلم وہ بدنام نہو گا	عشق کیون ورے جان شوق ہی کیون نہو گا	پیشانی و ابکنی شیوۂ احباب نہین
گلہ ہجر خجلت شکوہ جانان نہیں ہے	یاس حرمان کو میری حاجت تباہ نہیں	گذری ہین میری خاک بہ غیر از خاکساری

فتنہ اوٹھا ہے گرد پس کاروان نہین
اوس بت کی ابتداے جوانی مراد ہے
بیچارگی سے جان پڑی کس عذاب مین
کہتے ہین تمکو ہوش نہین اضطراب مین
وہ ہی خط اوسنے بھیجدیا کیون جواب مین
ای آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو
نہ قرض دیتے ہو بوسہ نہ مستعار مجھے
کہا اوس بت سے مرتا ہون تو مومن
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونی ندیا
تاب بوسہ کی کسنے شیفتہ وہ دین بھی اگر
تھا دوست ہمارا بھی سنبل جاے تو اچھا
نکیجو غل ای خوشنوایان صبح
رہا ذکر گل اور ہر باب کا
کیا حال تمھارا ہے ہمین بھی تو بتاؤ
شب موم کر لیا سحر آہن بنا لیا
شکایت کو اوسنے سنا بھی نہین
ہوا ٹکڑے ٹکڑے گریبان عبث
خیر جو گذری سو گذری پر بھی اچھا ہوا
اوس گل پہ غش ہین جسمین محبت کی بو نہین

لگ جاے شاید آنکھ کوئی دم شب فراق
مومن کچھ اور فتنہ آخر زمان نہین
کھولا جو دفتر گلہ اپنا زیان کیا
سارے گلہ تمام ہوئے ایک جواب مین
پیہم سجود پاے صنم پر دم وداع
ڈرتا ہون مین نزول بلا بیشتر نہو
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی
کہا مین کیا کرون مرضی خدا کی
بسکہ آغاز محبت مین ہوا کام اپنا
کر چکی کام یہان لذت دشنام اپنا
دل زار کا ماجرا کیا کہون
یہہ ہے وقت اونکے شکر خواب کا
پڑے صبر آرام کی جان پر
بیوجہ کوئی شیفتہ اف اف نہین کرتا
مشاطہ کا قصور سہی سب بنا دین
کہلا غیر پر راز پنہان عبث
جاتی ہین اور منع کی طاقت نہین مگر
خط دیا تھا نامہ بر نے اوسکو تنہا دیکھکر
دشمن کہین گیا نہو آنکھون سے شیفتہ

ناصح ہی کو لے آؤ گر افسانہ خوان نہین
تاثیر صبر مین نہ اثر اضطراب مین
گذری شب وصال ستم کے حساب مین
دونو کا ایک حال ہے یہہ مدعا ہو کاش
مومن خدا کو بھول گئے اضطراب مین
لبون پہ جان ہے ایسی بھی کیا ہے بیدردی
تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی
شب ہجران نے کہا قصہ گیسوی دراز
پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
سودا زدہ کہتے ہین ہوا شیفتہ افسوس
فسانہ ہے مشہور سیماب کا
محبت نہ ہرگز جتائی گئی
مری جان بے صبر و بے تاب کا
تم لوگ بھی غضب ہو کہ دل پر یہہ اختیار
اوسنے ہی کیا نگہ کو بھی پرفن بنا دیا
نہ سمجھا کسنے مجھے گل نہ صبح
رہ جائین آپ وہ مجھے ناچار دیکھکر
کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ
اوسکی گلی مین آج نشان قدم نہین

نواب محمد اکبر خان بہادر سلمہ اللہ تعالے

تخلبند حدیقہ بخت مندی نونہال گلشن طالع بلندی عارج معارج اقبال صاعد مصاعد جاہ و جلال بہین نتیجہ اودار فلک کار فرماے ملک و ملک یگانہ دوران نواب محمد اکبر خان اکبر تخلص کہین برادر نواب محمد مصطفے خان بہادر کی طبیعت نہایت رسا اور ذہن نہایت جودت کے ساتھ رکھتے ہین ہر چند فکر سخن کیطرف کم متوجہ ہوتے ہین لیکن بہت خوش فکر ہین مشق

سخن محمد مومن خان مومن سے کی ہے ہر بیت اونکی مضمون رنگین سے دکان گلفروش مصرع اونکا ناز کی کیفیت سے
مینا ے بادہ سرجوش لطف سخن سے خط خوبان خجل اور خوبی سطور سے سنبل جنت منفعل یہہ چند شعر اونکے بطریق یادگار
نذر احباب ہوتے ہین

اشعار ریختہ

نہ تھا سارا جہان دشمن عبث تو نے جہان پھونکا
جلایا پای ناقہ کو نہ دست ساربان پھونکا
اللہ ری سوز سینہ کہ دامان چرخ مین
ہر زخم پہ جو ہلتے تھے لب آفرین کے ساتھ

جہان کو تو نے کیون ای نالہ آتش فشان پھونکا
جا کر فلک نالہ شور آفرین کے ساتھ
شعلہ لپٹ گیا نفس آتشین کے ساتھ
وہان رسم اختلاط سے انکار و عذر تھا

اثر لیلی کو کیا ہو جب تیری فریاد نے مجنون
سیر بہشت کرتے ہین ہم حور عین کے ساتھ
ہم مر گئے اور اوسنے نجانا کہ مر گئے
یہا جان ہی نکل گئی اپنی نہین کے ساتھ

طوفان نوح و گریہ اکبر مین فرق ہے
یعنی کہ آسمان کو ڈبویا زمین کے ساتھ

پنڈت نراین داس ضمیر

سخن شناس معنی اساس محو جلوہ شاہد نکتہ دانی نظر باز عرائس معانی صاحب طبع روشن و افکار منیر پنڈت نراین داس
متخلص بضمیر دقائق سخن سے کماہی آگاہ اور فنون شتی مین صاحب دستگاہ لوازم سخنوری مثل بیان معنی بدیع عروض
و قوافی سے ماہر اور خفایای رموز ہنر تمامہ اس صاحب کمال کے سامنے ظاہر زبان فارسی مین ہم نظم متین و ہم نثر
دلنشین انکے خامہ معنی طراز سے جلوہ گر ہے اگر نظم ہے مثل نظم جواہر کے مقبول طبائع اہل ہنر اور اکثر نثر ہے مانند نثر نثرہ کی
منظور اہل نظر ہر مصرع انکا رشک مصرع زلف خوبان اور ہر بیت غیرت بیت ابروی محبوبان رنگینی عبارت کی رنگینی
گل سے بالاتر اور صفائی الفاظ صفائی گوہر سے والاتر یہہ چند شعر اونکے بلندی فکر اور رسائی طبع پر دال ہین

اشعار فارسی

تو وہ شوخی و تبسم بہزار ناز کردن
بیک آہ میتوانم در صبح باز کردن
بہ محبتش ندارم خبری ز کفر و ایمان
بجز از دعای جانت ز سر نیاز کردن

من و عجز و جانفشانی ز سر نیاز کردن
چو خمار زور آرد چہ خوش است سوی ساقی
نہ خیال بت پرستی نہ سر نماز کردن
چہ دوا ضمیر جویم بکہ درد جویش گویم

شب تیرہ فراقت چہ غم ار بسر نیاید
پی جام بادہ دستی بہوس دراز کردن
تو اگر بجور سوزی ز جفاکشان نیاید
کہ نمیتوان علاجی غم جان گداز کردن

میر نظام الدین مرحوم متخلص بممنون

فرید عصر و حیدادان مصداق الشعراء تلامذ الرحمن جلوہ طراز معانی بکر زنگ زدای آئینہ فکر نخلبند حدائق افکار بلند بزم

افروز ستبان مضامین ارجمند محک امتحان طبائع موزون میر نظام الدین متخلص بممنون خلف ملک الشعرا میر قمر الدین منت پیشگاہ خلافت و بارگاہ سلطنت دارائے ہند سے مخاطب بخطاب فخر الشعرا سخن مین ایک طرز تازہ کو ایجاد اور ابیات بلند کو معانی ارجمند سے آباد کیا متانت کلام اور صفائی عبارت اور تازگی مضمون اور غرائب تشبیہ اور نوی استعارات جیسے اس سرکردہ اہل کمال کے سخن مین موجود ہے کسی اہل فن کے سخن مین متصور بھی ہے الحق ریختہ کو فارسی اور اردو کو دری کر دیا نہ انکے قصیدہ کے سامنے قصائد قدما کو رتبہ ہے اور نہ انکی غزل کے آگے غزلیات متاخرین کو مرتبہ ہر نقطہ اونکے سخن کا گوہر آبدار اور ہر لفظ اونکے کلام کو لولوی شاہوار طبع بلند اونکی دریای ذخار ہے اور خامہ معنی طراز ابر گوہر بار موہبت فیض حقیقی سے مرتبہ اس یگانہ روزگار کا مستغنی ہے اس سے کہ قلم اونکی تعریف مین کچھ لکھے یا زبان اونکی توصیف مین کچھ کہے بے تکلف تشریح بدن اشعار کے باب مین جالینوس اور نگہبانی چراغ معنی کے واسطے طبیعت انکی فانوس عرصہ تین برس کا ہوتا ہے کہ اس جہان ناپایدار سے رخت سفر کو باندہ کر راہی جنت ہوئے کسی شاعر نے یہہ دو شعر اونکی تاریخ وفات مین پائے تاریخ میر ممنون از جہان بگذشت و نزد عالمی ٭ زندگی را از ممات او بود حکم ممات ٭ سر بجیب فکر بردم گفت ناگہ پیر عقل ٭ شاعری شیرین زبان ہند تاریخ وفات ٭ یہہ چند شعر ان سے بطریق یادگار لکھتا ہون تاکہ معلوم ہو متانت عبارت اوسی سے ہے جو ان اشعار مین ہے اور صفا وہی ہے جو اون لاتی آبدار مین ہے

اشعار

برا مانیے مت مرے دیکھنے سے
تمھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
اوڑی سو شور محشر گرد ہو یہان ایک جنبش مین

کیا تو نے غبار ای چرخ ہمکو کس کے دامان کا
قربان ناز نعش میرے دیکھ کر کہا
گردن پہ کسکی خون ہے اس بیگناہ کا

ہاتھ مین جنبش محمل کے عنان ہے اپنی
ورنہ یہان کسکو سر ابلہ فرسائی تھا
غمون کی گر یہی بالیدگی ہے تو آخر ٭

دل گرفتہ نہین سینہ مین سمانیکا
صبح تک کیا کیا نہ مجکو تھی سماجتہای شوق
رات رکھکر روبرو صفحہ تری تصویر کا

لے لیا بوسہ تو اوسنے دین نہ کیا کیا گالیان
یہان گنہ سے بھی زیادہ ہے مزا تعزیر کا
بیتابی دل تیری شہیدونکی کہان جائے

کچھ کم رگ بسمل سے نہین تار کفن کا
بدگمانی سے ڈر اور نہ لیا تیرا جو نام
دیکھنا بوسہ کی خاطر مین لب دلالہ تھا

ممنون قضا نے ہمکو دیا کیا تعبر دل
سودہ بھی نذر کاہش و تشویش ہو گیا
نہین دیتی دکھائی صورت زیست

غضب صورت ہوان آیا دیکھکر آج
یون تو ہی وہ فرشتہ خو لیکن
ہے ذرا آدمی کشی کا شوق ٭

بس حنا زور آزمائی ہو چکی
دلبرون سے ہاتھا پائی ہو چکی
رات تھوڑی حسرتین دلمین بہت

صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی
تفاوت قامت یار اور قیامت مین ہے کیا ممنون
وہی فتنہ ہے لیکن یہان ذرا سانچہ مین ڈھلتا ہے

شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ

یگانہ سخن سنجان روزگار فرید عصر وحید قرون وادوار پاک نہاد وصافی ضمیر میان شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ شعرای قدیم شاہجہان اباد سے تھے شعر ریختہ کو بطرز صائب مدعا مثل اکثر فرماتے تھے مشکل زمینون کیطرف جسمین سخن طرازون کو قدم رکھنا دشوار ہوتا بیشتر توجہ کرتے اور حق یہہ ہے کہ اون زمینون مین سیر غزل قریب بقصیدہ بل دو غزلہ فکر کرتے اور اکثر ابیات غزل بیت الغزل ہوتی باوجود اسکے کہ علم شعر سے بہرہ کم تھا لیکن جن زمینون مین وہ قدم رکھتے اور اونکو بزور طبع خداداد سرانجام دیتے مدعیان کمال کو مجال نہوتی کہ اوسمین جرات کرین اکثر ریختہ گویان شاہجہان آباد نے کہ اپنے زعم مین کوس لمن الملکی کو بلند آوازہ کرتے ہین اوائل حال مین اونہین سے تلمذ کیا تھا گو بعد مدت مشق کمال کو پہونچا کر کبھی مباحثہ اور کبھی طنز و تشنیع پر مستعد ہوئے اشعار آبدار اس پیشرو سخنوران روزگار کے دو لاکھ سے زیادہ ہین اور یہہ بی مبالغہ و اغراق ہے صدہا آدمی جو کچھ کہ نجانتے تھے اور بتقریب مشاعرہ صرف اونہین سے غزل کہوا لیتے تھے ہر ایک دیوان اپنے اپنے نام کا مرتب رکھتا ہے اپنی زندگی مین ترتیب دیوان کیطرف توجہ نکی اونکی وفات کے بعد مہاراج سنگہ نامی ایک شخص نے کہ اونکا شاگرد ہے جسقدر ہاتھ لگا جمع کر کر ایک دیوان ترتیب دیا ہے اس پر پچاس ساٹھہ جزو سے کم نہین دو بار لکھنو مین تشریف لیگئے اور سامنے مرزا قتیل کے مصحفی اور انشا اللہ خان کے ساتھہ بساط مشاعرہ آراستہ کیا تین بار حیدرآباد کو گئے اور وہان کے رئیس نے نہایت قدردانی سے ہر بار ہزار ہا روپیہ کا سلوک کیا خصوصاً راجہ چندولال نے کہ اوس سرکار کا مختار کل اور مرد سخن فہم اور قدرشناس اہل کمال تھا اس بزرگ کو مالا مال کر دیا تیسری بار چونکہ خمیر اونکا وہین کی خاک سے تھا شاہجہان آباد کو آنا نصیب نہوا اور اوسی سرزمین مین وفات پاکر مدفون ہوئے اونکے انتقال کو آٹھہ سات برس کا عرصہ ہوتا ہے ہر چند اسقدر ذخیرہ مین سے قدری کا لکھنا نہایت نازیبا ہے لیکن احترازاً عن الاطناب یہانہین چند اشعار پر کفایت کی جاتی ہے

اشعار ریختہ

پشت لب پر ہے تیرے خط ریحان ایسا
فرہاد یہہ دشمن ہے تیری جان کا لوہا
کمان و تیر نمط ربط تھا مجھے اوس سے
روح تھی کسکی یہ مینای می ناب مین بند
کبھو نہ اوس رخ روشن پہ چھائیان دیکھین
اس دوستی کو اپنی بالای طاق رکھو

مونہہ تو دیکھو لکھے یاقوت رقم خان ایسا
قیامت آپ کا قد اوسکے دلپذیر ہوا
جب اوسنی آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا
قدم نرکھہ میرے چشم پر آب کے گھر مین
گھٹا مین چاند پہ سو بار جھائیان دیکھین
دیجئے دلمین کیون جگہ اس آہ بی تاثیر کو

نکلی تھی دم تیشہ زنی سنگ سے آواز
چھڑی لے سرو چمن بینوا فقیر ہوا
خود بخود طاق سے شیشہ جو گرا ای ساقی
بھرا ہی نوح کا طوفان حباب کے گھر مین
سب سے لاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو
جسمین پیکان بھی نہو رکھنا ہے کیا اوت تیر کو

یہہ عالم اوسکے خط سبز نے دکھایا ہے
کہ جسکو دیکھکے عالم نے زہر کھایا ہے
شوق نظارہ تیرا کھینچ کے لایا تھا اوسے

گرچہ تھی قیس کے پاؤن مین سلاسل بھاری
دیکھہ لیتی جو اوٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ
لیلی ایسا نہ تو تھا پردۂ محمل بھاری

دل کا کیا مول بھلا زلف چلیسا ٹھہرے
تیری کچھہ گانٹھہ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے
جنبش لب یہہ قیامت ہی کہ جی اوٹھے ہم

آج ایک بات مین تم رشک مسیحا ٹھہرے
دل یہہ کہتا ہے کہ مت یاد بتان دلواؤ
چھیڑ چھیڑ کا مرے پھر آب مزا دیکھین گے

در پردہ آنکھہ یار سے لڑتی ہی رات سے
تار نگہ کو رشتہ ہے چاک قنات سے

شیخ ابراہیم ذوق المخاطب بہ خاقانی ہند

شاہ کشور سخنوری مالک رقاب مملکت معنی پروری والی قلمرو تکمیل و اکمال موسس اساس فضل و افضال جامع دقائق فن جلال مشکلات سخن قادر الکلام زبدۂ کملاے انام مرجع مآرب ارباب شوق شیخ محمد ابراہیم ذوق عہدۂ اوستادی سلطان عصر محمد سراج الدین بہادر شاہ سے ممتاز اور پیشگاہ سلطنت سے خطاب خاقانی ہند سے سرفراز ہین مشق سخنوری اس درجہ کو پہونچی ہے کہ کوئی بات اس صاحب سخن کی غالب ہے کہ پیرایہ وزن سے معرا نہوگی پر گو اور خوش گو غزل ویسی ہی اور قصائد ویسے ہی غزل گوئی مین سعدی و حافظ و قصیدہ مین انوری و خاقانی مثنوی مین نظامی گو اگر اس سخن گو کی شاگردی سے فخر ہو تو کچھہ عجب نہین شمار انکے اشعار گوہر نثار کا بجز عالم الغیب کے اور کوئی نہین کر سکتا دقیقہ سنجان روزگار پی لیجا سکتے ہین کہ جسکا کلام وحی نظام فخر متقدمین اور شرف متاخرین مین ہو اوسکی ذات فائض البرکات بنی نوع مین کسقدر فضل و شرف رکھتی ہوگی اسقدر جامعیت کہ فصاحت عبارت اور متانت تراکیب اور تازگی طرز اور جدت معنی اور غرابت تشبیہ اور حسن استعارہ اور خوش اسلوبی کنایہ اور لطف تلمیح اور پاکی الفاظ اور تنگدرزی کلمات اور بست قافیہ اور نشست ردیف نظم و نسق کلام اور حسن آغاز و انجام ایک جاے مین جمع ہین متقدمین سے متاخرین تک کسی اور فرد بشر کو حاصل نہین ہوئی اگرچہ اصناف سخن خصوصاً غزلیات اور قصائد سے دفتر دفتر ہے اور ہر شعر نقطہ انتخاب سے مزین لیکن اس مختصر کا حوصلہ تاب نہین لاتا کہ اونکو درج اوراق کر کر ارباب شوق و اہل فضل کی خدمت مین گذرانون اسواسطے مشتی نمونہ از خرمنی چند شعر ہدیہ نظر شائقان کمال کے کرتا ہون ؛

اشعار ریختہ

ہم ہین اور سایہ تیری کوچہ کی دیوارونکا
کام جنت مین ہی کیا ہمسے گنہگارونکا
مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر

مجھسے یہہ کسدن کے بدلے آسمان لینے لگا
مذکور ترے بزم مین کسکا نہین آتا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا

کہی ہے خنجر قاتل سے یہہ گلو میرا
کمی جو مجھسے کرے تو پیئے لہو میرا
لبون پر جان عبث ہی منتظر وہ شوخ کب آیا

اگر جیلم کو بھی آیا تو ہم جانین کہ اب آیا
تامل کیجیو ذوق تپیدن دیکھتے کیا ہو
کہ اب تک ذبح کرنیکا نہین قاتل کو ڈھب آیا

ہاتھ تو لہکا پر انھا یار کے شمشیر کا
زخم پر قسمت سے میرے کارگر اچھا ہوا
لکھیو اس خط مین کہ ستم اور نہین سکتا

پر ضعف سے ہاتھون مین قلم اور نہین ہے
دل تو لگتے ہی لگیگا حوریان عدن سے
باغ ہستی سے چلا ہون میں پریان چھوڑ کر

ٹھہری ہے اذنکی آنیکی یہان کل پر جا صلا
ای جان بر لب آمدہ تیری ہے کیا صلاح
مجھمین کیا باقی ہے جو دیکھی ہے تو آنکی یہ پاس

بدگمان وہم کی دار و نہین یقان کے پاس
نہین تدبیر کچھ بنتی پڑے سر کو پٹکتی ہین
نہ دل چھوڑے ہے اوسکو اور نہ ہم دل چھوڑتے ہین

مرگئے پر بھی تغافل ہے رہا آنے مین
بیوفا پوچھے ہے کیا دیر ہے لیجا ذہین
خط پڑھکو اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین

کیا جانے کیا لکھدیا اوسنے کیا اضطراب مین
وہ جنازے پر مرے کسوقت آئی دیکھنا
جب کہ اذن عام میری اترنا تھی کوچہ

ہان تامل دم نا دیگی نہ خوب نہین
اہسین چھاتی مری تیرون سے چھنی خوب نہین
اوس حور وش کا گھر مجھے جنت سے سوا ہے

پر وہان رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
دیکھا دم نزع دل آرام کو
عید ہوئی ذوق دی شام کو

عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
وہ لب پر آئے ہنسی دیکھو مسکراتے ہو
کھا فی پینے کی قسم کھائی ہے تجھمین ہمنے

ورنہ ہے زہر تو ہر طرح گوارا ہمکو
تو جان ہے ہماری اور جان ہے تو سب کچھ
ایمان کی کہین گے ایمان ہے تو سب کچھ

رخصت زندان جنون نے بخیر رکھی گاہے
مژدہ خار دشت پھر لو امیر اکھلا ہے
کون وقت اوی وای گذرا دلکو گھبراتے ہو

موت پر ہے اجل کو پیمان تلک آتے ہو
وہ نہ آئی رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کے
بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوئے

قطرہ قطرہ آنسو جسکے طوفان بلخان ہوتے
پارہ پارہ دل ہے جسمین تو وہ تو حسرت ہے
قسمت برگشتہ دیکھو ایک نگہ کی تھی اور

سو بھی اگر تا سر مژگان جیا سو پھر گئی
زخمی مین ہوا ہون تری دزدیدہ نظر سے
جانیکا نہین چور مری زخم جگر سے

وہ اپنی سینہ مین ہے آہ آتشین ہمکو
کہ برق دیکھو تو فی النار والسقر ہوجائے
نگہہ کا وار ٹھا دل پر پھر کہنی جان لگی

پہلی تھی پر چھی کسی پر کسیکی آن لگی
الفت کا نشان جب کوئی مرجائے تو ہے
یہہ درد سر الہیا ہے کہ سر جائے تو جائے

کہتے ہین لوگ موت تو سب جائے جائے
پر تیری باس اوسے بھی کوئی کھائے جائے ہے
ذکر کر چاک جگر سینے کا سن سن اسنے

کر کے مین ضبط ہنسی دیکھو ہون جن جن اسنے
زخم دل پر کیون مری مرہم کا استعمال ہے
مشک اگر منگا ہے تو کیا لون کا بھال ہے

جوش گریہ کا مرے تم کچھ نہ چھیڑو جو ہوا
چادر آب روان موجہ پر مری رومال ہے
زبان پیدا کرون جون آسیا بہ نہین سکتا

دہن کا ذکر کیا یہان سر ہی غائب ہے کمر پیدا
فلک کیا فتنہ سازی مین ہو ہمسر چشم فتان کے
گرا تھا یہہ بھی اشک سرمہ آلود اوسکی مژگان سے

پہان تک نا توان ہین ہم گذر جانین گر جان سے
اوٹھائی مورلا شہ کو ہماری دست مژگان نے
صراط عشق پر از بسکہ ہے ثابت قدم میرا

حافظ عبدالرحمن خان احسان

سخن سنج دقیقہ گزین معنی رس خوردہ بین یگانہ جہان فرید اوان حافظ عبدالرحمان خان احسان استعداد کتابی نہایت اور تحقیق مصطلحات بغایت ریختہ گوئی کو کمال اور زبان اردو کو نہایت جمال بخشا ساٹھ ستر برس کی مشق سخن والت کرتی ہے کہ کیسا ملکہ اصناف سخن مین بہم پہونچایا ہوگا صنعت تجنیس و اشتقاق بیشتر انکو کلام بلاغت نظام مین مستعمل ہے اور حق یہہ ہے کہ ان صنعتون کو اپنے سخن مین اچھی طرح سے نبھایا ہے قلعہ معلی مین بیشتر سلاطین انہین کے شاگرد رہے باوجود ضعف پیری کے سخن مین ہنوز شوخی جوانی کی موجود ہے چند شعر انسے بطریق یادگار لکھے جاتے ہین

اشعار ریختہ

دو دن سے مین جدا ہون اوس کو ہوا ہے احسان
کسیکا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا

مین تو اوس نوجوان پر غش ہون
بید کہتا ہے کسوسے کوئی داناون کا

میرے آتے ہی بس نیند آئی تو اب
کہان وہ گریہ و فریاد وہ جان بلب رہنا
وگرنہ یاد تھین مجکو شکایتین کیا کیا

سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون
پانی پہ ٹھہری کیونکہ نہ بستر حباب کا

یار رسوا ہون کو میرے گریبان کی نکر کر

ایک سو طرحکا صدمہ اس دریان بیچ دیکھا
گلے سے لگتی ہی جتنی گلے تجھ بھول گئے

ہاے عالم تری جوانی کا
ہو وہ مرید آبلہ پای عاشقان
یہہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جا

ناصح کی موعنہ کو آن کے کوئی نہ سمجھا گیا

خوشنویسان

جناب سید محمد امیر سلمہ اللہ تعالے

یہہ جناب سادات کبار سے ہین خط نستعلیق کو اس عہد و زمان مین انکی قلم کی صدای صریر مثل صور ثانی کے دوبارہ زندہ کیا ہر دائرہ مرون کا انکی اوصاف حمیدہ کی ذکر ہین سراپا دہان اور بدات الفاظ کی انکی محامد حمید کے بیان مین سراسر زبان انکی خوشنویسی کو دور مین میر عماد کی خوش قلمی پر اعتماد نہین رہا اور انکی صانعی کے زمانہ مین آغا رشید سبدہ ہوگیا باوجود کہ در زرش پنجہ اور بکتی مین کوئی انکا لفظ نہین جیسے نادرہ انکا ایسا سبک ہے کہ قلم کو ایک آن مین ہزار حرف لکھنا اور پھر اوس حرفی کی سات کو گیرا ن تعین

جناب آغا صاحب

یہہ صاحب کمال شاگرد رشید ہین سید امیر صاحب موصوف کی اور اس فنین ایسا کمال بہم پہونچایا کہ اوستاد کو انکی کمال پر ناز ہے اور اس فن کی تکمیل کے سبب سے اساتذہ سلف سے ممتاز ہین علاوہ اس کمال کی فن کمتی مین بھی اس زمان سے گوی سبقت لیگئے ہین اور ایسی قابلیت اور صلاحیت ایسی ہے کہ جسکا بیان نہین اور وہ اعتقاد کہ اپنے اوستاد کی خدمت مین کھتی ہین خامہ و زبان کی مجال نہین لکھ سکے

مرزا عبد اللہ بیگ

شاگرد ہین سید محمد امیر صاحب ممدوح کے انکے رتبہ کو نستعلیق نویسی مین بعد آغا صاحب کے کوئی نہین پہونچ سکتا سواے اسکے اہلیت اور سعادت مندی جو انکے مزاج مین ہے قلم دو زبان کی طاقت نہین کہ اوسکا بیان کر سکے

امام الدین احمد خان

فرزند ارجمند نواب دبیر الدولہ خواجہ زین العابدین خان بہادر مصلح جنگ اور نستعلیق نویسی مین شاگرد ہین اخوند عبد الرسول قندہاری سلمہ اللہ تعالے اور سید محمد امیر صاحب موصوف کے ہاتھ انکا ایسا قابل ہے کہ تھوڑی سی محنت اور زمانہ قلیل مین اپنے اقران و امثال سے قصب السبق لیگئے

محمد جان صاحب مرحوم مغفور

شاگرد میر کلن خوشنویس بے بدل اور خوش قلم بے نظیر تھے جب تک یہہ قید حیات مین تھے انکے سامنے کسی خوشنویس کو یارائے دم مردن نتھا عرصہ پندرہ بیس برس کا ہوتا ہے کہ روح پر فتوح کو عالم فانی سے رہا کیا اللہم غفر لی ولہ

اخوند عبد الرسول قندہاری سلمہ اللہ تعالے

یہہ زبدہ اہل کمال متوطن ہین قندہار کے اور عرصہ چند سال سے بود و باش شہر شاہجہان آباد کی اختیار کی ہے اور اس خاک پاک سے ایسی دلبستگی بہم پہونچائی کہ گویا یہین کے ساکن تھے اور حب وطن کو ایک قلم دل سے بھلا دیا خط نستعلیق و شفیعہ مین بے نظیر ہین

حافظ کلو خان صاحب مغفور

خط نسخ مین استاد یگانہ اور مشہور زمانہ اس خط کو شان یاقوت پر لکھتے تھے بلکو یاقوت کو انکے سامنے یاقوت جرم دار کی مانند کچھ قدر نہ رہی تھی عرصہ چند سال سے عالم باقی کی طرف خرام کیا انا للہ وانا الیہ راجعون

میر امام الدین سلمہ اللہ تعالے

خط نسخ مین استاد ہین سلطان عصر حضرت ظل اللہ سراج الدین محمد بہادر شاہ کے اور خط نسخ کو قاضی کی شان پر لکھتے ہین اور باتفاق زبان خلائق پر ہے کہ اس شان پر ان سے بہتر کیا اس سے انیس بیس بھی لکھنا محال ہے

مولوی حیات علی صاحب مغفور

خط شکستہ مین وہ کمال بہم پہونچایا تھا کہ اونکے ہر حرف کے خم و پیچ سے زلف خوبان شکستگی دام کرتی تھی اور خط نستعلیق مین ایک شان نئی اختراع کی تھی اور طرفہ یہہ ہے کہ اوس شان کی صدہا کتابین مختصر اور مطول اونکی قلم اعجاز رقم سے نکلی ہوئی ہین کہ ہر حرف اون کتابون کا ایک قطعہ شمار مین آتا ہے قدرت خدا کی ہے کہ ایسے فرد

کامل بھی صفحہ روزگار پر بہم پہونچے ان اللہ علی کل شئی قدیر مدت دراز ہوئی کہ اس جہان فانی سے راہی ہوئے

پنڈت شنکر ناتھ

خط شکستہ مین شاگرد رشید تھے مولوی صاحب ممدوح کے اور بعد اون حضرت کے ان سے بہتر شہر شاہجہان آباد مین کوئی نہین ہوا اور نہ اب ہے چھہ سات برس کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی سے راہی ہوئے۔ + +

بدر الدین علی خان مہرکن

خط نستعلیق لکھنے مین شاگرد ہین سید امیر صاحب ممدوح کے اور مہرکنی کے فن مین تمام ہندوستان مین اس سرکردہ اہل کمال کا نظیر نہین مہر حکام وقت کی علی الخصوص نواب گورنر جنرل بہادر کی اسی یگانہ روزگار کی ہاتھ سے کھدا کرتی ہے جو دائرہ کہ انکی قلم سے نکلتا ہے ہزار حرف انکی یگانگی پر اپنے دہن سے ادا کرتا ہے

مصوران

غلام علی خان

مصور بے مثل و مانند و پیکر آرای بی شبہ و نظیر رنگینی از رنگ مانی انکے نقش سادہ کے مقابل خجل اور آب و رنگ کارنامہ بہزاد اونکی سیاہ قلم کے سامنے منفعل نقاش بہار تے ہر چند تصویر چمن کی لعلی شقائق اور سفید آب نسترن سے بنائی انکے گروہ بی نقش و نگار کے آگے رونق نپائی ایسا قادر اس فن مین صفحہ روزگار پر نہین پیدا ہوا کہ دیدہ نرگس کی تصویر بینا اور زبان سوسن کا نقش گویا بنا سکتا ہے غنچہ اونکی چمن تصویر کا بویا اور مردم چشم انکے مرقع تہ مین آشنا دیدہ مور کے پردہ پر کرہ عالم کی تصویر اسطرح بنائی کہ منجمان رصد بند گردش افلاک و اوضاع کواکب کو بتفصیل اوسمین مشاہدہ کر سکتے ہین اور نقطہ موہوم پر نقشہ کون و فساد کا ایسا کھینچا ہے کہ فکر حکیم استحالہ اجسام اور تکون موالید اور حصول ترکیب اور تغیر فصول کو کماہی اوس سے دریافت کر سکتا ہے گل کی نرمی اور خار کی درشتی انکی تصویر سے مشہور حیوان کی حرکت اور نبات کا نمو انکی نقشہ مین موجود

فیض علی خان

کہین برادر حقیقی ہین غلام علیخان موصوف کے مانی انکا قلم بند و صدف وار اور بہزاد انکی طرح کا چربہ نگار شمع انکی تصویر کی بزم افروز اور آتش انکے نقشہ کی عالم سوز از بسکہ مزاج صلاح و تقوی کیطرف بہت مائل ہے جاندار کی تصویر سے تائب ہو کر فقط نقشہ مکانات پر قناعت کی سبحان اللہ اس کام کو اسطرح سے سرانجام دیا اور اس امر کو ایسا بالنصرام پہونچایا کہ بیان اوسکا احاطہ تحریر سے باہر ہے

مرزا شاہرخ بیگ

فن تصویر مین نہایت کامل اور اقران و امثال سے اس کام مین گو سے سبقت لیگئے مژہ چشم حور اگر انکا مو قلم بنے بجا ہے اور بیاض گردن پری اگر انکا صفحہ ہو تو زیبا ہے کل نقشہ اس کتاب کے فیض علیخان موصوف اور انکی استعانت سے مرتب ہوئے ہین کام ان نقشونکا نمونہ انکی صنعت کا ہے

محمد عالم

اوستاد فن ہے اور اس امر کو دقائق سے آگاہ وضع قدیم کی تصویر جیسی اس سرگروہ اہل کمال کی قلم سے کھینچ سکتی ہے اور کی مجال نہین

ارباب موسیقی

ہمت خان

باربد انکا شاگرد کہین اور نکیسا اسکا تلمیذ کمترین یہہ زبدہ کملاے روزگار اس صناعت مین اپنے عہد مین کوس لمن الملکی مارتا تھا سب ارباب نغمہ اسکے نام سے اپنا کان پکڑتے تھے دھرپد کے گانے مین اس کا نظیر نہ تھا اگر تان سین زندہ ہوتا زانوے شاگردی نہ کرتا اور اگر برجو بادر اقید حیات مین ہوتا خط غلامی لکھدیتا ہر چند اطراف عالم سے روسا ذوی الاقتدار اور راجہ ہاے عالی تبار نہایت آرزو سے بطمع زر خطیر خط لکھکر تمنا کرتے تھے کہ یہ صاحب کمال قصد اون کی ملازمت کا کرے باستعانت استغناے خداداد جو ارباب کمال کے لوازم ذاتیہ سے ہے تمام عمر اونکی طرف مونھہ نکیا اور دلی سے قدم باہر نرکھا جو نغمہ سرا کہ ممالک دور دست سے مدعی اس فن کا ہوکر وارد شاہجہان اباد ہوا اسکی ایک تان کے سنتے ہی نہ تال کی خبر رہی نہ سُر کی اور اوسکے قدم کی خاک کو اپنی آنکھہ کا کحل الجواہر بنایا حضرت بابرکت شاہ محمد نصیر صاحب مرحوم سجادہ نشین خلافت حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے سامنے بنا بر رسم مستمرہ کے دوسری اور چوبیسوین ہر مہینے کو مجلس نغمہ گرم کیا کرتا تھا اور در و دیوار اسکی الحان داودی سے مست ہوجاتے تھے اور از بسکہ درد باطن اور لذت فقر کی چاشنی اس مستغنی الاوصاف کے کلوی حال مین پہونچی ہوئی تھی اوس نغمہ کو ایک اور ہی کیفیت بہم پہونچی تھی اور یہہ کلام مولوی روم علیہ الرحمہ بشنو از نی چون حکایت میکند ٭ واز جدائی ہا شکایت میکند ٭ کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ٭ از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند ٭ اسی ماہر کامل کے نای گلو کی شان مین صادق آتا تھا عرصہ چند سال کا ہوتا ہے کہ اس عالم عنصری سے انقطاع نام کیا اور بزم جنت مین خرامان ہوا

راگ رس خان

فن بین نوازی مین یکتاے روزگار اور یگانہ شہر و دیار اوسکی بین کا ہر تار شیرازہ کتاب معرفت تھا

جیسا ہمت خان فن نغمہ مین اپنا مثل نرکھتا تھا یہہ صاحب کمال بین نوازی مین اپنا نظیر نرکھتا تھا ہمت خان کی ساتھ دوسری اور چوبیسوین حضرت موصوف مرحوم کے روبروی صحبت بین نوازی سے گوش شوق کو ممنون اور سامعہ تمنا کو مرہون کرتا تھا چند سال گذری کہ عالم فانی سے عالم باقی کو راہی ہوا

میر ناصر احمد

والد انکے سادات عظام سے تھے اور اتفاق زمانہ سے ہمت خان مرحوم موصوف کی دختر با اختر سے منسوب ہوئے چونکہ اس صاحب کمال نے اپنے نانا ے مرحوم کی صحبت مین رشد و بلوغ بہم پہونچایا اوسکی فیض تربیت سے فن موسیقی مین یکتاے عہد ہوگیا وہ مغفور فن نغمہ سرائی مین مشہور روزگار تھا یہہ یکتاے زمانہ نغمہ سرائی اور بین نوازی دونو مین معروف روزگار ہوا اور ان دونو کامون کو ایسا کیا کہ گوش اہل روزگار نے کہن ترانہ ہاے سابقین کو فراموش کیا اور کملاے دہر کو یہہ اعتقاد ہے کہ جیسا ان چیزون کو انہون نے برتا اساتذہ سلف کو مجال نہ تھی کہ اسکے عشر عشیر پر بھی قادر ہو سکتے اپنے نانا کی وفات کے بعد بدستور قدیم حضرت خواجہ محمد نصیر صاحب مرحوم کے سامنے یہہ بھی نغمہ سرائی اور بین نوازی اونہین دونو تاریخون مین کرتے رہے اور بعد اونکی وفات کے حضرت سراسر افادت جانشین شاہ محمد نصیر غفر اللہ لہ شرف خلف یادگار سلف مولانا و بالفضل اولانا مولوی یوسف علی کے سامنے جو لائق سجادہ نشینی خاندان موصوف بل اس امر کے واسطے الیق ہین وہ ہی مجلس اس کامل کی وجود سے مزین ہوتی رہی اب گردش آسیاے گردون سے بتقریب تلاش رزق نواح صوبہ اودہ کی جانب روانہ ہوئے ہین

بہادر خان ستار زن

فن ستار نوازی مین یگانہ روزگار اسکے صدا سے در و دیوار تصویر کا عالم بہم پہونچاتے تھے یہہ فقرہ کہ مرغ از طیران و آب از جریان باز دارد اسی ماہر کامل کی ذات پر صادق آتا تھا پانچ چھ برس کا عرصہ ہوا کہ عالم باقی کیطرف سفر آخرت اختیار کیا

رحیم سین ستار زن

یہہ صاحب کمال اشرف اولاد میان تان سین ہے صداے تار اسکی ستار کی الحان داودی سے خبر دیتی ہے چھہ راگ اور چھتیس راگنی اسکے تار ساز کے بال باندھے غلام و کنیز ہین نواب فیض محمد خان والی جھجر نے کمال قدردانی سے اپنی ملازمت مین رکھا تھا اور بعد اوسکی وفات کے نواب فیض علیخان مرحوم نے کہ بذریعہ وراثت والی اوس ریاست کا ہوا بدستور قدرشناسی اس زبدۂ کملای عصر کی کرتا رہا اب جو وہ ریاست عبد الرحمن خان پسر نواب مرحوم تک منتقل ہوئی یہہ رئیس بھی اوس صاحب کمال کی قدردانی مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کرتا واقع مین ایسے

یکتاے روزگار عرصہ عالم مین کم جلوہ گر ہوتے ہین

نظام خان

دھرپد سرائی مین بے مثل و مانند اور ناشاگرد انکا تان سین و بر جو بادرے کو خیال مین نہین لاتا تھا عرصہ قلیل ہوا کہ شبستان عالم بغیر اوسکی وجود عشرت آمود کے ماتم سرا ہو گئی

قائم خان

دھرپد نوازی مین ایسا کامل تھا کہ مقامات دوازدہ گانہ راگ کو کہ کمال صعوبت سے ہفت خوان رستم کا حال رکھتے ہین اوسکے انفاس معجزہ اساس نے بآسانی پے سر کیا تھا عہد آدم سے اس دم تک ایسا ماہر پیدا نہین ہوا اور اس زمانہ سے نفخ صور تک اسکے نظیر کا پیدا ہونا متصور نہین عرصہ چند سال سے عالم فانی سے کوچ کیا ✤

گلاب سنگہ پکھاوجی

جامع تھا فنون شتی موسیقی کا ہاتھ اس صاحب کمال کا پکھاوج کے بجانے مین ایسا طیار تھا کہ اوسکے ہاتھ کی ایک جنبش مین سو راگ آنکھون کے سامنے پھر جاتے تھے اور ستار نوازی کو گویا اسی نے از سر نو زندہ کیا تھا سوا اسکے جل ترنگ کے بجانے مین ید طولی رکھتا تھا عرصہ دراز ہوا کہ سفر آخرت کا اختیار کیا اور عین جوانی مین داغ مرگ سینہ پر لے گیا

؎ کار بسیار و اندک ست حیات عمر در خورد کار بایستی

مکھوا پکھاوجی

پکھاوج بجانے مین یکتاے عصر اور یگانہ دہر باتفاق کہتے ہین کہ جو صحت اسکے ہاتھ مین ہی نہ سلف کو میسر ہوئی اور نہ خلف کو الحمد للہ کہ یہ کتاب تمام ہوئی اور دست قلم جو گردش دائمی اور گویہ مدام سے فارغ نہ تھی آسودہ ہوئی فکر کو تسکین اور طبیعت کو اندیشہ سے آسودگی بہم پہونچی خدا کرے کہ مقبول طبع صاحب نظران پر ہنر ہو

صد شکر کہ این نگارخانہ ✤ بگرفت طراز جاودانہ بتخانہ ہند را دراست این ر ناقوس ہزار پیکر است این

تمت

تقریظ کہ جناب مرزا اسد اللہ خان غالب نے اس کتاب پر لکھی ہے

خواستاران گرمی ہنگامہ بینش را در نورد نیرنگ گردش رنگ بہ نوی نوید کہ چین رونما نگارخانہ را پردہ از پیشگاہ برداشتہ اند کہ دران شگرف آئین کارگاہ بشمار شگرفی آئین کار پیکر آرایان دیدہ ور را آئینہ بیخودی روی آوردہ دانگونہ فرو ماندگی دست بہم دادہ کہ اگر رستخیز را ہمہ آن گیری کہ در پیکر کدہ ہا پیکرہای پایای پویہ نایاے را برفتار آورد پیوند

روی نیاز مالی و پشت دست بنیرو از زمین نتواند گسست ہمانا از نگارخانه آن کارنامه مینو بارنامه خواہم کہ شادروان نشیمن نازمست و آرامش گاه پری پیکران رازسر گذشت شہریارانست و سرنوشت روزگاران ورنه این نی بے نوا کہ مرغ دست آموز دستانسرا ستی بر در و دیوار پیکرستان زمزمه سنج چراستی من کہ از تنباہی دانش فناسازی خوی پیوندر امشق آرامش و راندیشه برنتافتمی و تا خود را بدشت از سونان تیزی گام آبله سای و درین کوه بپیاله داغ پلنگ شور را بہ پیماہی نینداشیدمی از نوایش بر گرفتمی و بنافتمی سینه چون زنبورخانه رخته تا بہم میاہی را نشانگاه و دیده چون دلربایی پرداز نخوانا بہ بالے قمره و رخسار و بہم سوز را فرود آمد بجای اینک در پرده گزارش این گزین نگارش نخوابگاه بیدار بختان غنوده پیکر و نشستن جاے خداوندان او رنگ و افسر کرشمه سنج میگزرم و بدانسان کہ در گلگشت چمن بر کنار خیابانها بشاخ گل دست سائی و گلچین گزرندش نهای شامان گزشته یک یک را اندیشه می شمرم ولاوریے پرچم نشانهای لشکر کشان اخورکشائی پیش کش ما را کہ بگمانها لشکر و کشور بندا از زبان نکته سنج دانست کہ درین ستوده آئین راه سخن کشوده کسی ست کہ دل آزاده در دربند هوای او بسی ست خوشا دانا دل هنر دستگاه فرخنده کردار گزار کارآگاه مهر ورز کین فراموش اہرمن دشمن یزدان و دوست فرزانه بانمرد فرهنگ جواد الدوله سیداحمد خان بہادر عارف جنگ آن کہ خامه را در نگارش افسون زنده کردن نام بدان روش روانی داد کہ نام آوران روزفزون رستند زندگی جاودانی داد پیوندخویشی خجستگی با خویش از خویشی تری بہ آب لختی استوارتر و فرجام بگانگی فرخی با گوهرش از یگانگی روشنی بہ مهر پاره آشکارتر با همگمانش دلیست از فرزانگی بہ آئین مردمی دانا و با منش پیمان مهری است از دلنشینی بہ پیوند خوان نا ما سخن کہ پیوسته ابر فرسودگی مارو پودپندکنه خوشتن از کهرهای گسسته خنده دندان نما داشت بدست یاری این گرامی هنر در جامه خسروی و پیرایه نوی یافت آزاده مردنیرو کارگزار را بیمر آفرین کہ تا و رفرخوای فرخنده گزارش کہ هنر گزاردن کہ دار پشینان رانفرودن آگاهی پسینان شیوه نداشت پای گذاشت از آن دست سخن راندکہ هم بر رفتگان سپاس نهاد و هم آیندگان را آفرین گوی ساحت درین نگفت آورد کیونه غالب پلنگینه پوش پلاس نشین کہ بدین نمودے بود کہ اکنون دارد هم اکنون هنر فروختن از نیامدگان و در نیست و آینده پیداست کہ خود از رفتگان خواهد بود هر اینه از رنگبر این رهبر کہ آورده شد و بہ نموداری این نشان کہ انگیخته اند در کردار پسندی و سپاس پذیری بارفتگان هم اندیشه و در کردار ستائی و آفرین خوانی با آیندگان هم نواست گوئی گفتار من در انجام این نامه هوش افزا رفتگان را بہ شنودن آوازه دیرپایست و رنه زیبای پاسخ است و آیندگان را بہ سرودن زفرمه زود بیائید و دیر بمائید فرخ شادم کہ نگارش بہ فرخی انجام پذیرفت و خامه

از جنبش آرام یافت نے نے بہ فرخی انگاہ نازم و شادی و تیرہ اندران ہنگام روا باشد کہ روان در شبگیر اندیشہ
بروشناسی روشنائی خرد کہ فروغ قرہ ایزدی است گر بوہ دشوار گزار پندار پیدائی را از میانہ بر کرانہ رہ سپرد
و مرا ازین شاہ را ببالا دوی بر در میخانہ نیستی فرود آورد بو کہ از می مرد افگن آن چمستان پارہ بہ سفالم ریزند
تا بہ سیہ مستی ان بادہ روشن انبواہی نمایش آز و آرزو از ہم پاشد و نمودہای بی بود از پیش نگاہ برخیزد نہ از فرخی
رنگے پاید و نہ از شادی بوی نہ از مستی نامی ماند و نہ از ہستی نشانے ٭ غالب بریدم از ہمہ خواہم گزین سپس ٭
کنجی گزینم و بپرستم خداے را

تقریظ کہ جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی نے اس کتاب پر لکھی ہے

رنگینی معنیم صفحہ را رشک نگارستان چین کردہ و شادابی الفاظم کاغذ را بتازگی پرند گل پروردہ دل تا دیدہ و کان
رنگ معانی چیدہ ام و سینہ تا زبان خوان الوان سخن کشیدہ ام نہ فکر را از ترتیب مقدمات شعری یک نفس فارغ نشستن
و نہ اندیشہ را از گرد آوری ساز شریک دم رشتہ سعی گسستن نفس تار سازیست صرف نغمہ طرازیہای بیان و دہن حلقہ بزمی
ہست وقف ترانہ زبان رشتہ انفاس در گلدستہ بندی ریاحین افکار مصروف و عنان توجہ در صید وحشیان معانی
معطوف ہمانا خیال ستایش نگارین نامہ بلاغت نظام آثار الصنادید نام کہ نتیجہ سخن طرازی خامہ گوہر بار معنی
آفرینی است کہ حسن گلو سوز معانی پروردہ مشاطہ طبع ارجمند اوست و جلوہ شہسوار معارف در پردہ گرد انگیزیہاے
افکار بلند او یعنی رنگ چہرہ کمال آب گوہر جلال تہ نشین گوہر محیط وقار رسا نشہ صہبای اعتبار آبیار گلشن قبول و اقبال
نخلبند حدائق فضل و افضال دودہ سیادت را از بلند پایگی نسبش فرق بکنگرہ عرش سودن و خانوادہ نجابت را از والائے
نژادش رفعت فلک افتخار نمودن رنگ بہار بریدہ معنیہاے رنگین اوست و نکہت گل واکشیدہ اخلاق دلنشین او
عروج مراتب ہمت اولین پایہ سلم کمالش و بلندی مدارج حشمت نازترین درجہ ایوان جلالش بچمن پیرائی عدلش صبا از
پیش گل بیصرفہ نتواند دوید تا تیزی نوک خار دامن نزاکتش ندرد و ہیزم افروزی انصافش شعلہ از بالای شمع
بے اختیار سر نتواند کشید تا شوخی وضع بے احتیاطش با بال پروانہ بر نخورد خم کمند فکرش طوق گردن وحشی غزالان حقائق
و رسامی پالہنگ اندیشہ اش مرسلہ گلوی دقائق فروغ معانی پرتو شمعی ہست از فانوس صفاے سینہ اش بیرون
دویدہ و شوخی نکات برق تبسمی ہست از پردہ لبہاے اخلاقش درخشیدہ تار و پود انفاسش صرف قصب بافیہاے
کارگاہ سخن و رنگ آمیزے خیالش در کار شفق سازی رنگینی ہاے چمن گاہی ادای شوخی ناز در کسوت جنبش خامہ اش
جلوہ فروش و گاہ بیقراری نالہ نیاز از پردہ حریر قلمش در خروش ترانہ آہنگش با دعوی فصاحت بیانیہای بلبل

حرفی است گلوگیر و زمزمه بیانش بالاف سنجی نوای قمری جوابی است دلپذیر خرده کاری طراح خامه اش طول و عرض هزار صفحه را از پرده یک نقطه جلوه تواند داد و وسعت حوصله دستگاهش تنگی ظرف حباب را باکشاد جبهه هزار محیط مقابل تواند نهاد نشو و نمای ریاحین بهار با سنبل رسانی زبان قلمش بر طبع ارباب نظر خورده و طراوت اوراق نسرین با تازگی عبارت نامه اش از نم شبنم عرق کرده گنجینه ضمیرش چون لوح تقدیر مخزن جواهر اسرار و خامه اندیشه اش چون اوامر قضا متصدی ظهور آثار هم کثرت را از فیض صحبتش گرمی هنگامه چهره کشا و هم وحدت را از اثر تجریدش جامه ساز تعلق قبا ❊

بر خاتم جم خط نگینش	بام در کبریا زمینش	جاهش که به بخت کام داده	رفعت به سپهر دام داده
بر بارگهش ز مهر پر نور	صد سجده و یک نظاره از دور	بر گرد سرای دولت او	بینند فلک به حشمت او
بر فرق مراتب کمالش	گردنده سپهر از جلالش	عقلی که چراغ دل فروزد	وین خلوت آب و گل فروزد
مالیده برخ غبارش از راه	تا گشت چراغ هفت خرگاه	خورشید که فره بلندیش	بار است بشان ارجمندیش
سر سوده بر آستانه او	تا شد فلک آشیانه او	رفعت که بفرق چرخ زد گام	جست از در بارگاه او کام
طبعش که بها دهد سخن را	گل کرده بهار صد چمن را	آید به نواز خامه او ❊	چون پرده ساز نامه او ❊
کوک از نفسش چو بانگ بلبل	هر حرف به پرده های صد گل	بسپرده برنگ چشم عشاق	گلدسته صد چمن باوراق

سپهر کمال را اوج و محیط افضال را موج کوکبه آرای عزایم بلند مرحله پیمای مدارج ارجمند طراز مسند تفاخر جواد الدوله سید احمد علی خان بهادر که امروز چار بالش منصب منصفی این سواد بطراز وجودش بر سریر سلیمان نازش دارد دماغ اندیشه میخارد و فکر افسرده را بجوش می آرد اگر گرد تعصب بزنگ آینه انصاف نباشد و زنگ آمیزی اعتساف نقش بی امتیازی نتراشد راه این تحقیق توانند شکافت و سراغ این منزل توانند یافت که سایه پروردگان گلشن قدس تا به تردد جاده خیال خو کرده اند جای نفس راست کردن به ازین سر منزل آسایش بکف نیاورده اند قدرت وهم در ایجاد تطیرش وامانده تر از سعی مایوس و جرات قصور در سراغ مثلش نارساتر از پای محبوس نسرین را با شگفتگی عباراتش برگ برگ لبی دست از شبنم در زیر دندان حسرت و لاله را با رنگینی معانیش بر داغ اخگری است افروخته دامن زمینهای غیرت طره سنبل بر آتش رشک سطورش چون موی در پیچ و تاب و موج سبزه از باد غیرت رقومش چون موجه آب در اضطراب رشته خطوطش از طراوت الفاظ رگ ابری است طوفان خیز و ریشه حروفش از پرتو معنی تابش برقی است آتش انگیز صفای اوراقش از صباحت مضامین آئینه

وصف نما و بیاض صفحاتش از فروغ معنی صبحی از چهره خورشید نقاب کشا بین السطورش ساچون فرق سر نیکوان گیسوی حرف
زده و طرف فرهیختن سناز و نفیر بی نظارگیان و سادگی کاغذش راچون چهره دلبران بخط و خال رقسم آرا استن بکلیت
تمکینی تماشائیان اشر پرورد گان کلماتش در ذکر خامش نفسان مکتب عدم خون بالای پرده چشم عبرت نگاهان
روشان حروفش در نوحه خاک بر سر گردگان زیر زمین جگر کاو حوصله تمکین دستگاهان از رنگ نگاران گرده تصویر
ز رنگ چهره شاهدان دست بطرح گل برده اند و بعلی خون عاشقان رنگی لبسا قلم و اغ لاله سپرده نگاه در تماشگاه
تقابرش آتشگیهای تار بود کفن عبرت گیر و نظر در سیر خطابرش از حسرت پیری خاک گور نبد پذیر

مثنوی

گر دره او بکن شماره	از رنگ پریده نظاره	هر فرزه او که تابدار د در	از داغ دلے گرفت صد نور
ز انقطره که از مژه کشاد ند	صد نقطه بهر ورق نهاد ند	تا حرفی ازین کتاب خیزد	دل خون شود و بخاک ریزد
تا یک قرش بخون نگا رند	بر صفحه دل جنون نگا رند	هر کس کتابتش نظر داشت	در خامه چکنده جگر داشت
چندین دل تشنه بر تنگستند	تا طرح سراب نقش بستند	رنگ از رخ شاهدان بریدند	تا نقش چنین برو رسیدند
خمیازه حسرت شکر خواب	در مقرمهش حرف محراب	باشد یک خرد پسند ان	چون ساغر می بدست رندان
سطرست که نقش پا بر ق لیست	یا زلف نگار در کف دست	صد لطف بهر کشود ن اوست	چون بند قبا کشود ن دوست

عجز تمنای آئینه احوال صهبائی از التفات شفقت نگاهان بی بهره نخواهد بود که بهار آرای این صدقه از جذبه
تاثیر گیهای نگاه لطف رنگ پریده عجز نال رانه آنهمه بازگردانیده که پرطاوس از غیرت رنگ بست ان داغ بر دل
صنوبر زد و بال تذرو از شرم بهار بخیر انش چهره نفیر و زده تعداد مراتب الطافش خرش حجابسه بر رشحات سحاب اندوهبر
مدارج اشفاقش تماع محیط و ظرف جباب گنجاندن تا باده در ساغر انگور از خم آفتاب ریزد و پرتو خورشید آتش
از پرده آئینه انگیزد نگاه مهرش بزم افروز اهل وفاق و شعله سورت قهرش جانسوز ارباب نفاق باد ۰

تقریظ که جناب مولانا محمد صدر الدین خان بهادر فی اس کتاب پر لکھی ہے

خدایا ازان گنج یابم نشان	آگهم گشته آنجا و از جهان	کنم باد دستی ازان گنج بار	
بعالم دمم چیلم بوشیدهار	زر و لو هران فرزنده گنج	کنم وقف پیران و بنیاد گنج	
بزرین کلیدی تو انم شکست	طلسمے که بر گنج پر ویز بست	کنم پیچیان دامن اهل فن	
که از دولت دیده دامان من	الا نجت نظم از گران خواب خیز	کنون خاک دهلی بهشت نجیز	
سوی گنج آباد دهلی شتاب	که گنجیست جویان کان گوهر آب	کجا ئی کجا معجز عیسوے	

که آزرده دارد سر مثنوی
بیا ساقی ای مایهٔ حسن و ناز
می ساغر افروز مینا گداز

بمن ده که آتش زند در دلم
بجوشد محیط شرر از گلم
نویسم دران نشه ابیات چند

که پر خون شود زان دل شهد و قند
می تاب در جام جامی کنم
چمن زار گور نظامی کنم

ازان بادهٔ خام جامی کشم
ز گردون دون انتقامی کشم
کزین سست پیمان نیلی سلب

که نامش بود چرخ کجرو لقب
چگویم که بر من چها رفته است
صد آمد اگر یک بلا رفته است

درون دارم از چرخ پر کینه ریش
جگر ریش و دل ریش و هم سینه ریش
ز بختم رود جز زبان ها سخن

سرشکم برو رشک بر بخت من
همین است آیین این تیره کار
تو امید صلح از مدارش مدا

همین است آیین باغ جهان
که اول بهار است و آخر خزان
همین است آیین چرخ کبود

در آغاز بود و در آخر نبود
بحالش کنی گر بعبرت نظر
نظر کن دران نامهٔ نامور

که آن را رقم کرد بحر کمال
فروهیده فرهنگ فرخ خصال
نکرده فزون رتبه اش منصفی

که بود است دون رتبه اش منصفی
نویسد اگر خامه از رای او
شود نخل ایمن سراپای او

رسا فهمش اندیشه او سلیم
خیالش مداد ای طبع سقیم
شده انس او در دلم جای گیر

بد اندیش را گو ز حسرت بمیر
مهین میوهٔ باغ هستی دلش
پرستندهٔ حق پرستی دلش

تو آیین او بهر ارباب فن
طرب بخش همچون شراب کهن
بجیب صبا خلق او نافه بار

کهین حلقه در گوشش آمد بهار
دل او ز آیینه شفاف تر
بصافی ز آب گهر صاف تر

صفا خیز و از جوهر سینه اش
ز مه رو نما خواهد آیینه اش
ضمیرش بدرک و رسائی علم

ذکا را بلمعان فکرش قسم
مجالست کان را کسی رو کند
قبولش اگر سید احمد کند

رقم زد کتابی بار دو زبان
در آثار و احوال پیشینیان
نشانهای رسم کهن ریخت

بگیتی طراز نو انگیخته
شد آثار دهلی ز نابود بود
مگر ساخت تمثال دهری وجو

دمیده به نقش عمارات جان
ز اعجاز او شهر دهلی روان
نقوشش که مثلش نه آنی کش

خطی رو برار ژنگ مانی کشید
از و سرو هنگامهٔ نوبهار
سراپای او چون سراپای

همانا است دوران بکام بهشت
دهد گر جواب سلام بهشت
نظر سوی او سوز دل را علا

ستاند ز لعل نکویان خراج
نوازندهٔ جان چو زلف دراز
چو تقریر آزاده معجز طرا